

دشمن اب غائب بروہائی غائب

مفت محمد رفیع الرحمن صاحب
مفت محمد رفیع الرحمن صاحب
مفت محمد رفیع الرحمن صاحب

کتاب خانہ اسلامیہ

کتاب خانہ اسلامیہ

جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَبَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوعًا


دیوبندیوں کی محرکہ الہاکن شہادت کے بدلے بطلان اور کابر
وہابیہ کی کفری حواشی کی تلوین کے بدلے مسکت جوابات کا مجموعہ

إِحْقَاقُ الدِّينِ عَلَى أَكْبَادِ الْمُرْتَدِّينَ ۲

ردِ شہادتِ قریب و ہابی خائب

مستفاد

احمل العلماء افضل الفضلاء سلطان المناظرین امام الزمخشري
مفتی علامہ محقق الحق الدین مولانا مولوی الحاج محمد اہل شاہ صاحبین مفتی شہید پیر مراد

رضا اکبر  ۲۶ مئی ۲۰۲۱ء کا میکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

بلیض حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۰۰۲

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : روشہاب ثاقب

مصنف : اجمل احمد، حضرت علامہ مفتی محمد اجمل شاہ صاحب علیہ الرحمہ

ناشر : رضا اکیڈمی ممبئی

جاہازت : حضرت مولانا محمد ازال شاہ صاحب طبیب اکبر مصنف رحمۃ اللہ علیہ لاہور

تعداد : 1000

لموعت : صبا آفتیب، دہلی

قیمت : Rs. 150/=

☆ ملنے کا پتہ ☆

فاروقیہ بک ڈپو

422، نمیا محل، جامع مسجد دہلی - 6

Ph. 23266053, 23267199

فہرست

| نمبر | مضمون | نمبر | مضمون |
|------|-------------------------------------|------|-----------------------------------|
| ۱ | بمطالعہ ! | ۱۲ | مصنف شہاب ثاقب کا |
| ۲ | مسلمانو ! | ۱۳ | ساتواں کذب و افتراء - |
| ۳ | مسلمانو ! | ۱۵ | مصنف شہاب ثاقب کا |
| ۴ | مہربست بگلی نامہ - | ۱۸ | آٹھواں کذب و افتراء - |
| ۵ | مسلمانو ! نتیجہ نمبر ۱ نتیجہ نمبر ۲ | ۱۲ | مصنف شہاب ثاقب کا |
| | تہجیم نمبر ۳ - | ۳۵ | فریب - |
| ۶ | مصنف شہاب ثاقب کا | ۳۸ | مصنف شہاب ثاقب کا |
| | پہلا فریب - | | تیسرا فریب - |
| ۷ | مصنف شہاب ثاقب کا | ۴۰ | مصنف کا علم، حرمین پر علم - |
| | پہلا کذب و افتراء - | ۴۱ | مصنف شہاب ثاقب کی |
| ۸ | مصنف شہاب ثاقب کا | ۴۱ | تاپاک ذہنیت اور جہالت - |
| | دوسرا تہجیم کذب و افتراء | ۴۲ | غایت المامول کی پہلی تحریف - |
| ۹ | مصنف شہاب ثاقب کا | ۴۲ | غایت المامول کی دوسری تحریف - |
| | چوتھا کذب و افتراء | ۴۳ | اور غایت المامول کی تیسری تحریف - |
| | افتراء - | ۴۴ | مصنف کا الی حضرت فاضل بریلوی |

| | | | | |
|-----|-------------------------------|-----|---------------------------------------|-----|
| ۱۲۲ | دوسرا جھوٹ - | ۲۶۹ | صاحب جہد المقل (دوسرا حسن) | ۲۸۸ |
| ۱۲۳ | تیسرا جھوٹ - | ۲۷۰ | دوبندی (اجاہل سے کنہوں سے) | |
| ۱۲۴ | چوتھا جھوٹ - | ۲۷۰ | سید قبر ہے - | |
| ۱۲۵ | پانچواں جھوٹ - | ۲۷۱ | حسین احمد ٹاڈوی کی تینگیں اور | ۲۸۳ |
| ۱۲۶ | چھٹا جھوٹ - | . | ان کا جواب - | |
| ۱۲۷ | ساتواں جھوٹ - | ۲۷۲ | مفتی منجیل علی رحمہ کا فیصلہ کن مسئلہ | ۲۹۲ |
| ۱۲۸ | آٹھواں جھوٹ - | ۲۷۲ | کے لئے لکھا - | |
| ۱۲۹ | نواں جھوٹ - | ۲۷۳ | فصل خامس اور ہر این قاطع - | ۲۹۵ |
| ۱۳۰ | دسواں جھوٹ - | ۲۷۴ | حسین احمد ٹاڈوی اقبال مجرم | ۲۹۸ |
| ۱۳۱ | گیارہواں جھوٹ - | ۲۷۴ | ثابت ہو گیا - | |
| ۱۳۲ | بارہواں جھوٹ - | ۲۷۵ | حسین احمد ٹاڈوی کا جہالت آمیز | ۲۹۹ |
| ۱۳۳ | تیرہواں جھوٹ - | ۲۷۶ | مطالعہ - | |
| ۱۳۴ | چودھواں جھوٹ - | ۲۷۶ | حسین احمد ٹاڈوی کے صریح | ۳۰۱ |
| ۱۳۵ | پندرہواں جھوٹ - | ۲۷۸ | جھوٹ کا جواب - | |
| ۱۳۶ | سولہواں جھوٹ - | ۲۷۹ | حسین احمد ٹاڈوی کے مسئلہ | ۳۰۳ |
| ۱۳۷ | اسستا و اور شا کو رو میں جھوٹ | ۲۸۲ | مفتی کا فتویٰ - | |
| ۱۳۸ | ہونے کا تناسب - | ۲۸۳ | ٹاڈوی کی مربوط احواس پر مفتی | ۳۰۴ |
| ۱۳۹ | مصنف شہابہ آقب کا الزام | ۲۸۴ | صاحب کی گرفت - | |
| ۱۴۰ | دلیل - | ۲۸۵ | معلومات متعلق روحانی حقائق | ۳۰۵ |
| ۱۴۱ | ولایت و دوبندی کے فرقہ | ۲۸۵ | ولایت و دوبندی کے فرقہ | |
| ۱۴۲ | مزدور کے تیج ہیں - | ۲۸۵ | فصل اول مبارک اور این کا حق کی بحث | ۳۰۹ |

| | | | | | |
|-----|---------------------------------|-----|-----|--------------------------------|-----|
| ۱۵۱ | قرآن سے استدلال میں ٹاڈوی | ۳۱۲ | ۲۶۲ | لفظی علم اور سہ علم کی تفسیر | ۲۶۸ |
| ۱۵۲ | حسین احمد ٹاڈوی کی ایک | ۳۱۳ | ۲۶۳ | دوبندی میں کو علم اور ٹاڈوی | ۲۶۹ |
| ۱۵۳ | اور عیاری - | ۳۱۳ | ۲۶۳ | العلوم کا مطلب بھی نہیں آتا - | |
| ۱۵۴ | مقل علی قاری شرف شفا میں | ۳۱۵ | ۲۶۳ | ابن شمس کے نزدیک حضور صلی اللہ | ۲۷۰ |
| ۱۵۵ | فرستہ ہیں - | ۳۱۵ | ۲۶۳ | سید سلم کے علم اخصق چونکہ | |
| ۱۵۶ | ٹاڈوی نے شیطاں سے اپنی | ۳۱۶ | ۲۶۳ | فصل سابع اور عبارت ہر این | ۲۷۳ |
| ۱۵۷ | خوش اتفاقا دی کا اظہار کر دیا - | ۳۱۶ | ۲۶۳ | قاطعہ کی دوسری بحث - | |
| ۱۵۸ | ٹاڈوی نے اپنا عقیدہ مکمل کر لیا | ۳۱۹ | ۲۶۶ | بقول امین عیسیٰ قلیل ٹاڈوی اور | ۲۷۵ |
| ۱۵۹ | کہ دیا - | ۳۱۹ | ۲۶۶ | انہی شعوی مشکوک ہیں - | |
| ۱۶۰ | قرآن وحدیث سے علم حاصل کرنے | ۳۱۹ | ۲۶۶ | ولایت کی حکمت میں شکاف | ۲۷۶ |
| ۱۶۱ | علیہ وسلم کا نبوت - | ۳۱۹ | ۲۶۶ | ڈالنے والا تصادف - | |
| ۱۶۲ | حسین احمد ٹاڈوی کی ایک اور | ۳۲۱ | ۲۶۸ | انہی شعوی لفظ ٹاڈوی گنگوہی کی | ۲۷۷ |
| ۱۶۳ | شونی وعیاری - | ۳۲۱ | ۲۶۸ | نہ وہیں - | |
| ۱۶۴ | ٹاڈوی کا وٹ پٹا نکال دینا - | ۳۲۱ | ۲۶۸ | ٹاڈوی کا ناشائستہ قول میں کر | ۲۷۸ |
| ۱۶۵ | ٹاڈوی اور اس کے کام پر کا نشانہ | ۳۲۱ | ۲۶۸ | کے لوگوں کو دھوکہ دینا - | |
| ۱۶۶ | عقیدہ - | ۳۲۱ | ۲۶۸ | بقول نانوتوی امتی اپنے ہی سے | ۲۷۹ |
| ۱۶۷ | خلیل احمد بیٹھی سفائی بغیر | ۳۲۱ | ۲۶۸ | مقل علی قاری موضوعات کبیر | ۲۸۰ |
| ۱۶۸ | خود ہی کر دی - | ۳۲۱ | ۲۶۸ | مقل علی قاری موضوعات کبیر | ۲۸۱ |
| ۱۶۹ | بہر مصنف علم کی تحقیق کرتے | ۳۲۱ | ۲۶۸ | مقل علی قاری موضوعات کبیر | ۲۸۲ |
| ۱۷۰ | ہونے یا فخر کرنا ہے - | ۳۲۱ | ۲۶۸ | مقل علی قاری موضوعات کبیر | ۲۸۳ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۱۶۳ | امام الکذا دین مائندوی کا ایک قولاً جھوٹ۔ | ۱۶۴ | مائندوی کے جبریلے دعوے کی حقیقت۔ |
| ۱۶۵ | مفتی شبیل کا دوسرے جلیقہ منافقہ | ۱۶۶ | فصلی شمس اور تھانوی صاحب کا کلمہ درود۔ |
| ۱۶۷ | تھانوی گستاخ کی فریادداشت باطن یعنی امام المستوفین حاشہ ثانی اللہ | ۱۶۸ | عظہا کی شان میں گستاخی۔ |
| ۱۶۹ | تھانوی کے شان رسالت پر ذکر | ۱۷۰ | تھانوی کے شان مائندوی کو کل کی |
| ۱۷۱ | مائندوی وصال کا سبب شال و جل | ۱۷۲ | مائندوی وصال کا سبب شال و جل |
| ۱۷۳ | مائندوی کا دیوبندی قوم کو کشتی دینا۔ | ۱۷۴ | اصل عبارت حفظ الایمان بلغفہ |
| ۱۷۵ | خلاصہ معنوں عبارت حفظ الایمان بلغفہ اعلیٰ حضرت قبلہ۔ | ۱۷۶ | تھانوی کی عبارت سے مائندوی کا استدلال۔ |

| | | | | | |
|-----|--|-----|-----|---|-----|
| ۱۶۵ | صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ انہم جمعین کا ایمان افرودہ بیان۔ | ۳۸۹ | ۲۰۵ | علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقوف۔ | ۴۰۹ |
| ۱۶۶ | علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ | ۳۸۹ | ۲۰۶ | علامہ صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ | ۴۰۹ |
| ۱۶۷ | تمام دلوہندی قوجیوں اور کا پوسٹ مارٹ۔ | ۳۹۴ | ۲۰۷ | علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ | ۴۱۰ |
| ۱۶۸ | فصل تاسع اور حیات خضر اللہ فانی عیاض شفا شریف میں ہے | ۳۹۹ | ۲۰۸ | علامہ قاضی عیاض شفا شریف فرماتے ہیں۔ | ۴۱۱ |
| ۱۶۹ | فصل تاسع اور حیات خضر اللہ فانی عیاض شفا شریف میں ہے | ۳۹۹ | ۲۰۹ | علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ | ۴۱۲ |
| ۱۷۰ | حضرت ملا علی قاری شفا شریف عین مسالہ الہی کے مخلوق پر الطلاق کرنے میں مدعیان شرکت کا رد فرماتے ہیں۔ | ۴۰۰ | ۲۱۰ | علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ | ۴۱۳ |
| ۱۷۱ | قرآن کریم میں مسکرات اہل سنت کا توبہ ہے۔ | ۴۰۰ | ۲۱۱ | علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ | ۴۱۴ |
| ۱۷۲ | قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا موقوف۔ | ۴۰۱ | ۲۱۲ | علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ | ۴۱۵ |
| ۱۷۳ | شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقوف۔ | ۴۰۲ | ۲۱۳ | علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ | ۴۱۶ |
| ۱۷۴ | قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا موقوف۔ | ۴۰۲ | ۲۱۴ | علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ | ۴۱۷ |
| ۱۷۵ | قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا موقوف۔ | ۴۰۲ | ۲۱۵ | علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ | ۴۱۸ |

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والصلوة والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام کے خلاف متعدّد خارجیت کی ریشہ دانیوں کو فی نئی بات نہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ خارجیوں نے اسلامی آبادی اور مذکورہ مذکورہ ملوں میں ہی رخنہ ڈالنے کے لیے اتفاق اور افتراق کا بیج بویا۔ لمبی لمبی قزاقیوں کی طویل قیام و رکوع، ہاتھ پر مسجدوں کے سیاہ نشان، روزوں کی سخت پابندی، طبیعت میں کجی اور سختی، ظاہری معنی قطع اسلامی زبان پر کھلاورد اللہ کی حاکمیت کے دعوے، ایسے کاموں کا سپرہ ان کے جہول پر تور لکھیں ان کے دل محبت رسول سے کبھی خالی رہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء کرام، ان نفوس قدس کی شان میں بے ادبی گستاخی اور توہین آمیز کلمات کہنا، گھمنہ اور ان پر لڑنے رہنا خارجیوں کا شعار رہا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ خود فرماتے ہیں، ایک بار ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور حضور مالِ دغنیست (نقیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص جس کا نام ذوالنورہ جو قبیلہ بنی تمیم سے تھا آیا اور کہا یا رسول اللہ عدل کیجئے حدیث حدیث عالم نے فرمایا: تیری خرابی ہو جب میں ہی عدل نہ کروں تو تم بھی کون (عدل) کرے گا اور جب میں نے عدل نہ کیا تو تو کون کرے گا؟

| | | | | | |
|-----|---|-----|-----|---------------------------------------|-----|
| ۲۱۶ | امام ابوبکر دہلوی اور محمد وہاب | ۲۲۱ | ۲۲۲ | خاتمہ الکتاب - | ۲۵۵ |
| ۲۱۷ | مکتبہ چمکے اقوال - | ۲۲۳ | ۲۲۴ | مولوی حسین احمد فیض آبادی | ۲۵۰ |
| ۲۱۸ | مناذری و جمال کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی - | ۲۲۵ | ۲۲۶ | محقق شہاب ثاقب کے جدید کفریات - | |
| ۲۱۹ | مفتی کرام آئینہ معرفت علیہ السلام کے تحت فرماتے ہیں مولانا لیبانہ | ۲۲۷ | ۲۲۸ | مفتی قاضی حیات شرفیہ | ۲۵۲ |
| ۲۲۰ | علامہ صاوی کتاب کی تفسیر شریف | ۲۲۹ | ۲۳۰ | حضرت علامہ مریاتی کی ایک طرح کی تفسیر | ۲۵۴ |
| | مفتی قاضی حیات شرفیہ | ۲۳۱ | ۲۳۲ | مولوی حسین احمد فیض آبادی اور | ۲۵۰ |
| | مفتی قاضی حیات شرفیہ | ۲۳۳ | ۲۳۴ | ان ہی سوالوں کا جواب - | |

بدنسب ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! حکم دیجئے کہ اس کی گردن مار دوں۔ فرمایا:

.... فقال واعرف ان له الصحابا يحقوا احكامه
صلوته مع صلوتهم وصيامه مع
صيامهم يقرون القرآن لا يجاوز
تراقيهم..... (الحديث)

جانے دو اس کے رفقا ایسے لوگ ہیں کہ ان کی نماز اور روزوں کے مقابلے میں تم لوگ اپنی نماز اور روزوں کو معجز سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے لگے کے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ باوجود اس کے اس جانور کے پیٹ کی آلاشیں و خون میں سے پار ہوتا ہے مگر اس کے پیکار (نوک) میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اس کے بدن میں جس سے پیکار باندھا جاتا ہے نہ لکڑی میں نہ پیر میں۔ نشانی ان کی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے یا مثل گوشت پارہ کے حرکت کرنا ہوگا وہ لوگ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور یہی گواہی دیتا ہوں کہ علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے فوج کے بعد حکم فرمایا کہ اس شخص کو تلاش کیا جائے جس کی شہر حضورؐ تیر عالم لے وی تھی چنانچہ جب اس کی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیاں اس کی حضورؐ عالم نہا نے بیان فرمائی تھیں

سب اس میں موجود تھیں۔ وکنہ العال مشرعت میں ہے کہ یہ دیکھ کر تمام اہل لشکر مارے خوشی کے سجدہ شکر میں گرے اور حضرت علیؓ نے بھی ہمارے ساتھ سجدہ شکر ادا کیا۔

اب غزہ طلب اور عہد ناک بات یہ ہے کہ اس ایک گستاخی نے اُس شخص کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا کہ وہ کثرت عبادت و ریاضت (دنازیں اور روزے) اس کے سرکلم نہ آئی۔ خارجیوں کو اپنے تقویٰ و درج پر اس قدر غمناک تھا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ زیاد بن اُمیہ نے عروہ ابن ادبیر خارجی سے پوچھا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا۔ کہنے لگا اچھے تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگا ابتدا میں چھ سال تک اس کو بہت دوست رکھتا تھا۔ پھر جب انہوں نے نئی نبیؐ باقیں اور بدعتیں شروع کیں۔ ان سے علیحدہ ہو گیا اس لیے کہ وہ آخر میں نفوذ باللہ کا فرسوں گئے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگا کہ وہ بھی ادا نہیں اچھے تھے جب تک کہ بنایا نفوذ باللہ کا فر ہو گئے اس لیے ان سے بھی علیحدگی اختیار کر لی رطل و نخل،

ایک اور روایت میں خارجیوں کی نسل اور تعداد کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان و نشان، حضرت ابوجعفرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہر کی لڑائی میں شریک تھا جب علی رضی اللہ عنہ ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو فرمایا اس شخص کو تلاش کرو جس کا ہاتھ ناقص ہے چنانچہ اس شخص کی لاش ملی۔ وہ شخص سیاہ فام تھا اور اس سے بدبو آتی تھی اور اس کے ہاتھ کی جگہ بشکل پستان ایک گوشت پارہ تھا جس پر چند

بال تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا:
 بسم فزایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ
 علیہ وسلم نے۔ امام حسن یا حسین رضی اللہ عنہما خدا
 تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اگر محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے صرف تین ہی شخص ہجرت
 ان میں بھی ایک شخص اس فرقہ کی رائے اور طریقہ پر ہوگا۔
 وہ لوگ ہنوز مردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے رحم میں ہیں۔ روایت
 کیا اس کو طرانی نے اوسط میں۔ اس حدیث شریف سے
 یہ بھی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کرے گا۔

قاریین! پیش نظر کتاب روضہ شہادت اسی
 فتنہ خارجیت کی ایک شاخ کی تردید میں لکھی گئی ہے۔ جسے
 پڑھ کر انشاء اللہ العزیز آپ کو اندازہ ہوگا کہ سابقہ اور موجودہ
 خارجیوں کی فکر و سوچ، قول و فعل، اور علمائے حق میں کس قدر لگاتار
 اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

قاریین کو! اس جگہ ان تاریخی تلخ حقائق کا
 ذکر کرنا انتہائی مناسب معلوم ہوتا ہے جو اس کتاب کے
 معروض وجود میں آنے کا اولین سبب بنے تاکہ قاریین کو کتاب
 کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ ہو سکے اور نئے متکاشان حق
 کو صحیح منزل کے تعین کرنے میں آسانی بھی۔

آج سے تقریباً ایک سو سال پہلے اسی خارجی گروہ کے
 چار پیشواؤں نے امام الانبیاء حبیب کربا علیہ السلام کی
 رائے اس سے مراد رشید احمد گنگوہی، غلیب احمد امینہ محمدی، اسد اللہ علی
 تھانوی اور محمد قاسم نونو تھی ہیں۔

شان ارفع واعلیٰ میں انتہائی جسارت کرتے ہوئے سخت
 بے ادبی اور گستاخی کے کلمات کہے۔ گستاخانہ عبارات صحیح
 جب خاص و عام میں پہنچیں تو مذہبی دنیا میں ایک کمر اٹھ گیا۔
 سرور و مہم مسلمان نے اپنے اپنے پیادہ محبت کے مطابق غوغائے
 کا اظہار کیا۔ علماء اہل سنت نے ان گستاخانہ عبارت کے رد کے
 چھاپے، مواخذے کیے، کفری کلمات پر ان کے موجدین کو تنبیہ
 کیا۔ یہ سلسلہ حق گوئی و تردید باطل کئی سال جاری رہا۔ لیکن
 انھوں نے ہڑا ہوا ضد تیر اور ہٹ دھرمی کا۔ ان جارحی مشاغل
 میں سے کسی کو بھی اپنے کفری کلمات سے رجوع کی توفیق نصیب
 نہ ہوئی۔

خارجیوں کی گستاخانہ عبارات

جہاں ملے اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی
 پیدا ہو تو پھر بھی غایت محمدی میں کچھ فرق نہ آنے کا چلچالک آپ
 کے حاضر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی
 بخیر نہ کیا جائے۔ (تخیر السانس ص ۲۸۰ مقتطف مولوی محمد قاسم نونو)

نوٹ: ۱۔ تخیر السانس ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء میں تالیف کی گئی۔
 جہاں ملے حاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر
 علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف انھوں قلعہ کے بلا دلیل محض قیاس
 فاسدہ سے ثابت کرنا کفر کا نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان
 ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت عالم
 کی کوئی نص قطعی ہے۔ (ابو جہن کاٹھوس، ۱۸۸۶ء / ۱۳۰۴ھ شائع ہوئی۔ (بقیہ برحق اللہ)

مقدمہ ہندوستان میں دین مصطفوی کی حمایت و نصرت اور
فتنہ و خارجیت کی سرکوبی کا سہرا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے سر بندھا۔
اختیارات و رسائل و خطوط کا وسیع ذخیرہ اس امر حقیقت پر شاہد
ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اولاً کئی سال تک ان خارجیوں کا پر
کوبہ راست اپنی گستاخانہ عبارات پر خیر و کراہی کے دلائل خارجہ سے انکی گستاخانہ
عبارات کا رد و بیخ فایدا اور متعدد بار ان کو جہنم عذاب کا گورجوالی اپنی کی دھوکہ
دی لیکن ان میں سے کسی نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے استدلالات کا جواب دیا
نہ اپنی گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا۔ آخر حجب ان خارجیوں کا یہ کہ
ہر شیے کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو گیا تو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے
شرعیات محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اصولوں کی روشنی
میں ان خارجیوں کا برسرک شائبہ نبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں انتہائی
گستاخانہ عبارات مع فتویٰ تکفیر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء کرام
اور مفتیان عظام کے حضور پیش کیں تو ان حضرات قدسہ و علمائے
حجاز مقدس نے نہایت خوش اسلوبی و غیرت ایمانی اور یکیت دینی
سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے فتویٰ تکفیر کی تصدیق فرماتے ہوئے
ذکورہ خارجی پیشواؤں کو کافر قرار دیا اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی اس
غلیظ الشائبہ دینی خدمت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

جیادت آپ کی ذات مقدسہ پر علم حجب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید جمیع جو
تو دریاقت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعین غیب ہے کل غیب
اگر بعین علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا
علم غیب تو زید و عمرو و کچھ ہر کسی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے
لیے بھی حاصل ہے۔ (مصنف مولوی اشرف علی تھانوی)

نوٹ :- یہ رسالہ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔

اس فتویٰ تکفیر (المعدیۃ المستندہ) کو منظر عام پر آئے ہوئے
آج نوے سال سے زائد ہو گئے لیکن امام احمد رضا علیہ الرحمۃ ان
اسلام پیشواؤں کے کسی ہم خیال عالم اور مفتی کو یہ بہت نہیں پڑی
کہ وہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے دلائل کا جواب دیتا۔ بہر حال جو
کچھ ان سے ممکن تھا دینی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ذات محمودہ کلمات
پر کھینچ کر اچھٹا، گالی گلوچ دینا، افتراء کرنا، جھوٹ باندھنا، بے
بنیاد الزام لگانا، جو کچھ ان کا سرور و فیضیہ تھا، وہ کچھ کرتے چلے
آ رہے ہیں۔ انہی جھوٹ کے پلندوں میں سے ایک پلندہ کا نام
"الشائبہ" انشا رب علی المرتضیٰ انکا ذنب ہے۔ قارئین کرام! شائبہ
ثاقب کے مصنیف، خارجیوں کے پیشوا حسین احمد ماڈوسی کا دینی
و مذہبی و اخلاقی تفضلی تعارف تو انشاء اللہ العزیز آپ کو اس
کتاب (ردو شائبہ ثاقب) کے مطالعہ کے بعد بخوبی ہو جائے
گا۔ سر دست کتاب ردو شائبہ ثاقب کے گہرے مطالعہ کے بعد یہ قارئین عظمیٰ یہ کہیں
کہ حضرت مفتی محمد اچمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ نے اپنی اسی تصنیف
میں مصنف شائبہ ثاقب، مولوی حسین احمد ماڈوسی کے جھوٹ
فریب، دھوکے اور بہتان طرازیوں کے ایسے ایسے جمعیہ انکشافات
کیے ہیں کہ مصنف شائبہ ثاقب، مولوی حسین احمد کی تصویر اپنی ہی تحریرات
کے آئینے میں انتہائی قبیح اور کروہ نظر آتی ہے۔ مزید برآں حضرت مفتی
صاحب علیہ الرحمۃ نے مولوی حسین احمد ماڈوسی کے اعتراضات اور
بے بنیاد الزامات کے ایسے دلائل اور محسوس جوابات دیے ہیں کہ آج
تک کسی خارجی مولوی یا محقق کو جواب دیکھ سونے کی جرأت نہیں ہوئی
قارئین! مندرجہ بالا الفاظ پر اگر کسی خارجی، دیوبندی عالم یا مفتی
یا پیشہ ور قلمکار یا بزرگمذہب خوش محقق کو اعتراض ہو اور وہ اس
مضمون سے نفرت کرے

حقیقت کو سرا سر ظلم، خلاف واقعہ، جانبدارانہ سوچ اور بے بنیاد دعویٰ خیال کرتا ہو تو اس کے لیے مشورہ ہے کہ ایسی خوش فہمی اور ناپختہ خیالی میں مبتلا ہونے سے پہلے آرام و سکون کے ساتھ ردِ شباب ثانی کا بغور مطالعہ کرے اور پھر اگر حالت، اندامی حقیقت، امانیت اور شیخ پرستی کا انہار مقصود ہو تو اُدھر اُدھر بے یگانگی کی بجائے تحقیق کی زبان میں بات کرے۔ باقی بفضلِ تعلق ہم جانتے ہیں کہ طائفہ خارجہ دیر بندہ کی اس موضوع پر کبھی جاننے والی ہر کتاب

عذر گناہ نہ قرار گناہ

کا فہم شاہکار ہے۔ مزید اگر دینی و مذہبی نہیں بلکہ بشری اور تمدنی غیرت، طبیعت میں تلخیاں پیدا کرے تو قسطنطنیہ و اطمینان کے لیے آنکھیں کھول کر درج ذیل حوالے پڑھیے۔

حوالہ: جناب: جناب شاہ حمزہ مابہروی مرحوم مخزنِ الاولیاء مطبوعہ کا پتھر صفحہ ۵۱ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشمادہ ہے۔ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کے واسطے پہنچے اس واسطے کہ آپ کو پُر لیدہ گی کے امور غیبیہ کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گوارا ہی ہے ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ علم الغیب ہے۔

حوالہ: نمبر ۲: مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایت الاسلام مطبوعہ صبح صادق، سیٹاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

۱۔ علماء حرمین شریفین کی تصدیقات کے مطالعہ کے لیے
 ۲۔ "سام الحرمین علی شجر الکفر والنعین" خلاصہ کیجیے اور اسی منظر پر مقدمہ
 ہندوستان کے اذہان سے نازہ مشہور دلائل کی تصدیقات کے لیے العلوم الدینیہ کا مطالعہ کیجیے۔

حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی وحی کی تعلیم معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر کتاب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بالذات کا اعتقاد رکھنا مقضیٰ الیٰ اکفر اور نفعی نفسی کے خلاف اس میں تاویل اور پیر پیر کرنا بے دین کا کام ہے۔

قارئین! کسی شریف النفس انسان کی غیرت اور رجا اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ وہ خود جھوٹ گھڑے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے یا اس پر بہتان باندھے لیکن آپ کو یہ جان کر سخت حیرت ہو گی کہ رات دن اسلام، اسلام کا دھندہ دھاپنے والوں، شریعت، شریعت کا راگ آلاپنے والوں، بڑے بڑے مدرسوں کے کرتا دھرتاؤں، تعویذ اور پرمیز کاری کے بلند بانگ دعوے کرنے والوں اور دنیا کے خارجیت و دیوبندیت کے اکابر کا یہ شیوہ ہے کہ وہ کسی پر چھوٹ اور بہتان باندھنے میں کسی قسم کی شرم و حیا محسوس نہیں کرتے۔

دلیل اس بات کی یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں کتابیں، ان کے اقتباسات، صفحات اور مطابع بھی من گھڑت اور جعلی ہیں۔ اور یہ سب کا زناہر کسی عام انسان کا نہیں بلکہ موجودہ خد جہو سے دیوبندیوں کے پیشوا حسین احمد نادر دی کا ہے۔ جسے دیا بزنس پل ہند مسیح الاسلام مگر اسلام کی توہین کر رہا ہے۔

ان زبان درازوں سے کوئی پوچھے کیا اسلام کی یہی تعلیمات ہیں کہ ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے دوسروں کے خلاف جھوٹ گھڑتے اور بہتان باندھتے رہو؟

کیا شریعت پاک میں ایسے کاذب اور بہتان طراز شخص کو مدح الاسلام کہنے کی اجازت دیتی ہے؟ کیا سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ہانسنے والوں کا یہی طریقہ ہے کہ جھوٹ لکھو اور چھاپو ؟
لوگوں کو رات دن جھوٹ، افتراء، دھوکا اور بہتان تراشی
سے بچنے کا سبق دینے والو! کیا تم نے خود بھی کبھی جھوٹ اور بہتان
سے اپنی نفرت کی ہے اور اگر کی ہے تو تم نے اپنے شیخ کی
کذاب بیانی پر مشتمل کتاب کے خلاف کیوں مدائے حق بلند نہیں
کی

لوگوں کو آخرت کی جواب دہی سے ڈرانے والو! اذرا اپنے
گرمیوں میں جھانک کر دیکھو! کبھی دل کے کسی گوشے میں تم نے
خود بھی آخرت کے خوف کو پایا ہے، اگر پایا ہے تو تم نے شبابِ ثاقب
کے مغتری، کذاب اور بہتان طرازی کا کیوں ٹوکس نہیں لیا؟ کبھی تم
نے اس کے نام نہ کر جھوٹ چھاپنے پر متنبہ کیا ہے؟

مذکورہ بالا دونوں فرضی کتابیں اور جھوٹے اقتباسات اگر حقیقت
ہے کہ جس کا دینے نفلوں میں اعتراض مولوی حسین احمد نانڈوی
کے مزاج شناس شاگرد اور ماہنامہ "تجلی" دیوبند کے مدیر مولوی
عامر عثمانی کو بھی کرنا پڑا ہے چنانچہ مدیر موصوف اپنی ہزوری
مارچ ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں روشِ شبابِ ثاقب پر جبرہ کر کے
ہوئے لکھتا ہے :

کتاب کے لب و لہجے سخت وحشت زدہ ہونے
کے باوجود انتہائی انصافاً ہزوری کہیں گے کہ مصنف نے مولانا مدنی
پر ایک الزام بڑا سمجھا، فکر و خیال لگا دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ
جن دو کتابوں حزیۃ الاولیاء اور حدیث الاسلام سے شبابِ ثاقب
میں بعض اقتباسات دیے گئے ہیں وہ فی الحقیقت من گھڑت ہیں
جن مصنفوں کی طرف انہیں منسوب کیا گیا ہے انہوں نے کبھی ہرگز

ہرگز یہ کہہ نہیں سکیں۔۔۔۔۔ حق یہ ہے کہ تحقیقی اور معقول جواب
یا تو مولانا مدنی کے بلند اقبال صاحبانہ مولوی اسعد طہ کمرہ کے
ذمے ہے یا پھر ان مزیدین و متسلین کے ذمے ہے جو بجا طور پر مولانا
کی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوگی کہ مولوی عامر عثمانی
کو بھی اپنے استاد مولوی حسین احمد نانڈوی کو جھوٹ اور بہتان طرازی
کے الزام سے بچانے کے لیے کوئی تحقیقی اور معقول جواب نہیں ملا۔
اس لیے جھوٹ کی وکالت کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتار کر مولوی
نانڈوی کے صاحبزادے اور برساتوں پر ڈال دیا ہے۔

کاش مولوی عامر عثمانی، مولوی حسین احمد نانڈوی کے عاجزانہ
زاروں کو یہ مشورہ بھی دیتے کہ اگر استاد محترم پر الزام کی صفائی پیش
نہ ہو سکے تو منافقہ قرار کر لیا کہ مولوی نانڈوی نے شبابِ ثاقب میں
کذاب بیانی کی ہے یا مولوی نانڈوی صاحب سے غلطی ہو گئی ہے
تاکہ آخرت کی رسوائی سے بچ جاؤ۔

لیکن ایسا کیونکر ممکن ہے؟ جبکہ اس طائفہ خارجہ دیوبند
کے اصاغوا کا ہر کا MOTTO (شیوا) ہے کہ
جھوٹ لکھو، چھاپو اور پیٹ کا دھندا چلاؤ۔

جے لوی، گشتی کرو اور اس پر ڈٹ جاؤ۔

زیر نظر کتاب روشِ شبابِ ثاقب مولوی حسین احمد نانڈوی
کے تمام خوشہ چیں اور پرستاروں کو یہ دعوت دیتی ہے کہ آج
بھی وقت ہے کہ اپنے میٹھاؤں کے باطل نظریات اور گستاخانہ
جہالات سے خود کو بری کر لو۔ عار کو نادر ترجیح نہ دو۔ جھوٹوں
کی حمایت اور جھوٹ کی اشاعت سے ناگوار ہو جاؤ اور یہ نایاب عظیم

روش پر چل کر اپنی آخرت تباہ نہ کرو۔

رؤ شہاب ثاقب کی اشاعت کی وساطت سے اہل سنت و جماعت ایک بار پھر "شہاب ثاقب" کے متوالوں سے اپنے دیرینہ مطالبہ کا اعادہ کرتے ہیں کہ ان کے شیخ اور مقتدا مولوی حسین احمد عظیمی نے اپنی شہاب ثاقب میں اہل سنت کی جن دو مقتدر علماء ہستیوں پر جھوٹ اور بہتان باندھے ہیں۔ ان کا ثبوت پیش کرو۔ اور اگر ثبوت نہ لاسکو، تو اس فرمان الہی کو یاد کرو۔

فاذ لم یاتوا بالشہداء فاولئک عند اللہ ہم الکاذبون۔
(جب ثبوت نہ لاسکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں)۔

ہم جھوٹے اور بہتان پردازوں کے جواب میں فقط اتنا کہتے ہیں کہ :
لعنة الله على الكاذبين (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت)۔

سگس در غوث و رضا
محمد جاوید اکبر قادری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي ارسل الانبياء الانبياء والمرسلين
ويعث فينا حبيبهم الذي ختم به النبيين. وعلمه علوم
الاولين والآخرين. وفعله بخصائصه على جميع المعينين
والصلوة والسلام على سيدنا ونبينا محمد رحمة للعالمين
قاسم الارزاق ومالك السموات والارضين عالمها
ما يكون الى يوم الدين. واسطة الخلق وشفيع للمذنبين
وعلى آله الطيبين وصحبه الطاهرين وعلى ائمة المجتهدين
وفقهاء امة الکاملين وعلى اولياء ملت المرشدين
وعلماء اهل السنة المهديين وعلينا معهم
وبهم اجمعين.

اَمَّا بَعْدُ الفقيه الی اللہ عزوجل. المعتم بذیل سید کل نبی
مرسل۔ البعد محمد ارجل بن الحافظ الحاج الشافعی کمال۔ اسٹی الحنفیہ ونبیہا والفقہاء
الرموزی مشرباً۔ المتوفی فی بلدة۔ بنسبل۔ اپنے برادران اہلسنت وجماعت کی خدمت
میں عرض کرتا ہے کہ عرصہ ایک سال سے جناب صاحب وقت قادری مولانا شاہ
عبد الحفیظ صاحب ساکن سیکری ضلع منٹھڑی کا اصرار تھا کہ رسالہ الشہاب
اشتباق علی المسترق الکاذب مولانا مولوی حسین احمد فیض آبادی کا مکمل رد و جواب
کہہ دیا جائے۔ لیکن میں اپنی عہدیم الفرضی اور کثرت اشتغال کی بنا پر اس کو شروع
نہ کر سکا تو انہوں نے مدد القدر میں جامع مقبول و مقبول۔ حامی فروع و اصول
مولانا مولوی فہم جیلانی صاحب مدرس اقل مدرسہ اسلامیہ میرٹھ سے شکایت کی
انہوں نے اپنی محبت سے ذمہ داریاں اپنے شاغل کی بنا پر مختصر طور پر اس کتاب
کا جواب شروع کرنا ہوں۔ وباللہ التوفیق وهو الموفق للحق والخیر.

جاتی ہے جس سے اس کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔

مسلمانو! ذرا انصاف سے کسانیکہ ایسا جیسا افراد ہستان کیا ایسی گندی اور گھنٹی حریر تم کوئی اور بھی دیکھی ہو کیا ایسا سرخ کذب اور جھوٹ کیا ایسی جانی اور دشمنانوں کی نظیر تم کوئی اور بھی دیکھی ہو کیا ایسی بے شرمی کا مظاہرہ تم نے کیا اور بھی کیا کیا ایسی بے ایمانی اور مکر کو دیکھو تم نے کبھی اور بھی دیکھا قابل توجہ یہ چیز ہے کہ سارا افراد ہستان۔ دہل و فریب۔ مکر و کید۔ خریٹ کذب محض اس لیے مل میں کیا کہ اسے اعلیٰ عزت حاصل ہو بیوی تم تو یہ کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ لکھتے ہیں تمہارے چہرہ جلد فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ تحریر فرماتے ہیں۔ تمہارے مشائخ کرام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں۔ باوجودیکہ زمان کتابوں کا کہیں دنیا میں وجود ہے نہ ان مطالع کا کہیں نام و نشان۔

مسلمانو! اس فرقہ کی جرأت تو دیکھو کہ ان کتابوں کے یہ نام اور یہ عبارات ہیں اور ان کے فلاں فلاں صفحات اور صفحات ہیں اور اس جماعت کی اس دلیری کا ملاحظہ کرو کہ خود ائمہ حقین حضرت علامہ امروہی مفتی محمد رفیع خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرتبہ گو دہلی اور محض اپنے دل سے اس کا سن اور عبارت تراش لی۔ واقعہ تو یہ ہے کہ کئی فرقہ دہلی میں نہ کچھ شرم دیا ہے۔ نہ ان کے نزدیک جھوٹ بولنا جرم و خطا ہے۔ نہ افراد ہستان باندھنا فعل جرم ہے۔ نہ دہل و فریب و دنیا بڑا کام ہے اور جو بھی کس طرح کہ جب وہ جھوٹ بیچے عیب کو اپنے خدا کی صفات ثابت کریں اور اس کے لیے غلط گوئی اور مکر جیسے نفس کو دہرا لیں تو پھر ایسے کا ذب باطل فعل الی مکر خدا کے بجا دیں کہ جیسا جھوٹ بولتے۔ نہ افراد ہستان کرتے کیوں خوف و ہراس ہو اور گھٹن نہ کتابیں اور عبارتیں اپنے دل سے تراشتے ہو گئے اور صفحہ مطالعہ گزرتے ہوئے کس کا لحاظ دیا ہو۔ یہ جو کچھ مروج ہوا یہ سادہ فرقہ کا مختصر ازالہ تھا۔ اب بالی رہا۔ مصنف شہاب ثاقب کا حال تو یہ تو فرقہ جبر میں افترا کی مشین

کا ٹیکہ مارا اور کذب کی ایجنسی کا مالک و مخدوم ہے۔ اس نے تو اپنی اس گندہ شہادت ثاقب کی بنا ہی کذب و افترا پر قرار دی۔ اس کی تقریبی انتہائی دہل و فریب پر لگی ہے۔ چنانچہ میں اپنی اس کتاب میں یہ ثابت کر دوں گا کہ شاید اس مصنف نے بوقت تصنیف یہ قسم کھائی تھی کہ وہ بھولی کر بھی کبھی سوچ نہ لے گا۔ اور کذب افترا کی کسی نوع و صفت کو باقی نہ چھوڑے گا۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور اپنے اس دعوے پر ہم از کم دو شاہد ایسے پیش کر دوں جو اس کے سرخ کذب ہوئے اور جیسا افراد ہستان میں بے نظیر ہوں۔ تاکہ ہر تافذ کو میرے اس دعوے کی صداقت پر کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے اور ہر خلاف کو وہ اس دعوے کے تسلیم کرنے پر مجبور ہو دیر ہے۔ سینے کا شہاب ثاقب کے ۱۳۱ میں ہے۔

جناب شاہ عمرو صاحب ماموری مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کاشیہ مطبوعہ ۱۵۱ میں اتمام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب و العبادہ ہے۔ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دان ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے اور تفسیر کا علم ہوتا تھا۔ یہ علم غیب کہنا گرا ہی ہے ورنہ بین مخلوقات نفوذ یافتہ عالم الغیب ہے۔ اچھا۔

یہ شاہد اول ہے شاہد دوم بھی ملاحظہ ہوا۔ اسی شہاب ثاقب کے مطبوعہ ۱۳۱ میں ماموری رضا علی خاں صاحب ہدایت الاسلام مطبوعہ مجمع صادق سینا پور مستوفی میں فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تعالیٰ بذریعہ وحی کے کیا علم مامور ہوتا تھا اور یہ علم تقدیر مراتب صب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بالذات کا اعتقاد رکھنا مفسد فی الکفر ہے اور نفس نفعل کے خلاف اس میں تاویل ادا ہے پھر کرنا بے دین کا کام ہے۔ الخ

مسلمانو! مصنف شہاب ثاقب کے ان دو جیسے جھوٹ اور کذب اور سرخ

افتراد و جہان کو دیکھو کہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی فقہر کی سرور کی نہ کوئی کتاب بنام خزینۃ الاولیاء تصنیف ہوئی نہ وہ مطبع کان پور میں مطبع ہوئی نہ اس کا مطبع ہے نہ اس عبارت کا وجود ہے۔ اسی طرح جہاں بھر میں حضرت مولانا مولوی مفتی رمضان علی خاں صاحب کی نہ کوئی عبارت یا کتاب ہے نہ وہ مینا پور کے مطبع سے مطبع ہوئی نہ اس کے مطبع ۳۰ پراس عبارت کا وجود ہے۔ لیکن اس مصنف شہاب شاہ کی دروغ گوئی و کذب بیانی اور افتراد و لڑائی و ستان طرازی اور بے شرمی و بے حیائی کا حد تک بچنے کے واسطے بعض اپنے دل سے یہ دونوں کتابیں گراہ لیں اور خود ہی ان کے مطابع بنالیے۔ ۱۰ اپنے آپ ہی ان کے صفات جو بزرگ کر کے بعض اپنی طرف سے یہ عبارات تصنیف کر لیں اور کس جرأت و دلیری سے ان کو اپنی اس کتاب شہاب شاہ شاہ میں چھاپ کر شائع کر دیا۔ اور پھر اسی پر مبنی کیا بلکہ نہایت جسارت اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنے قسم کے مقابل الزام دے رہا ہے کہ مجدد صاحب آپ کو یہ کہتے ہیں اور آپ کے دادا امیر حضرت شاہ حمزہ صاحب نے فرمایا اور آپ کے جیاد امیر حضرت مولانا رمضان علی خاں صاحب بریلی آپ کے خلاف یہ لکھتے ہیں۔ مسلمان اور نہ صرف مسلمان بلکہ جہاں کے تمام انصاف پسند و آزاد سوچو تو کہیں کسی بے شرم سے بے شرم و بے حیائے سے جیسا ہے جیسا ہے اپنی اپنے قسم کے مقابل بے درجہ بزرگ ایسی حرکات کہیں۔ ایسا منہ پھاڑ کر لہلا۔ ایسا سر بازدار شائع کیا۔ واقعی کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جے جیا باش آچھ غواہی کن

نیز اس کتاب شہاب شاہ کی زبان نہایت گندمی اور گھنائنی ہے کلام میں نہایت بے باکی اور آزادی ہے۔ خطابت میں سوز و غم و روش اور یہود پن ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے گامی گوج کی کافی مشاقی پیدا کر لی ہے اور اس نے گامالیاں کیا باقاعدہ کسی ہتھیار سے سے سیکھ لی ہیں پھر گولیاں دیتے وقت اس کے داغ کا صبح تو لڑاں بھی باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو گمنام میں آیا کہہ دیا جو گامی

زبان پر آئی کہ دی۔ نہ تہذیب و شرافت کا ذرہ بھر احساس ہے نہ ظاہری علم و مہارت کا کچھ لحاظ و پاس ہے تو یہ کتاب کیا ہے گامی نام ہے۔ ہاناری گامیوں اور یہودہ و لہو باقوں کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ یہ کتاب میرے پاس تقریباً ۲۸ سال سے ہے لیکن مجھے اس کے چند ورق قرا تزام نہ دیکھ سکا اور یہ سمجھ کر اس کو اٹھا کر رکھ دیا تھا کہ یہ ایک جیاسوزا انسان کی تہذیب کی نمونہ تصویر ہے۔ اب جو بغرض نقاس کو بایستہ و بیکجا تصویر ہو گئی کہ اس کتاب کا شاید ہی کوئی نسخہ کسی گالی سے خالی ہو اس مطالعہ میں جو چند موٹی موٹی گالیاں نظر سے گذریں صرف ان کو ناظرین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے آپ لوگ بھی خرافات انسانی کو نظر رکھتے ہوئے اس مصنف کی تہذیب پر ماتم کریں۔

فہرست کتابت گالی نلمہ و توہین امینہ الفاظ جرم الامین علی
توس الشاطین المشہورہ الشہاب الشاقب علی المشرق

الکاذب بلادم مطبوعہ قاسمی دیوبند ۱۳۲۶ھ

| صفحہ | اسل کتابت | صفحہ | اسل کتابت | صفحہ | اسل کتابت |
|------|------------------------|------|-----------------------------|------|-----------|
| ۱ | اشیاعین ریح شیطان | ۱۵ | دجال برہمی | ۱۳ | ۳ |
| ۲ | المشرق (چہرہ) | ۱۶ | حق کو قبول نہیں کرتا | ۱۴ | ۲ |
| ۳ | الکاذب (دینی جہان) | ۱۷ | گمراہی برہمی | ۱۵ | ۳ |
| ۴ | مجدد الکفر کا کہنے کا | ۱۸ | اس دجال کا استدلال | ۱۶ | ۴ |
| ۵ | مجدد التعلیل و گواہی | ۱۹ | یہ اہل ابطال میں ہے | ۱۷ | ۵ |
| ۶ | الغیرت و غیر اعلیٰ | ۲۰ | یہ علم | ۱۸ | ۶ |
| ۷ | ان کا دھوکا دینا | ۲۱ | مجدد عالمین و فریقین کا بیچ | ۱۹ | ۷ |
| ۸ | المشرق (چہرہ) | ۲۲ | دجال برہمی | ۲۰ | ۸ |
| ۹ | الکاذب (چہرہ) | ۲۳ | دجال احمدیہ | ۲۱ | ۹ |
| ۱۰ | جناب مجدداً کفریہ صاحب | ۲۴ | مستحق دوزخ و نار | ۲۲ | ۱۰ |
| ۱۱ | برہمی صاحب کی چہرہ | ۲۵ | اعلیٰ درجہ کا دجال | ۲۳ | ۱۱ |
| ۱۲ | کئی مکمل کئی | ۲۶ | غریب دین و دین کو غائب | ۲۴ | ۱۲ |
| ۱۳ | ان کی چہرہ و حقیقت | ۲۷ | کرتے دلا | ۲۵ | ۱۳ |
| ۱۴ | مقدم جو ہر گئی | ۲۸ | اس کے افعال باطل | ۲۶ | ۱۴ |
| ۱۵ | ماہی ضعیف و آدمی شخص | ۲۹ | دین کی منہ پر دین کی منہ | ۲۷ | ۱۵ |
| ۱۶ | حکمت حکام کی طرح | ۳۰ | مناظرہ پر بیچ کا بیچ | ۲۸ | ۱۶ |
| ۱۷ | میں خاں صاحب | | | | |

| صفحہ | اسل کتابت | صفحہ | اسل کتابت | صفحہ | اسل کتابت |
|------|------------------------------------|------|-----------|------|-----------|
| ۱۵ | مجدد برہمی شیطان سے بڑھتے ہوئے ہیں | ۵۳ | ۱ | ۱۲ | ۱۵ |
| ۱۶ | جہاں | ۵۴ | ۲ | ۱۳ | ۱۶ |
| ۱۷ | تحریر کرتے دلا | ۵۵ | ۳ | ۱۴ | ۱۷ |
| ۱۸ | محکمہ تجارہ کرنے والا | ۵۶ | ۴ | ۱۵ | ۱۸ |
| ۱۹ | ناظرین کے واسطے | ۵۷ | ۵ | ۱۶ | ۱۹ |
| ۲۰ | نہاد و رشیدیہ کا فلسفہ | ۵۸ | ۶ | ۱۷ | ۲۰ |
| ۲۱ | انصار کے مشاہیر | ۵۹ | ۷ | ۱۸ | ۲۱ |
| ۲۲ | سوز و غم جو شوق کے مستحق | ۶۰ | ۸ | ۱۹ | ۲۲ |
| ۲۳ | مجمع حدیثوں کے محرف | ۶۱ | ۹ | ۲۰ | ۲۳ |
| ۲۴ | قرآن برہمی کا مسمول و باطل | ۶۲ | ۱۰ | ۲۱ | ۲۴ |
| ۲۵ | مجدد برہمی اپنی غزوات | ۶۳ | ۱۱ | ۲۲ | ۲۵ |
| ۲۶ | بہرہ کی کتاب | ۶۴ | ۱۲ | ۲۳ | ۲۶ |
| ۲۷ | وہابی انصاری کے چہرے | ۶۵ | ۱۳ | ۲۴ | ۲۷ |
| ۲۸ | برہمی اہل باطل میں ہے | ۶۶ | ۱۴ | ۲۵ | ۲۸ |
| ۲۹ | برہمی اہل ابطال میں ہے | ۶۷ | ۱۵ | ۲۶ | ۲۹ |
| ۳۰ | برہمی کے عقائد کتابت | ۶۸ | ۱۶ | ۲۷ | ۳۰ |
| ۳۱ | مجدد و انصار و دیگر جہاں | ۶۹ | ۱۷ | ۲۸ | ۳۱ |
| ۳۲ | اس کا مسمول میں ہے | ۷۰ | ۱۸ | ۲۹ | ۳۲ |
| ۳۳ | برہمی طالب حق و حق کی کتاب | ۷۱ | ۱۹ | ۳۰ | ۳۳ |
| ۳۴ | برہمی انصاری کے جہاں | ۷۲ | ۲۰ | ۳۱ | ۳۴ |
| ۳۵ | اس کا مسمول میں ہے | ۷۳ | ۲۱ | ۳۲ | ۳۵ |
| ۳۶ | ان کے دام و گمراہی | ۷۴ | ۲۲ | ۳۳ | ۳۶ |
| ۳۷ | حضرت مجدداً الکفر | ۷۵ | ۲۳ | ۳۴ | ۳۷ |

| نمبر | اسل کلمات | سفر | نمبر | اسل کلمات | سفر |
|------|--------------------------------|-----|------|--------------------------------|-----|
| ۷۳ | انہیں نے کت سخت افزا | ۷۳ | ۷۳ | اس پر گوئی گاہیں اور | ۷۳ |
| ۷۴ | پر دانیوں میں | ۷۴ | ۷۴ | خوافات | ۷۴ |
| ۷۵ | ان کی مکاریوں اور افزا | ۷۵ | ۷۵ | مذیل النسب | ۷۵ |
| ۷۶ | پر دانیوں | ۷۶ | ۷۶ | قیح الاطلاق | ۷۶ |
| ۷۷ | صورت بخدا تعالیٰ | ۷۷ | ۷۷ | عابی اوجہ | ۷۷ |
| ۷۸ | اپنے اضافی قبیر | ۷۸ | ۷۸ | اس نے طریقہ بانی یعنی | ۷۸ |
| ۷۹ | برہوی نے سزا مجاز میں مرگیا | ۷۹ | ۷۹ | یقینوں الا نبیا کو زندہ کیا | ۷۹ |
| ۸۰ | بکرم خیز ان کی کار کیا | ۸۰ | ۸۰ | یہ اعلیٰ درجہ کا خواہشیت | ۸۰ |
| ۸۱ | سخت دھوکا دینا | ۸۱ | ۸۱ | انسانی میں مبتلا | ۸۱ |
| ۸۲ | ان میں کیا کہ جو ہر تخیل متغیر | ۸۲ | ۸۲ | یہ دھوکے شیطانی میں مبتلا | ۸۲ |
| ۸۳ | غواہیت مہرے ہوئے | ۸۳ | ۸۳ | یہ مسلمانوں کی عورت اور عطا کی | ۸۳ |
| ۸۴ | مجدد انکبیر | ۸۴ | ۸۴ | خبر تخیل تخیل میں کرتا ہے | ۸۴ |
| ۸۵ | مصدقی کیم یعنی روبرو | ۸۵ | ۸۵ | اپنے خیالات فاسد | ۸۵ |
| ۸۶ | مصدقی کیم (رنگ) | ۸۶ | ۸۶ | عبد اللہ کی گزیر اور سب شتم | ۸۶ |
| ۸۷ | مصدقی کیم (راندھے) | ۸۷ | ۸۷ | میں رسالے لکھے | ۸۷ |
| ۸۸ | مجدد انکبیر | ۸۸ | ۸۸ | یہ قفسہ فاسد میں رہتا ہے | ۸۸ |
| ۸۹ | ان کی کچھ حالت | ۸۹ | ۸۹ | دورانے نے تھے تھے بے کارا | ۸۹ |
| ۹۰ | ان کی افزا پر دانیوں و | ۹۰ | ۹۰ | بے قید میں پڑ گئے | ۹۰ |
| ۹۱ | ہرستان بندوں پر | ۹۱ | ۹۱ | بہت سٹ پٹا تھے | ۹۱ |
| ۹۲ | ان کی باتوں کو لایقی | ۹۲ | ۹۲ | پینے کے دینے پڑ گئے | ۹۲ |
| ۹۳ | خوافات | ۹۳ | ۹۳ | پہلی خود ہی چس گئے | ۹۳ |
| ۹۴ | ان کی خود غرضی و طلب | ۹۴ | ۹۴ | کس قدر فریب دہی و کرک | ۹۴ |
| ۹۵ | خیرت و مہار دینا | ۹۵ | ۹۵ | پاست | ۹۵ |

| نمبر | اسل کلمات | سفر | نمبر | اسل کلمات | سفر |
|------|------------------------------|-----|------|----------------------------|-----|
| ۱۸ | تغییل عالم کے لیے مقصد تحریر | ۱۸ | ۱۸ | یہ سخن افزا و ہرستان | ۱۸ |
| ۱۹ | کری | ۱۹ | ۱۹ | یہ | ۱۹ |
| ۲۰ | ایک سے کثرت معنی دل پر | ۲۰ | ۲۰ | افزا پر دانی ہے | ۲۰ |
| ۲۱ | اس کے صدق کو خیال کیجئے | ۲۱ | ۲۱ | اس مغزی کذاب نے | ۲۱ |
| ۲۲ | یہ چھوڑ اور فریب نہ کہتے | ۲۲ | ۲۲ | یہ ہرستان با زحما | ۲۲ |
| ۲۳ | خدا را فضل تفسیر پر کر دانی | ۲۳ | ۲۳ | بہت صاحب ممنوع میں شغف ہے | ۲۳ |
| ۲۴ | بھائی بائیں بتائیں | ۲۴ | ۲۴ | ان پر بلا آسمانی نازل ہوئی | ۲۴ |
| ۲۵ | یہ کیا دھوکہ دہی ہے | ۲۵ | ۲۵ | مجدد صاحب بڑا دہی غرض کی | ۲۵ |
| ۲۶ | ان کا عاجز ہونا | ۲۶ | ۲۶ | و حال اکہاں اور ہرستان | ۲۶ |
| ۲۷ | انہیں چھان گئے | ۲۷ | ۲۷ | یہ بندیاں ہیں | ۲۷ |
| ۲۸ | فریبہ دینا | ۲۸ | ۲۸ | شاہ کیمیا سیت و افزا | ۲۸ |
| ۲۹ | میں کو دیا جو نہ جھوٹا بنے | ۲۹ | ۲۹ | پر دانی | ۲۹ |
| ۳۰ | کے کچھ گزیر | ۳۰ | ۳۰ | یہ اصحاب نہ باطل میں ہے | ۳۰ |
| ۳۱ | شریف نے کیا اس کو نکال | ۳۱ | ۳۱ | مجدد انکبیر | ۳۱ |
| ۳۲ | دینا چاہیے | ۳۲ | ۳۲ | ان کے دام پر دانی | ۳۲ |
| ۳۳ | بریلی صاحب اس وقت سے | ۳۳ | ۳۳ | دہی ظریف فریب دہی | ۳۳ |
| ۳۴ | دہی سے نکالے گئے | ۳۴ | ۳۴ | دہی فریب دہی | ۳۴ |
| ۳۵ | خرفی نے انہیں نہ گائے | ۳۵ | ۳۵ | مجدد کی بے اعتباری | ۳۵ |
| ۳۶ | کے قابل نہ مانا | ۳۶ | ۳۶ | اہل نکال و فساد میں سے | ۳۶ |
| ۳۷ | اپنے نکالوں | ۳۷ | ۳۷ | مجدد انکبیر | ۳۷ |
| ۳۸ | یہ محض افزا و ہرستان بندہ | ۳۸ | ۳۸ | ادی کذاب | ۳۸ |
| ۳۹ | ہے | ۳۹ | ۳۹ | مجدد انکبیر | ۳۹ |

| صفحہ | صفحہ | اسم کلمات | صفحہ | صفحہ | اسم کلمات |
|------|------|---------------------------|------|------|--------------------------------|
| ۱۱ | ۸۶ | اس بہتان بندی | ۳۳۳ | | طریق کے جسے ڈال کر گروہی |
| ۱۳ | ۵ | سودا میں والی قرینہ برہمی | ۳۳۳ | ۸۳ | آٹھ سال بہتان |
| ۱۴ | ۵ | نہ کی ہے | ۳۳۳ | ۱۳ | ایک جھوٹ پر کرنا نہی |
| ۱۵ | ۵ | شرکت نہیں ہے ایوانی | ۳۳۵ | ۱۴ | ایسی بڑی بہت دکھائی |
| ۱۶ | ۵ | کتاب | ۳۳۵ | ۱۶ | مگر کھنڈہ عالم |
| ۱۷ | ۵ | یہ جنت تراشی | ۳۳۶ | ۱۷ | سارا کفر پر چر کر مقرر |
| ۱۸ | ۵ | عقل کا دشمن | ۳۳۶ | ۱۸ | برہمی پر ہر طرح سے کا |
| ۱۹ | ۵ | کفر کے حق سے کفر اپنے | ۳۳۸ | ۱۹ | ذوال بہتان |
| ۲۰ | ۵ | گئے کا فوق بنایا | ۳۳۹ | ۲۰ | نہا کی مار رہے بہتان بُدھائی |
| ۲۱ | ۵ | تیرہ سال بہتان | ۳۳۹ | ۲۱ | کرمیوں کا اصلی فوق لیب |
| ۲۲ | ۸۹ | ہاں کفر، افرا اور سفید | ۳۴۰ | ۲۲ | گروہ ہوا |
| ۲۳ | ۵ | جھوٹ ہے | ۳۴۰ | ۲۳ | دوسرا بہتان |
| ۲۴ | ۵ | برہمی کے نام جھوٹے بڑے | ۳۴۲ | ۲۴ | برہمی کے نام نہ جان بکھپے |
| ۲۵ | ۵ | شیاطین اللہ و انجس | ۳۴۲ | ۲۵ | بے جا شرف |
| ۲۶ | ۵ | چودھواں بہتان | ۳۴۳ | ۲۶ | کمال شہادت و |
| ۲۷ | ۵ | برہمی جھوٹا کوئی بھی تو | ۳۴۴ | ۲۷ | افرا پر مہارانی |
| ۲۸ | ۵ | شرم ذاتی | ۳۴۴ | ۲۸ | نہت کا اصلی فرقہ دکھایا |
| ۲۹ | ۵ | برہمی کے اس بہتان | ۳۴۵ | ۲۹ | کفر کا اثر برہمی پہنچا اور باگ |
| ۳۰ | ۵ | ہاں بہتا ویر کا دہلی و | ۳۴۶ | ۳۰ | خاندان کے اسی سٹاس پر جا |
| ۳۱ | ۵ | فریب ہے | ۳۴۶ | ۳۱ | پڑا خضما |
| ۳۲ | ۵ | خوف کتاب غصائی | ۳۴۸ | ۳۲ | ناقدان - مغزی |
| ۳۳ | ۵ | کے ساتھ | ۳۴۹ | ۳۳ | کتاب |
| ۳۴ | ۸۶ | بے اصل اور خارج از | ۳۵۰ | ۳۴ | گیارہواں بہتان |
| ۳۵ | ۵ | عقل ارام دہشام لگے | ۳۶۱ | ۳۵ | ارہواں بہتان |
| ۳۶ | ۵ | اگر مہیج النسب ہے | ۳۶۶ | ۳۶ | یہ بھی ارام لگایا |

| صفحہ | صفحہ | اسم کلمات | صفحہ | صفحہ | اسم کلمات |
|------|------|----------------------------|------|------|----------------------------|
| ۳۷ | ۸۹ | پندرہواں بہتان | ۳۷۳ | | عوام کو دھوکہ دینے اور |
| ۳۸ | ۵ | پنچہ عیلمانی حال میں | ۳۷۳ | ۵ | پنچہ عیلمانی حال میں |
| ۳۹ | ۵ | پنچہ نے کے لئے برہمی | ۳۷۸ | ۵ | پنچہ نے کے لئے برہمی |
| ۴۰ | ۵ | اس کی تمام فرقہ شیطانی | ۳۷۸ | ۵ | اس کی تمام فرقہ شیطانی |
| ۴۱ | ۵ | فصلہ اللہ تعالیٰ علیکم | ۳۸۱ | ۵ | فصلہ اللہ تعالیٰ علیکم |
| ۴۲ | ۵ | اللہ تعالیٰ اس کو روزِ حشر | ۳۸۲ | ۵ | اللہ تعالیٰ اس کو روزِ حشر |
| ۴۳ | ۵ | سب مخلوق کے سامنے | ۳۸۳ | ۵ | سب مخلوق کے سامنے |
| ۴۴ | ۵ | شرمندہ کرے | ۳۸۴ | ۵ | شرمندہ کرے |
| ۴۵ | ۸۹ | وحد لہ فی الدارین | ۳۸۵ | ۵ | وحد لہ فی الدارین |
| ۴۶ | ۵ | انہما برہمنانہما فوری | ۳۸۵ | ۵ | انہما برہمنانہما فوری |
| ۴۷ | ۵ | اس مغزی نے بہتان | ۳۸۸ | ۵ | اس مغزی نے بہتان |
| ۴۸ | ۵ | بانہا | ۳۸۸ | ۵ | بانہا |
| ۴۹ | ۸۹ | اس افرا کی قوت دینے | ۳۹۱ | ۵ | اس افرا کی قوت دینے |
| ۵۰ | ۵ | کے واسطے | ۳۹۱ | ۵ | کے واسطے |
| ۵۱ | ۸۹ | اس مغزی کتاب نے قطع | ۳۹۸ | ۵ | اس مغزی کتاب نے قطع |
| ۵۲ | ۵ | دور پر کر کے بہتان بانہا | ۳۹۹ | ۵ | دور پر کر کے بہتان بانہا |
| ۵۳ | ۵ | مخلوق اللہ تعالیٰ الدارین | ۴۰۰ | ۵ | مخلوق اللہ تعالیٰ الدارین |
| ۵۴ | ۵ | یکہ افرا افسانہ اور کتب | ۴۰۱ | ۵ | یکہ افرا افسانہ اور کتب |
| ۵۵ | ۵ | سیکھ ہے | ۴۰۲ | ۵ | سیکھ ہے |
| ۵۶ | ۸۹ | پندرہواں بہتان | ۴۰۳ | ۵ | پندرہواں بہتان |
| ۵۷ | ۵ | اس شخص کو کھنڈہ عالم | ۴۰۴ | ۵ | اس شخص کو کھنڈہ عالم |
| ۵۸ | ۵ | پندرہواں بہتان کی جڑ | ۴۰۵ | ۵ | پندرہواں بہتان کی جڑ |
| ۵۹ | ۵ | دور و گدوئی | ۴۰۵ | ۵ | دور و گدوئی |

| صفحہ | صفحہ | اسلام کلامت | صفحہ | صفحہ | اسلام کلامت |
|------|------|-------------|------|------|-------------|
| ۴۶ | ۹۴ | ۴۱۹ | ۱۰ | ۹۴ | ۴۱۹ |
| ۴۷ | ۹۵ | ۴۲۰ | ۱۱ | ۹۵ | ۴۲۰ |
| ۴۸ | ۹۶ | ۴۲۱ | ۱۲ | ۹۶ | ۴۲۱ |
| ۴۹ | ۹۷ | ۴۲۲ | ۱۳ | ۹۷ | ۴۲۲ |
| ۵۰ | ۹۸ | ۴۲۳ | ۱۴ | ۹۸ | ۴۲۳ |
| ۵۱ | ۹۹ | ۴۲۴ | ۱۵ | ۹۹ | ۴۲۴ |
| ۵۲ | ۱۰۰ | ۴۲۵ | ۱۶ | ۱۰۰ | ۴۲۵ |
| ۵۳ | ۱۰۱ | ۴۲۶ | ۱۷ | ۱۰۱ | ۴۲۶ |
| ۵۴ | ۱۰۲ | ۴۲۷ | ۱۸ | ۱۰۲ | ۴۲۷ |
| ۵۵ | ۱۰۳ | ۴۲۸ | ۱۹ | ۱۰۳ | ۴۲۸ |
| ۵۶ | ۱۰۴ | ۴۲۹ | ۲۰ | ۱۰۴ | ۴۲۹ |
| ۵۷ | ۱۰۵ | ۴۳۰ | ۲۱ | ۱۰۵ | ۴۳۰ |
| ۵۸ | ۱۰۶ | ۴۳۱ | ۲۲ | ۱۰۶ | ۴۳۱ |
| ۵۹ | ۱۰۷ | ۴۳۲ | ۲۳ | ۱۰۷ | ۴۳۲ |
| ۶۰ | ۱۰۸ | ۴۳۳ | ۲۴ | ۱۰۸ | ۴۳۳ |
| ۶۱ | ۱۰۹ | ۴۳۴ | ۲۵ | ۱۰۹ | ۴۳۴ |
| ۶۲ | ۱۱۰ | ۴۳۵ | ۲۶ | ۱۱۰ | ۴۳۵ |
| ۶۳ | ۱۱۱ | ۴۳۶ | ۲۷ | ۱۱۱ | ۴۳۶ |
| ۶۴ | ۱۱۲ | ۴۳۷ | ۲۸ | ۱۱۲ | ۴۳۷ |
| ۶۵ | ۱۱۳ | ۴۳۸ | ۲۹ | ۱۱۳ | ۴۳۸ |
| ۶۶ | ۱۱۴ | ۴۳۹ | ۳۰ | ۱۱۴ | ۴۳۹ |
| ۶۷ | ۱۱۵ | ۴۴۰ | ۳۱ | ۱۱۵ | ۴۴۰ |
| ۶۸ | ۱۱۶ | ۴۴۱ | ۳۲ | ۱۱۶ | ۴۴۱ |
| ۶۹ | ۱۱۷ | ۴۴۲ | ۳۳ | ۱۱۷ | ۴۴۲ |
| ۷۰ | ۱۱۸ | ۴۴۳ | ۳۴ | ۱۱۸ | ۴۴۳ |
| ۷۱ | ۱۱۹ | ۴۴۴ | ۳۵ | ۱۱۹ | ۴۴۴ |
| ۷۲ | ۱۲۰ | ۴۴۵ | ۳۶ | ۱۲۰ | ۴۴۵ |
| ۷۳ | ۱۲۱ | ۴۴۶ | ۳۷ | ۱۲۱ | ۴۴۶ |
| ۷۴ | ۱۲۲ | ۴۴۷ | ۳۸ | ۱۲۲ | ۴۴۷ |
| ۷۵ | ۱۲۳ | ۴۴۸ | ۳۹ | ۱۲۳ | ۴۴۸ |
| ۷۶ | ۱۲۴ | ۴۴۹ | ۴۰ | ۱۲۴ | ۴۴۹ |
| ۷۷ | ۱۲۵ | ۴۵۰ | ۴۱ | ۱۲۵ | ۴۵۰ |
| ۷۸ | ۱۲۶ | ۴۵۱ | ۴۲ | ۱۲۶ | ۴۵۱ |
| ۷۹ | ۱۲۷ | ۴۵۲ | ۴۳ | ۱۲۷ | ۴۵۲ |
| ۸۰ | ۱۲۸ | ۴۵۳ | ۴۴ | ۱۲۸ | ۴۵۳ |
| ۸۱ | ۱۲۹ | ۴۵۴ | ۴۵ | ۱۲۹ | ۴۵۴ |
| ۸۲ | ۱۳۰ | ۴۵۵ | ۴۶ | ۱۳۰ | ۴۵۵ |
| ۸۳ | ۱۳۱ | ۴۵۶ | ۴۷ | ۱۳۱ | ۴۵۶ |
| ۸۴ | ۱۳۲ | ۴۵۷ | ۴۸ | ۱۳۲ | ۴۵۷ |
| ۸۵ | ۱۳۳ | ۴۵۸ | ۴۹ | ۱۳۳ | ۴۵۸ |
| ۸۶ | ۱۳۴ | ۴۵۹ | ۵۰ | ۱۳۴ | ۴۵۹ |
| ۸۷ | ۱۳۵ | ۴۶۰ | ۵۱ | ۱۳۵ | ۴۶۰ |
| ۸۸ | ۱۳۶ | ۴۶۱ | ۵۲ | ۱۳۶ | ۴۶۱ |
| ۸۹ | ۱۳۷ | ۴۶۲ | ۵۳ | ۱۳۷ | ۴۶۲ |
| ۹۰ | ۱۳۸ | ۴۶۳ | ۵۴ | ۱۳۸ | ۴۶۳ |
| ۹۱ | ۱۳۹ | ۴۶۴ | ۵۵ | ۱۳۹ | ۴۶۴ |
| ۹۲ | ۱۴۰ | ۴۶۵ | ۵۶ | ۱۴۰ | ۴۶۵ |
| ۹۳ | ۱۴۱ | ۴۶۶ | ۵۷ | ۱۴۱ | ۴۶۶ |
| ۹۴ | ۱۴۲ | ۴۶۷ | ۵۸ | ۱۴۲ | ۴۶۷ |
| ۹۵ | ۱۴۳ | ۴۶۸ | ۵۹ | ۱۴۳ | ۴۶۸ |
| ۹۶ | ۱۴۴ | ۴۶۹ | ۶۰ | ۱۴۴ | ۴۶۹ |
| ۹۷ | ۱۴۵ | ۴۷۰ | ۶۱ | ۱۴۵ | ۴۷۰ |
| ۹۸ | ۱۴۶ | ۴۷۱ | ۶۲ | ۱۴۶ | ۴۷۱ |
| ۹۹ | ۱۴۷ | ۴۷۲ | ۶۳ | ۱۴۷ | ۴۷۲ |
| ۱۰۰ | ۱۴۸ | ۴۷۳ | ۶۴ | ۱۴۸ | ۴۷۳ |

| صفحہ | صفحہ | اسلام کلامت | صفحہ | صفحہ | اسلام کلامت |
|------|------|-------------|------|------|-------------|
| ۱۰۱ | ۱۴۹ | ۴۷۴ | ۱۰۲ | ۱۴۹ | ۴۷۴ |
| ۱۰۲ | ۱۵۰ | ۴۷۵ | ۱۰۳ | ۱۵۰ | ۴۷۵ |
| ۱۰۳ | ۱۵۱ | ۴۷۶ | ۱۰۴ | ۱۵۱ | ۴۷۶ |
| ۱۰۴ | ۱۵۲ | ۴۷۷ | ۱۰۵ | ۱۵۲ | ۴۷۷ |
| ۱۰۵ | ۱۵۳ | ۴۷۸ | ۱۰۶ | ۱۵۳ | ۴۷۸ |
| ۱۰۶ | ۱۵۴ | ۴۷۹ | ۱۰۷ | ۱۵۴ | ۴۷۹ |
| ۱۰۷ | ۱۵۵ | ۴۸۰ | ۱۰۸ | ۱۵۵ | ۴۸۰ |
| ۱۰۸ | ۱۵۶ | ۴۸۱ | ۱۰۹ | ۱۵۶ | ۴۸۱ |
| ۱۰۹ | ۱۵۷ | ۴۸۲ | ۱۱۰ | ۱۵۷ | ۴۸۲ |
| ۱۱۰ | ۱۵۸ | ۴۸۳ | ۱۱۱ | ۱۵۸ | ۴۸۳ |
| ۱۱۱ | ۱۵۹ | ۴۸۴ | ۱۱۲ | ۱۵۹ | ۴۸۴ |
| ۱۱۲ | ۱۶۰ | ۴۸۵ | ۱۱۳ | ۱۶۰ | ۴۸۵ |
| ۱۱۳ | ۱۶۱ | ۴۸۶ | ۱۱۴ | ۱۶۱ | ۴۸۶ |
| ۱۱۴ | ۱۶۲ | ۴۸۷ | ۱۱۵ | ۱۶۲ | ۴۸۷ |
| ۱۱۵ | ۱۶۳ | ۴۸۸ | ۱۱۶ | ۱۶۳ | ۴۸۸ |
| ۱۱۶ | ۱۶۴ | ۴۸۹ | ۱۱۷ | ۱۶۴ | ۴۸۹ |
| ۱۱۷ | ۱۶۵ | ۴۹۰ | ۱۱۸ | ۱۶۵ | ۴۹۰ |
| ۱۱۸ | ۱۶۶ | ۴۹۱ | ۱۱۹ | ۱۶۶ | ۴۹۱ |
| ۱۱۹ | ۱۶۷ | ۴۹۲ | ۱۲۰ | ۱۶۷ | ۴۹۲ |
| ۱۲۰ | ۱۶۸ | ۴۹۳ | ۱۲۱ | ۱۶۸ | ۴۹۳ |
| ۱۲۱ | ۱۶۹ | ۴۹۴ | ۱۲۲ | ۱۶۹ | ۴۹۴ |
| ۱۲۲ | ۱۷۰ | ۴۹۵ | ۱۲۳ | ۱۷۰ | ۴۹۵ |
| ۱۲۳ | ۱۷۱ | ۴۹۶ | ۱۲۴ | ۱۷۱ | ۴۹۶ |
| ۱۲۴ | ۱۷۲ | ۴۹۷ | ۱۲۵ | ۱۷۲ | ۴۹۷ |
| ۱۲۵ | ۱۷۳ | ۴۹۸ | ۱۲۶ | ۱۷۳ | ۴۹۸ |
| ۱۲۶ | ۱۷۴ | ۴۹۹ | ۱۲۷ | ۱۷۴ | ۴۹۹ |
| ۱۲۷ | ۱۷۵ | ۵۰۰ | ۱۲۸ | ۱۷۵ | ۵۰۰ |
| ۱۲۸ | ۱۷۶ | ۵۰۱ | ۱۲۹ | ۱۷۶ | ۵۰۱ |
| ۱۲۹ | ۱۷۷ | ۵۰۲ | ۱۳۰ | ۱۷۷ | ۵۰۲ |
| ۱۳۰ | ۱۷۸ | ۵۰۳ | ۱۳۱ | ۱۷۸ | ۵۰۳ |
| ۱۳۱ | ۱۷۹ | ۵۰۴ | ۱۳۲ | ۱۷۹ | ۵۰۴ |
| ۱۳۲ | ۱۸۰ | ۵۰۵ | ۱۳۳ | ۱۸۰ | ۵۰۵ |
| ۱۳۳ | ۱۸۱ | ۵۰۶ | ۱۳۴ | ۱۸۱ | ۵۰۶ |
| ۱۳۴ | ۱۸۲ | ۵۰۷ | ۱۳۵ | ۱۸۲ | ۵۰۷ |
| ۱۳۵ | ۱۸۳ | ۵۰۸ | ۱۳۶ | ۱۸۳ | ۵۰۸ |
| ۱۳۶ | ۱۸۴ | ۵۰۹ | ۱۳۷ | ۱۸۴ | ۵۰۹ |
| ۱۳۷ | ۱۸۵ | ۵۱۰ | ۱۳۸ | ۱۸۵ | ۵۱۰ |
| ۱۳۸ | ۱۸۶ | ۵۱۱ | ۱۳۹ | ۱۸۶ | ۵۱۱ |
| ۱۳۹ | ۱۸۷ | ۵۱۲ | ۱۴۰ | ۱۸۷ | ۵۱۲ |
| ۱۴۰ | ۱۸۸ | ۵۱۳ | ۱۴۱ | ۱۸۸ | ۵۱۳ |
| ۱۴۱ | ۱۸۹ | ۵۱۴ | ۱۴۲ | ۱۸۹ | ۵۱۴ |
| ۱۴۲ | ۱۹۰ | ۵۱۵ | ۱۴۳ | ۱۹۰ | ۵۱۵ |
| ۱۴۳ | ۱۹۱ | ۵۱۶ | ۱۴۴ | ۱۹۱ | ۵۱۶ |
| ۱۴۴ | ۱۹۲ | ۵۱۷ | ۱۴۵ | ۱۹۲ | ۵۱۷ |
| ۱۴۵ | ۱۹۳ | ۵۱۸ | ۱۴۶ | ۱۹۳ | ۵۱۸ |
| ۱۴۶ | ۱۹۴ | ۵۱۹ | ۱۴۷ | ۱۹۴ | ۵۱۹ |
| ۱۴۷ | ۱۹۵ | ۵۲۰ | ۱۴۸ | ۱۹۵ | ۵۲۰ |
| ۱۴۸ | ۱۹۶ | ۵۲۱ | ۱۴۹ | ۱۹۶ | ۵۲۱ |
| ۱۴۹ | ۱۹۷ | ۵۲۲ | ۱۵۰ | ۱۹۷ | ۵۲۲ |
| ۱۵۰ | ۱۹۸ | ۵۲۳ | ۱۵۱ | ۱۹۸ | ۵۲۳ |

| صفحہ نمبر | اسلام کلامت | صفحہ نمبر | اسلام کلامت | صفحہ نمبر |
|-----------|--------------------------------|-----------|-------------|-----------|
| ۴۹۰ | یہ افرا انجیل پر بھی ہے کیونکہ | ۶ | ۱۰۹ | ۵۱۲ |
| ۴۹۱ | افرا اور | ۷ | ۱۱۰ | ۵۱۳ |
| ۴۹۲ | کذب | ۸ | ۱۱۱ | ۵۱۴ |
| ۴۹۳ | مجدد اور تعالین | ۹ | ۱۱۲ | ۵۱۵ |
| ۴۹۴ | اپنی انکھوں کو نہ دیکھنا | ۱۰ | ۱۱۳ | ۵۱۶ |
| ۴۹۵ | مجدد پر بھی جیسا کہ مفسر | ۱۱ | ۱۱۴ | ۵۱۷ |
| ۴۹۶ | مجدد اور تعالین | ۱۲ | ۱۱۵ | ۵۱۸ |
| ۴۹۷ | ان کی عقل دیکھ کر پر دے | ۱۳ | ۱۱۶ | ۵۱۹ |
| ۴۹۸ | پڑے ہوئے | ۱۴ | ۱۱۷ | ۵۲۰ |
| ۴۹۹ | مجدد اور تعالین | ۱۵ | ۱۱۸ | ۵۲۱ |
| ۵۰۰ | تسبیح رسول اللہ تعالیٰ | ۱۶ | ۱۱۹ | ۵۲۲ |
| ۵۰۱ | نجات کا ایذا مجتہد | ۱۷ | ۱۲۰ | ۵۲۳ |
| ۵۰۲ | صاحب سے اعلم | ۱۸ | ۱۲۱ | ۵۲۴ |
| ۵۰۳ | مجدد صاحب گین میں نہ | ۱۹ | ۱۲۲ | ۵۲۵ |
| ۵۰۴ | ان کی فکر کریں | ۲۰ | ۱۲۳ | ۵۲۶ |
| ۵۰۵ | پر بھی خود کا کرے | ۲۱ | ۱۲۴ | ۵۲۷ |
| ۵۰۶ | جنت ثانی پر مولانا سہارنوی | ۲۲ | ۱۲۵ | ۵۲۸ |
| ۵۰۷ | جنت میں لگائی | ۲۳ | ۱۲۶ | ۵۲۹ |
| ۵۰۸ | محض افرا و خاص و | ۲۴ | ۱۲۷ | ۵۳۰ |
| ۵۰۹ | دروغ سند ہے | ۲۵ | ۱۲۸ | ۵۳۱ |
| ۵۱۰ | واقعی کچھ کہہ دے کیجئے | ۲۶ | ۱۲۹ | ۵۳۲ |
| ۵۱۱ | خود مال پر بھی | ۲۷ | ۱۳۰ | ۵۳۳ |
| ۵۱۲ | مجدد اور تعالین علیہ السلام | ۲۸ | ۱۳۱ | ۵۳۴ |
| ۵۱۳ | کاظم پر بھی وہ بے عقل | ۲۹ | ۱۳۲ | ۵۳۵ |
| ۵۱۴ | جسے علی کے ان شاہوں میں سے | ۳۰ | ۱۳۳ | ۵۳۶ |
| ۵۱۵ | اولیائے کمال انعام ہیں | ۳۱ | ۱۳۴ | ۵۳۷ |
| ۵۱۶ | ہم افضل و شریف ہیں | ۳۲ | ۱۳۵ | ۵۳۸ |
| ۵۱۷ | کے بھران سے ہر | ۳۳ | ۱۳۶ | ۵۳۹ |

| صفحہ نمبر | اسلام کلامت | صفحہ نمبر | اسلام کلامت | صفحہ نمبر |
|-----------|---------------------------|-----------|-------------|-----------|
| ۵۲۸ | جنت لگائی | ۱۱۹ | ۱۲ | ۵۴۰ |
| ۵۲۹ | اس جنت | ۱۲۰ | ۱۳ | ۵۴۱ |
| ۵۳۰ | محض دروغ اور افرا | ۱۲۱ | ۱۴ | ۵۴۲ |
| ۵۳۱ | بدی | ۱۲۲ | ۱۵ | ۵۴۳ |
| ۵۳۲ | اس گروہ کلمہ عالم | ۱۲۳ | ۱۶ | ۵۴۴ |
| ۵۳۳ | پہچان بند | ۱۲۴ | ۱۷ | ۵۴۵ |
| ۵۳۴ | مجدد انجیل نہ | ۱۲۵ | ۱۸ | ۵۴۶ |
| ۵۳۵ | تخلیفات کرے | ۱۲۶ | ۱۹ | ۵۴۷ |
| ۵۳۶ | جنت پر دو تین صاحب | ۱۲۷ | ۲۰ | ۵۴۸ |
| ۵۳۷ | جنت پر دو تین صاحب | ۱۲۸ | ۲۱ | ۵۴۹ |
| ۵۳۸ | جسے دین | ۱۲۹ | ۲۲ | ۵۵۰ |
| ۵۳۹ | عبداللہ کو اللہ اعظم | ۱۳۰ | ۲۳ | ۵۵۱ |
| ۵۴۰ | جنت پر دو تین صاحب | ۱۳۱ | ۲۴ | ۵۵۲ |
| ۵۴۱ | عبداللہ | ۱۳۲ | ۲۵ | ۵۵۳ |
| ۵۴۲ | تیسالہ سائر الایام و | ۱۳۳ | ۲۶ | ۵۵۴ |
| ۵۴۳ | اللیسالی کام تین اور دن | ۱۳۴ | ۲۷ | ۵۵۵ |
| ۵۴۴ | اس کو پاکست ہو | ۱۳۵ | ۲۸ | ۵۵۶ |
| ۵۴۵ | کچھ پر بھی نے جنتیں | ۱۳۶ | ۲۹ | ۵۵۷ |
| ۵۴۶ | دروغ خاص | ۱۳۷ | ۳۰ | ۵۵۸ |
| ۵۴۷ | اس شخص کو بڑا گروہ کر دیا | ۱۳۸ | ۳۱ | ۵۵۹ |
| ۵۴۸ | خوب | ۱۳۹ | ۳۲ | ۵۶۰ |
| ۵۴۹ | جو کا ہاتھ زبان سے | ۱۴۰ | ۳۳ | ۵۶۱ |
| ۵۵۰ | بک دیتا ہے | ۱۴۱ | ۳۴ | ۵۶۲ |
| ۵۵۱ | خدا سے خوف اور رسول سے | ۱۴۲ | ۳۵ | ۵۶۳ |
| ۵۵۲ | شرم ہاکی نہیں کرتا | ۱۴۳ | ۳۶ | ۵۶۴ |

| صفحہ نمبر | اسلامیات | صفحہ نمبر | اسلامیات | صفحہ نمبر |
|-----------|--|-----------|---------------------------------|-----------|
| ۵۸۰ | تقدیر برپا ہوتی اتنی ہی قابلیت نہیں رکھتے | ۵۹۶ | آپ کی خدمت کو برکت | ۵۹۷ |
| ۵۸۱ | خدا نے اللہ تعالیٰ | ۵۹۸ | ایسی باتوں کو بند کر دیا ہے | ۵۹۸ |
| ۵۸۲ | واخراہ فی اللہ ارمین | ۵۹۹ | ہے جس میں آپ کی بے عقلی اور | ۵۹۹ |
| ۵۸۳ | آخری ہے فیم تقدیر | ۶۰۰ | پے بھی ہے | ۶۰۰ |
| ۵۸۴ | محض دین و فریب کا نتیجہ ہے یا عبادت و سوجھ بوجھ کا | ۶۰۱ | آپ کو کھینچ کر | ۶۰۱ |
| ۵۸۵ | عبداللہ بن | ۶۰۲ | مجدد صاحب کو انشا فیم کہاں | ۶۰۲ |
| ۵۸۶ | کچھ فیم | ۶۰۳ | اس کو بھی | ۶۰۳ |
| ۵۸۷ | ہے جس میں ہدایت ہے | ۶۰۴ | ہدایت کی بھی اور | ۶۰۴ |
| ۵۸۸ | ہے کہا تھا آپ نے اپنے | ۶۰۵ | کم نفع | ۶۰۵ |
| ۵۸۹ | ہی پریش نما | ۶۰۶ | ظلم کلام سے مس ہو نہیں | ۶۰۶ |
| ۵۹۰ | ہدیان جتنے ہیں | ۶۰۷ | جلالت آپ کی محض لائق | ۶۰۷ |
| ۵۹۱ | آپ کی کج بھی | ۶۰۸ | دوسروں کو بند یا سہارا نہ کر کے | ۶۰۸ |
| ۵۹۲ | اس پر قدرت | ۶۰۹ | کسی طالب علم سے کوئی کتاب | ۶۰۹ |
| ۵۹۳ | مجدد صاحب ال لا خدا | ۶۱۰ | ظلم کلام میں پڑھ کر بیچے | ۶۱۰ |
| ۵۹۴ | ہوش میں آئیے اور سوچ | ۶۱۱ | تقدیر مستقبل میں اللہ تعالیٰ کا | ۶۱۱ |
| ۵۹۵ | سمجھ کر باتیں سمجھتے | ۶۱۲ | کے خدا و افکار کی بھی حکمت | ۶۱۲ |
| ۵۹۶ | آپ ہی کا گھر دیا گیا ہے | ۶۱۳ | پر مبنی ہے | ۶۱۳ |
| ۵۹۷ | ایسی معذرت بھاری ہے | ۶۱۴ | شیں دجال | ۶۱۴ |
| ۵۹۸ | کچھ دیکھی | ۶۱۵ | خسود اللہ و جہنم | ۶۱۵ |
| ۵۹۹ | | ۶۱۶ | فی اللہ ارمین تو اندر | ۶۱۶ |
| ۶۰۰ | | ۶۱۷ | کے چہرہ کو وہ توں کہاں میں | ۶۱۷ |
| ۶۰۱ | | ۶۱۸ | کا لا کر ہے | ۶۱۸ |
| ۶۰۲ | خواہ مخواہ دین و دستورات | ۶۱۹ | واسکے بچو جنت | ۶۱۹ |
| ۶۰۳ | ہدایت پر پردہ پڑا ہو گیا | ۶۲۰ | الدرك الاسفل من | ۶۲۰ |
| ۶۰۴ | ایسے کچھ فیم | ۶۲۱ | النار مع غدا سید | ۶۲۱ |

| صفحہ نمبر | اسلامیات | صفحہ نمبر | اسلامیات | صفحہ نمبر |
|-----------|-----------------------------|-----------|-----------------------------|-----------|
| ۶۲۵ | دجال برپا ہوتی | ۶۳۰ | انکولین اللہ اس کو دھن | ۶۳۱ |
| ۶۲۶ | کے پیچھے کے درجے کے | ۶۳۲ | کے پیچھے کے درجے کے | ۶۳۲ |
| ۶۲۷ | درمیان حضور کے دشمن کے | ۶۳۳ | ساتھ مشورے | ۶۳۳ |
| ۶۲۸ | دجال برپا ہوتی | ۶۳۴ | کون سے درجہ کے دشمن | ۶۳۴ |
| ۶۲۹ | محض افترا اور بہتان نہ ہو | ۶۳۵ | دیں گے اور ثواب و نازل | ۶۳۵ |
| ۶۳۰ | آئندہ لائین و مشرفات | ۶۳۶ | وہم سے کلام کے ہمیش گے | ۶۳۶ |
| ۶۳۱ | خفیہ | ۶۳۷ | سودا اللہ و جوشہم | ۶۳۷ |
| ۶۳۲ | مجدد صاحب نے طلب | ۶۳۸ | فی اللہ ارمین | ۶۳۸ |
| ۶۳۳ | شہرت و طلب و نیاز اور | ۶۳۹ | وجعل قلوبہم قاسیة | ۶۳۹ |
| ۶۳۴ | افکار حق کی دھم سے یہ کفر | ۶۴۰ | غلابو متواضعہ یروا | ۶۴۰ |
| ۶۳۵ | کیا ہے | ۶۴۱ | العذاب الایم | ۶۴۱ |
| ۶۳۶ | انکو رکھ کر کفر کرنا | ۶۴۲ | افشان کچھ ہوں کو دھن | ۶۴۲ |
| ۶۳۷ | یہ سب تجزیوں اور تفسیروں | ۶۴۳ | جہان میں کا لاکر ہے اورا کے | ۶۴۳ |
| ۶۳۸ | اور اس کے اتنا ہی کفر | ۶۴۴ | دوں کو سنت بنا کر ہے تو | ۶۴۴ |
| ۶۳۹ | لوٹ کر قبر میں اس کیلئے طلب | ۶۴۵ | ہے اللہ نے ان میں یہاں ایک | ۶۴۵ |
| ۶۴۰ | اور بوقت خاتمہ سب غرض | ۶۴۶ | کو دردناک غصاب کیلئے | ۶۴۶ |
| ۶۴۱ | ایمان و انکار تصدیق و انکار | ۶۴۷ | جوں کی | ۶۴۷ |

ہم سے مفت اور کم قیمت پر کتابیں
حاصل کریں

مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ اس رسالہ شہاب ثاقب کے کل ۱۱۶۶ ایک صد
چھتیس صفحات ہیں اور اس میں یہ مونی مونی لگائیاں ۶۳۰ چھ صد چالیس ہیں
اور اگر اس کی تمام کالیوں کو جمع کیا جائے تو تقریباً ایک ہزار کی تعداد پوری ہو جائے
گی لیکن ان ۶۳۰ چھ صد چالیس کالیوں کو یکے کر ہی ہر شریف انفس مہذب
انسان پہلا نتیجہ تو یہ اخذ کرے گا کہ جس کتاب میں اس قدر کالیاں ہیں تو
کتاب کا کافی حصہ تو انہیں غفلت سے گزر چکا تو پھر اس میں اور مٹی سنیکٹ
کتنے ہوں گے ملاوہ ہر جس حسب کوئی کتاب کسی کے دگر جواب میں تصنیف کی جاتی
ہے تو اس میں اختلافی مسائل لکھے جاتے ہیں پھر ان پر دلائل و براہین قائم کیے جاتے
ہیں۔ مخالف کے استدلالوں کے ملے جوابات دیے جاتے ہیں۔ اس کی ہر بات کا
ممانعت و تنبیہ کی معقولیت و تہذیب کے ساتھ رد کیا جاتا ہے جب کوئی مسئلہ
اپنی کتاب میں دیکھا گئے ان باتوں کے سبب و قسم اور گالی گلوں سے کام لے اور غرض
کر وید۔ وکیل و فریب۔ افزا و بہتان کرے تو ہر جو ہر جاتا ہے کہ یہ کتاب حق تعالیٰ
کی کتاب کا رد و جواب نہیں ہے بلکہ صرف اپنے معتقدین پر اپنا وقار باقی رکھنے
کے لیے ان چند اور ادا کی کوسیا کر دیا گیا ہے اور ہر ادا خدا اس کو جواب کے نام سے
شہود کیا جا رہا ہے اور عوام جنہیں کو اس پر وہ میں فریب دیا جا رہا ہے۔

دوسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا کہ جو مسند تحقیقی دلائل اور علمی بحثوں کے
پیش کرنے اور مخالف کی ہر بات کا تہذیب و ممانعت سے جواب دینے کے
بجائے سبب و قسم اور گالی گلوں پر اتر آئے اور کید و فریب۔ کذب و افترا کرنے پر
مبور ہو جائے تو یہ اس کے انتہائی مجر و لا جواب ہونے کی بین دلیل ہے اور اسی
کے ضمن میں خود مسند کی ناقابلیت و نا اہمیت اور اس کی لاعلمی و جہالت بکمال
کی گندی ذہنیت اور گھٹائی طبیعت کا بھی کافی اندازہ ہو جائے اور اس کی سیا
سوز اور سوچنا نہ خطا نہ اور بے باک نہ طرز عبارت کو دیکھ کر خود اس کی دشمنی و عداوت
کا معیار بھی قائم ہو جاتا ہے۔

تیسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا کہ جو جماعت ایسی گندی اور گھٹائی کتاب کی ہر بات
طاعت کرے۔ اس کو دہلری سے ہمارا شاعت کرے۔ اس پر اپنے مذہب کی
بنیاد ڈالے۔ اس کو بغیر حق جواب مخالف کے سامنے لائے اور اس کے صنف کو
اپنا پیشوا و شیخ بنائے اس کی ہر ہر بات پر اپنا سر جھکائے۔ اس کے ہر قول پر اپنا
لائے۔ اس کے ہر لفظ کو آنکھیں بند کر کے مانے۔ اس کی ہر غلطی کو صحیح سمجھائے۔
اس کی ہر افترا و بہتان کو حق سمجھے اس کی ہر گالی گلوں کو حقیقت سمجھ کرے وہ
جماعت نہایت بے حس ہے اس کا دماغی قوانین بگڑ گیا۔ اس کی قوت مدبر
کا جنازہ نکل گیا۔ اسے صحیح اور غلط کی معرفت کا احساس نہ ہوا۔ اسے حق و باطل
کا امتیاز باقی نہ رہا۔ اس سے تہذیب کا خون کھریا۔ عزت و کرامت کیستہ دیا۔

(ہشویں دیوبندی قوم اور دہلوی جماعت کی بعض جہی اور نا اہمیت اپنی انتہا کو
پہنچ چکی ہے کہ دنیا بھر کا ہر مسند اور مہذب انسان تو یہ اعتراف کرتے کیلئے
مجموعہ ہے کہ یہ ۶۳۰ چھ صد چالیس کلمات سرسبز صنف و شتم اور گندی گالیاں
میں مگر مسند شہاب ثاقب ان الفاظ و کلمات کو نہ صرف ختم کرتا ہے نہ گالی
گلوں کی مکتا ہے نہ سیا سوز اور غلط تہذیب جانتا ہے۔ نہ اقلتہ کے غضب اور
غصہ قرار دیتا ہے بلکہ شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۲۰ ایک صد میں) پر سب کی گالی گلوں
میں اس طرح وصول ہو گئے ہیں۔

غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب و علم کوئی لفظ مجتہد بریلوی کے شاہین
شان علم سے نہیں نکلے دیتی ہے

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مسند نے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ غصہ سے
نہیں کہا ہے بلکہ جو کچھ لکھا ہے وہ بصحت و جوش و جواں اپنی گندی ذہنیت اور
نا پاک خیال کا اظہار کیا ہے اور پھر کوئی لفظ اس کی اپنی تہذیب و علم کے خلاف نہیں
ہے تو گویا اس کے یہ ۶۳۰ چھ صد چالیس الفاظ سب تہذیب و علم کے دائرہ

میں ہیں اور گوشت و فصد میں اگر تہذیب علم کا جامہ بچھاؤ کر برہمنہ جو ہمارے تلمیذی زمانہ و قلم سے اول قول ماں بہن کی صاف صاف منکافات گالیاں دیتے بلکہ چھاپتے اور شائع کرتے اور اپنی بے تہذیبی کا عمل اعلان درس دے کر اپنے عزیز و یوں بندہ ہونے کا شہوت دیتے مگر ان کی تہذیب علم نے صرف ۶۲۰ چھ صد چھاپا سو فی گالیاں چھاپنے کی اجازت دی ہے۔

بالجملہ ہم مصنف کی گالیوں کا جواب دیکر اپنی شرافت و تہذیب کا خون کھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگرچہ مصنف کے سب ولہجہ میں گفتگو کرتے ہیں یہ جڑا فائدہ حاصل ہو جائے مگر مصنف کے متقدمین ہمارے الفاظ کو گالیاں کہتے اور مضور کہتے تو شہاب ثاقب کی گالیوں کا گالیاں ہونا خود انہیں بھی تسلیم ہو گیا کہ اور ہماری آجالی ڈگری ہو جائے مگر ہم آپ کے اور اپنے عزیز اوقات کو ان لغویات میں صرف نہیں کرنا چاہتے علاوہ ہمیں جب ہمارے پاس ان کی ہر بات کو واقعی اور تحقیقی علی جواب موجود ہے تو ہم کیوں ان لغویات میں پڑیں۔

ہم مصنف کی ان تمام گالیوں کے جواب میں اسی شہاب ثاقب کے یہ الفاظ پیش کر دینا ہی نہایت کافی سمجھتے ہیں۔ مصنف خود ہی فرماتے ہیں۔

”گالیاں کہنی ان کو مبارک بولیں گے یا پیش ہوتے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں میں ارادل گالی گفتگو میں دن و رات مشغول ہوتا۔“

اب مصنف صاحب کی ذالت اور گالیاں دینے کا پیشہ خود انہیں کی کتاب اور خود انہیں کے قول سے ثابت ہو گیا تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مصنف کا یہ گالیاں کہنے کا پیشہ انہیں کو مبارک ہو اور دش ارادل گالی گفتگو میں بھی مشغول رہیں۔ لہذا اس گالی نامہ جواب میں ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس شہاب ثاقب میں دل بھر کر جھوٹ اور کذب ہے کام لیا گیا ہے۔ جی بھر کر کر وید کیا گیا ہے۔ انکھیں بند کر کے دل و قلم سے دیا گیا ہے

بے حیائی کر افتر اور ہنسان کوٹھا گیا ہے۔ منہ بھر کر مست و فخر اور گالیاں دینا گئیں ہیں اسی وجہ سے کسی عالم اہلسنت نے اس گندری اور گندائی کتاب کا کوئی رد و جواب نہیں لکھا کہ ان لغویات و مزخرفات کا جواب کسی عالم دین کے شایا بھان نہیں۔ قرآن کریم نے بھی یہی تعلیم دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرَّوْا بِحِلْمٍ

لیکن دیوبندی قوم نے اس سے یہ ناپاک فائدہ حاصل کیا کہ اس کا کسی سنی عالم نے جواب نہیں دیا اور اس پر بحال بے حیائی ناز و افتخار کیا۔ میں نے اپنے احباب کے اصرا پر یہ مزوری سمجھا کہ اعلیٰ طور سے اس کتاب کی تمام خائیں اس کے سب افترا اور جتان گناہوں اور اس کے گرویدہ اور دلیل و فریب سے اپنے تمام اہلسنت و جماعت کو واقف کر دوں اور وہ اپنے کے سامنے ناز و افتخار کو خاک میں ملا دوں اور حق و اللہ تعالیٰ باطل کا فریضہ اوکھادوں۔

لہذا میں اس کتاب کا شہاب ثاقب کی جبار توں کو دھڑول کے درمیان نقل کرنا گا اور رد کو باب کی سرخی سے شروع کر دوں گا۔ تاکہ اس کتاب کی عبادت اور جواب میں امتیاز حاصل ہو جائے اور تاخرین کو سرور و ہدایتوں میں کوئی اشتباہ نہ ہو سکے مصنف و ناشر وی ہر خطبہ کہتا ہے۔

ابا بید جلد اسلام باندگی نعمت میں عرض ہے کہ جناب مری اور خاں صاحب مجدد و انجیل بریلوی کی شان میں جو الفاظ علی بریلوی نے نقل اندوا قیست دوجا پر روز کی حکایات میں کہے تھے اور صاحب اخلاقی کریم ان کی چند مبالغہ آمیز باتیں تعارض میں تحریر کی تھیں یا مثلاً وکنا پتر خطبول میں ان کو با ان کے جعلی مخالفوں کو کچھ لکھا تھا ان کا منفصل مجموعہ قہد میں کر کے دکھایا گیا۔

جو اصمب مصنف نے اس عبادت میں ایک تو اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت

شیخ الاسلام و المسلمین۔ وارث علوم سید المرسلین۔ المصنعت عظیم الکرمات، مؤید ملک
ظاہر۔ مجدد و قائم حاضر و مولانا مولوی سیدی و سرمدی الحاج الشاہ احمد رضا خاں صاحب
قدس سرہ کی شائق میں علماء عربین شریفین نے الفاظ مدح اپنی تحریروں و تقریروں
خطبوں میں تحریر فرمائے۔ دوسرے اس امر کا اعتراف کیا کہ جو تہجد الایمان میں علماء عربین
شریفین کی تقریریں و بیانات نقل ہیں تو مصنف کو ان الفاظ مدح میں کسی نقد کا
مکڑ ہے۔ نہ فقر و فقر کی کسی کلمہ سے اس کو انکار ہے اور یہ بھی ماننا ہے جو تہجد
الایمان میں ان تقریروں کو نہایت دیانت و امانی سے بعینہ نقل کر دیا گیا ہے تو اس
پر لازم تھا کہ علماء عربین شریفین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان میں جو الفاظ مدح
کئے ان کو مانا اور انہوں نے اکابر و بزرگ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی
احمد امین عثمانی اور مولوی اشرف علی خاں نوہی پر جو احکام صادر فرمائے ان کو حق
جانا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ان علماء عربین شریفین ہی کو نہیں ماننا۔ اسی شہکار
ناتق میں صاف طور پر کتاب ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کا پہلا فریب

ان اسامی میں جن کو مجدد و صاحب سہ اہل مکہ سے نقل کیے ہیں بہت
سے ایسے ہیں جن کو قوت علیہ میں کوئی دخل نہیں نہ وہ درجہ
تہذیب کے ساتھ مشتعل ہیں۔ علماء مکہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا
یہ تو مصنف نے ان علماء کو مکتوف کے متعلق کہا اب باقی رہے مصنفین علماء مدینہ
ان کے متعلق اسی شہاب ثاقب میں ہے۔

باجوہر ان سب باقول کے نہایت خفیہ طور پر اس رسالہ پر ہمیں لکائی
گئیں جو کہ ابتدا میں اصل مکتوف کے کوئی جھگڑا پیش نہیں کیا تھا اس لیے
لوگ خالی الذہن تھے بعض لوگ فریب میں آگئے اور اکثر علماء مدینہ یا مکہ

فریب میں آگئے ہے

جو اسب ان ہر دو عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جن علماء مدینہ کی موجود تہجد الایمان
میں تصدیق نہیں ہیں ان کے اکثر یا مکہ عالم ہی نہیں کہ وہ نہ تو علم میں کچھ دخل رکھتے
ہیں نہ درس و تدریس کا شغل کر سکتے ہیں نہ ان کا علماء میں شمار ہے یعنی وہ نہ پہلی
ہیں تو وہ کسی فتویٰ دینے کے اہل ہی کب ہو سکتے۔ باقی رہے علماء مدینہ ان میں بعض
سے فریب میں اگر مہربانی کر دی ہیں تو وہ بھی عالم کب ہو سکتے کہ جو فریب میں آکر تہجد
دے دیتے وہ عالم کس طرح ہو سکتے ہیں جب یہ حضرات مصنف کے نزدیک عالم
ہی نہیں بلکہ جاہل ہیں تو اس مصنف کا انہیں کو یہاں علماء عربین شریفین کہا نہ فریب
نہیں تواد کر کیا ہے۔

اب باقی را مصنف کا قول کہ علماء عربین شریفین نے المصنعت قدس سرہ کی شان
میں جو الفاظ مدح کئے وہ قبل از واقعت کئے تو اس ضمن میں اصل سے دریافت کر دیا
نہ واقعت میں کوئی کسی کے لیے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔ دنیا جاتی ہے کہ کسی کی تعریف
واقعت کے بعد ہی ہوا کرتی ہے۔ لیکن مصنف نے جو لکھا ہے وہ اس کی دلی عداوت
اور گلی بخالات کی ترجمانی ہے جس کا جواب کسی شاعر نے خوب دیا ہے۔

ہ آئندہ والا میرے یوں کا قماشاد دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

یہ مصنف نے عبارت تو بلا سوچے کچھ لکھ لیا تھا کہ اس سے المصنعت قدس سرہ
کی عظمت علماء عربین شریفین کی نظر میں بھی ثابت ہو گئی۔ اب جو اس چیز کا
کہ احساس ہوا تو خود ہی اپنے اس قول کو بدلنے ہے اور اپنی افترا پر وادائی کی عادت
کا اس طرح انہما کر رہا ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کا پہلا کذب و افتراء

مگر کچھ وقائع دہاں پھلاں کے خلاف یا ان کی شان کے اہانت کے جو تھے
تھے ان کو بالکل پوشیدہ رکھا گیا اس لیے ہم نے مناسب ہانا کہ اس کذب و افتراء
ثاقب کے اجتہاد میں چند اوراق ایسے بھی لادیں کہ وہی سچے اہل حضرت
چند و تشلیل کی اس حالت کا اندازہ ہر فرد بشر کو معلوم ہو جائے جو کہ علماء دین
مذہب کے نزدیک ان کی ہے یہ

جواب مصنف کے اس جیسے جھوٹ اور کذب مزید کے جواب میں اس
آیت کریمہ کا لکھنا ہی بہت کافی ہے لعنة الله على الكاذبين حقیقت
یہ ہے کہ میں سلفہ عام طور پر مساکین و محرومین و شریفین کو یہ کہتے سنا کہ میں عربین و غیر عربین
میں اہل حضرت قدس سرہ کا ہوا عز و کرام ہوا ایسا کسی بھی عالم کا نہ دیکھا گیا کہ اہل عربین
سلفہ ان کا بوقیستہ آمد استقبال کیا۔ ان کو بوقت دعا و دعاغ بیرون قبر تک رخصت کیا۔ ان
سے مشکل مسائل دریافت کئے۔ ان سے بیعتیں کیں۔ ان سے سہریں لیں۔ جن کا
ثبوت آج رسالہ کفعل الغیبة الغاصم فی احکام قرطاس الدارہام
اور سالہ الاجازات المتینہ وغیرہ میں ہے۔

آپ رہا علماء دین مثنوی کی قید قبول کا حال اس کے لیے حضرت فاضل کامل
عالم عامل حضرت مولانا الشیخ عبدالقادر صاحب غیبی طرابلسی قدس سرہ جوئی اپنے
کلمات طبقات دہی نہایت کافی ہیں جن کا ذکر خود مصنف نے بھی اسی شہاب ثاقب
کے ص ۳۸ و ص ۴۰ میں نہایت فصاحت سے کیا ہے اور ص ۴۱ میں یہ لکھا
ہے کہ واقعات کی تصدیق بلا واسطہ ان سے کی جائے۔ اتفاق یہ ہوا کہ میں مفتی محمد علی
صاحب راجستھانہ عالی علیہ صفت کثرت شایہ حضرت فاضل ملیل عالم شلیل مولانا شیخ
ضیاء الدین صاحب مہاجرہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت مولانا نے فرمایا

اے شہاب ثاقب صرا

کہ کل حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب غیبی طرابلسی کی شہر آبی تھی کہ انہوں نے
آپ کے مناظرہ کا روبرو مسجد نبوی شریف کے باب مجیدی کے متصل مکان عالی شان
میں دہلی مناظرہ کے ساتھ دو دن تک رہا اور اس میں آپ کو فتح معلوم حاصل ہوئی
حال سادہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کے نام اور صاف سے پہلے
ہی سے واقف تھا کہ یہ متفق عالم ہیں اور حضرت مفتی شافعیہ علامہ سرمد علی کے شاگرد
رشید ہیں اور تمام ائمہ الحزین شریف میں ان کی آخری تقریر بظاہر ہے۔ لہذا مجھے بھی ان کی
زیادت کا اشتیاق تھا۔ تو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اور چار سے متدین
نوجوان الحاج محمد عری جو رشید علی خاں رسیہ یا علم منسل اور یہ فقیر بعد مغرب حضرت
مولانا عبدالقادر صاحب غیبی طرابلسی کے دولت کردہ حاضر ہوئے کہ وہاں سے محمد
اور گفتگو و مباحثہ کے اہل حضرت قدس سرہ اور قصہ لیاقت حشام الخیرین کا ذکر آ
گیا تو حضرت شلیل صاحب نے فرمایا کہ علماء دین مثنوی نے نہ فقط حشام الخیرین پر
تقریریں لکھی بلکہ اہل حضرت فاضل بریلوی کا بخیل اعزاز کیا ان کا استقبال کیا ان
کی دعوتیں کیں اور بعض علماء نے یہی کیں سہریں لیں۔
مصنف کا کیسا سفید جھوٹ اور سرسبز افتراء ہے لعنة الله على الكاذبين
اس کے بعد مصنف بجمال افتراء پر وازی گفتا ہے۔

مصنف شہاب ثاقب دوسرا توہین و کذب و افتراء

جناب مجدد الشیخ صاحب سے جب اخیر ملاقات مولانا السید احمد رحیمی
مفتی اشفاقہ دست برکاتہم کی ہوئی اور وہاں مجدد صاحب نے اپنے
رسالہ طریغ غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریر و تصدیق پائی جو کہ مفتی
صاحب موافق اپنی حق سے اس لیے انہوں نے اس مسئلہ میں مخالفت
کی اور مجدد بریلوی کے دلائل کا رد کیا اور دیکھ گفتگو یہی ہے

لے شہاب ثاقب صرا

جواب مصنف کا یہ دوسرا انشراؤ کذب ہے کہ حضرت مفتی شافیر اور دیوبندی عقیدہ علم غیب کے موافق ہیں! العباد باللہ تعالیٰ اور اگر اس میں کسی ایک کلمہ یا ایک نقطہ میں بھی موافقت نہ ہو تو یہ مصنف اس کو نہایت علمی غرض میں غایب غفلت میں نہایت قلی کے ساتھ پیش کرتا اور باتوں اچھلی کودتا اور پھر انشراؤ کذب کی شرمناک بات سے باز رہتا اور اپنی اس کتاب میں اس کی ایک فصل فصل ہی کہتا اور جب پیش نہ کر سکا تو ثابت ہو گیا کہ یہ اس کا کذب و افتراء تھا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ بات ہے بھی ناگہن کہ اہل حق والی باطل میں ایسی موافقت ہو سکے اور باطل حق کے موافق ہو جائے۔

باقی رہا مفتی صاحب اور اعظمیت قبلہ کی گفتگو و مباحثہ یہ بھی کذب و افتراء ہے۔ بلکہ واقعہ صرف اس قدر معلوم ہوا کہ مفتی شافیر جو کچھ انکھوں سے محدور ہو گئے تھے اور سید عبد اللہ صاحب ان کے داماد تھے ان کے مکان پر بوجہ نادر عثمان رسالہ الذوق والذکر کا سناٹا لے رہا تھا۔ اعظمیت قبلہ سے وہ کذاب سانی شروع کی یعنی کذب مفتی صاحب کو شکوک ہوئے انہوں نے دریافت کیا اعظمیت قبلہ نے ان کے ایسے مسکت کلاب دیکھے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے یا وہ بھیہ بہ بلیس ختم ہوا۔ صرف اتنا واقعہ گذرا۔ مصنف کا یہ کہنا کہ چند برسوں کے دلائل کا مفتی صاحب سے رو کیا اور یہ رنگ گفتگو یہی یہ حقیقت ہے اس واقعہ کا رخ بدل دینا ہے اور اپنے قلمی بخار کو گھسانا ہے اور اعظمیت قبلہ سے اپنی عداوت و دشمنی کا اظہار کرنا ہے ورنہ ایسا معلومی ذاکر جو ہماری ہلانیں ہوا ہی کہتا ہے۔ یہ بات بھی کوئی قابل ذکر تھی جس کو مصنف نے اجمہیت دی اور اس سے اعظمیت قبلہ کی توہین پیدا کر کے اپنی جانشین قلمی کو کاہر کیا اس کے بعد یہ مصنف لکھتا ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کا چوتھا پانچواں اور چھٹا کذب و افتراء
مفتی صاحب دام غفلت نے تمام لوگوں پر جو تقریظ لکھی تھی اس کے

سے اپنا نام مٹا دیا اور بہت کچھ سخت اور سستمان کو کہا مگر دوسرے روز چند صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی و فحشو کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریظ پر اپنی ہر کردی اور فرمایا کہ جو کچھ میں نے اپنی تقریظ میں خراب لگا دی ہے اس لیے تم کو میری تحریر پر گرجنا فوج زدے کی لگے

جواب یہ مصنف کا ایسا سرسبز کذب ہے جس کو کوئی ذی عقل کسی طرح اور ہی نہیں کر سکتا کہ مفتی صاحب نے اپنی تقریظ میں مستقل طور پر غلام احمد قادیانی کے اپنی طرف دہی آنے اور مدعی ثبوت ہونے پر اور قائم نا تو قی کے قول پر ثبوت کے بعد کسی کو ثبوت بے بدیدہ ہا زمان لینے پر اور شیدا احمد گنوی کے قول اللہ تعالیٰ کے لیے وقوع کذب کے معنی صحیح ہو جائے پر اور غلیل احمد ابھی کے قول شیطان کے ملکہ کو حضور علیہ السلام کے علم سے وسیع ماننے پر اور اشراف علی عثمانی کے قول و مگر بعض معلوم لیبیس مراد ہیں تو اس میں حضور کی بھی تخصیص ہے ایسا غلیظ قیاس تو ایسا دھوکہ دہی و دھوکوں بلکہ بیع حیوانات و ہبائے کے لیے بھی حاصل ہے، پر اکابر کفر دیتے اور اس پر اپنے دستخط کر دیتے۔ اب فقیر مصنف مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام مٹا دیا تو کیا اب ان کے نزدیک یہ افعال ایاہن ہو گئے پھر فقیر ان مصنف دوسرے روز مفتی صاحب نے پھر اس پر ہر کردی تو کیا وہ ایاہنات کر دن ہی پھر کفریات ہو گئے ایسی خلاف عقل حرکت تو کوئی معقول علم والا بھی نہیں کر سکتا کہ ایک دن ایک چیز کو کفر کہے دوسرے روز اسی کو ایان قرار دے پھر تیسرے روز اسی کو کفر ٹھہرائے۔ چہ جائیکہ ایسے جلیل القدر مفتی شافیر کی طرف ایسی ہلاک حرکت کی نسبت کی جائے تو پھر ہر گاہ کہ یہ مصنف شہاب ثاقب کا اس مفتی شافیر پر دینا جھوٹ اور سرسبز افتراء و بہتان ہے۔

علامہ بریل اعظمیت قدس شرعی حضرت مفتی صاحب سے اگر کچھ گفتگو

لے شہاب ثاقب سے

بھی ہوئی تھی تو والدولۃ الملکیہ پر ہوئی تھی ذکر مقام الخوین کی تصدیق پر اور مقام
الخوین کی تصدیقات تو پہلے ہوئی تھیں اس وقت والدولۃ الملکیہ پر تقریظات کا
سلسلہ شروع بھی دیکھا گیا تھا مگر وہ مفتی صاحب نے مقام الخوین پر تقریظ لکھ کر یہ
فرمود یا تھا کہ اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارا مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا۔
چنانچہ وہ مقام الخوین میں مستقل رسالہ کی شکل میں شائع ہوا ہے۔ تو والدولۃ الملکیہ
پر تقریظ لکھ کے وقت جو گفتگو ہوئی اس کا اثر تصدیق مقام الخوین پر جو اس سے پہلے
ہے کس طرح پڑ گیا مصنف صاحب آپ کی یہ بات تو کسی طرح نہیں فنی اور یہ
بھی کیسے کہ مرز کذب و افتراء ہے۔

پھر مصنف کا چھٹا کذب و افتراء ہے کہ مفتی صاحب نے وہ بارہ کچھ بکھنہ
وقت یہ فرمادیا کہ جو کچھ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لیے تم کو میری
تحریک پر گرفت نہ دے گی۔ بہرہی خبر یہ جانتا ہے کہ اس تقریظ میں یہ شرط تو پہلے ہی سے
موجود تھی۔ لہذا اگر یہ تقریظ مفید نہیں تھی تو مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام ہی
کھینچ لیا تھا کہ وہ اسی وقت بلا نام کاٹے بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ میں نے جو تقریظ لکھ
دی ہے وہ تم کو میر گرفت نہ دے گی جو کچھ میں نے شرط لگا دی ہے اور اپنا نام اس
سے نہ کاٹتے۔ پھر جب اپنا نام ہی اس سے شائد یا تھا تو پھر دوسرے دن میرکل
مقصود میرک سے لیے ثبت کی اور اس قول نے کیا افادہ کیا۔

مسلمانوں کی کسی مفتی کی یہ شان اور ایسا حال جو سکتا ہے حاشا یدلہ
لہذا ثابت ہو گیا کہ مفتی صاحب پر اس مصنف کا یہ مزید افتراء و بہتان ہے۔
پھر مصنف کہتا ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کا ساتواں کذب و افتراء

| کاش اہل کفر خفا اشد تعالیٰ بھی اسی طرح ان کے اعمال
| سے مطلع ہو جاتے جیسے کہ وہ ان کے خواص علماء اور علماء مدینہ منورہ

مطلع ہو جاتے تھے۔ لہ

جو اس مصنف کا یہ ساتواں کذب ہے کہ اعلمت قدک علماء مدینہ منورہ نہیں
جلسے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرات اعلمت قدس سرہ کماں تصدیقات مقام
الخوین سے سات برس پہلے سے خوب جانتے تھے کہ ان حضرات علماء مدینہ منورہ نے
اعلمت قدک کے قتل کے بعد خود پر تصدیق کی تھیں اور ان میں اعلمت قدک کا پہلا
نفاہ عالم الاعمال۔ الفاضل الکامل۔ الفلاح الدار الدار العالم الامام الشاہ فیاض الملک
الامامی۔ المحامد میرج العلوم۔ عمدۃ المحققین۔ خلاستہ اہل العلم والیقین۔ محی الشرکۃ
توحید الطریقۃ المرشد۔ عین الایمان۔ سراج الزمان وغیرہ خطابات تھے تھے اور اس بعد
ج اعلمت قدک ۷۳ سفر تک تھیں ارحمانی ہوا قیام ہوا اور یہ حضرات وہاں قیام کیا وہ پہلے
کے لیے آئے تھے تھے مسائل مشکوہ یافت کہتے اور اعلمت قدک ان کے
مفصل جوابات دیتے۔ وہ ان اعلمت نے والدولۃ الملکیہ بالمداد الغیبیہ
والفیوضات الملکیہ وانیاء الخی ان کلامہ المعصوم بینا کی نکل شئی
وکل الغیبۃ الفاضل فی احکام قمر طاس الدار ہور سال آیت
فرمائے انہوں نے ان رسائل کو پڑھا اور ان کی نقلیں کیں ان حضرات علماء
میں سے اکثر نے اعلمت قدک سے بیعتیں کیں اور سندیں حاصل کیں باوجود ان
باقول کے مصنف کہتا ہے کہ یہ حضرات اعلمت کے حالات سے مطلع نہیں
ہوئے یہ مرز کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر یہ مصنف کہتا ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کا آٹھواں کذب و افتراء

| اب میں آپ کے سامنے ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں جو کلام مدینہ
| منورہ نے رسالہ غایۃ المرام میں جہد و صاحب بریلوی کی شان میں کہا
| کیے وہ یہ ہیں سے ان کی پوری پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی اور یہ

لہ شہاب ثاقب ص ۲

ہوئے یکبارہ شرم و حقارت سے چہرہ کا رنگ اٹھ گیا اس کو اپنی افزائی میں ان کی مشین اور کتب کی ایک سیس میں ڈھال لیا اور اس میں دل کھول کر انفر کیا پیٹ بھر کر کھوٹ بولا جیسا کہ کہہ دیا تو چاہتا نہ کہہ دیا اور یہ ہندوستان میں ہی اس کی گھڑت رسالہ کو کمال عیسائی حضرت مفتی برہنہ صاحب ہی کے نام سے چھاپ دیا یا اس رسالہ قایمہ الما صلی کی حقیقت ہے کہ وہ بالکل ساختہ پر دھات تو نہیں دونوں کا ہے اور بڑا فریب حضرت مفتی صاحب کی اس کو تصنیف ہی پر کر دیا۔ اس چیز کا اجمالی طور پر نہایت کڑا تے اور پختے ہوئے الفاظ میں ذرا سا اعتراض خود مصنف نے بھی کیا ہے چنانچہ چھاپ

مصنف شہاب ثاقب کا تیسرا فریب

وہ رسالہ اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر کچھ دھماکا کے ہونے کو مولوی منظور علی صاحب نے سمجھنے کے واسطے لے گئے اور بالآخر اس روز فراموشی میں اب تک ڈالے رکھ دیے اب مولوی منظور نے اس کو اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے

جواب مسلمانو! یہ مولوی منظور علی وہی کاذب و مضری ہے جس نے یہ سب سیف استغنی لکھا ہے جس کے انفر اور ہتھکن کے پتے میرا نام میں ہم نے پیش کیے کہ اس کو یہ کمال حاصل ہے کہ جس کی طرف سے ہر چہ کہ لب نہالے اس کا نام تراش لے اس کا مبلغ گڑا لے اس میں اپنے منہ بھلائی بنا کر کھد سے مصنف کی ہر بالکل اپنی طرف سے بنا ڈالے اس شخص کو جو بڑے بدستے ہوئے شرم نہیں کرتا۔ انتہائی انفر کرتے ہوئے حیا نہیں معلوم ہوتی تو ایسے شخص کے اہتمام سے چھپائی ہوئی کتاب قایمہ الما صلی کا کوئی اعتبار کرے اس کی کسی بات پر جس طرح اعتماد ہو اس کا کوئی قول کیسے قابل استناد ہو مصنف نے ایسی ناپاک کتاب پر اعتماد کر کے اور

اس کے اقوال کو سند بنا کر مسلمانوں کو حقیقتہً فریب دیا اور اپنے عناد و ملی اور قساوت قلبی کا ثبوت دیا۔

مصنف کا علماء حرمین پر حملہ

بالجملہ علماء حرمین شریفین نے اٹھ حضرت قدس شریف کی شان میں اپنی تحریروں میں جو جو تعریف کے الفاظ لکھے ہیں وہ مصنف کے نزدیک بھی انہیں حضرات کے الفاظ ہیں لیکن وہ ان الفاظ کے لیے اپنی عداوت سے کہتے ہیں کہ انہوں نے بوجہ لاعلمی اور حرمین اخلاق کی بنا پر لکھ دیئے ہیں تو گو یا اس کے نزدیک یہ سب الفاظ کذب اور جھوٹ قرار پاتے اور یہ وہ درج ہوئی جو شرفا مذکور ہے تو مصنف کی نظر میں علماء حرمین شریفین کی یہ قدر و منزلت ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور لاعلمی میں کسی کی مدح کر دیتے ہیں۔ اسی کو ان کا حرمین اخلاق کہہ کر حقیقتہً وہ ان کی بھڑک کر دے ہے اور خود اپنے علمی عداوت کا ان الفاظ میں انہما کر رہا ہے کہ مجھ صاحب ان الفاظ کے متفق نہیں تھے۔ تو گو یا اس کے نزدیک علماء حرمین ان الفاظ کو غیر متفق کے لئے لکھ کر مدح مذکور کے مرتکب ہوئے لہذا اس نے علماء حرمین پر یہ سخت ناپاک کلمہ کیا اور انہیں گہنٹا رکھ دیا۔

الغیاء ذابہ نقالی شہاب ثاقب میں ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کی ناپاک ذہنیت اور جہالت

اب خیال فرمائیے کہ ان کی مدعی مفتی برہنہ صاحب کی نسبت جو مذمات بریلوی ایسے ایسے تعریف کے کلمات فرما رہے ہیں اعدان کی تحریف کو الکلم الخیر سے یاد کر رہے ہیں وہ خود بھی ان کے دشمن رسالہ لکھتے ہیں

جواب اٹھ حضرت قدس شریف نے حضرت مفتی صاحب کی شان میں جو جو الفاظ لکھے وہ بالکل صحیح ہیں اور وہ ان الفاظ کے متفق ہیں لیکن کسی مفری مسخر

ایک عالم کا اپنے مسلک کی تائید میں کمال کا کلمہ دینا دوسرے کے فضل کمال کے منافی نہیں ہے علماء حق میں فروعی مسائل میں بکثرت اختلافات ہوتے ہی رہے ہیں خود پکار ان میں فروعی مسائل کے اندر اختلافات رہے اور ہر ایک نے اپنے مسلک کی تائید میں تصنیفات کی ہیں اور قول مخالف کا رد بھی کیا ہے۔ مگر آج تک کسی نے اس دوسرے دوسرے کے علم و فضل کی منتقہت پر کسی کوئی استدلال نہیں کیا ہے۔ یہ ناپاک اور گندمی ذہنیت اسی صفت کی ہے۔ پھر صفت اسی غایۃ الاموال کے خلاف کی سفر ۲۲ - اور ۲۳ - خیر (۱) و (۲) میں صرف احمد رضا خاں سے یہ استدلال کتاب ہے۔

غایۃ الاموال کی پہلی تحریف

دیکھئے بیان پر کس طرح حقارت سے عوام کے اسماء کی طرح میان ملک صاحب کا نام لیا جا رہا ہے اگر یہ انہیں فضائل کے ساتھ ملو باقی رہتے جو اولیاء علماء و عین شریفین کو خیال ہوا تھا تو کچھ نہ کچھ سنو الفنا نقلی استوال کئے جاتے۔ لے

جواب حضرت مفتی ہرنجی صاحب کی شام آخرین کی وہ تقریر جس کو خود صفت نے بھی شہاب ثاقب کے اسی صفحہ پر ان کی تقریر تسلیم کی ہے اسی کو اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ حضرت مفتی صاحب ہمارے اہل حضرت قدس شرعیہ کے تحریف کے الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔

السلامۃ التحریرو العلم الشہیر
ذوال تحقیق والتحریرو والتحقق و
التجرب عالم اہل السنۃ والجماعۃ
جناب الشیخ احمد رضا خاں علیہ
السلام انشد توفیقہ وارتقاہ
بہرہ برکۃ

لے شہاب ثاقب ص ۲۱۳

تو اس مفتی نے اپنے تعریف کے الفاظ تحریر فرمائے اس سے کس طرح ممکن ہے کہ وہ ان کا صرف نام ہی لکھے۔ مگر یہ درحقیقت منکر ملی رہا ہو ہی کی تحریف و شہادت ہے کہ غایۃ الاموال سے تعریف کے الفاظ ہی نکال ڈالے کہ انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ صفت نے اپنی اس کتب میں اس کو لکھ بھی مارا اور غلط استدلال کر ہی لیا۔ لہذا خود صفت اپنے سہمہ پر ہی متحرک لے کہ اس نے کہاں کہ علماء حرمین کا یہ شہن اشراق قرار دیا صاحب وہ اس کو کون الفاظ سے تعبیر کرے گا اور مفتی صاحب کو بدخلق بنھ کر لے گا یا نہیں پھر یہ صفت غایۃ الاموال کی جہارت اور تحریف اور نامی عداوت کا پل اٹھاتا کرتا ہے۔

غایۃ الاموال کی دوسری تحریف اور قابل برٹوی پر افتراء

والد یقول بحصولہا لعمیرو لقائی احد من ائمة الدین
فشلہ یرجع عن ذلک واصرو عائد یعنی اور نہ کہا ان
معدومات غیر متناہیہ کے حاصل ہونے کو ضرر نہ لگائی کہ لے کسی
نے بھی دین کے الاموال میں سے پس رجوع نہ کیا احمد رضا نے اس سے
اور صراحت کیا اور دعا کیا اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ علماء
مدینہ منورہ کے نزدیک و قابل برٹوی تمام علماء دین و ائمہ شیعہ
کا مخالف ہے اور باوجود اس کے حق کو قبول نہیں کرتا اور اپنے
خیالی باطل پر مصر کرتا ہے اور معاہدین حق میں سے بے جہالت
ذرا غور فرمائیں کہ یہ الفاظ مجدد برٹوی کے کس شان اور کس مرتبت
پر دلالت کرتے ہیں۔ لے

جواب اس غایۃ الاموال کے جواب میں ایک مشفق رسالہ۔

لے شہاب ثاقب ص ۲۱۳

حاشم المفتری علی سید البری موجود ہے جس میں اس کی ہر ایک بات کا منقول جاب ہے اور اس کتاب کے وہل و فریب، کذب و افتراء کو خوب بھی شرح دیکھا گیا ہے اور یہ بات ظاہر کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے سے منشی صاحب کے رسالہ کو بہت تحریف کر کے چھاپا ہے چنانچہ مصنف کی اسی پیش کردہ عبارت ہی کا امتحان کیجئے اور دیکھ لیجئے غایت الامول کس قدر افتراء کرتی ہے کیسا سرسبز جھوٹا ہوتی ہے۔ غایت الامول بقول مصنف بلکہ نبیال فرقد و ابیر رسالہ لائق المکیدہ میں المصنف نے بعد تو یہ تحریر فرماتے ہیں۔

و معلوم ان علم الخلق لا یحیط
فی ان واحد بغیر المتناهی علم
الخلق الحاصل بالفعل وان
کثر لا یکون قط لا متناهی
وفیہا البیض وقد اقتضا الدلائل ان
سلی ان احاطہ علم الخلق بجمیع
المعلومات الانسانیة محال قطعاً
عقل و سلماً

اور فیہا البیض بانا زندہ علی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد احاط
بجمیع معلومات اللہ سبحانہ و تعالیٰ
فانہ محال للخلق کماتد منا
محال ہے جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ

لے الدولة المکیة ص ۵

لے الدولة المکیة ص ۵

لے الدولة المکیة ص ۵

وفيها البیض، ان علم الخلق لا
یحیط بغیر المتناهی بالفعل

وفيها البیض، ان علم الخلق لا
یحیط بغیر المتناهی بالفعل

وفيها البیض، ان علم الخلق لا
یحیط بغیر المتناهی بالفعل

وفيها البیض، ان علم الخلق لا
یحیط بغیر المتناهی بالفعل

وفيها البیض، ان علم الخلق لا
یحیط بغیر المتناهی بالفعل

وفيها البیض، ان علم الخلق لا
یحیط بغیر المتناهی بالفعل

اور دولت المکیہ کے حاشیہ میں ہے
بیشک علم الخلق غیر متناہی بالفعل کا احاطہ
نہیں کرتا۔ لے

اور اسی میں ہے، بیشک علم الخلق امر
غیر متناہی بالفعل میں سے کسی چیز کا احاطہ
نہیں کرتا اور حیرت لگے گا ہر گویا اس
شخص کا جوٹ جس نے جوٹ اس بات
کا افتراء کیا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے علم
علی سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات
کے سوا اور کوئی شے نہیں سمجھتا۔ لے

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ المصنف نے قدس سرہ تو ایک جگہ نہیں بلکہ چند
مقامات پر نہایت صاف اور واضح الفاظ میں تصریح فرماتے ہیں کہ علم الخلق صرف
امور متناہیہ کو محیط ہو سکتا ہے اور عقل و نقل محال ہے کہ علم الخلق امور غیر متناہیہ
الہیہ کا احاطہ کر سکے کہ امور غیر متناہیہ کا احاطہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ
خاص ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق ہمارا وہ دوسرے نہیں کہ تمام امور غیر متناہیہ
و معلومات الہیہ کو آپ کا علم محیط ہے صرف ذات و صفات اس سے مستثنیٰ ہیں
بلکہ یہ بات محال ہے۔ لہذا اب مصنف غایت الامول اور اس مصنف کا باوجود ان
تصریحات کے کہنا کہ المصنف نے الدولة المکیہ میں حضور علیہ السلام کے لئے تمام
معلومات غیر متناہیہ کا علم حاصل مانا کیا جیسا جھوٹ اور سرسبز افتراء و بہتان نہیں ہے۔

پھر اس افتراء پر بھی صبر نہ کیا بلکہ مصنف کی مزید جرات ملاحظہ ہو کہ المصنف نے علماء مدینہ منورہ
اور تمام علماء و فن و اند شرع شیعہ کے خلاف میں اور نبیال بال پر سرور و عاتق ہیں
تو کیا اس کا دوسرا افتراء نہیں ہے بلکہ اس نے یہ افتراء صرف المصنف نے ہی نہیں

لے انصاف لہذا المکیہ ص ۵
لے انصاف لہذا المکیہ ص ۵
لے انصاف لہذا المکیہ ص ۵

کیا تمام علماء اور محدثین پر کیا اور حق کو باطل ثابت کرنے کی کسی شرمناک سعی اور پاک
کوشش کی۔

مسئلہ اول: یہ ہے اس مسئلہ غائبہ الاول کا مذہب و افتراء کیا ہے کتاب حضرت مفتی
بریلوی صاحب کی کہیں جو ہتھی ہے خواش بیکار لٹا ناب ثابت ہوگی کہ اس کتاب
میں مفتی صاحب نے جو حقیقت کی ہے اور یہ حقیقت بھی اس تحریف میں شامل ہے
جیسی تو نہایت دلیہ و دلیہ سی ہے اس کی اتریں پیش کر رہا ہے۔

پھر مصنف نے اس غائبہ الاول کے نسخہ کی اور صفحہ کا بطور کی حمارت
کے چند ناقص جملے نقل کر کے یہ نتیجہ نکالے جو شہاب ثاقب کے طور ۳۰۳ پر ہے۔

مصنف کا اعطضرت فاضل بریلوی پر افتراء

مفتی بریلوی کی تحریرات و عقائد از قبیل گمان ہیں اور وہ بھی غلط اور حق
اس کے یہ شخص لڑائی کی تفسیر پر جرحی ہے بلا دلیل تفسیر کرنے کو تیار ہو جاتا
ہے تو کافر ہو گیا غلامانہ جالیو نے اپنا دور ڈھ میں یہ اہل بطلان میں سے
ہے۔ ان کے دلائل منقوض اور غیر صحیح ہیں۔

جواب غائبہ الاول کی یہ عبارات تو اعطضرت قبلہ پر اس وقت چسپاں
ہوئیں جب وہ علو مقامیت غیر متناہی کا علم کسی مخلوق کے لئے ثابت مانتے اور جب
وہ اس کو شرعاً و عقلاً محال قرار دے رہے تو اعطضرت کا یہ دعویٰ اور اس پر جو استدلال
میں وہی مفتی صاحب کا دعویٰ اور استدلال قرار پائے بلکہ ایک مفتی صاحب ہیں کیا
سامری اہمت کا یہی دعویٰ ہے تو اعطضرت قبلہ کی اس تحریر و عقیدہ کو از قبیل گمان
اور غلط گمان اور اسی بنا پر انہیں اہل باطل قرار دینا اور ان کے دلائل کو منقوض اور
غیر صحیح و مضرب باطل قائم امت کے عقیدہ کو گمان کہنا اور غلط عقیدہ ثابت اور اسلام کی دلائل
کو منقوض اور غیر صحیح قرار دینا ہے اور تمام اہل اسلام کو ازلی و عابد سے ثابت ناجائز۔
مصنف اس پر وہ میں اپنے اصل مذہب کو بیان کر گیا کہ مصنف اور اس

کے کار کے نزدیک دینی جماعت اور دیوبندی قوم کے سوا سامری اہمت مشرک اور
ہستی اور اہل باطل و کفر ہے۔ اس باقی رہا مصنف کا اعطضرت پر یہ افتراء کہ وہ
تفسیر بالرائے کرتے ہیں اور بلا دلیل تفسیر پر دیوبندی ہیں۔ یہ غلط ان کی گالیوں کے ایک
گالی ہے۔ ورنہ اعطضرت کی حد تصنیفات ہیں جو ملک میں عام طور پر شائع
میں لیکن آج تک کسی دیوبندی کی یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ کسی ایک آیت کے متعلق یہ
اہمیت کرنا کہ اعطضرت نے غلط آیت میں تفسیر بالرائے کی ہے اور نہ الشارح اللہ تعالیٰ
آئندہ تا قیامت کسی فرقہ بندی میں یہ ہمت ہو سکتی ہے۔

مصنف کو ہم بتائیں کہ تفسیر بالرائے کرنے پر جرحی آپ ہی کا دادا استاد قاسم
ناٹووی ہے جس نے تحفہ برائے اس میں آ کر مرید و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین
الایہ میں قائم القبتین کی تفسیر بالرائے کی اور تمام علماء و محدثین و مفتیین و
مفتیین۔ بلکہ صحابہ و تابعین۔ بلکہ خود رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت
کی تفسیر کی مخالفت کی جس کا مفصل بیان آگے آئے گا۔ اور یہ بات ثابت
کر دی جائے گی۔ تو کیا مصنف اپنی ان پیش کردہ احمادیہ کی بنا پر ناٹووی
صاحب کو بھی کا فر اور دوغلی کہنے کو تیار ہیں۔ یا یہ سارا غلط و مضرب عرف
اعطضرت قبلہ ہی پر ہے۔ پھر مصنف نے غائبہ الاول کے صفحہ ۱۰-۱۵-۱۸
کی عبارات نقل کر کے اعطضرت قبلہ کے متعلق یہ سوجا مذاظاظ اور گالیال کر کے
جو شہاب ثاقب کے مدعہ و مدعا پر ہیں۔

مصنف کا علمی مدینہ پر افتراء

اس سے معلوم ہو گیا کہ علماء مدینہ مقودہ کے نزدیک دلائل بریلوی
ضعیف شیعہ ہیں۔ وہ اس شخص کو اعلیٰ درجہ کا بقال اور مغرب
دین کہہ رہے ہیں کہ اس کے افعال مخالف کعبہ حیرت میں ڈالنے
والے اور دین کی مضبوط دھکیوں کو کھول ڈالنے والے اور شاد

عقیم پر پہنچانے والے باطل ہیں۔

جواب مصنف کا علماء مرتزقہ پر اعتراض ہے کہ علماء مرتزقہ نے حضرت
قدس سرہ کو کین تعریف کے الفاظ سے لڑاؤں کو تو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ ان کے
علاوہ بعض کے مراء الفاظ اسی مقام انحرین کی تقریظوں سے نقل کرتے ہیں۔ جن
کو مصنف بھی صحیح مانتا ہے۔ حضرت مفتی حذیر مولانا تاج الدین الیاس فرماتے ہیں
غیر ذہان اللہ عن نبیہ و دینہ
والمسلمین خیرا لجزاء و عارک
فی حیوانہ حتی یزیم بہ شیہ
اھل العنطالۃ الاشیاء
واحترفی الامۃ المحمدیۃ
امثالہ و اشیاہ و
اشکالہ

اور فرمایا جلیل حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی اپنی تقریر میں فرماتے ہیں:-

غیر ذہان اللہ ربہ عن نبیہ
و دینہ احسن الجزاء و وفاء
اجبرہ عن الاسلام و اھلہ
بالکمال الا و فی شعر
و لا زالی فی الاسلام فخرہ
مشیدہ بہ یعتدی فی الدیرو
الجہنم من یسرہ

۱۔ شہاب ثاقب مدو ص ۳۰

۲۔ مقام النورین ص ۱۸

اسی طرح علماء مرتزقہ کے نزدیک حضرت کے دلائل قوی و حق ہیں اور
ظاہر و روشن ہیں۔ چنانچہ قاضی کامل مولانا حیدر محمد بن محمد مدنی فرماتے ہیں:-

ان قوله حق ۱۱ ادلتہ المرسومۃ
صدمق فیجب علی کل
مسلم العمل بمقتضاہا۔
پہلے جواب ہے کہ انہیں دلائل کے حکم
پر عمل کر رہے ہیں۔

لہذا ان اعتراضات کے موجود ہوتے ہوئے مصنف کا علماء مرتزقہ کی طرف یہ
لہست کرنا کہ وہ حضرت قبلہ کو حق اور کامل اقبال اور مجرب دین اور دین کی مضبوط قبول
کا کھول ڈالنے والا اور شاہ عقیم پر پھینکا ہوا لادھو کہتے ہیں درست ہے۔ افراد و بہتان نہیں تو
اور کیا پتے کہ ان کے اخلاق و صداقت سے ایسے الفاظ کا کھل ممکن نہیں۔

اب باقی رہا مصنف غائبہ الاموال کا حضرت قبلہ کی تقسیم علم پر یہ کہنا کہ اگرچہ
فی نفسہا صحیح بھی ہو لیکن وہ تحقیقات غلطی میں ہے۔ میں جن کو علماء شرع اور مسلمان

معتزل سیدہ عالی کتاب دست کے کچھ میں اعتبار نہیں کرتے ہیں اور اس میں
واقع کرنا ہے مسلمانوں کو بڑی ہیرت میں اور کھول ڈالنے ہے۔ دین کی مضبوط و پتیلوں
کھاور نہیں پوچھتا ہے جو کچھ اس میں ہے بہت بڑے فساد و بھار و جریز اس
بک پہنچانے والی بھول و باطل ہیں۔ ۳۔

اور خود اس سال غائبہ الاموال کے صفحہ ۳۰ میں حضرت امام اہل البکر کا یہ نویدی
اور امام ابن حجر عسقلانی کی تصدیقات نقل کی ہیں۔

ان الحنفی عن الخلق هو لعلم
الاستقلال والعلم الجھد الخلفی
تراق الاموال نے ہم کی تقسیم کی کہ امام مصنف غائبہ الاموال کے نزدیک یہ ہر دو امام غلط

۱۔ از عمال النورین ص ۲۰

۲۔ شہاب ثاقب مدو ص ۳۰

۳۔ غائبہ الاموال ص ۳۰

ضرورت سے ہو سکے صاحب منزل سلیم سے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی حریت میں واقع کیا اور جن کی مضبوط دہلیوں کو کھول ڈالا اور یہ فساد عظیم پر پہنچانے والے باطل ہیں۔ تو اب اس مصنف غایۃ الماسول اور مصنف شہاب ثاقب سے دریافت کرو کہ تم نے یہ ناپاک افکار فقط المصنف فاضل بریلوی ہی کی شان میں نہیں کیے بلکہ امام ابو ذر کربا نووی اور علامہ ابن حجر مکی کی شان میں بھی کیے کہ اپنی ویرانہ دینی کا شہوت میں لپکے۔ پھر مصنف نے غایۃ الماسول کے مضافہ کی ایک طویل عبارت نقل کی جس میں مفسر کے لئے چندہ علوم کی جامعیت کا مفصل ذکر ہے اس سے المصنف کے لئے یہ الفاظ لکھے۔

مصنف شہاب ثاقب کا عجیب دھوکہ

اس قول سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جن لوگوں نے تعریفیات تمام المومنین میں مجتہد بریلوی کی تعریفیں کیں ہیں وہ سب قبل از تحقیق میں قابل اعتبار نہیں اس میں تو تفسیر کرنے کی شروط ہرگز موجود نہیں پس امام اور مجتہدوں کو کیونکر ہو سکتا ہے اس کی تفسیر ہی موقوف ہے

جو اب مصنف نے اس عبارت میں پھر دوبارہ یہ اعتراف کیا کہ تمام المومنین کی تعریفیں میں المصنف قدس سرہ کی تعریفیں ہیں وہ فی الواقع علما حرمین رضویین ہی کی ہیں حقیقتاً اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور مسلمانوں میں معتد بہ جلیل شخص اس کا انکار نہ کر سکا تو اس کا اسباب یا آئینہ اور کون انکار کر سکتا ہے پھر خود ہی اس مصنف کو اس اعتراف کے بعد یہ خیال آیا کہ ہمارا یہ اعتراف تو خود اپنے ہی اوپر باقی ڈگری کر لینی ہے کہ ان کے متبعین ہماری اس بات کو سنبھال کر دنیا بھر میں المصنف کی تعریفیں کے خبیثہ پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ایک یہی وہ ذات ہے جو شیخ الاسلام اور امام المسلمین احمد مجتہد آثار مامروں ہے اور جس کی تعریفیں ہندوستان عراق۔ شام۔ جی کے علما نہیں بلکہ بریلوی انصاری

لے شہاب ثاقب سے

کے علما بھی کرتے ہیں۔ اس بات کا مخالفین کو بھی اعتراف و اقرار ہے کہ اس اعتراض کو اس طرح انکار سے بدلو اور اس کی اتنی تاویل تو کسی کو کہ علما حرمین نے المصنف قبل کی تعریفیں کی ہیں وہ بعض اپنے حسن اخلاق سے کردی ہیں وہ خود اس قابل نہیں بننے کے کہ ان کی ایسی تعریفیں کی جائیں پھر مصنف کو خود گذار کر موت ہماری اس تاویل سے لوگ المصنف بریلوی سے محض وہ ہوں گے اور ہم سے ہوں کہیں گے کہ جس شخص کی مدد حرمین اپنے حسن اخلاق سے تعریفیں کرتے ہیں تم میں حسن اخلاق ہی سے ان کی تعریف نہ کر دو پھر ہم سے کوئی بات نہ بنا کے نہیں بنے گی تو اب اس پہلی میں غلطی والی تاویل ہی کا ذکر ہو گا اور اب موت یہ بات ہو کہ علما حرمین نے المصنف کی تعریفیں کیں عموماً وہ سب قبل از تحقیق تھیں جو ناقابل اعتبار ہیں۔ تو مصنف کا یہ مزید کذب و فریب ہے ہم نے پہلے اس کو واضح کر دیا ہے کہ علما حرمین نے المصنف سے خوب اچھی طرح واقف تھے کہ اپنے مشکل مسائل اور لایا خصلت سے انہوں نے المصنف سے حل کروائے تو ان کے تجربہ عملی کی تحقیق کے بعد ہی تو بعض علما حرمین نے المصنف سے یہ جان لیں اور سنیں ہیں لہذا مصنف کا علما حرمین پر افترا ہے کہ انہوں نے قبل از تحقیق تعریفیں کیں۔

اب آئی رہا مصنف کا یہ دعویٰ کہ المصنف میں شروط تفسیر موجود نہیں تو مصنف کے نزدیک اگر تمام باتوری اور اکمل و بلوی میں شروط تفسیر موجود ہیں تو المصنف قبل میں ہر باتوری موجود ہیں اور اگر ان دونوں میں شروط تفسیر موجود نہیں ہیں۔ تو باتوری اس کے نزدیک جس الاسلام المسلمین محمد علی العالمین اور بلوی امام و مقتدا کیسے ہو گئے اور ان کی مرود تفسیر کی کس طرح حق اور ایمان مظہر الیں اور المصنف قبل تو کوئی تفسیر بالاساتے فرماتے ہی نہیں بلکہ وہیہ احوال مفسرین کی کو نقل فرمایا کرتے ہیں مصنف میں اگر کچھ بہت ہو تو اس باطل دعوے کے ثبوت میں ان کا کوئی ایسا قول یا ایسی تفسیر نقل کر کے اپنی بات کی حمایت ظاہر کرے۔ پھر مصنف نے شہاب ثاقب سے صحت ایک غایۃ الماسول سے مولف جس آدمی پر اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ

مامل نہ ہونے کی عبارات نقل کیں اورا عظمت قدس سرہ جو کہ ان علوم خمس کا مشہور
اقدس سلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آیت قرآنی ہے تو انہیں مصنف نے یہ انداز لکھتے

اس میں برعری کو فانی توگوں میں سے فرمایا یعنی وہ کہ حدود و شرع سے تجاوز
کیے ہوں مکمل کھلا جھوٹ بولا یعنی ان لوگوں نے کہ دعویٰ علم کا کرتے تھے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ جاتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی یہیں
تحریف کا اس نے بہت بڑی جہالت سے ہے اللہ بہت بڑی بخیریت ہے

اکابرین اُمت کی شان میں اُدی اور گستاخی

جواب عظمت قدس سرہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علوم خمس کا
اشارات کیا تو اس مصنف نے بلکہ مسکت فائدہ الامول نے عظمت قدس کو نہایت
مذکور کو فانی حدود و شرع سے تجاوز مکمل کھلا جھوٹ تحریف کہنے والا بہت بڑی
جہالت والا کہہ دیا یہیں انہوں نے یہ غور نہ کیا کہ اس کے قائل اور شہید اکابر
امت سے کون کون حضرات ہیں مصنف شہاب ثاقب کے نزدیک شیخ احمد رادی
فانی بہت اوزن الشریعہ کا ذب محرف جاہل ہیں یہ ہر دو مصنف کان کھول کر نہیں
حضرت عارف باللہ شیخ احمد رادی تفسیر سادہ کی میں فرماتے ہیں قُلْ إِنَّمَا عَلَّمْتُهَا
عِشَّةً لِّأَنفُسِي فَمَا تَزِيدُهَا

انہما ای ایضاً من الاموال لکھتے ہیں ایک قیامت وہ پوشیدہ چیز ہے جس کو
الذی استأثر الله بعلمه فلم یبلغ
علیه أحد الا من ارتضاه من
المرسل والذی یجب الايمان به
ان رسول الله لم یفشل من الدنيا
حتى اعلمه الله بحکیم المغیبات
رسول دین کے شریف نہیں لے گئے
لہذا غلاب ثاقب نہ اوصاف انھما

اللتی تحصل فی الدنيا والاخرۃ
فیقول یعلمہا کما ہی عنین یتین
ولکن امریکم ان البعض
ملخصاً
یہاں تک کہ انہیں تمام وہ علوم چھوڑنا
و آخرت میں حاصل ہوں گے اللہ نے
قدیم فرما دیے تو ضروری مست کو ملنے
ہیں جیسا کہ تعریف میں ہے جانتے ہیں لیکن بعض
خیر کے چھپانے کا حکم ہوا ہے

مصنف کے نزدیک علامہ سیوطی و علامہ ابوبکر باجوئی علی کاذب محرف جاہل ہیں

فانہم اللہ میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی کتاب الخصائص الکبریٰ میں
فرماتے ہیں :-

ذہب بعضہم الی انہ صلی اللہ
علیہ وسلم اوقی علم الخس
الینا و علم وقت الساعۃ والروح
وانہ امریکم ذلک
علامہ ناضل شیخ شامی السلام حضرت شیخ ابماہم باجوئی شریعہ قیصرہ برودہ
شریف میں فرماتے ہیں :-

انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخبر
من الدنيا الا بعد ان اعلمہ
الله تعالیٰ بعدہ الامور
الخصۃ
بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے
تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ
اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان پانچوں چیزوں
کا علم دے دیا ہے

لہ تفسیر سادہ ص ۲۳۹
کے شرح قیصرہ برودہ ص ۳۰
کے الخصائص ص ۱۹۵

مصنف کے نزدیک غوث زمانہ عبد العزیز دہلوی کاذب و محرف جاہل ہیں

حافظ الحدیث سیدی احمد اپنے شیخ قلب الواصلین سیدی عبد العزیز دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الامریز میں راوی ہیں۔

قلت للشیخ رضی اللہ عنہ ما
علماء الظاہر من الحدیثین
اختلفوا فی البیہ علیہ
وسلم هل کان یعلم الخمس
المذکور فی قوله ان اللہ
عندہ علم الساعة وینزل
الغیث ویعلم ما فی الارحام
وما تدری نفس ماذا تکسب
غدا وما تدری نفس ہاوی
تموت ان اللہ علیم خیر فقال
رضی اللہ عنہ وکیف یحیی
امر الخمس علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم والواحد من اهل الشرف
من امته الشریفة لا یمکنہ
التصرف الا بمعرفة هذه الخمس

میں نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ
عرض کی کہ علماء ظاہر حدیث میں وہ محدث
خمس میں اختلاف کرتے ہیں ایک روایت
کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان امور
خمس کا علم ہے جو اس آیت میں مذکور
میں و بیشک اللہ کے پاس ہر شے
کامل اور آمار ہے مگر اوہ جانتا ہے
جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور
کوئی جان میں جانتی کون کیا کئے گی اور
کوئی جان نہیں جانتی کس زمین میں سے
گی بیشک اللہ جاننے والا تبارک و تعالیٰ ہے
صورت سے یہ غیب کیونکر چھے رہی گے
اور آپ کی امت شریفہ کا ہر اہل شرف
جب تک ان پانچوں کا علم نہ کرے
اس کو تعریف کرنا محال نہیں ہے۔

لے ہر ہر ہر ہر ہر

ان عبارات سے آقا ب کی طرح ثابت ہو گیا کہ تصوف و سنی کرم علیہ السلام
و حکم کو اللہ تعالیٰ نے ان امور خمسہ اور خاص کر قیامت کا علم عطا فرمایا جن کا
ذکر اس آیت سورہ فہمان والآن اللہ عندہ کا علم الساعة الا یہاں میں
ہے لیکن ان کے چپانے کا حکم ہوا۔ اب یہ ہر دو مصنف انھیں کھول کر
دیکھیں کہ علوم خمس کا اثبات صرف اہل حضرت قدس سرہ کا مسلک ہی نہیں ہے
بلکہ ان کا ہر علم کرم و مشائخ اولیاء عظام کا بھی یہی مسلک ہے تو کیا یہ مصنف
اسی بنا پر بیان پیشوا یا ان حزن کو بھی غالی متجاہد و عن الشریعہ کلمہ کلمہ جو ہے محرف
بڑے جاہل کہنے کو تیار ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو اہل حضرت کے لئے اس
کے یہ الفاظ استعمال کرنا دلی حکومت اور قلی جفاقت کا قریب ہے یہ مصنف نے
صفر ۱۱۳ و ۱۱۴ پر غنائہ الاموال سے واقعہ نزول آیت تہم و نقم الی انک و تہم تو
ما ویت اور آیات نفی و جن کر کے اہل حضرت کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے۔

مصنف شباب ناقبہ اعظم قبلہ پر اپنی اور افتراء

یہ جو کہ اور رسول کے علم کی برابری کر کے کاذب اور جھوٹ کے لئے جملہ
ماکان و مایون کا علم تفصیل ثابت کر کے کلم رسول کے ان زبان مخالف
سنت مشائخ و تبارکی متاعب وین احادیث کاذبہ کے مستحق تہم و نقم
صحیح کے محرف ہیں اور ان کا قول ضلال و باطل ہے مٹنا ہے
بجواب و بایہ سنے نفی علم غیب نبی کرم علیہ السلام و استیعاب ہر شے جاہل
اور افتراءات کئے اور ہمارے علماء کرام سنہ ان کے نزات شکست اور تحقیق ان کا
دیکھئے۔ بلکہ ان پر مستقل رسالے تصنیف کر کے شائع کر دیئے۔ دیکھو انھوں نے
الکلیفہ انبار الہی عام الغرضی۔ انبار الہی فی المناہج الاعتقاد و غیرہ رسائل حضرت
نہیں ترغیض کر اس واقعہ نزول آیت تہم و نقم الی انک و تہم اور آیات نفی و جن

لے شباب ناقبہ اعظم و ص ۱۵۰ و ص ۱۵۱

غیب کے اسد لالوں کے مکمل جوابات میں انکے اعلیٰ معزز حضرت صدقائے کاملین مراد باوہی قدس سرہ مطہرہ موجود ہے اور تحقیق یہ کہ مکمل جواب میں نے رسالہ توحید و یحییٰ بانی میں طبع کر دیا ہے جس کو تحقیق حق مقلد و جو وہ ان رسائل کا مطالعہ کرے۔
مصنف کا اعظمت قدس سرہ پر یہ اعتراض ہے کہ وہ اشراقی اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں مساوی اور برابری کو کہتے ہیں۔ دیکھو اعلیٰ حضرت العزیز العلیہ میں فرماتے ہیں۔

ان شبه مساوات علوم المخلوقین بعل ربنا الہ العلین۔ ما کانت لخطریال المسلمین اما تہی العیان ان علم ذاتی و علم المخلوق عطائی۔ علم اللہ واجب لذاتہ و علم المخلوق ممکن لہ۔ علم اللہ ازلی و سمدی یقیق حقیقی و علم المخلوق حادث لان الخلق کملہ حادث و الصفہ لا تتقدم الموصوف علم اللہ علم المخلوق و علم المخلوق مخلوق علم اللہ غیر مقصور و علم المخلوق محدود و مقصور علم اللہ واجب الیتا و علم الخلق جائز الیتا علم اللہ متعین التیو واجب البقا ہے اور مخلوق کا جائز الیتا و علم المخلوق ممکن التبدل۔ و مع صفہ التفرقات لا یوہم المساواة الا الذین کتھم اللہ و احصوہ

ہمارے رب الزوالین کے علم کے ساتھ مخلوق کے علم کی برابری کا شبہ سمجھانوں کے دلوں میں تو فطر پر پیدا نہیں کر سکتا کیا اللہ نہیں دیکھ کر بیشک اللہ کا علم ذاتی ہے اور مخلوق کا علم عطائی۔ اللہ کا علم واجب لذاتہ ہے اور مخلوق کا علم ممکن ہے۔ اللہ کا علم ازلی و سمدی۔ قدیم تحقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث ہے اس لئے کہ مخلوق خود حادث ہے اور صفہ توصف سے تقدم نہیں ہوتی۔ اللہ کا علم بر مخلوق ہے اور مخلوق کا علم مخلوق ہے۔ اللہ کا علم غیر مقصور ہے اور مخلوق کا علم مقصور و مقبور ہے۔ اللہ کا علم واجب الیتا و علم الخلق جائز الیتا۔ علم اللہ متعین التیو واجب البقا ہے اور مخلوق کا جائز الیتا و علم المخلوق ممکن التبدل ہے۔ تو علم ذاتی اور علم مخلوق میں اتنے فرقوں کے باوجود برابر ہونے کا وجہ یہی کر سکتے ہیں جن

واعی البسارہم
پر اللہ نے نعمت کی اور انہیں بہرہ ارکاب اور ان کا اہل قبول کر لیا۔

اب را اعظمت قدس سرہ کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام مآکان و مآکون کا تفصیلی علم ثابت کرنا تو یہ صرف اعظمت ہی کا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ سلف و خلف کا یہی حکم ہے ہم چند اکابر امت کے اقوال نقل کر رہے ہیں۔

مصنف کا علامہ قاضی عیاض علی قاری پر مخالف دین و سنت مشاہیر نصاریٰ مخرب احادیث کے قوی و احکام

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور علامہ علی قاری نے نساخ کی شرح میں فرمایا۔

و کذلک و اخبار من الغیوب
و انباء ہما یکون، ای فی الاخرین
(و کان) ای مآکان فی الاولین او
بما یکون فی الغیوب و بما کان من
العدم۔

ای طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیوب کی خبر دینا اسی مآکان یعنی پہلوں میں جو کہ ہوا (و کان) ای مآکان فی الاولین او بما یکون فی الغیوب و بما کان من العدم۔

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

والمعلم علیہ من علم ما یکون
و ما کان

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم مآکان و مآکون پر متعلق کر دیا۔

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور علامہ علی قاری نے نساخ کی شرح میں فرمایا۔

لہ ان اللہ العلیہ و صلا
لہ شرح شفا شریف صریح ص ۱۵

لہ شرح شفا شریف ص ۲۳ ج ۱۴

وما اطلع عليه من العيوب اى
الامور الخفية في الحال ولا يكتشف
في سكون في الاستقبال۔
امد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
ان غیور پر جو اس وقت امور پنهان
ہیں اور ان پر جو آنکہ ہوں گے سب
پر مطلع کیا۔

مصنف کا شیخ متحقق شاربائع محدث دہلوی اور علامہ ابن حجر
پر مخالفین و مشاہیر نصاریٰ وغیرہ کا فتویٰ

حضرت شیخ متحقق شاہ داہق صاحب محدث دہلوی دارق البیروتی فرماتے ہیں
ہر کتاب کو نہ احوال شریف اہل اذابتا
تا انتہا اور پند کہ تم تعلیم کردہ است
اور پند و کردہ افاض کردہ است
بردی علوم و اسرار و مایکون
تعلیم کیا ہے اور ان پر مایکون
کے علوم و اسرار کا اسان فرمایا ہے کہ
اعلحضرت جعد نے خود القول الکیہ میں حضرت امام علامہ ابن حجر مکی کی کتاب
افضل القریٰ کی عبارت پیش کی۔

لان الله تعالى اطلعنا على العالم
فعلّم علم الاولين والآخرين
وما كان مما يكون
ان جملة سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت تائس بن عیاض حضرت علامہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم پر مطلع فرمایا تو انہیں مایکان
و مایکون اور اولین و آخرین کا علم کیا گیا۔

لہ شرح شمس ص ۹۴ ج ۱

لہ دارق ۱۸۳

لہ افضل القریٰ بحوالہ القول الکیہ

علامہ ابن حجر مکی حضرت شیخ متحقق مرزا داہق محدث دہلوی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
و مایکون مایکان و مایکون کے علوم پر مطلع فرمایا تو انہیں مایکان و مایکون کا علم کیا گیا۔
سنت۔ مخالفین و مشاہیر نصاریٰ و اجداد کا وہ کہہ گئے صدق۔ اجداد کا وہ کہہ گئے صدق۔
ظہر سے اور ان کے یہ اقوال منقول و باطل قرار پائے۔

مسلمانوں کو دیکھو اس صفت نے یہ ناپاک الفاظ اور گندی گالیاں صرف اعلیٰ حضرت ہی
کو نہیں دیں بلکہ ان حضرات کو بھی دیں کہ یہ حضرات ہیں ان کے نزدیک اسی جرم کے نزدیک
ہوئے جو ان کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا جرم تھا۔ پھر ان کے یہ الفاظ اور گالیاں کہ ان
میں کتنی ہیں اے اے خداوند تعالیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایمان و مایکون کے
علوم کا ثبوت خود اجداد سے ہے یہی ثابت ہے چندانہ حد تک جاتی ہیں۔

مصنف کے نوشتار عالیہ اسلام بھی مخالفین و مشاہیر نصاریٰ وغیرہ کا
حدیث بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں
نے فرمایا۔

قام فینا البی صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم مقامنا فاخبرنا عن الخلق
حتى دخل اهل الجنة منازلهم
واهل النار منازلهم
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس
میں پریم فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ کے فرشتے
جنتیوں اور دوزخیوں کے لئے اپنی منزلوں
میں داخل ہوتے ہیں کہ فرمادی۔

حدیث مسلم شریف میں حضرت عمر بن الخطاب نصاریٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے و اہل ایمان
و اہل کفر و ایمان کو تمہارے علم سے مطلع فرمایا تو انہیں مایکان
و مایکون اور اولین و آخرین کا علم کیا گیا۔
سب کی خبر دی تو ہم میں زیادہ سنا
والا وہ ہے جو ان واقعات کو زیادہ

لہ بخاری شریف بحوالہ القول الکیہ ص ۹۴

الحفظ۔

کرنے والا ہے۔

حدیث شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک موطول حدیث مروی ہے جس میں یہ کلمات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے۔

فراہمہ عز وجل وضع کلمہ پھر میں نے اللہ عز وجل کو دیکھا کہ اس میں کشفی فوجت بدر نے اپنا دست قدرت میرے دونوں اقامتہ بین شغری فغلبی فی کڑھوں کے درمیان دکھا لیا کہ اس کے پیروں کی سروری اپنی دونوں کل شتی و عرفت چھاتیوں کے درمیان سلام ہوئی نہیں تھے

حدیث شریف میں حدیث شریف روایت اللہ عز وجل کا ذکر فرماتے ہوئے یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

فعلت الاولین والآخرین مجھے اولین و آخرین کا علم اور ماکان و (وئی) (دوایہ) علم ماکان و ماسکون مایکون کا علم دے دیا گیا۔ تھے ان احادیث سے آفتاب کی طرح روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور تبار عالم علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا علم عطا فرما دیا گیا۔ تو کیا اب یہ صفت اپنے دونوں پاک الفاظ اور گائیوں خدو اقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی استعمال کر کے اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت پیش کرے گا اور احادیث صحیحہ کو احادیث کا ذمہ اور مضامین و باطل قرار دے گا۔ پھر احادیث یہی پرکھیں خود قرآن کریم سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و مایکون کا علم ثابت ہو رہا ہے۔

۱۔ مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف ص ۵۳

۲۔ ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۳
۳۔ تفسیر روح البیان ص ۲۴۲ مصرعہ ص ۶

صنف شہاب ثاقب کا مفسرین پر لکھ اللہ تعالیٰ پر بھی نپاک الفاظ حکم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ

عَلِمَهُ الْاَلْبَانِ

اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان سکھایا۔ لہ

امام حلی علیہ السلام نے تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیتیکر بفرط کیم

قال ابن کسان خلق الانسان ابن کسان نے فرمایا کہ اللہ نے انسان

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔

علیہ البیان یعنی بیان ماکان و مایکون اور انہیں ماکان و مایکون کا بیان سکھا

لانہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین عن الاولین و الاخرین و انہ کان یبیین

صلی اللہ علیہ وسلم نہیں من خبر
کی خبر دیتے ہیں۔

الاولین والاخرین وعن يوم الدين

ملاہ عارف باللہ شیخ احمد سادی اپنی تفسیر سادی میں تحت آیہ کو فرمایا ہے میں
جو صحیح صلی اللہ علیہ وسلم لانہ
الانسان اکامل والمراد بالانسان
کامل ہیں اور بیان سے مراد ماکان وکان
کامل ہے یعنی جو ہو گیا اور جو ہوا ہے
اور جو ہونے والا ہے حسب کمال علم دیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وعلک ما لہ تکن تعلم وکان

فصلی اللہ علیک عظیماً

تفسیر حسینی میں زیر آیت کی یہ فرماتے ہیں۔

اور تم کو سکھان دیا ہے وہ جو خود آپ نہیں

چاہتے تھے پوشیدہ امور اور دلوں کی گہمی

ہوئی باتیں بجا الحقائق میں فرماتے ہیں

کہ وہ ماکان و ما کیون کمال ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے شب معراج میں آنحضرت کو عطا فرمایا

جیسا کہ احادیث معراج میں وارد ہے کہیں

عرش کے نیچے تھامیر سے ملنے میں ایک قطرہ

ڈال گیا تو میں نے اس کی وجہ سے ماکان

و ما کیون کو جان لیا یعنی جو چونکا اور جو

رہا ہے اور جو کاسب کو جان لیا۔

تفسیر کبیری ص ۱۵۳ ج ۴

سورۃ اشعار ایضاً ص ۱۱۳

تفسیر جامی ص ۱۳ ج ۴

جامع قرآن بر مفسر مہربانی ص ۱۵۳

ان آیات و تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و ما کیون
کا علم عطا فرمایا گیا۔ اب مصنف اللہ تعالیٰ کی دعا و میں بھی گستاخیوں کے لئے اس لئے
آنحضرت قدس سرہ نے حضور پید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان و ما کیون مانا
یہی علم داشت کاسمک ثابت ہوا۔ اسی کا حدیث شریف سے ثبوت ہوا۔ یہی قرآن
کریم سے ثابت ہوا۔ تو یہی تو دین و ملت اور حق و ہدایت ثابت ہوا اور یہی صفت اسی کو خلاف دین
کاسمک اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف مانا ثابت ہوا اور یہی صفت اسی کو خلاف دین
سنت اور مثال و باطل کہہ کر جو کلمہ رسول کا مخالفان اور مخالف دین اور شراب پیو و لہذا
خبر اور ما حدیث صحیحہ کا تحریف کرنے والا اس کے مقابل اپنے اکابر کی باطل اور گہری
باتوں کی تصدیق کرنے والا قرار دیا اور اس کی یہ ساری تقریر مثال و باطل ثابت ہوئی

مصنف شہاب ثاقب کا کذب و افتراء یعنی قرآن حدیث کو باطل و ضلال کہنا

پھر مصنف نے قاضی الاموال کے صفحہ ۳۲ و ۳۳ کے کچھ الفاظ و ناقص جملے شہاب
ثاقب کے صفحہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ میں نقل کر کے آنحضرت قبلہ کے لئے یہ کلمات کہے۔

تجدو بر طری مش نصاریٰ کے ہے حضور علیہ السلام کی حد سے زیادہ یعنی انصاف
ہی عز و جل سے مدح کرتا ہے۔ وہ اہل باطل میں سے ہے۔ اس کے
حکام و کلمات مجہول و افتراء اور گمراہی و فتنہ ہیں۔ وہ اصحاب ضلال
میں سے ہے۔ مجاہد ہے کہ خلاف حق پر اٹھتا تھا چاہے اس کے قتل کو
چھوڑا اور روندنا ضروری ہے اس کے افعال قبیل غزوات سے تھے۔
اور اقباس و شک کی اندھی رانی میں مصنف قاضی الاموال نے اس
کے اقوال کو باطل کر دیا۔ اور شہادت کو جیسے زائل کر دیا۔ اس کا خلاف
دین کا زندہ کرنے والا اور سوتو نہاںے شریع کا مہربان کرنے والا ہے صلوات

شہاب ثاقب ص ۱۵۳ ج ۴

جواب: اعلمت قدس سرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و
 مایکون کا علم عطائی مانتے ہیں جیسے حضرت تاحسی قیاس و علم علی قاری و ملازمین
 حجر شریع مطلق بعد الحق محدث دہلوی وغیرہ علماء کرام مانتے ہیں کہ نبوت قرآن
 و حدیث سے منقول ہوا تو اس مصنف کے نزدیک سب مثل نصاریٰ کے ہوئے
 مصنف پہلے تو اس کا استراحت کرے پھر اپنی اس جمہالت کا افکار کرے کہ ماکان
 و مایکون کا علم جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے وہ اس کا علم زائل واجب۔ ازلی۔ سرمدی
 قدیم جیتی۔ غیر مخلوق و مقدر واجب الیقا۔ مطلق الشیخ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کو جو علم حاصل ہے۔ وہ علم عطائی لیکن حادث مخلوق مقدر۔ جائز الفناء ممکن
 ہے۔ تو حضور کے اس علم کو کفایت عز و علی قرار دے دینا کسی مذہب و سمت جمہالت
 ہے کیا مصنف کے نزدیک علم جو مصنف باری ہے وہ عطائی لیکن حادث و مجزئہ
 ہے۔ اگر نہیں ہے تو خلیل نصاریٰ کہہ دینا افسر اور غریب نہیں۔ علاوہ برکات
 اعلمت کا یہ اعتقاد تصدیقات علماء اور قرآن و حدیث کے بالکل موافق ہے تو اعلمت
 کے عقیدہ کو نہ بولت۔ افسر اگر اسی غفلت۔ بالکل متکامل کہو نہ گویا مصنف کا قرآن
 حدیث کو جو بولت۔ افسر اگر اسی غفلت یا بطل متکامل کہتا ہے اور اعلمت کے
 اس قول کو چھوڑنا اور نہ اسے مستوی بنانا اور اس کو خرافات اور التباس و شک کا بیجا
 رات ظہر یا گویا مصنف کا قرآن و حدیث کو چھوڑنے اور نہ دینے کی تہذیب دینا اور
 خرافات و التباس و شک کی نصیری رات قرار دینا ہے اور اعلمت کے اس قول کی
 مخالفت کرنے والے کو یوں کا زندہ کرے والا اور متونہا کے شرح کو مضبوط کرنے
 والا کہ گویا مصنف کا مخالف قرآن و حدیث کو یوں کا زندہ کرنے والا اور متونہا کے
 شرح کو مضبوط کرنے والا بنانا ہے اور مصنف غایت الاموال نے جب اعلمت کے
 اس قول کو بطل کر دیا اور اس شب کو چھوڑے فاعلی کر دیا تو گویا مصنف کے نزدیک
 مصنف غایت الاموال سے قرآن و حدیث کو بطل کر دیا اور چھوڑے فاعلی کر دیا۔

مسلک اور دیکھو ہے اس مصنف کا عقیدہ اور مذہب کہ اس کا جو علم حادث یا غلط

رسول میں جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا یا قرآن و حدیث پر ہوا تو یہ ہے اس کے یہاں علم
 و دل و تہذیب اور گراہی و غلطی کی کلی تصویر اور اصل حقیقت الیقا و با شہ تعالیٰ۔

مصنف شہادت کے نزدیک قرآن و حدیث کا حق اور ناقص ہے

پھر مصنف نے غایت الاموال کے صفحہ ۳۴ و ۳۵ کے کچھ الفاظ اور جمادات شہاد
 ناقص کے صفحہ ۷۱ پر مسند تہذیب کے نقل کر کے اعلمت کے لئے یہ الفاظ لکھے۔

برہوی طالب خلاصہ حق کا ہے۔ ایسے امور میں چڑا ہوا ہے کہ صاحب
 حیا ان کے قیاس کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہوا ہے اور اپنے مقاصد میں
 بار و معروہ لغت کا قصہ کہتا ہے اور نقایہ جگہوں میں مشابہ۔ اس کی
 رائے نہایت ضعیف ہے اپنے دسواں کا شیخ ہے۔ ان امور پر عقیدہ
 رکھتے ہوئے ہے جس کو شیطان نے سکھایا اس کا استاد و معلم شیطان
 کا سردار ہے۔ بخیر برہوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اسے ایسے فرقہ
 داخل مانتے ہیں جن کے اقوال قابل اعتبار نہیں انہوں نے حاکم بن حاکم
 کو اور حاکم بن حاکم کو برہوی و مشعل ہے۔

جواب: اعلمت جہد کا عقیدہ کہ آقا و صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا
 علم عطائی حاصل ہے۔ بالکل قرآن و حدیث کے موافق ہے جس کا کوئی ثبات کر کے
 تو اعلمت کے اس عقیدہ کو خلاف حق و ناقابل اعتبار بنا دینا فاعلی جہد اور مصنف
 رائے دسواں قرار دے کہ اور حاکم بن حاکم کہ اسے شیطان کا سکھایا ہوا علم زائل اور غریب
 و ضلالت قرار دے گا گویا مصنف کا قرآن و حدیث کو خلاف..... حق و ناقابل اعتبار
 نقایہ جہد و ضعیف رائے۔ دسواں حکم عقل بنانا ہے اور دسواں فی التہذیب و شیطان فی التہذیب
 ظہر نا ہے تو اب ہم اس کا فیصلہ نظر کی انصاف پسند طبیعت پر چھوڑتے ہیں کہ
 شیطان اب کس کا معلم استاد ہوا اور کون شیطان سے بڑھا ہوا ثبات ہوا اور صاحب

لے شہادت ناقص غلط و مذکورہ

جیسا کہ کے خارج کی وجہ سے ہمیں پسند ہو جائے گا اور کون مبادیہ و معتقد کا قصور کیا
ہے اور اس کے فرقہ کے احوال قابل اعتبار نہیں سمجھیں اس مصنف کا اقترا ہے کہ ایسے
نپاک الفاظ کی ایسے علماء و محدثین کی تصانیف میں نہ لیں جن کی طرف کرمی اور ذہن سحرشرم نہ کی اور انہی
طرف سے الفاظ کو رد کران حضرات کی طرف منسوب کر دیے۔ ھد اہل اللہ تعالیٰ

مصنف کا نوال کذب و افتراء

پھر مصنف نے غایتہ الاموال کے صفحہ ۳۶ و ۳۷ کے کچھ الفاظ شہاب ثنائی
کے صفحہ ۲۰ میں نقل کر کے عطفیہ کی تفصیل نشان میں یہ الفاظ لکھے۔

مجدد صاحب کو جنی من مسل گروہ اہل باطل۔ مصلیٰ زلزلہ دیا اور ان کے نقل
کو گروہی اور عظمت قرار دیا۔ تیسرا، واضح ہو کر یہ جو کچھ علامہ مدینہ منورہ نے
خال صاحب پر میری تذکرہ اللہ تعالیٰ فی الدارین کی شان میں لکھا ہے
یہ صرف اسی گفتگو اور اخیر مناقبات کا نتیجہ ہے جو کہ بریلوی صاحب کو تہ
مدنی کے مکان پر مصنفی برزنجی صاحب سے حاصل ہوئی کوئی مخالفت
مجدد صاحب کے احوال کے فروغ کو نہ کر ملامت دینے کے پاس نہ گیا تھا
ندان کی تصانیف و خیالات و مظالم بریلوی جن کو ان کے سامنے پیش
کیا تھا یہ

جواب مصنف نے یہ تو ایسا ہر کیا کہ یہ الفاظ مصدقین علامہ مدینہ کے ہر لیکن
اس میں غریب ہے کہ ان مصدقین کے ہم بنام سے الفاظ نقل نہیں کئے اور کیا
سبب جانی یہ کہہ دیا کہ یہ وہی علامہ ہیں کہ جن کی تصدیق حسام الخیرین میں نقل کی گئی ہے
اگر اس دعویٰ میں صداقت تھی تو ہر مصدق حسام الخیرین کا نام لکھ کر اس کے
الفاظ کو ظاہر کرتا تو اس کے دعویٰ کی صداقت ظاہر ہو جاتی مگر مصنف نے یہ
بات خوب صاف کر دی کہ مصنفی برزنجی صاحب اور مصدقین نے ہر الفاظ غایہ

لہ و شہاب ثنائی ۳۷ و ۳۸ صفحہ

الاموال میں لکھے ہیں وہ عطفیہ تہذیبی و تصانیف و خیالات پر مطلق جوئے کے بعد
قریب ہوئے ہیں نہ کسی مخالف عطفیہ کے ان کے عداوت نہ اس کے بعد لکھے
بلکہ صرف وہی اللہ و اللہ کے سائے اور مفتی صاحب سے گفتگو کے سبب سے
ہیں۔ اور اللہ و اللہ کی عطفیہ نے مصنفیہ عالم عامل اللہ علیہ وسلم کے لئے علم
غیب عطائی صوفیہ عالم حس اور کان و لکھن کا طرہ ثابت کیا ہے اور اس پر آیات و
امادیت و اقوال سلف و خلف پیش کیے ہیں تو کیا مفتی صاحب اور تمام نقیبین
نے عطفیہ کو ضرور یہ عالم عامل اللہ علیہ وسلم کے لئے کان و لکھن کا علم عطائی الہی
اور حقیقہ کے علم ثابت کرنے کی بنا پر یہ نام الفاظ لکھے ہیں تو کیا مفتی صاحب اور
مصدقین کا علم سلف و خلف کو بھی ایسے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔ اور کیا تہ
امادیت کو بھی ایسے گندے الفاظ کہہ سکتے ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں تو ثابت ہو
گیا کہ یہ سارے الفاظ ان حضرات کے ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ یہ سب الفاظ ملامت
راہ دوری کے ہیں جس نے اس غایتہ الاموال کو مینہ کر لیا ہے اور اس کی شان سے
کچھ ہمید نہیں ہمیں سام اور پناہات کے کچھ علامہ بریلوی مصنفین حسام الخیرین و مدینہ
مدینہ منورہ نے خود اللہ و اللہ کی عطفیہ کی تصدیق نہیں اس پر پھر تصدیق لکھیں تو کون
مصنف سے دریافت کر کہ ہرگز وہ سارے الفاظ جو عطفیہ تہذیبی کے لئے لکھے
اس کے انہوں نے کبھی اپنے تصدیق اور تقریروں کے بعد کیا خود ان پر نہیں لکھ
کر لکھا ہے۔ لہذا اب خوب اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ علامہ مدینہ منورہ نے عطفیہ
قبل کے لئے کوئی ایسا کلمہ ہرگز نہیں لکھا ان حضرات پر یہ صریح اقترا ہے ہیں
نے خود مفتی برزنجی صاحب کے شاگرد شہید حضرت مولانا محمد تقی صاحب شہید
سے دریافت کیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ عطفیہ فاضل بریلوی کا چودھارو
حکمت الہی مدینہ نے علویہ اور علامہ مدینہ نے صفحہ شاہ کیا یہ شان دیکھنے میں نہیں
آئی مصنف صریح جھوٹ بول کر ان واقعات پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے پھر صرف
ایسے اپنی عداوت تہذیبی اور غیبت باطنی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

مہمند بریلی نے اہل حق کی شان میں افترا پردازی کر کے علماء حرمین
شریفین کی خدمت میں پیش کیا اگر ایسا معاملہ ان کے ساتھ کیا جاتا تو
شاہد اسفل اس فلین اور مقام سیتہ کے مدد سے کہیں ان کا ٹھکانہ نہ پڑتا
یہ انعام اختصار ہاگہ بنوی اور مصر میں حضرت مصطفیٰ علیہ السلام
سے ان کو بغیر عجب کی غفلت ملا ہے۔

جو اب مصنف اس میں یہ کہہ رہا ہے کہ علماء حرمین شریفین نے اکابر دیندار
قائم نامہ اتوی رشید احمد گنگوہی اشرف علی تھانوی کے کتب اقبال کفر پر ان کے کافر
مردہ ہونے کے فتوے دیئے ہیں۔ جن کو حشام الحقین میں درج کیا گیا ہے تو ہم اہل
دیوبند پر ان فتوؤں کو وہ جسے تسلیم نہیں کرتے وہ اول تو یہ ہے کہ یہ اقوال کفریہ
ہمارے ان اکابر ہی کے نہیں ہیں بلکہ ان اقوال کفریہ کو مولانا احمد رضا خاں صاحب
بریلوی نے اپنی طرف سے بنا کر اور کچھ ہمارے ان اکابر کی طرف منسوب کر دیا ہے
اور ان پر افترا پرداز کر رہا ہے۔

تو مصنف کی وہ اول کا جواب یہ ہے کہ حاشا وکلا اعلیٰ حضرت قدس شرفہ نے ان
اکابر علماء دیوبند کے یہ اقوال کفریہ نہ اپنی طرف سے بنائے نہ کچھ بلکہ ان کے اکابر
کی وہ کتابیں جو دیوبند میں ہی کی گئی ہوتی تھیں وہی موجود ہیں اور وہ بار بار طبع
ہوئیں اور اب بھی طبع ہو رہی ہیں ان کی بقیہ اصل جہاد کے نفع کیا اور ان کے اصول
میں ترجیح کے علماء حرمین شریفین کے ساتھ پیش کیا۔ لہذا جس کسی کو اصل کتابوں
کی جہاد اور اعلیٰ حضرت کی نفع کروہ جہادوں اور طریقی تحریکوں میں مطابقت
کرتی منظور ہو وہ گھر پر کران میں مطابقت کر لے۔ اور یہ جہاد کا نیک خود لینے
آپ کر لے اور قطع طور پر یہ ہے کہ اس کے کہ اعلیٰ حضرت قدس شرفہ سے ہیں یا مصنف
اور اعلیٰ حضرت افترا پرداز کر رہے ہیں یا غیر یوں کا پیشوا مصنف مضمر ہے۔
بال رشید احمد گنگوہی کا وہ فتویٰ جس میں وہ قریح کذب باری تعالیٰ کے قائل کی عدم

شہادہ شاہ بہت مستطاب

ہے۔ اصل متعلق میری فتوے اعلیٰ حضرت کے پاس محتاج کے بہت سے فرط اب
بھی موجود ہیں اور وہ طبع بھی ہو چکا ہے اور جس کی تائید میں اور بھی وہ ایک جہاد
مطبوعہ موجود ہیں۔ اس کا انکار بھی کوئی وہابی نہیں کر سکتا۔ باقی حدیث برائے اس برائے
تالو۔ حنفیہ اکیلا ان کو کثرت ہزار کی تعداد میں اب بھی موجود ہیں تو اعلیٰ حضرت
قدس شرفہ کی اس آفتاب سے زیادہ روشن صداقت اور سچائی کو مصنف کا افترا طاری
کہن غرضت کا کذب مرتکب اور بدست افترا بہت شرم نہیں آتی کہ وہ صرف افترا پر طاری
کرتا ہے اور وہ سرور کو افترا پرداز کہتا ہے لہذا مصنف کی یہ وہ اول باطل غلط
سراسر باطل ہے اور ان اکابر دیوبند کے وہ احوال کفریہ ہیں جو ان کی کتابوں میں
آج بھی بغیر و بغیر مطبوعہ موجود ہیں۔ تو علماء حرمین شریفین کے ان پر کفر و تہذیب
فتوے صیح و صحیح دین ثابت ہو گئے۔

مصنف کی وہ دوم ہے کہ علماء حرمین شریفین کے ان اکابر علماء دیوبند پر کفر و
افترا کے فتوؤں کو صرف حشام الحقین ہی میں اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں ہی نے
بریل میں طبع کیا ہے اس لئے ہمیں اس کا اعتبار نہیں ہے اسی بنا پر ہم ان فتوؤں
کو حق و صحیح نہیں مانتے اور اپنے اکابر کو کافر و مرتد نہیں کہتے۔ ان ان کو اگر کفری فتوؤں
میں شخص طبع کرنا تو ہم ان فتوؤں کو صحیح و حق مان لیتے۔ تو مصنف کی اس وہ دوم کا
کاجاب یہ ہے کہ اگر ہماری یہ بات صحیح ہے اور اس میں کچھ غلط بھی صحت سے
کہ علماء حرمین شریفین کے اکابر علماء دیوبند پر کفر و تہذیب کے فتوے اگر علماء حرمین
کے کسی اور کتاب میں دکھادیے جائیں اور وہ کتاب بھی دیوبندیوں کے نزدیک
معتبر مستند ہو اور اس کتاب کے طبع کرانے والے اور شائع کرنے والے بھی
دیوبندی فقیہہ کے شخص ہوں اور وہ شخص بھی دیوبندیوں کا معتقد و مستند شخص
ہو تو دیوبندی خیال کے علماء اور خود مصنف بھی ان فتوؤں کو حق و صحیح مان
لیں گے۔ تو مصنف اور اس کی تمام دیوبندی قوم غیب اپنی طرح دیکھ رہے
کہ نہ اس مذہب کی وہ مشہور کتاب غایت الما مولیٰ جس کے لفظ لفظ پر مصنف

المذكورة فقط والرحم عليه على سبل
الاختصار وطلب تقريرا وقصدا
على ذلك فكتبنا له التقريرا والتصديق
المطلوب وحاصل ما كتبناه ان
ثبت عن هؤلاء تلك المقالات
الشعبة فجمعنا اهل كفر وضلال الان
جميع ذلك خارق لاجماع الامة
واشرنا في صحتهم ذلك الى ان
الادلة في الطالقات والميل
اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کا احمد طواغیت، امیر بنی نذرین،
تاج محمد رشید احمد گنگوہی، اثرات علی خانوی سے ہے برے اقوال ثابت ہیں تو یہ لوگ
کافر گمراہ ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب باتیں اجماع اُمت کو توڑنے والی ہیں اور ان
تقریرات و تصدیق کے ضمن میں ان لوگوں کے ان اقوال کے ابطال پر بعض دلیل
کی طرف بھی ہم نے اشارہ کر دیا ہے۔

پھر اسی رسالہ غایۃ الماوسل کے صفحہ ۳۲ سے ۳۳ تک سید احمد بن سید انصیل
برخی مفتی اشراقی بالمدنیہ المنورہ اور علامہ عبد القادر شکی علیہ السلامی صفحہ ۳۳ سے ۳۴ تک
کاتب فانی بن محمد بن علی بن صفحہ ۳۴ پر علامہ تاج الدین الیاس مفتی، مختلف بالمدنیہ الطیبہ،
علاء محمد سیو شخ الدلائل، علامہ رشید بن سید احمد مدنی، علامہ رشید بن سید احمد مدنی،
صفحہ ۳۴ پر علامہ عباس بن سید محمد مدنی، علامہ عربی مدنی، مالکی، علامہ احمد بن
محمد بن عباسی، علامہ محمد عزیز دین زبیر، علامہ موسیٰ علی بن سیدی، علامہ محمد بن
عربی، علامہ محمد بن سیدی، علامہ رشید احمد زکری اور علامہ سید بن ابراہیم بن زکری
سورطہ مدنیہ منورہ کی تصدیق تقریریں محمد بن کے ہیں۔ احوال اسی رسالہ غایۃ
الماوسل ہی میں علامہ مدنیہ منورہ نے اکابر علماء دیوبند نام نانوتوی، رشید احمد گنگوہی،

خانوی کے انہیں اقوال پر ان کو کافر اور گمراہ ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ لہذا مصنف کو
اس کی ساری دیوبندی قوم اپنی اس حقیر مستند کتاب غایۃ الماوسل کی اس طرح تکذیب
کرتی ہے اور اگر ان کی تکذیب کرتی ہے تو یہ کتاب شہاب ثاقب بھی جمہوری قرار پاتی
ہے کہ اس شہاب ثاقب حضرت اول کی ساری دنیا بھی غایۃ الماوسل پر موقوف ہے اور
اگر دیوبندی قوم غایۃ الماوسل کی اس عبارت کی تصدیق کرتی ہے تو انہیں نے تمام
العوین کی تصدیق کر دی کہ غایۃ الماوسل نے ان اکابر علماء دیوبند کی بالکل اسی طرح
تکذیب کی جس طرح مسلم اجماع نے ان کی تکذیب کی تو یہ مصنف کو اور تمام دیوبندیوں کو
تمام نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی خانوی کو کافر اور گمراہ ماننا جیسے کہ بنا کر لکھا

مصنف کا سوال کذب و افتراء

اب مصنف اگر اس غایۃ الماوسل کو جھوٹا کہتا ہے تو خود اس کی کتاب شہاب
ثاقب سخت جمہوری و باطل کتاب قرار پاتی ہے اور اگر اس کو سچا مانا ہے تو تمام
العوین سچا کتاب ثابت ہو جاتی ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ ضابطہ ہے اور راست
ثابت ہو جاتا ہے اور خود مصنف کے نزدیک بھی تمام نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی
خانوی کافر اور گمراہ قرار دیتے ہیں اور اس کو براعت بھی کرنا پڑے گا کہ انھیں
قدس سرہ مانے ان اکابر دیوبند کے جو احوال پیش کئے تھے ان کی نقل کردہ عبارتیں
ہیں۔ اور مطابق اصل ہیں اور تمام احوالین کے قلم سے بالکل حق و صحیح ہیں۔

مسئلہ اول: غدار انصاف کو کذب و افتراء میں تمام نانوتوی، رشید احمد گنگوہی
اشرف علی خانوی کی جس طرح تکذیب کی ہے بالکل اسی کی تصدیق مصنف کی مستند
مستند کتاب غایۃ الماوسل نے کر دی۔ تو اب مصنف اور ساری دیوبندی قوم کو پتہ
ان ہر سارے کابرو کی تمام عرب کے فتاویٰ کی بنا پر کافر و گمراہ کہن فرمیں ہے اور اعلیٰ حضرت
قدس سرہ کو سچا اور راست گمانا لازم ہے اور ان اکابر علماء دیوبند کے ان اقوال ظریف
کی تائید و توثیق سے انتہا بہ کتاب اہم فراموش سے ہے اور مصنف کی کتاب شہاب

ثواب کو جو بڑا اور باطل ماننا اور کہنا بھی منسوی ہے۔

ان اسل مغفرت قدس سرہ قلمدار عربین عظیمین کی خدمت میں ان اکابر علماء اور علماء کے اذلال کے پیش کر کے میں سباق اور پچھے ثابت ہو گئے اب ان پر افسوس کرنے والا مصنف ہی ثابت ہوا تو یہ مصنف اب اہل باطل کو اہل حق کہہ کر اور اہل حق کو مغفرت کا ذب بنا کر منہ پر اسفل الشانین اور مقام حسین کے در سے کہیں اور غلط فہمی کے واسطہ بنا کر بڑی مخصوص حضرت مغفرتی میں سے حضرت علامہ شیخ عبدالقادر عیسیٰ نے یہ بات اس مصنف کو مغفرتی کتاب میں درج کر کے غلط بات دیکھ کر یہ بلا قوم کے دھنا سے بھاگا تو یہ دینی دست مغفرت تحت مصائب و عذاب میں مبتلا ہو گا۔ وادخلہ اللہ فی دارک الاخلاص من النار مع المنافقین واخرجہ عونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین وعلی الہ وصحبہ اجمعین امین۔

مصنف نے شباب ثاقب کے صفحہ ۲۲ پر کوسوف طویل خطبہ ہی لکھا اور صفحہ ۲۳ پر اپنا دین اسل فیض آباد جانا اور قیام مدینہ طیبہ کا واقعہ لکھ کر دیا۔

میں مدینہ لکھ سکتا ہوں کہ حضرات علماء کرام مکان مدینہ منورہ زادو با اشد شرفاً غنائاً وری طرح سے عقائد و فروع میں اہلسنت والجماعت اور اکابر اسلاف کے تتبع میں اور حضرات کا پر علماء و بلند و سہا پوں کے کلمہ عقائد میں موافق میں برائیات و کلیات میں سرور قنات نہیں۔ لہ

جواب مصنف نے اس عبارت میں دو باتیں کہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ علماء مدینہ منورہ عقائد و فروع میں اہلسنت و جماعت کے پوری طرح متبع ہیں یہ بات مصنف نے فی الواقع صحیح کہی ہے ہمارے نزدیک بھی اس وقت علماء مدینہ اہلسنت و جماعت ہیں تھے و حقیقت اس نے یہ ہمارے مسلک کا انہی پر کیا۔ خود مصنف اور اس کے اکابر اس کے مذہب اس بات پر بالکل غفلت ہے چنانچہ ہرگز ہرگز قلمدار عربین حضرات علامہ عربین کے متعلق

لہ شباب ثاقب ص ۲۲

انہی منسوی صاحب نے اپنا واسطہ اکابر کمال ان الفاظ میں لکھا ہے کہ۔

اور اکثر وہاں کے علماء کرام سب اس حالت میں ہیں کہ ان کا عقائد میں شہل آستین اور عقائد کا چند قیس میں کچھ نہ بدلتا ان کے عقائد کی تفسیر سے کم نواز نہیں ہے امتیاطی۔ امر بالمعروف کا واسطہ قدرت کے نام و نشان میں۔ اکثر ان کی جملہ فروع شروع باتوں میں پچھے ہوئے ہیں۔ تعلیق مغفرت شائع ہے۔ فہمے نہیں میں کہہ دے کہ جو کچھ ان کے عقائد کے عقیدات سے کوئی مطلع کر دے تو دے کہ جو کچھ وہاں میں اور خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی راجت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں اور بغدادی رافضی سے کچھ دور سے کہ ابو الیاس کے کومون کہ وہ خلاف کیا کرتے صحاح امارت کے اور علی ہذا کہاں تک کہوں کہ غلط ہے اور شرعی ہی آل ہے کہ جو علماء عربین کی کہوں یہ

نیز اسی میں ہے کہ سب علماء اور سب باشندے وہاں کے ایسے و شمار کامل ہی ہوئے ضرور ہیں بلکہ اہل بدعت اور غلط شرع بھی لکھا رہتے ہیں۔ لہ

یہ ہرگز قلمدار عربین کے ہیں جو پوری مدینہ منورہ لکھ گئی یعنی مصنف کے واقعہ پر نے قلم لکھ کر اس کو حق کہا اور اس کی قیامت کا حکم دیا اور اس کے مصنف انہی منسوی صاحب کے متعلق ہمارے مصنف نے ان کا ان الفاظ میں اسی شباب ثاقب میں اس طرح خطبہ پڑھا ہے۔

دارت انبیاء عربین۔ شہدۃ العلماء الکاملین امام الغنیاء والفقہین رئیس الانبیاء والفقہین حیی السنۃ البیضاء۔ قاضی البدر العلماء و حضرت مولانا حاج اکمل فاضل مولوی عظیم احمد صاحب نقی الانساب الاثری الایچی القادری الشہیدی السمرودی السہارنوردی۔ لہ

لہ ہرگز قلمدار عربین ص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴

لہ شباب ثاقب ص ۲۲

تو اب اس جہارت براہین قاطعہ کے دیکھ لینے کے بعد ہر شخص یہ کہنے کے لئے مجبور ہے کہ گنگوہی اور ابنہ ٹھوڑی سہارنپوری صاحب نے علماء حرمین کو قاضی گنگوہار خلاف فتوئہ فاجرہ تک امر بالکفر و فتنہ وین فروش غلطہ فتوئے لکریں۔ ملاح۔ اہل بدعت بخلاف احادیث۔ کافر کو مومن کھینے والا لکھا تو یہی مصنف کے نزدیک ان کا حالِ نالہ ہے۔

مصنف کا گیارھواں کذب و فریب

اب مصنف کا علماء حرمین کو عقائد و فہرہ میں اہلسنت و جماعت اور اکابر اسلام کا متبع بننا کیا اپنے اکابر کے مذہب کے خلاف ہیں ہے اور مصنف کا بھی یہی مذہب ہے جو اس کے اکابر کا ہے۔ لہذا اس مصنف کا اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے خلاف یہاں کھدوینا دلیل و قریب نہیں تو اور کیا ہے اور اس بارے میں مصنف کیا ہے یا اس کے اکابر سمجھتے ہیں تو دونوں تو پہنچتے ہیں نہیں سمجھتے لہذا ان میں کا ایک سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے۔

مصنف کا بارھواں کذب و فریب

اسی طرح مصنف کی دوسری بات کہ علماء حرمین علماء دیوبند و سہارنپور کے ملاقات میں موافق ہیں مگر اختلاف نہیں تو مصنف کی یہ بات تو واقع اور اس کے عقائد کے باطل خلاف ہے مصنف اس میں سر تکذب اور دہانہ کشیدہ و فریب سے کام لے رہا ہے اسی براہین قاطعہ میں ہے۔

علماء دیوبند کا حال یہ ہو چکا ہے کہ وہ سب روشن ہے اور کچھ دور نہیں کہ ظاہر ہوا کہ وہ سنت موافق شرع کے رکھتے ہیں اور فقہ کو بخوبی ادا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف میں بشرط قدرت کوتاہی نہیں کرتے اور غیر فتوئے میں رعایت غنی فیکر کی نہیں جتنی مجاہد دیتے ہیں اور جو ان کو کوئی شبہ کسی خطا پر کہہ دے تو بشرط صحت کے قبول سے دیر لگ نہیں

بسر و چشم مستحضر ہوتے ہیں۔ یہ سب اوصاف واضح ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لو۔ ۱۰
اسی میں ہے پس اگر کسی فقہ ایسی حالت میں علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح فقہ اہل اہتمام دے دی تو ان کو ساغیب کیا اہل فہم انصاف کریں اگر ایسی حالت میں علماء دیوبند کا فتویٰ قابل اہتمام ہو گیا علماء حرمین کا۔ ۱۱

اور مصنف کے دادا اور پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کے ایک جواب خط میں یہ فتاویٰ رشید پر مبنی ہے۔ ۱۲

بندہ آپ کے واسطے دعا کرتا ہے آپ کے سفر حج کی خبر سے مسرور ہوا۔ حضرت رئیس عیسیٰ حامی امداد اشد صاحب کی خدمت میں نیاز مذراہ حاضر ہوتا اور اگر کوئی امر خلاف طبیعت دیکھو تو سکوت اختیار کرنا ان میں بحیرت چلی آنکھوں کا حال بدستور ہے فقط والسلام اور وہاں چند آدمی بدوضع جمع ہیں ان سے سمت انجمن اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں دیتے ہی رکھنا اور حافظ احمد حسین صاحب سے یہ اسلام کہنا اور ان سے طاف فقط والسلام ۱۳

ان جہارات سے ظاہر ہو گیا کہ علماء دیوبند کا کلی حال علماء حرمین کے بالکل خلاف ہے۔ علماء حرمین میں جو جو علی علی اس کے مقابل علماء دیوبند میں غول علی ہے علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح حاصل ہے علماء دیوبند کے فتوئے پر اعتماد ہے اور علماء حرمین کا فتویٰ غیر مستحضر ہے۔ علماء دیوبند کے عقائد و اعمال اور ہیں

اور علماء حرمین کے عقائد و اعمال اور دیکھ یہی ہے معلوم اس خط کے ان اشعار و آیات چننا آدمی بدوضع جمع ہیں ان سے سمت انجمن اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ۱۴
۱۵ براہین قاطعہ ۱۶
۱۷

و یہی رکھنا کا کیونکہ وہاں یعنی عربین کے علماء اگر علماء مدینہ کے ہم عقیدہ وہم عمل ہوتے تو انہیں ملگو ہی صاحب بدو مت کیوں سمجھتے اور ان سے اچھے کا کیوں ذکر کرتے۔ بلکہ ان سے اچھے کو خیال ہی کیوں پیدا ہوتا اور جس جگہ اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں وہی وہی رکھنا کی ضرورت ہی کیوں ہوتی۔ لہذا اصناف ظاہر جو گلیک یہاں علماء مدینہ کے جیسے عقائد و اعمال ہیں وہی علماء عربین شریفین کے عقائد و اعمال ملگو ہی صاحب کے نزدیک نہیں ہیں۔

مصنف نے یہاں اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے مسلک کے بالکل خلاف علماء مدینہ و سہارنپور کے عقائد و علماء عربین کے عقائد کے موافق بتا کر نہایت سچ بولا اور مسلمانوں کو بہت بڑا فربہ دیا۔ ورنہ مصنف خود ہی بتائے کہ اس کا یہ کلام سچا ہے یا اس کے اکابر کے وہ کلام۔

مصنف کا تیسواں کتبہ فریب

پھر مصنف نے اسی شہابہ ثاقب میں اپنے زبردست فریب کی ابتدا ان الفاظ سے شروع کی۔

جو کوگ نماذ سلف میں اکابر و اہل حق کی تشلیل و تفسیق میں گوشش و سعی ینہی کیا کرتے تھے ان کی عزت و اکبر و کے خواہاں اور ان کی بدنامی تکذیب میں عمر عزیز کو صرف کرنا باعث نجات و ملامت سمجھتے تھے۔
ان کا کہ عرصے زمر نہایت کم ہو گیا تھا۔ ان کی خوشیں قریب الافغان ہو چکی تھیں۔

جواب مصنف کی اتنی بات تو بالکل صحیح ہے کہ اکابر و اہل حق کی تشلیل و تفسیق میں سعی کرنے والے ان کی عزت و اکبر و نہ چاہئے والے اور بدنامی و حقانی علماء کی بدنامی و تکذیب عمر صرف کرتے والے اور اس کو باعث نجات سمجھنے والے زمانہ سلف میں

پیشہ سے اہل باطل ہی ہیں۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ ان اہل باطل کا کچھ عرصہ سے مذکور ہو گیا تھا اور ان کی خوشیں قریب الافغان ہو چکی تھیں۔

اصل حقیقت تو یہ ہے کہ زمانہ سلف کے بعد جس قدر فقہ اور فساد روز بروز بڑھتے رہے اتنی ہی اہل باطل کی بھی پیلاوار زیادہ ہوتی رہی یہاں تک کہ مصنف کے زمانہ میں غیر تیرہویں۔ تیار یا نہیل۔ رافضیوں۔ غیر متفقوں۔ پکڑا دیوں وغیرہم اہل باطل قریب اکس قدر زور ہو گیا۔ مگر مصنف کا انکار اکابر و اہل حق کی تشلیل و تفسیق میں سعی تک کہ ان کی عزت و اکبر کے خواہاں ہونا اور ان کی تشلیل و تکذیب میں صرف کر کے کو باعث نجات سمجھنا نظر ہی نہ کیا۔ نہیں نہیں غیر تو آج کلین مصنف کے نزدیک پھر بھی ان کا اکابر و اہل حق کی تشلیل و تکذیب کا غیر متفقہ و ان کا تہذیب کی تفسیق کرنا۔ رافضیوں کا کامیاب گرام کی تشلیل کرنا۔ قادیانیوں پکڑا دیوں کا انکار گرام کی تشلیل میں گناہاں کرنا عام ہی کہ ہے اور ان کے بطلان کی دلیل ہی کہ ہے کیونکہ مصنف کے اکابر و شیوخ تو ان سے بہت بڑے و جڑے کلاس کام کو انجام دے چکے ہیں۔ اس کا تشلیل بیان تو ہمارے اس رسالے میں آئے گا۔ یہاں اہل اجماع صرف و سرتے پیش کئے جاتے ہیں۔

۲۔ تمام امت کا اتفاق اجماعی واقعہ قادیانی مسئلہ ہے کہ حضرات مذہب اکرام گنہگاروں کی شعامت اور سفارش فرمائیں گے۔

مصنف کے نزدیک شارح عقائد اہل حق کے برابر شرک

شرح عقائد میں ہے۔

الشفاعة ناجية للرسول و اغیار و اولیاء کی شفاعت اہل الاخیار فی حق اہل الکبائر کہ ان کے حق میں ثابت ہے یہ

مصنف کے نزدیک علماء علی قاری ابو جہل کے برابر شرک

علماء علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں۔

الشامة ثابتة على ما اجمعت عليه اهل السنة
ابنت کاس بات پر اجماع ہے کہ شامت ثابت ہے۔

مصنف کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ الوجل کے برابر شرک
حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
شامة نبی علیہ السؤة والسلام للمؤمنین الذین ولاہل الکفار من بعد السؤة عذاب حق ثابت
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شامت کفار سے لگائی اور ان کے لئے جو عذاب حق ثابت ہے

مصنف کے نزدیک مفسر امام بغوی الوجل کے برابر شرک
امام حلیل حضرت نجی مستوفی تفسیر عام القرآن میں تحت آیت فرماتے ہیں۔
وینسوف لعلیک من تباک فترقی قال عطاء بن اوس جاس هو الشامة فی امته حتی یرمی و هو قول علی و الحسن۔
آپ کو نیکو سے تباہی ہوگی اور ترقی ہوگی۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ شامت تمہاری امت میں ہے جس سے تم لاشعری ہو جاؤ گے۔ اسے تعلق حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ وہ امت کے حق میں شامت ہے یہاں تک کہ وہ لاشعری ہو جائیں گے اور یہی حضرت مولانا اہل اور حضرت حسن بصری کا قول ہے۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ابی رباح کرام اللہ و اولیاءہ علیہم السلام کا تعلق عذاب و اہل کبار کی شامت و عذاب شرک کا اجماع ابنت ثابت ہے اور حق ہے

لہ شرح شامی ص ۱۵۴ کہ فقہ الحنفی ص ۲

کہ (اصول ص ۲۱۵)

بر عقیدہ بالاتفاق تمام امت کا ہے تمام علماء دین و ائمہ مجتہدین و کرام و تابعین کا اس پر اجماع ہے۔ یہاں تک کہ خود مولانا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی ثابت ہے۔

مصنف کے نزدیک حضور نبی کریم علیہ السلام بھی الوجل کے برابر شرک
بخاری و مسلم شریف میں ایک قول حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
واعطیت الشامة للمحدثین
ترجمہ شریف و ابو داؤد شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
شامة علی لاهل الکفار
من امتی

ان عبارتوں میں امر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
یشفع لیوم القیلة ثلثة
الا نیاء ثم العلماء ثم الشهداء
ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شامت عطا فرمادی گئی اور امت کے اہل کبار کے لئے وہ شامت ہوگی اور قیامت کے روز صرف سید راغیبار بکرا اور راغیبار عطا فرمایا بھی شامت کریں گے۔

مصنف کے نزدیک اللہ تعالیٰ بھی الوجل کے برابر شرک ہے
بکراؤں کریم سے بھی ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴ کہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۹۳

کہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۹۳

استغفرلہ ذلک للعوین
والمومنات

اسے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان
مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی
مانگو یعنی شفاعت کروں گا
اس آیت اور آیہ وسون بعدیہ ربک فرشتوں سے نہایت روشن طور پر ثابت
ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن دے دیا اور
حضور شفاعت یہاں تک کریں گے کہ کہ خوش ہو جائیں گے۔ اور حضور کے خوش ہونے
کی یہ حد ہے جو حضور نے خود بھی ظاہر فرمادی جس کو علامہ رحمی اسنادہ نسفی نے تفسیر دارک
الترغیل میں نقل فرمایا۔

وَنَسُوءُكَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ ذَكَرُ مَنِي
فِي الْآخِرَةِ مِنَ النَّوَابِ و
مقام الشفاعة وغیر ذلک
وَلَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلي اللّٰه
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارَضِنِي مَقَدَّوْ
وَاُحْدَ مِنْ اُمَّتِي فِي الْمَدَارِ
یقیناً آپ کو آپ کا رب آخرت میں
قواب اور مقام شفاعت اور اس کے
سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عطا فرما
گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جب یہ
آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوں
گاہ جب تک میرا ایک اسی بھی روز غم میں ہے۔

پانچ صورتیں انبیاء کرام کا گناہوں کی شفاعت و سفارش فرمانا ایسا ہے جو
اجماعی سلب ہے جو نہ صرف علماء دین اور فقہاء و مجتہدین اور صحابہ و تابعین کی تصریحاً
سے بلکہ عادیث سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وسلم اجماعی سے بلکہ قرآنی حکم
رب العالمین سے ثابت ہے۔ اب دیکھو امام الوہابؒ ایسا میل دہلی تقویۃ الایمان
میں اس اعتقاد کی اتفاق مسئلہ کے مقابل میں کھنکھاتا ہے۔

لہ سورہ محمد ۲۶

لہ ودارک مری ص ۲۰۷ ج ۴

امام الوہابؒ یہ اسمعیل معلوی کا عاتقہ اسلمین کے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ابو جہل کہنا

ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا جو کوئی
کسی سے یہ معاملہ کرے گا کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے
ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ لہ

مسلمانوں! دیکھو اس امام الوہابؒ نے تمام اہل اہل سنت۔ سارے علماء دین اور علماء
صالحین۔ ائمہ و مجتہدین۔ صحابہ و تابعین کو بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ
خود رب العالمین عز و جل کو کہ ابو جہل کہے براہِ شرک نہیں کہا جبکہ اور مشرک
کہا! اب مصنف سے دریافت کرو کہ نہ فقط اکابر اہل حق کی فضیلت و تکفیر بلکہ
اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم تک کہ ابو جہل کہے براہِ شرک و کافر بنانے
کے فتوے کیا کچھ کس سے نہ نازل اور کار ہیں۔ تو مصنف اپنے اکابر کی ایسی
تذلیل و تحقیر کیا کہ کچھ کی پیش مثال کے موجود ہوتے ہوئے نیچریوں یا فضیلت،
قادیاں تھیں، پھر ان لوگوں، غیر عقائدوں کی تذلیل و تحقیر و فضیلت و تکفیر کو کہ لفظ میں
لاکھ اور اپنے اکابر کی بات دیکھتے ہوئے ان کی کس نہ سے شکایت کرتا ہے کہ آپ
کی براہِ تصویر۔

دوسری طرح تمام اہل اہل سنت کا اجماعی اعتقاد یہ مسئلہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم
الصلوات اللہ تعالیٰ نے انہیں منیبات کا علم عطا فرمایا ہے۔

مصنف کے نزدیک علامہ تفتازانی کا کفر و مشرک

شرح مختار میں ہے۔

لہ (تقویۃ الایمان ص ۸)

بالجملة العلم لغيب امر مقصوبه
ان الله تعالى لا سبيل اليه للعباد
الا بالاعلام منه او الراجام
بطريق المعجزة او الكرامة

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب الہام
ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ منظور
ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں
مگر اس کے علم دینے یا الہام کرنے سے
بطریق معجزہ یا کرامت کے۔ لہ

مصنف کے نزدیک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فتویٰ
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مارج النبوت میں فرماتے ہیں۔

ہرچہ در دنیا سے از زمان آدم تا
آوان نفوس اوستہ برہمہ (صلی اللہ علیہ
و سلم) کشف سامتہ تہا بہ
احوال را از اول تا آخر معلوم کرد
یا از خود یا از دیگر بعضی از احوال
خبر داد۔
یعنی آدم علیہ السلام کے زمانے سے پہلے
ہر ایک جو کچھ دنیا میں ہے۔ سب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمایا۔
یہاں تک کہ تمام احوال ازل سے آخر تک
حضور کو معلوم ہوا اور حضور نے اپنے اصحاب
کو ان میں سے بعض کی خبر دی۔ تمہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کے جاننے
والے اور شیونات ذات الہی اور
احکام و صفات حق اور اسماء افعال
آثار اور تمام معلوم ظاہر و باطن ازل سے
آخر تک ان کے احاطہ علمی میں داخل
ہے اور ان پر فوق کل ذی علم علم صادق
آگیا۔ یعنی وہ ہر علم والے سے اوپر جاننے
والے ہیں۔ ۳۴

(اسی میں ہے) وہو بکل شئ علیم
وہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات نامست
برہر چیز از شیونات ذات الہی و
احکام و صفات حق و اسماء افعال
آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن ازل و آخر
احاطہ نمودہ و مصدوق و فوق کل ذی
علم علیم شدہ

۳۴ شرح حاشیہ ص ۲۳
۳۵ راجعہ مارج النبوت ص ۱۶ ج ۱

مصنف کے نزدیک علامہ احمد صاوی کا فتویٰ
عارف باللہ حضرت شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔

والذی یجب الايمان به ان
رسول الله لم يستقل من
الدنيا حتى اعطاه الله جميع
الغيبات التي تحصل في الدنيا
والاخرة
اور وہ بات جس پر ایمان لانا واجب ہے
کہ اللہ کے رسول دنیائے تشریف نہیں
لے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں تمام غیب
جو دنیا و آخرت میں حاصل ہوں گے ان کو
نے تعلیم فرما دیا۔ ۳۳

مصنف کے نزدیک علامہ قسطلانی اور علامہ قزاقی کا فتویٰ
علامہ قسطلانی مآہب کبریٰ میں اور علامہ قزاقی اس کی شرح میں فرماتے ہیں
بہر نامہ باتیں جو غیب کی خبروں پر حق
ہیں اور وہ جن کی کتب صلی اللہ علیہ وسلم سے
بہر نامہ خبریں انہیں اللہ ہی کے علم سے
ہے میں تا کہ یہ غیب حضور کے نبوت
تبروت اور صدق رسالت پر نشانیاں
اور علامتیں ہو جائیں اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے غیب پر مطلع ہونے پر
شواہد امدان کے سانی حقیق ہو چکے
ہیں۔
۳۲

۳۴ تفسیر صاوی ص ۱۹ ج ۱

۳۵ تفسیر صاوی ص ۱۹ ج ۱

عالم قسطنطینی منہاجب لویہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وقد اشتهر وانتشر امره اور مساکرام میں مشہور و معروف ہوا کہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام بین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیوروں کا علم ہے
اصحابہ بالاطلاع علی الصلوٰۃ (یعنی وہ غیور پر مطلع ہیں)

فاما اصحابہ المؤمنون فانهم صحابہ کرام یقین کے ساتھ مسکرام گاتے تھے
جائزون باطلہ علی العیب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر مطلع ہیں

ان عبارت سے واضح ہو گیا کہ غیب انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی عطا
سے بطریق معجزہ اولیاء کو الہام سے بطریق کرامت حاصل ہوتا ہے اور ہمارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ دنیا میں پیشینہ آؤں علیہ السلام کے وقت سے پہلے
موجود ہوگا ان ازل تا آخر تمام حالات روشن ہو گئے اور ہر شے کے جلتے والے
رہے اور تمام اہل و عیال و باطن کے علوم ان کے احاطہ علی میں ہیں اور اس
بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دنیا سے منتقل ہونے
سے قبل ہی وہ تمام غیب جو دنیا و آخرت میں حاصل ہونے والے تھے تعلیم
فرما دیئے۔ تو ان غیوروں کی خبریں آپ سے وارد ہیں وہ اللہ ہی کی تعلیم سے
ہیں تاکہ یہ غیب حضور کے شہادتِ نبوت اور صدقِ رسالت پر نشانیاں اور کواہیں
ہو جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع ہونے پر احادیث متواتر ہیں
اور ان کے معانی متفق ہیں۔ یہی عقیدہ علماء دین اور اکثر متہدین کا ہے اور صحابہ
کرام بھی اسی عقیدہ پر جرم کرتے تھے کہ اور ان میں بھی بات مشہور تھی کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں تو یہ عقیدہ ساری امت کا قرار پایا اب باقی ہے
خو حضور کرام صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے نہیں اس کا اقرار ان الفاظ میں فرمایا۔
(حدیث) فعلمت ما فی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں
السموات والارض اور زمین میں ہے

۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۷۱
۲۔ مشکوٰۃ شریف ص ۷۱

فقبل لی کل شیء فعرفت مجھے ہر چیز روشن ہو گئی تو میں نے پہچان لیا
حدیث فعلمت علم الاطین مجھے اولین و آخرین کا علم دیا۔
والاخرین روفی روایۃ

فعلمت مکان وما سیکون میں نے مکان و ما کو ان کو جان لیا۔
وہ ہوا اور جو ہوتا ہے اور جو ہونے
والک سب کو جان لیا۔

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہیں
نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جان لیا اور جو ہر شے روشن ہو گئی اور
مجھے اولین و آخرین کا علم سکھا دیا گیا اور میں نے جان لیا جو ہر کچھ اور جو ہر شے
اور جو ہونے والے تھے اور جو کچھ غیب پر مطلع ہونا ان احادیث سے بصر احصا
ثابت ہو گیا۔ اب دیکھئے ان کا اعجاز فرماتے والارٹ العالمین ہی فرماتا ہے۔
وما هو علی الغیب یغنیہن اور یہی غیب کے بتانے میں کفیل
نہیں ہے

مصنف کے نزدیک علامہ لغوی و علامہ خازن کا فراموش کر
امام بھی اسلئے علامہ لغوی اپنی تفسیر معالم الغیب میں اس آیت کریمہ کے تحت
فرماتے ہیں۔

یقول انہ یا قیہ علم الغیب اللہ فرماتا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
فلا یخجل بہ عیہم غیب کا علم دیتے وہ نہیں ہتھ میں نکل
بل یعلمکم و یخبرکم میں نے تم کو علم دیا اور تم کو خبر دی
بہ و لا یکتہ۔ میں اور اس کو چاہتا ہوں میں تم کو
اور نبی اسلئے علامہ ابن تفسیر معالم الغیب میں اور علامہ خازن اپنی تفسیر لب الابل

۱۔ از مشکوٰۃ ص ۷۱
۲۔ تفسیر معالم الغیب خازن ص ۱۸ (۷۵)

میں بڑے شکر کے ساتھ کہ جس نے اس کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اولاً بالانسان محمدؐ ائمن الله انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
علیہ وسلم رسلہ الیہاں یعنی اور انہیں ماسکان وما یسکون کا بیان
بیان ماسکان وما یسکون لانا تعلیم کیا اسی لئے تو وہ اولین وآخرین اور
کان یبیین عن الاولین روز قیامت کی خبریں دیتے ہیں۔ لے
والآخرین وعن لیم الدین۔

ان آیات اور ان کی تفسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
ماسکان وما یسکون پر مطلع فرمایا اسی لئے تو وہ اولین وآخرین اور روز قیامت
کایان کرتے ہیں اور وہ ہم پر عمل نہیں کرتے۔ بلکہ ہمیں بھی سکھاتے اور فرماتے
ہیں اور اس کو چھپاتے ہیں۔

بالجملہ انبیاء اور خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کی تعلیم و عطا
شعوب پر مطلع ہونا ایسا اعتقادی مسئلہ ہے جو صرف علمائین بلکہ صحابہ و تابعین کی
تفسیرات سے بلکہ صریح قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اب دیکھو امام ابوالخیر
دہلوی اس اعتقادی مسئلہ کے ہاتھ میں کیا ہے۔

غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر؟

کسی انبیاء اولیاء امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ
وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی
ہرگز نہ رکھے ساتھ

پھر خواہوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے نہ خواہ اللہ کے دینے
سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔
مجدد مذہب سید و ابیہ مولوی شہید احمد گنگوہی صاف طنز لکھتے ہیں۔ ۱۔

لے فقیر خاں مری ص ۷۷ ج ۷ لے فقیر الانیان ص ۶۶

۳۳ لے فقیر الانیان ص ۶۷ لے فقیر الانیان ص ۶۷

بر عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے لے
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم غیب ہونے کا معتقد ہے۔ ماسکات
حنیفہ کے نزدیک علم شرک و کفر ہے لے
انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہوتے

۱ مسلماً تو دیکھو! اس امام الہامیہ اور مجدد و مرقود بندہ نے علماء دین
صحابہ و تابعین کو کدھر رسول انبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کدھر عرب و اعراب
میں جلا کر پھینک دیا کہ وہ شرک نہیں کیا۔ کہا اور ضرور کیا۔ اب معصفت سے پوچھو کہ
واقفہ کا براہیل کی تشکیل و تفسیر کی جگہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کیسے و شرک و کفر نہ کرنے کے خواہے کیا چھے اس سے اور زائد ہا نہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب معصفت کے اکابر تمام اہل سنت کے علماء اور اکابر اہل
حق کی تفصیل و تفسیق میں اس قدر بے کوشش ہو چکے اور انہیں کافر و شرک
جسمانے میں اپنی عرصت کر چکے اور انبیاء اکرام و سید الانبیاء علیہم السلام و ائمہ
کی جناب میں جگہ خود رجا و تعالین مل جائے گی شان میں ایسے نکات نثار اللہ تعالیٰ
کر چکے تو معصفت کو کچھ چل۔ لے لے لے۔ قادیانیوں، جگہ اونیوں غیر متقلدوں کی اکابر
اہل حق کی تشکیل و تفسیق کرنا جس طرح کا وائی اور وہ ان کے کلمی و شرکی فتوؤں کو کتب
نظم میں لایا کہ اسی تشکیل و تفسیر تو اس کے نزدیک کرم ہے۔ نہ نقل نہ کتابت
بات ہے بلکہ اس کا مذہب و عقیدہ ہے ہاں معصفت کے نزدیک مجرم اور نکال
شکایت تو وہ لوگ ہیں جو اس کے اکابر کے لئے شرعی احکام بیان کریں چنانچہ
وہ اس کے بعد لکھتا ہے۔ ۱۔

ان اعظمیٰ ربی نے ان کی جو سیدہ ہوں کو زہم کیا ان کے
۱ نصف کو قوت سے دلا۔ ۱۔ اہل سنت پر وہ افواہ و احسام

لے قادیانی شیعہ ص ۶۷ ج ۷ لے قادیانی شیعہ ص ۶۷ ج ۷

لے مستطعم غیب ص ۶۷

ظہر چھا کے ایک کھوکھلے گھر کے سامنے اسلاف اہل دلیل وجود کی حمد
یا دو گرا اور مجدد و یکجا مفسرین سابقین کے مایہ افشار رہنے کوئی ہی
عالم باعمل و محقق سستی علماء ہند کا ایسا بے نقیب ہو گا جو ان اعلیٰ حضرت
کے دست جہ سے شہید نہ ہوا ہو بلکہ کوئی طائفہ فرقہ تابعیہ ان
دیار میں نہ ہوگا جس کو ان بریلوی مجدد اور ان کے اتباع کے علماء
وانتہ نے ذبح نہ کیا ہو۔

جواب :- اہلسنت و جماعت کے فاضل کامل - عالم عامل - حامی
سنت و ملت - مائی نگہ و منکالت - مجدد مائتہ مائتہ مائتہ مائتہ مائتہ مائتہ
عظیم البرکت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادیان بریلوی قدس
سرو جنوں نے صبر و ضبط و صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست حمایت
کی اور اہلسنت و جماعت کے ہر شخص کی بہت بڑی خدمت کی۔ صد بار سائل
و ہزار بار قاضی نے تحریر فرماتے۔ تمام اہل باطل اور گمراہ فرقوں کے زور و مالک
کی حقیقت و ہندو مذہبیت کا آشکارا فرمایا۔ حق کا امتیاق و باطل کا ابطال فرمایا
کہ وہ وہاں کا وہ وہاں کی پانی علیحدہ کر دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا
اسلام ہند - سندھ مصر و شام - عرب و عجم ان کی حمایت دین و ملی کا لاس
کے مصروف ہیں۔ علماء اہلسنت نے ان کے رویہ و اپنے سرشار زخم کر دئے
اور ان سے منبری حاصل کی ان سے میتیں کیں اور ان کی طرف سائل
مشکلوں میں رجوع کیا۔ ہمیشہ اہلسنت نے ان کی ذات کو ابر و رحمت سمجھا۔
اہل مخالفین اسلام باطل فرقوں - گمراہ جماعت کی گرم بازاری ان کے سامنے
سرو ہو گئی ان کی فریب کاریاں ان کے زمانہ میں بے حجاب ہو گئیں اور
گراہی و بیہوشی کا سیلاب بند ہو گیا اسی بنا پر تمام فرقہ باطلہ کو ان کی
ذات سے انتہائی عداوت و دشمنی تھی۔ رافضی - قادیانی - پیکڑالوی۔

نہ شہاب ثاقب - ص ۲۳

والی غیر مقلدین وغیرہ گمراہ فرقے ان کے رویہ و مذہب کے ہر ایک کا ایسا
مردیخ کر دیا کہ پھر اس کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے بنوادی
فرماتے ہیں۔

وہ رما کے نیزے کی مار ہے کہ وہ دیکھنے میں غائب ہے
کے چارہ چوٹی کا وار ہے کہ وہ وار ہے بار ہے
اھلسنت نے قادیانی - پیکڑالوی - رافضی - پنجبری غیر مقلدین کے
رو میں مستقل رسالے تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے عقائد باطلہ اور سائل
فاسدہ فرقان و وحدیت و تصریحات سلف و خلف کو قتل فنکار احقاق حق
و ابطال باطل فرمایا اور ان کے اقوال کفر و منکال کی بنا پر ان کی تفصیل و
تکفیر کی اور اس طرح اہل کفر و منکال کی تفصیل و تکفیر کرنا سنت انبیاء
ہے بلکہ خلق الہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کسی مشرک و کافر کی حضرات
انبیاء پر کلام نے تفصیل و تکفیر نہیں کی۔ کتنی آیات و احادیث میں اہل کفر و
منکال کی تفصیل و تکفیر فرمائی تھی۔ یہ حضرات انبیاء پر کلام کے سچے متبعین
نے ہمیشہ اہل باطل کی تفصیل و تکفیر کی۔ اھلسنت قادیانی نہیں ہیں
میں۔ لہذا انہوں نے بھی اہل منکال و کفر کی تفصیل و تکفیر کی اور غایت اعلیٰ
کو ان کے فتنے اور شر سے محفوظ کیا۔ فرقہ وادیہ کے کفر و منکال اور غلط فہم
کی طرف خاص طور پر اس وجہ سے توجہ کی کہ وہ فرقہ باطلہ کو کلام الہی
پہچان لیا کرتے ہیں کہ پنجبری ان کلام اسلام کا حصہ اپنی ناقص عقل سے انکار
کر دیا کرتے ہیں۔ وارثانہ انبیاء رحمتی علما کی وہ توہین کیا کرتے ہیں تو
عوام کے لئے ان کی اتنی ہی بات کافی ہے اسی طرح غیر مقلدین کا
تقدیر امام سے انکار کرنا۔ قرآن وحدیث کے ساتھ تمام تشدد مذہب کو نہانا ہی
ان کی سورت کے لئے کافی ہو جاتا ہے رافضی کا صحابہ کی شان میں گستاخیاں
کرنا اور اپنی مخصوص غائز و افعال کرنا ہی ان کو پہچانتے کیلئے کافی ہے قادیانی
کا غم اچھو کوئی ماننا اور اپنے خاص افعال کرنا ہی انہیں جاننے کیلئے کافی ہے پیکڑالوی

کا حدیث سے انکار کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منکروں اور صرف قرآن کا پابن ہونے کی زبردست معرفت ہے۔

لیکن فرق دیوبندیہ و بابیہ کا اہلسنت میں ایسا خلط ہے کہ یہ اہل کتاب کو اہلسنت کہلاتے ہیں لیکن حقیقی ہونے کا وہ بھتہ ہیں قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا وہی کرتے ہیں عقائد و فکریاتوں کو اپنے کا انکار کرتے ہیں۔ اہل سنت و طاعت کی تصنیفات کے قبول کرنے کا انکار کرتے ہیں۔ ہمدردی سنی نماز، رمضہ حج ادا کرتے ہیں۔ قادری و چشتی، نقشبندی و سہروردی ہفتے میں۔ تعیم قرآن و حدیث اور دینی کتابوں کے درس کا شغل رکھتے ہیں۔

لہذا ان کی معرفت عوام کے لئے نہایت مشکل تھی۔ ان کا اہلسنت و عجماء سے امتیاز نہ تھا۔ ان کے اقوال کفر و ضلال کا سچا نمونہ۔ ان کے عقائد باطلہ کا بانٹا۔ ان کے غلط مسائل سے واقف ہونا عام المسلمین کے لئے سخت دشوار تھا۔

اعلیٰ حضرت قدس شریف نے ان سے فروعی اختلاف پر بالا و شریف قیام متعین کیا کہ ہر شریعت میں جس نفاذ میں جو سوال۔ حالہ ان کا رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے کرنا۔ چاروں ڈالنا اولیاء سے استمداد کرنا۔ تو عمل کرنا عیدین کے روز صلاۃ

کرنا وغیرہ ہر مسئلہ پر رسالے تحریر فرمائے اور ان میں قرآن و حدیث اور تصریحات سنت و طاعت سے ان کے مواز کے کافی ثبوت دے کر ان کے غلط

استدلالوں کا رد و تبلیغ فرمایا اور اصولی اختلاف اللہ و رسول علیہ وسلم اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں گستاخیاں کرنے، بیکریات و احادیث کے انکار کرنے، تصریحات کتب اسلام کے مٹانے کے و دوسری افعال کفر و ضلال کا انکار فرمایا اور اس

کو ایک رسالہ الاستعمد اعلیٰ اجمالی الادبہ آدین جمع فرمایا اور ان کے صرف اہام الوابیہ اسماعیل دہلوی کے دستور (۱) اقبال کے لئے ایک رسالہ الکلیۃ

الشبابیہ فی کفریات ابی الوابیہ تحریر کیا اور ایک رسالہ المتمدن المستدکھا جس میں غلام احمد نادانی، رشید احمد گنگوہی، ذیل احمد علی، آخرت علی حقانی کے اقوال کفریہ نقل فرما کر ان کی کفری اور اسی پر غلام رحیم شریفین سے تصدیق حاصل

ہیں جس نتیجہ کا نام تمام ائمہ پر علی مخر الکفر والین ہے مصنف کو اعطیت ہدایت اسی بنا پر عداوت و دشمنی ہے اور وہ یہ سب کچھ اسی عداوت کے مرض میں کھد رہا ہے اور دل کھول کر افترا کر رہا ہے۔ مصنف کا یہ صریح افترا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اکابر علماء و اہل حق کی انقیاد و تحقیر اور ذلیل و تقصیر کی ہتھکنڈیں ہیں کی کوئی نظیر تاقیامت نہیں دیکھا سکتا۔ مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ بھی صریح افترا ہے کہ انہوں نے اہلسنت پر انواع و اقسام کے ظلم و جفا کئے۔ مصنف اس کی بھی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ بھی صریح افترا ہے کہ انہوں نے کسی سنی عالم یا اہل حق سنی علماء پر ہندی تحقیر و انقیاد کی ہر مصنف اس کے ثبوت دینے سے بھی ہمتدار عاجز رہے گا۔ مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ بھی صریح افترا ہے کہ انہوں نے فرقہ واریہ کے کسی فرد پر فتویٰ کفر دیا جو۔ مصنف اس کے ثبوت کرنے سے بھی تاقیامت قاصر رہے گا۔ مصنف کو ایسے صریح افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی خود تو بقید الدجالین و دعاتم افستین ہیں اور اس کی نسبت اعلیٰ حضرت کی حاجت کے لئے ایذا باندھنا ہی۔

مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۲۴ میں جی میں ہر کر بیہوش بولا اور دل بھر کر اعلیٰ حضرت جید کو گالیاں دے کر جم افترا کئے ان کو نقل کیا جاتا ہے۔

یہ بڑا کوشش یا دہیجئے ہیں تحریف معانی قرآن و حدیث اور قلعہ برید الفاظ علماء مستند کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت علماء دیوبند اور ان کے اکابر پر سخت سنت افترا کیے و انہیں کی مقیدیں۔ لے

مصنف خود امام المفسرین ہے

جواب :- مصنف کا اعلیٰ حضرت پر یہ صریح افترا ہے کہ انہوں نے رجا کو خیر یا دہیجئے ہیں۔ اس مصنف کے اس دعوے میں ذمہ بھروسہ دقت

لے شہاب ثاقب صفحہ ۲۴ مختصراً

ہے تو اس کو ثابت کرے اسی طرح مصنف کا یہ بھی بہتان منظم ہے کہ حضرت
نے معانی قرآن و حدیث میں تحریف کی اگر مصنف کی اس بات میں پکائی کا شاہد
بھی ہو تو اس کی کوئی مثال پیش کرے اسی طرح مصنف کا یہ بھی بہت بڑا افتراء ہے
کہ اعلیٰ حضرت نے علامہ شمس کے الفاظ میں کہیں قطع برید کی ہو۔ اگر مصنف کے
اس قول میں راست بازی کی ہو بھی ہو تو اس کی ایک لفظ تو لائے اسی طرح
مصنف کا یہ زبردست بہتان ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علماء دیوبند پر افتراء
پر مدازی کی۔

مسلمانو! افتراء پر مدازی تو جب ہوئی کہ اعلیٰ حضرت قبل ان علماء دیوبند
کی عبارت خود اپنی طرف سے بنا لیتے یا ان عبارتوں میں ایک لفظ بلکہ ایک حرف
کا بھی لکھ کر دیتے اور جب وہ عبارتیں بلفظ آج بھی ان علماء دیوبند کی تصدیقات
میں موجود ہیں اور خود ان عبارت کے لفظ لفظ کے درست و صحیح ہونے کا وہ
اعتراف کرتے ہیں تو پھر اس کو کوئی شریف طبیعت انسان تو افتراء پر مدازی کو نہیں کہتا
لیکن مصنف نے غلامانہ ہوشیاری سے ایسا بنایا ہے کہ وہ ایسی عبارتوں کو تو افتراء پر مدازی
کہتا ہے جو ان میں بلفظ موجود ہیں جن میں ایک لفظ ایک حرف کا تغیر نہ ہوا ہو۔
جن کا نہ صرف ان کے مصنفین بلکہ ساری قوم اعتراف کرتی ہو۔ آج بھی جو اعلیٰ حضرت
ہی کے تمام سے وہ کتاب مطبوعہ کتب خانوں میں بھی ہو اور جو عبارت ایسی ہوں کہ
ایک لفظ تو کیا ایک حرف بھی اس کے مصنف کا نہ ہو عبارت بھی خود ساختہ ہوں
کا مصنف میں فریضی ہوں اس کا مطبع بھی گڑھ لیا جائے۔ اس کے صفحہ بھی اپنی طرف
سے بنائے جائیں تو وہ عبارتیں افتراء پر مدازی نہ ہو سکیں۔ جیسا کہ اس مصنف
ہی نے اسی شاہب ثاقب کے ص ۱۲ پر جناب شاہ غفر صاحب مارہروی فرماتے ہیں
علیکہ السلام سے ایک کتاب شریف لکھو لیا اور اس کا مطبع کا پتہ نہ بنایا اور اس
کے صفحہ ۵ کی ۳ سطری عبارت میں اپنی طرف سے بنا ڈالی اور شاہب ثاقب صفحہ
۱۲ پر حضرت مولانا رحمٰن علی خان صاحب بریلوی کے نام سے ایک کتاب

دائرا الاسلام گڑھ لی اور اس کا مطبع صبح صادق پریس لاہور ڈالا اور اس کے صفحہ
۲۰ کی ۳ سطری عبارت میں بعض اپنے دل سے تراش لی جس کو ہم پہلے پتہ نہیں
پہنچ کر سکے ہیں۔

مسلمانو! افتراء انصاف سے کہنا کہ افتراء پر مدازی یہ ہے جو مصنف نے
نے کی ہے کہ یہ عبارت ان کے مصنفین کی نہ ان کا نام صحیح شان کا مطبع
خان کو بول کا کہیں وہاں میں وجود ہوا مصنف خود قرآن مام المفسرین میں ہے
اور وہ سب کو معترضی ثابت کرنے کی ناکام سعی کرتا ہے۔

پھر یہ مصنف اسی صفحہ کے آخر میں اپنی معرفت کرتا ہے اور علماء دیوبند سے
اپنے تعلق کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

۱۔ ہر جو حکم حضرات اکابر دیوبند و گندھاری کا خوش چین اور ان کے بھی
دامن ماحلف کا مستثقب ہے۔ سات اظہار برس تک ان اکابر
کے ہاتھ کی خاک روٹی اور ان کی جوتیوں کے سیاہی کرنے کی خدمت
سے مالا مال رہا ہے اس لئے ان حضرات کے عقائد و خیالات و
اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ لے

جواب :- یہ واقعہ کہ مصنف نہایت متعصب و اپنی دیوبندی ہے
اس کے عقائد و خیالات و دیکھ میں جو دیوبندوں کے عقائد و خیالات ہیں
اگر وہ اپنے کے دوستوں اس اقوال و نظروں و عقائد اعلیٰ حضرت قبلہ سے الاستیلاء میں جمع
فرما دیتے ہیں ہم محض ان کا بھی حوام کے لئے ان میں سے اٹھائیس ہی نقل
کرتے ہیں۔

| تقریر دیوبندی | اسل عبارت و دلیل | فلازمہ و اختلافات |
|--------------------------------------|---------------------------------|--|
| ۱۔ دلیل کے فرمودہ اشاعت حال | سوائے کے کمر سے ٹوڑا چاہیے ۲ | دلیل کے اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کیلئے مکرر صاحب ثابت کیا کوئی باطلی بھی نہ کی |

| نیزیک | عقائد و دلائل دریچہ | اصل عبارات پایہ | خلاصہ مواضعات |
|-------|---|---|---|
| ۲۔ | وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا ہے۔ | لا شکر کو کذب مذکور حال وہابیہ نے اس عبارت میں یعنی مسطور ہا شکر لے ترجمہ میں نہیں مانے کہ کذب بولن حال اور عبارت دوم امکان کذب کا مسطور لے جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدیم میں اختلاف ہوا کہ کذب علیہ الکذب نہیں۔ بلکہ | گستاخی کی جرات نہ کرے گا |
| ۳۔ | وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو نہیں کا علم نہیں البتہ وہ اگرچہ ہے تو دریافت کر سکتا ہے | سواکس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے تو یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ | وہابیہ نے اس میں شعا کے عذر کو اختیار ہی کہہ کر اس کی معدت علم کو حواش مانا اور دریافت کرنے سے پہلے اس کو غیب کا علم نہ ہو گا تو خدا کو جاہل بھی مانا۔ |
| ۴۔ | وہابیہ کے نزدیک فرشتوں کو نہ مانو۔ | اللہ کے سوا کسی کو زمان لے اللہ کو مائیں اور اس کے سوا کسی کو نہ مانیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے | ترجمہ شاعر عبد القادر میں ایمان کا ترجمہ ماننا ہے تو ان عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کو مانو۔ یعنی کسی کو نہ مانو اور نہ |

لے دیگر ذی صفت (۲۳) صفت امام الہیہ ۳۵۔ رہا میں کا ص ۲۷
لے تفسیر ایمان (۲۳) ص ۶۷ تفسیر ایمان (۲۳) ص ۶۷ تفسیر ایمان (۲۳) ص ۶۷

| نیزیک | عقائد و دلائل دریچہ | اصل عبارات پایہ | خلاصہ مواضعات |
|-------|---|---|--|
| ۵۔ | وہابیہ کے نزدیک | اس کے وہا میں مان کا تو یہ حال ہے۔ | اس عبارت میں انبیاء کو بے حواس کہا۔ |
| ۶۔ | قرآن پاک کا علم الہی نہیں بلکہ آپس کی پائیں ہے اور انبیاء کو کلام بے حواس ہوا جائے جس میں سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں تو لے آہنا و صدق کے کہ نہیں کہہ سکتے۔ لے | جب وہ بچہ حکم فرما ہے یہ سب رعب میں اگر یہ اس جو جاتے ہیں باقی ادب اور وحشت کے ماتے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک سرے پڑھتے ہیں تو قرآن ہادی ہر ہوا کلام الہی نہ ہوا الیغیر | وہابیہ نے اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کو مانا ہے تو ان عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کو مانو۔ یعنی کسی کو نہ مانو اور نہ |
| ۷۔ | وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو کلام بے حواس ہوا جائے جس میں سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں تو لے آہنا و صدق کے کہ نہیں کہہ سکتے۔ لے | اس میں بزرگ کہا جاتا ہے وہ انبیاء کو کلام بے حواس ہوا جائے جس میں سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں تو لے آہنا و صدق کے کہ نہیں کہہ سکتے۔ لے | اس میں بزرگ کہا جاتا ہے وہ انبیاء کو کلام بے حواس ہوا جائے جس میں سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں تو لے آہنا و صدق کے کہ نہیں کہہ سکتے۔ لے |

لے تفسیر ایمان ص ۳۴

| شمار | عقائد و ادب | اصل عبارت و ادب | خلاصہ مواخذات |
|------|--|---|---|
| ۸ | دوبارہ کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں | ان میں بھی احتسار ہی کرو ان کی شہرت کا ذکر کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔ | عقائد و ادب کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں |
| ۹ | دوبارہ کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں | ان میں بھی احتسار ہی کرو ان کی شہرت کا ذکر کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔ | عقائد و ادب کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں |
| ۱۰ | دوبارہ کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں | ان میں بھی احتسار ہی کرو ان کی شہرت کا ذکر کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔ | عقائد و ادب کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں |

| شمار | عقائد و ادب | اصل عبارت و ادب | خلاصہ مواخذات |
|------|--|---|---|
| ۱۱ | دوبارہ کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں | ان میں بھی احتسار ہی کرو ان کی شہرت کا ذکر کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔ | عقائد و ادب کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں |
| ۱۲ | دوبارہ کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں | ان میں بھی احتسار ہی کرو ان کی شہرت کا ذکر کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔ | عقائد و ادب کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں |
| ۱۳ | دوبارہ کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں | ان میں بھی احتسار ہی کرو ان کی شہرت کا ذکر کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔ | عقائد و ادب کے نزدیک انبیاء گرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں |

| نمبر شمار | معاذ و دایہ دیوبندیہ | اصل عبارات و دایہ | خلاصہ مواخذات |
|-----------|---------------------------------|---|---|
| ۱۸ | کاظم کائنات اور شیطان سے کم ہے۔ | لحق قطعی ہے۔ قطعی سے ثابت ہے اور ضروری کا علم جس سے ہم انھیں کوہ و وسعت علم کیے کوئی نقص قطعی کو کہے ایک شرک ثابت کرتا نہیں اور جو چیز حضور کیے شرک ہے وہ یہی چیز شیطان و کائنات کیے شرک نہیں۔ | اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضور پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر علم کو نزدیک اور بچوں یا انھوں اور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بقول زید صبح ہو تو دریافت ہاؤر دل اور جو باتوں کے برابر کے برابر ہیں غلبہ اس پر ہے کہ اس غیب دیا اس میں نہایت صاف اردو پاکوں ہاؤر دل سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علم غیب سے مراد تو ان کی کہ علم انھیں کے علم مراد ہیں تو اس میں حضور کی کو کہ علموں بلکہ جسے علموں کے برابر ثابت کر دیا۔ |
| ۱۹ | دایہ کے | پھر یہ کہ آپ کی ذات و علم اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضور پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر علم کو نزدیک اور بچوں یا انھوں اور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بقول زید صبح ہو تو دریافت ہاؤر دل اور جو باتوں کے برابر کے برابر ہیں غلبہ اس پر ہے کہ اس غیب دیا اس میں نہایت صاف اردو پاکوں ہاؤر دل سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علم غیب سے مراد تو ان کی کہ علم انھیں کے علم مراد ہیں تو اس میں حضور کی کو کہ علموں بلکہ جسے علموں کے برابر ثابت کر دیا۔ | اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضور پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر علم کو نزدیک اور بچوں یا انھوں اور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بقول زید صبح ہو تو دریافت ہاؤر دل اور جو باتوں کے برابر کے برابر ہیں غلبہ اس پر ہے کہ اس غیب دیا اس میں نہایت صاف اردو پاکوں ہاؤر دل سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علم غیب سے مراد تو ان کی کہ علم انھیں کے علم مراد ہیں تو اس میں حضور کی کو کہ علموں بلکہ جسے علموں کے برابر ثابت کر دیا۔ |
| ۲۰ | دایہ کے نزدیک | جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس میں پہلے تو نام اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے | اس میں پہلے تو نام اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے |

کہ حفظ الایمان ص ۹۰

| نمبر شمار | معاذ و دایہ دیوبندیہ | اصل عبارات و دایہ | خلاصہ مواخذات |
|-----------|----------------------|--|--|
| ۲۱ | دایہ کے | و اپنی طرف سے حضور کا نزول کے تصور یہ قول دل سے گڑھ کر | اس میں ایک گواہی ہے دل سے گڑھ کر یہ حضور کا قول عظیم الیہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا میں بھی ایک دل کر کر مٹی میں مل کر مٹی میں ملنے والا ہوں گئے۔ |
| ۲۲ | دایہ کے | سبحان اللہ اشراف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے کے لئے جو کسی نیار مذہب غلام کے نہیں اگر یہ جو کسی میں کہتا تو آتمی بات سنتے ہی مانے جو اس کی بڑھتی نہیں تو دہشت کے لئے حواس بدرستی حواس کہتا ہے کیا یہ ہو گئے۔ تھے | اس میں نہایت صاف الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو کسی نیار مذہب غلام کے نہیں اگر یہ جو کسی میں کہتا تو آتمی بات سنتے ہی مانے جو اس کی بڑھتی نہیں تو دہشت کے لئے حواس بدرستی حواس کہتا ہے کیا یہ ہو گئے۔ تھے |
| ۲۳ | دایہ کے نزدیک | راشد چاہے جو کر و دل ہی اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھ | اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھ |

کہ تعزیر الایمان ص ۸۸ کہ تعزیر الایمان ص ۸۸

| عبر شمار | مقام و دایہ در بندہ | اصل عبارت دایہ | خلاصہ مواخذات |
|--|--|--|---------------|
| نود و یک حضرت یوسف علیہ السلام کا ثانی گنگو ہی جی کا کالا غلام ہے۔ | مقبول ایسے ہوتے ہیں جید سوداگان کے لقب ہے۔ یہ سفر ثانی لے غلام یوسف ثانی میں اور گورے تو گورے ہی چوں گے۔ تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین ہے۔ | علیحدہ ہے مطلب یہ ہے کہ گنگو ہی جی کے کانے، چھوٹے سے چھوٹے غلام یوسف ثانی میں اور گورے تو گورے ہی چوں گے۔ تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین ہے۔ | |
| ۲۸۔ نود و یک گنگو ہی جی کی بیگمائی حضرت یوسف علیہ السلام کی بیگمائی سے بڑھ گئی | مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس بیگمائی کو دیکھیں۔ ذری این میلم ۲۵ | اس میں گنگو ہی جی کو حضرت یوسف علیہ السلام سے مقابلہ کیا جا رہا ہے کہ حضرت یوسف کی بیگمائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ نہ مارتے تھے اور گنگو ہی جی کی ایسی ہے کہ یہ مردوں کو زندہ بھی کرتے۔ | |

لے مرتبہ دہ پر ہے

| عبر شمار | مقام و دایہ در بندہ | اصل عبارت دایہ | خلاصہ مواخذات |
|--|---|--|---------------|
| ۲۸۔ نود و یک گنگو ہی جی کی بیگمائی حضرت یوسف علیہ السلام کی بیگمائی سے بڑھ گئی | مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس بیگمائی کو دیکھیں۔ ذری این میلم ۲۵ | اس میں گنگو ہی جی کو حضرت یوسف علیہ السلام سے مقابلہ کیا جا رہا ہے کہ حضرت یوسف کی بیگمائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ نہ مارتے تھے اور گنگو ہی جی کی ایسی ہے کہ یہ مردوں کو زندہ بھی کرتے۔ | |
| ۲۹۔ نود و یک گنگو ہی جی کی بیگمائی حضرت یوسف علیہ السلام کی بیگمائی سے بڑھ گئی | مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس بیگمائی کو دیکھیں۔ ذری این میلم ۲۵ | اس میں گنگو ہی جی کو حضرت یوسف علیہ السلام سے مقابلہ کیا جا رہا ہے کہ حضرت یوسف کی بیگمائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ نہ مارتے تھے اور گنگو ہی جی کی ایسی ہے کہ یہ مردوں کو زندہ بھی کرتے۔ | |

لے مرتبہ دہ پر ہے

ایں شرط لگا دی ہے۔

جواب :- اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علماء حرمین شریفین کے سامنے لکھوئی انہیسی متافری وغیرہ کی کتابوں کی اصل عبارت پیش کی کہ کتابیں مطبوعہ موجود ہیں ان میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ جو عبارت اعلیٰ حضرت نے پیش کی تھیں وہ آپ کی ان میں منقولہ موجود ہیں تو مصنف کا اس کو کتابی اور اخترا پر دازی کہنا دلیل و ضرب نہیں قرار دیا کہ علماء حرمین شریفین نے ان عبارتوں پر کمر مٹا دیا ہے نہ صرف یہ کہ ان کے مقلد بڑی بے شرمی و شامی کی تفسیر پر مد بیجے کہ انہوں نے ان کی اصل عبارت کو نقل کر کے لکھ دیا ہے۔ قرآن مجید کو میرے ہونے کی خاطر مذکورہ میں اظہار ہوا کہ جس پر کا۔ اگر قبیل مصنف رسائل کا پروردگار کو کو دیکھائے گئے تو ان رسائل میں یہ عبارت تھیں یا نہیں اگر مصنف کہے کہ وہ عبارت ان رسائل میں تھیں تو اہل بیت کو اعلیٰ حضرت کی عبارت اور سبائی کا اظہار ہو جانا چاہیے تو پر ان کا یہ کہنا کہ ہم نے اپنی اپنی شرطوں میں شرط لگا دی ہے۔ منطوق یہ ہے کہ سب انہوں نے اپنی اپنی شرطوں سے وہ اصل رسائل دیکھے تو یہ شرط لگا دی ہے۔ کا اظہار کیا ہے اور شرط کی تعلیق ہی ختم ہوتی ہے کہ ان کا علم متعلق بشرط کے درجے سے نقل کر گئی تھی کہ قرآن ہے۔ علاوہ بریں جب اس شرط کا ذکر نہایت قوی و قوی سے کون چیز مانے ہے اور اگر مصنف کہے کہ وہ اصل عبارت ان رسائل ہی میں تھیں تھیں تو یہ بھی کذب مزید ہے کہ وہ اصل عبارت تو کتب اعلیٰ میں رسائل میں مطبوعہ موجود ہیں تو مصنف کا یہ کہنا مزید ہے کہ وہ رسائل انہیں دکھائے گئے۔ اور اگر یہی فرض کریں کہ انہیں وہ رسائل دکھائے گئے لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام ائمہ حرمین کی تفسیروں کے قید ہونے گئے اعدا و متعلق کے مجاہد ہو گئے تھے تو انہیں مقلد بڑی بے شرمی نے ان رسائل کے دیکھنے کے باوجود بغیر اہل المامل میں واقعیت کے بعد کیں لکھوئی۔ انہیسی۔ متافری وغیرہ۔

لے :- از شہاب ثاقب ص ۵۵۰

کے اور کئی فتویٰ دیا۔ اور علماء مدینہ نے اس کی تصدیقیں کیں جس کی عبارت ہم نقل کیجے۔ بالجمہ مصنف کی بات نہایت منکرانی پرستی ہے۔

مصنف نے اسی ص ۵۵ میں اعلیٰ حضرت قبلہ کے علماء حرمین شریفین کی توہین

سے کہ اس پر عیب دانی کا اظہار کرتے ہوئے علماء حرمین کی یہ توہین کہ انہوں نے عین حق سے کام لیا اہل ان کے قول و فعل کی تصدیق کی بلکہ مصنف ان حضرات علماء حرمین شریفین کی یہ توہین کرنا کہ کفر عاصیوں۔ انہوں نے اشخاص پر کئی فتویٰ دینے میں کفر متعلق تھیں کی بے تعلقی یہ کی کمر متعلق اعلیٰ حضرت قبلہ کی ذات پر عین کربا اہل ان کے قول و فعل کی تصدیق کر دی۔ اب مصنف ہی سے دریافت کرو کہ اگر یہ بات واقعی ہے تو جب مصنف ذکر کرتے ان حضرات کو اکابر و بوند کے رسائل دکھائیے تو اس کے بعد غایۃ المامل میں ان علماء مدینہ نے پر کئی فتویٰ۔ متافری وغیرہ کی کئی کس بنا پر کی۔ اس وقت تو بقول مصنف ان حضرات کا اعلیٰ حضرت پر عین عین باقی رہا تھا ان کا قول و فعل قابل اہتمام و تائید تو ان حضرات کا غایۃ المامل میں ان اکابر و بوند کی کئی کس بنا پر تھا۔ مصنف اس کئی کو تو تسلیم کرتے۔ درجہ اپنے اوپر حدیث اشد عطف اکتذیبین پر عین کرم کر لے۔

پھر مصنف اپنے ہندوستان واپس آنے کے تذکرے اور اس کتاب کے مکمل کا سبب ذکر کرتے ہوئے۔

اپنے اکابر کی صفائی میں کہتا ہے۔

حضرات علماء و بوند و سہارنپور وغیرہ... کے و امین صحت کو عہدہ صاحب و متبرک لگانا چاہتے ہیں۔ وہ ان غماضوں سے اسل ایک صاف میں وہ اکابر ان خیالات و فاسدہ سے کسوں دور ہیں۔ غشا

لے :- شہاب ثاقب ص ۵۵۰

جواب :- ان اکابر دین مند کے ہر کفری اقوال و خیالات میں اور بقول مصنف
نہایت میں وہ آج بھی ان کی من میں مضمر موجود ہیں جس کا دل چاہے
تغذیر القاس - منتقلا لایان - براہین قاطعہ وغیرہ رسائل میں ان اقوال و خیالات کو رد
کے پڑھ لے۔ اعطرت فقیر نے اس کفری و حقیر کا اظہار فرمایا اور ان چاستوں کو رد کیا
ہے۔ اب خود دنیا فیصلہ کرنے کی اگر بار دیند ان چاستوں سے طرقت میں یا ان
صاف میں۔ اور ان خیالات کو فاسدہ کو سر پیسے پھرتے ہیں یا کو سلا دور ہیں۔ اور ان
کے نفس داس پر ان چاستوں کا دوسرہ حکم ہوا ہے یا نہیں ہے۔

پھر مصنف نے اس شہاب ثاقب کے واقعات کی تیار اور اس کی زبان کی
سخنی اور اپنی طبیعت کے جذبہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا۔

اب تجھے بھی لازم ہوا کہ ان کی (اعطرت کی) حالت تھی جی جی میں کہ
میں نے مشاہدہ کیا ہے یا معتبر قدیوں سے وہاں سنا ہے آپ
تحریرات کے گوش گزار کہنے کی ان افرا پر دانیوں اور بہتان بندیوں
پر مشتمل کروں۔ مگر آپ تحریرات اگر کوئی کر سکتے ان کے اور ان کے کردہ
کی نسبت ملاحظہ کریں قواس میں اس کو معذور خیال کریں۔ میں اپنی
طبیعت کو نہایت شرم اور شرمیل شعل کر گھٹو کرتا ہوں بلکہ

جواب :- مصنف کے کذب و افرا کی وہ شہادتیں تو ابتدائے قیام میں پیش
ہو چکی ہیں کہ اس کتاب میں اعطرت قدس سرہ کے جہا جہ قدس سرہ کے نام سے
کتاب ہدایت الاسلام اور دادا پیر کے نام سے کتاب خزینۃ الاولیاء درودی ان کے
مطبع بنالیہ ان کے اسم و تراشی لے لے اور پھر کذب و افرا کے ان کی مجاہد اپنے
ولی سے گڑھ دیں تو ایسے کاذب و منفی سے کیا امید ہے کہ وہ اعطرت کی بچی
سالمیت ریخ واقعہ محمد سے اور واقعی مشاہدہ کا ذکر کر دے اب دکان کا معتبر ذریعہ

لے :- شہاب ثاقب لعلاً ۱۳۵۰ھ -

کہ اس کے معتبر ہونے کا مل آگے آئے گا۔ اور مصنف خود افرا پر داری اور بہتان
ہندی کا انتہائی مشاقق ہے قواس دوسرے بھی ایسے ہی نظر کرتے ہیں کسی نے
کہا ہے ع۔

اپنے اور کتابے سب کو قیاس

مصنف پر پہلے قویہ لازم تھا کہ اعطرت قدس سرہ کے افرا و بہتان کی کوئی
مثال پیش کرتا پھر ان الفاظ کا استعمال کرتا جس طرح ہے اس کے افرا و بہتان
کی یہ دو شاخیں ابتدائے ہی پیش کر دیں اور صرف ان حدیثہ ۷۱ اسلام اور
حضرت ۷۱ لیلہ معجونہ مذکور اور ان کے ان صفات پر یہ عبارات دیکھنے پر
ہلچہ سورہہ کا انعام انہیں کے معتقدین کو میں نے تحریر کر دیا۔ لیکن اب تک کوئی
مذاہمت وہ نہیں دیکھا کہ اس کے اور جب یہ مصنف کوئی مثال پیش کرے کہ افرا و
بہتان کے الفاظ قبول کرنا یاں دیتا ہے کہ ان سے معافی مقبوضہ نہیں ہیں۔

خیر مصنف شہاب ثاقب کے لب و لہجہ کے مشفق نہایت جزم کے سحر
و دھ تو یہ کہ کہتے کہیں اپنی طبیعت کو نہایت عقلمند اور شرمیل شعل کر گھٹو کرتا ہوں
واقعت وہ کہ قواس وعدہ پر مطمئن ہو گئے ہر جگہ کہ جب اس کتاب میں مصنف
نے نہایت طبیعت کو عقلمند اور شرمیل شعل کر گھٹو کی ہر قواس کتاب میں اپنے
خفاصت کو کوئی حق کو کسی طرح تنہا سے گرا ہوا تھا ہوا۔ اور اس کا لہجہ اب
علی و دہشتہ ہی خاک سے بہترین ہوا لیکن جب ان نادانوں کی نظر کے سامنے ہمارا
پیش کردہ مصنف کا ۹۰۰ کلمات کا نامی نام آئے گا تو انہیں سخت حیرت ہوگی۔ اور
پھر مصنف مزاج اس فیصلہ کے لیے تیار ہو جائے گا کہ میں نے طبیعت کو عقلمند اور
شرمیل شعل کر گھٹو کرنے کا قصد کیا تھا وہ ۹۰۰ کلمات بکھرا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ
وہ طبیعت کی حکم ڈھیلی کر دیتا اور خوب اچھلا کر دیتا تو کتاب کے سامنے صفات
کامیوں سے پر کر دیتا بلکہ وہ مصنف نے بھی اپنی دشنام دی اور وہ کوئی پروردہ نہایت
کے لیے یہ الفاظ کہے آپ معزرت اگر کوئی کر سکتے ملاحظہ کریں تو اس کو معذور خیال کریں

اس میں خود مُسکنت نے یہ اعتراف کر لیا کہ شبابِ شباب میں اعلیٰ مرتبہ اہل
اہلبیت کی بہت نعمت کلاں کا استعمال کیا گیا ہے۔ کسی آدمی کو دیریندی کہ یہ حق
نہیں ہے کہ وہ یہ نہ کھول کہ کہ کہ شبابِ شباب میں کوئی نعمت کو نہیں ہے۔
مُسکنت کی چونکہ عادت ہی دشمنان ہی اور اپنے فریاد دہی ہے کہ مُسکنت
اپنی عادت کے نذر کرنے کے لیے اپنی عادت ہی کہ عجب اہل قدر قرار دیا کہ کیا اہل
دینا چاہتا ہے۔ اہل اپنی برأت ثابت نہ کرنا چاہتا ہے۔

چہرہ مصنف اپنے اوپر سے دشنام دہی کے الوام کو ان الفاظ میں اُٹاتے
کی سعی کرتا ہے۔

مگر کیا کروں کہیں اس بد فکری کا یوں اور ذرائع کبھی سے طبیعت
قابل سے نکل جاتی ہے میں مجبور ہو جاتا ہوں کہ تمام وہاں بھی جی اہل اسکان
شرافت و علم کے مدد سے مجھ کو نہایت اور ذرا قابل اس باب میں
توانا کا وہی سرکش کے جو رزق اللہ و قیوم الاخلاق جلیل و باطنی

جواب : مصنف کا اعتراف افسوسناک ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں کسی عالم دین کو کیا بلکہ کسی علما کے لیے بھی کوئی اعلیٰ اور خرافات جی ہو مصنف اگر سچا ہوتا تو اسے چاہیے تھا کہ اپنی اس کتاب میں اعلیٰ کی گواہیاں اور خرافات کی ایک چھٹی سی فہرست ایسا مضبوط و سطر پیش کرنا جس طرح ہم نے مصنف کے گالی بھڑکی ایک فہرست ابتداء میں پیش کر دی ہے تاکہ وہ اناس کی صداقت کو جان سکیں اور اسے مسترد منظور کرے۔ مگر جب مصنف نے ایسا نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ یہ شخص اس کا کذب و افرا ہے اور خود گواہیاں اور خرافات سمجھنے کا ایک سیر ملتا ہے۔

ناظرین کرام توجہ کریں کہ یہ مفت ۲۴۰ مایاں اور خرافات کچھ کہ بھی شرارت و علم

کے حدود سے متجاوز نہیں ہوا۔ اور اگر کسی شرافت و علم سے متجاوز ہو جائے تو یہ
بہر اہل عدل و انصاف کے ہاتھوں سے سزا دی جائے گی۔ ہر شخص کو اپنے حدود و علم کے اندر رہنا
وہ فائدہ مند ہے۔

عبدالواسع نے اپنے طریقہ آبابی کو جو بنی اسرائیل کا ہمیشہ سے تھا

یعنی یقتلون الانبیاء بغیر حق زندہ کیا

ایں کار از تو آید و مردان چنین کنند

آخر خود بھی تو اسرائیلی ہی ہیں۔

جواب: حضرت کی آنکھوں پر اگر عداوت کی سیلک دلی ہو تو انھیں اس طرح آجاکے
 اس حضرت مقدسؑ کو آگے آکر آپ کے آگے آنے سے منع فرمائیے۔ انھیں یہ کہہ دیجئے کہ ہم
 خود وہ وقت ابلیہ بن کر ہم کو عرب و عجم کے درمیان و شام و عراق کے درمیان زمین کے کسی ایسے مقام پر
 پرورش ہوئے ہیں جسے آج ان کی تعیناتات کیسے ہو جو زمین پر ان کو کر کے کہہ دیں کہ یہاں حضرت ائمہ
 کی محنت و راحت اور ترقی و آبادی کا بہترین درس ہے۔ میں نے یہاں سے بہت سے اہل علم و فضل کو
 دیکھے ہیں۔ میں نے ان کے کمال حضرت محمدؐ کی کرامات و کمالات سے جو حق و حقیقت کو ہم لوگ جہانگیرین و دین
 انبیاء و ائمہ میں سمجھیں کہ شاذ و نادر کے اس قدر محنت اور ایسے آداب سے
 راحت و راحت دے رہے۔ خود میرے لیے کہ بعض حیل و حیل اقتدار حاصل نہ فرما کر اس حضرت میں حضرت
 کے کمال کو سمجھ سکوں۔ اس کی محنت اور ترقی و آبادی کے لیے جس میں غرض آگیا۔

لیکن مصنف اپنے میں الا بر کا غرہ نہیں بنا ہے اور جن کی جڑ تیاں سیدھی کھینچ کر
 اور ہر کی درخت ہوں کی خانہ کوئی کوٹنے سے غرہ کوڑا ہے ان کی شاخ مصنف است انبیاء کرام
 میں مست فیروز کا بھی تو ذکر کیا کہ وہ حضرت انبیاء کرام کو اپنے برابر عاجز و بے اختیار اور
 بے خبر و نادان کہتے ہیں انہیں چار سے زیادہ ذلیل و تنہا پیچھے سے گزرتے نظر آتے ہیں
 ان کی چوڑھی اور زیندار کہہ کر سے بھائی کی کسی تنقیر نہ لگتے ہیں، ان کے گھمڑوں سے

بڑھ کر جائزہ کرو اور علم والوں کو قدرت ثابت کرتے ہیں۔ اعمال میں اُمتی کو ان سے بڑھاتے ہیں۔ ان کا علم بڑھوں۔ باہول۔ جائزہ لے کر برا بر مہارتے ہیں۔ ان کا علم ملک الموت اور شیطان سے ٹکھٹا ہے۔ انہیں دیرینہ ہی طوں کا شاگرد اور بادری کی رفتار دیتے ہیں۔ حقیر و خرافات کی جہار سے جنت ہم متاثر و دایہ کی حقیر خیرست میں نقل کر چکے۔ العبد نافذ سن هذه الخرافات۔

تو مصنف اپنے ان نصیاتی آبا کے طریقے کو بھی مستحق کرنا کہ انہوں نے فحرفی کارنامے کو تازہ کر دیا یا ابوجہل طریقے کو زندہ کیا یا شیطان کی خدمت کو انجام دیا اور آخر یہ خود اہل فحرفوں ہی سے ہیں یا فخرانی ابوجہل سے ہیں یا قدرت شیطان سے ہیں۔ مصنف نے شہاب ثاقب کے صفت سے صفت تک اعلیٰ عزت قبل کے محترم حاکم پر ہونے کے وقت سے پورے زمانہ قیام کے واقعات پیش کیے اور ان واقعات کی سند کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔

اس تمام قسط کو آخر حصے جملہ عرفین کیا ہے۔ جس کا بھی چاہے
تفصیل دار شیخ شعیب صاحب انکی مدین حرم شریف کو مخطوط یا نسخ
احمد قیہ یا شیخ عبدالقادر عسکری یا شیخ محمد معتمد صاحب ماموری
منقول صاحب حضرت امام ترمذی سے یا ان لوگوں سے جو ترقیہ صاحب
کے اس زمانہ میں صاحب ترقیہ فرج پور سے ملے

جواب :- دنیا جانتی ہے کہ قسط کی صحت و غلطی کا دار و مدار اس کے بیان کرنے والے کی صداقت یا کذب پر موقوف ہوتا ہے۔ آپ نے بار بار غلط سے سنا ہرگز اگر میراث کی صحت کا دار و مدار دایہ کی صداقت پر ہے اسی بنا پر علماء محدثین نے فحرفی مجال میں صد ہا کتابیں لکھیں اور ادیان حدیث کے حالات میں انتہائی جھنجھوڑی بڑھائی کر کے ان کا عادل و غیر عادل ہونا نام بنام متعین فرما دیا۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ فرما گئے۔

لے۔ شہاب ثاقب ص ۳۳ و ص ۳۴۔

یا ایہذا الذین آمنوا بآیاتکم

فاسی بیثاقینوا ان تعیبوا

تو ما یجبالہ قصہ اعلیٰ

ما فعلتو ناد و مہیت لے

آیت کریمہ لے

تسلیم فرمایا کہ ہر خبر کو جس کی کو ایداز سے شیوہ کرنا ہر گز فاسق کی

طریقہ ہر اس کی پسے تحقیق کرنا کرنا۔ اور بلا تحقیق فاسق کی خبر کو معترض جانو۔ لہذا ہم

پہلے اس قصہ خرائی مصنف شہاب ثاقب کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا نہایت

لائی سمجھتے ہیں کہ اسی ہماری کتاب کے ابتداء ہی میں مصنف کے دو کذب افشا

ای شہاب ثاقب سے پیش کیے ہیں کہ اس نے دو کتابیں چھاپنے الاسلام اور

فرشتہ اولیہ مضمون اپنے دل سے گڑھ کر پیش کیں ان کے کتب تلاش لیے ان

کے صفات بنا ڈالے ان کی عبارتیں اپنی طرف سے تصنیف کر کے نکھاریں تو

کی مصنف کے کذب و افشا کا اس سے زائد مزید دو شخص ثروت و کارہے

تو یہ مصنف نہ فقط فاسق و منفری بلکہ امام الحقین اور رئیس المفسرین ثابت

ہوا۔ اور یہ بات کوئی عداوت یا عناد سے نہیں کہی ہے بلکہ جس کو اس کی صداقت

و یحییٰ ہر وہ کہیں دیکھتے زمین سے ان خاص کتابوں کی پیش کر دے۔ اور ہم سے

دو تھو روپیہ کا اتمام حاصل کر لے۔

اب مصنف کے راویوں کے احوال سنئے ان سب میں حقیقتہً دو اہل با

میں ہیں ان کا کتاب شہاب ثاقب میں بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ ایک شیخ محمد معتمد

رام پوری دوسرے مولوی منظور علی محدث مایپوری پیران ودون میں بھی ہر اعتبار سے

فنا نام مولوی منظور علی محدث مایپوری ہیں۔ اور یہی وہ شخص ہیں جس نے خلیفہ الاول

کو جندوستان میں کانٹھ لکھ کر لایا ہے جس کا ذکر شہاب ثاقب کے صفت میں آئے ہیں

لے۔ شہاب ثاقب ص ۳۴۔

اور یہی وہ شخص ہے جس نے اس غارت لاسلمی میں دلی گول کر تفریق کی میں
 اگر اس کے کذب و اخرا کا گڑبگ نہ کرنا ہو تو ان کی تصنیف کردہ کتاب میں
 (جس کا ایک فرضی مصنف خرقہ زنی امیری کو گڑبگ لیا ہے) جس کے کذب و اخرا کے
 پائے نہ فرمے اپنی ابتدائے کتاب میں نفل کے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے بار و بار
 اور مشائخ کی طرف مبارک تر گڑبگ میں ان کی تصانیف کے نام تراش لیے ان کا بدلہ
 کے نہیں فرض کر لیے۔ مسافت اپنی طرف سے بنا لیے۔ باوجودیکہ دوسرے زمین پر کسی
 ان کتابوں کا نام و نشان نہیں۔ بعض فرضی و خیالی تراشیدہ اور مضبوط میں تو میں
 نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ سیف الشیخ انہیں مندرجہ نامی راجپوری کی
 تصنیف کردہ ہے قرآن منقول کے کذب و اخرا کے ثبوت کے لیے اس سے
 بڑھ کر کیا دست و دوز پیش کی جا سکتی ہے لہذا یہ سند ملی بھی نہ فقط فاسق و مضری
 بلکہ سلطان الفاسقین۔ غیرہذا الفاسقین نہایت ہوتے۔ انہیں کو ذرا صبر شک ہوتا ہے کہ
 اسے ان کتابوں کے نام و ذکر و دہندی قوم سے ان کتابوں کا مطالبہ کرے۔ اور
 خود استحسان کرے کہ سیف الشیخ میں کس قدر جیسا جنوت اور مروج افرا کیا گیا ہے۔
 اب باقی رہے شیخ منعم راجپوری یہ نہ حضرت مذہبی بلکہ ایک جاں دانی
 ستاس کی بد مذہبی اور گڑبگ اپنی اہل علم پر ظاہر ہو چکی تھی اسی بنا پر نکلائے مروج شریعت
 نے اس کا نام ہی بدل کر بجائے منعم کے منعم رکھ دیا تھا۔ اس نے اعلیٰ حضرت
 پر جنوٹ بولنے اور چلی بھر کا اخرا کرنے میں کوئی کمی اٹھا نہ رکھی قرآن کا کاذب و
 منسخری ہر ناجی ظاہر ہے قرآن کے فاسق ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں۔
 اسی طرح شیخ احمد فتیہ کو یہ بھی جاں دانی تھا۔ اس کی بد مذہبی اہل علم پر ظاہر
 ہو چکی تھی یہاں تک کہ اس کو علماء مذہب نے سخت اہم تسلیم کیا ہے کہ اس کا یہ کذب
 ہی اس کے غیر معتبر ہونے کے لیے نہایت کافی ہے نیز اس کے تذکرہ میں جب
 غلام حرم پر مذہب کی خدمت کو اسے شاہ بناتے ہوئے شرم کرنی چاہیے تھی۔ اور
 شیخ عبد اللہ درسی نایب حرم ایک ناخداہدہ شخص تھے ان کی مندرجہ ذیل منعم و اخرا

نے وجہ و ذریعہ سے اپنا موافق بنایا تھا یہاں تک کہ فاضل بیل عالم غیب
 مولانا سید اسماعیل عارف کتب حرم اس کو بجائے نایب حرم کے صاحب الحرم کہتے
 تھے قرآن شاہد کے غیر معتبر ہونے کے لیے یہ الفاظ بہت کافی ہیں شیخ شعیب
 کا حال کسی سے معلوم نہ ہو سکا بہت ممکن ہے کہ ان کو کسی ذریعہ سے مندرجہ
 و غیرہ نے اپنا ہونا بنایا ہو اور وہ حقیقت حال سے ناواقف ہوں جیسا کہ وہ اخیر
 نے نامزد شدہ کا سرافقتو سید الشکناہ الفاسقین۔ امام الاعتقاد المؤمنین۔ علامہ علی
 صلحہ کمال مفتی حنفی و سابق قاضی ملک کو خریب دے کر حضرت مولانا مولوی سید اللہ
 صاحب راجپوری پر کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کی سعی کی لیکن ان پر وہاں کا خریب
 ظاہر ہو گیا ماسی طرح شیخ شعیب کو اپنے خریب سے اپنے موافق بنایا ہو نیز وہ
 بھی ممکن ہے کہ ان شیخ شعیب کو کچھ اخرا دیاں دیکر مندرجہ و غیرہ نے اپنا جملہ بنایا
 ہو اور یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ خود انہیں شیخ صاحب حضرت مفتی حنفی شیخ
 صلحہ کمال کے پاس کچھ اخرا دیاں نذرانہ لے کر پہنچے تھے اور منعی صاحب کو اپنا جملہ
 و معاون بنانا چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے اسے نذرانہ کو شکرا دیا جس کا ذکر آگے
 کئے گا۔ اسی طرح شیخ شعیب صاحب کو نذرانہ دیکر وہ بھی ہوا بلکہ یہ شیخ
 شعیب کو ان کے مجبور الی الحال میں قرآن کی شہادت بھی غیر معتبر حاصل جب تصنیف
 کے پیش کردہ شاہدین بد مذہب اور فاسق ہیں اور ان کی اسیمن مجبور الی حال رہے
 تو خرقہ ان میں سے کسی کی شہادت معتبر نہیں۔
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس ستر عاز کا اصل واقعہ یہ ہے کہ اس سال اعلیٰ حضرت
 قبلہ کے بار و بار خود جناب مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب اور حضرت امیر تہذیب
 حضرت مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی بارادہ حج بریلی شریف سے
 روانہ ہوئے تھے اعلیٰ حضرت قبلہ انہیں لکھنؤ تک پہنچا کر بریلی واپس آگئے لیکن
 مبارک میں ایک بد مذہب غلام نے یہاں تک کہ جب قلب مبارک وہاں کی
 ماضی کے لیے زیادہ بے یمن ہوا تو اچانک بریلی شریف سے روانہ ہو کر بریلی شریف

فرمایا ہوئے اور اس پیشین سے ان کو کسید سے قتل نہیں دینے۔ اور اپنے اہل حق کے ساتھ
ہی روانہ ہو گئے اور کھنڈر پہنچ کر تمام ماسک رک سے خارج ہوئے۔ بعد از ان
مناکب کتب خارج مہرم شریف میں تشریف لے گئے قرآن مجید میں حضرت مولانا سید سلیمان
صاحب کا فائدہ کتب مہرم سے ملاقات ہوئی، انہیں اعلیٰ حضرت مجدد کے ساتھ قاناہ ظہور
مقا تو انہیں از مہر حضرت برائی۔

اعلیٰ حضرت کی یہ ماضی غیر متوقع طور پر ہاکسی ارادے کے اتفاق ہو گئی کہ غرض
قربت پہلے انامزایک تھے۔ اور یہ کج فعل تھا۔ تو کوئی پہلے سے خاص اہتمام نہیں کیا
گیا تھا۔ پھر حضرت مولانا اسماعیل صاحب سے دیکھا کہ برکت منظر کو اعلیٰ حضرت مجدد کے
تشریف لانے کی اطلاع ہوئی تو یہ لوگ جوق جوق ملاقات کے لیے آئے تھے تو
بعض سے یہ خبر سننے پر آئی کہ شریف احمد اشعری وغیرہ وہاں بھی آئے ہوئے ہیں۔ مولانا نے
نے تشریف صاحب تک رسائی پیدا کر لی ہے اور مسئلہ طرغیب پھیل رہا ہے اور
اس کے متعلق کچھ سوال اٹھ رہا کہ حضرت مولانا شریف صاحب کمال مفتی منیر کی خدمت
میں پیش ہوا۔ ۲۵ روزی آخر ۱۳۳۳ھ کو بعد نماز عصر اعلیٰ حضرت مجدد کتب خارج مہرم میں
تشریف فرما تھے کہ حضرت مفتی حنیف تشریف لانے ان سے سلام متعارف ملاقات ہوئی
مفتی صاحب نے اپنی بی بی سے ایک پرچہ نکالا جس میں علم غیب پر پانچ سوالات
تھے۔

اور فرمایا سوالات وہاں نے تشریف صاحب کے ذریعہ سے پیش کیے ہیں
اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ اعلیٰ حضرت مجدد نے حضرت مولانا سید اسماعیل صاحب
کے بھائی مولانا سید مسطیٰ سے فرمایا کہ کلمہ دعوت دیکھئے حضرت مفتی صاحب
مولانا سید اسماعیل صاحب اور جا کرا اس وقت وہاں تشریف فرما تھے انہوں
نے فرمایا کہ ہم اہل نادری جواب نہیں دیتے۔ بلکہ ایسا جواب جو جو نہائی ممکن ہو۔ تو
اعلیٰ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس کے لیے کچھ تہمت درکار ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے
فرمایا کہ سر شریف ہوتے پر سوں چہاں شریف ہے تو یہ دور روز ہیں اور مجھے کوہ جولایت

بجائے کہ طمانی کر میں شریف صاحب کے سامنے پیش کر دوں۔ اعلیٰ حضرت
مجدد نے سر شریف کو رسالہ تصنیف کرنا شروع کر دیا جس کا نام بھی نام اللہ ولہ للکینہ
بالادۃ الغیبیہ ہے اور شریف نے موضوع حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پہنچایا
یہ رسالہ صرف دو دن میں ہی کیا گیا اور اعلیٰ حضرت مجدد نے اس پر ہتھ مارا جس میں
حضرت علماء کی ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رہا حضرت مفتی صاحب نے دن میں اس
مسئلہ پر فرمایا اور شام کو تشریف صاحب کے سیل سے کہنے اور وہاں میں کتاب
پیش کی اور علی الاعلان فرمایا کہ اس شخص کا مقصد اس میں وہ علم ظاہر فرمایا جس
کے انوار عجب آئے اور ہر جملے طلب میں بھی نہ دیکھا تھا تشریف صاحب نے
اس رسالے کے پڑھنے کا حکم دیا۔ دو بار میں دو بار فی ایک شیخ احمد علیہ رحمۃ
مبارکین اسکو موجود تھے انہوں نے مقدمہ کتاب ہی کو سن کر کھینچ لیا کہ یہ کتاب
رنگ بول دے گی مسئلہ ان پر واضح ہو جائے گا۔ اور تشریف صاحب ذی علم
شخص ہیں تو اس پر کچھ دیکھو اعتراض کریں اور بحث میں آجھا کر وقت گذار دیں لہذا
انہوں نے ایک پہل اعتراض کیا اور حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا اور فرمایا
کہ کتاب کو پہلے سن لیجئے کہ بہت ممکن ہے کہ آپ کے شاگرد کا جواب کتاب
ہی میں آجائے اور نہ ہوگا تو جواب کا میں دور وار ہوں اور مجھے سے ہو سکتا متعذر
قرم جو ہے اور یہ فرما کر آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دور بعد انہوں نے پھر ایک لائحہ
الاحسان کر دیا مفتی صاحب نے تشریف صاحب سے کہا کہ آپ کا حکم ہے کہ میں
بڑھ کر سناؤں اور یہ لوگ آجیتے ہیں۔ مگر ہر طرف سے اعتراضوں کا جواب دوں یا
میں بے سناؤں تشریف صاحب نے فرمایا اگلا آپ پڑھیے۔ آپ کیا عقائد ان
وہاں کے ستر پر برکت لگ گئی تشریف صاحب نے جواب دلا کہ قاہرہ کو سنا
کہ باہر بند فرمایا اللہ یفعل فیہ وہو لا یموتون یعنی اللہ قہار ہے تو اپنے سیب
کو علم غیب عطا فرما دے۔ اور یہ سن کر کہہ رہا تھا کہ کتب صاحب تک
نصف کتاب شکاری اب دوبار برخواست ہوئے لا وقت آگیا تشریف صاحب نے

مفتی صاحب سے فرمایا کہ یہاں فتنائی رکھ دیجئے اور کتب بظلم میں دیکر بلا حاشہ
پر آرام کیے لے تشریف لے گئے۔ تشریف صاحب کا یہ دربار عام تھا کافی لوگ
اس میں موجود تھے۔ بیچ کوکھڑے میٹروں میں شہرہ ہوا کہ وہاں پر اوس پر گئی۔ سب کے وہ
شہرہ پر گئے۔ شہر کے گلی کوچے میں لڑکے ان سے شہر کرتے تھے کہ اب کچھ نہیں
ہکتے۔ اب وہ جوش کیا ہوئے۔ اب وہ مصلحہ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علوم
غیب ملنے والوں کو کھڑا کر دیا کہ وہاں پر لڑکے نہیں پر پتا۔ وہاں میں اپنی گولان
کے لیے یہ کہہ دیتے کہ اس شخص نے اس کتاب میں غلطی لکھ دی ہے۔ ہرگز تشریف صاحب
پر ہانڈ کر دیا ہے۔ ہرگز کلام نے اس کتاب پر موصوم و صام سے تفریق نہیں کھنی
شروع نہیں۔ بالکل تشریف صاحب کے یہاں تو وہاں کو مذہب دولت ہوئی اور وہ
کی بار بار سب غلام میں لگئی۔ اب انہوں نے یہ خیال کیا کہ تشریف صاحب تو
فریاد غصہ سے کتب میں کہ مستعد ہو گئے۔ احمد راتب پاشا جو گورنر تھے
یہ ایک فرزند دار ناخاندان قریبی آدمی تھے یہ ہمارے بزرگ سے بھوک مایا گیا۔ ایک
روز بعد عصر یہ طواف سے قاعد ہوا تو وہاں سے کاتب حرم نے ان سے گزارش کی
ایک ہندی مال نے ہندوستان میں بہت سے لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں
اور وہ کاتب اہل کفر کے عقیدے خراب کرنے کیلئے یہ کہہ کر دیا کہ اس کے ساتھ
ہی دل میں یہ سوچا کہ اس بات کو کوئی نیسے گوارہ کرے گا کہ ہندی عالم اور سکوں کے
عقیدے بگاڑ دے۔ لہذا میرا یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس شخص شیخ الفیاض محمد سعید
باجیل اور کئی حنفی مولانا شیخ صالح کمال اور فاضل علی مولانا ابوالخیر مراد اس کے
ساتھ ہو گئے ہیں۔ یہ سنی ہی احمد پاشا نے بحال غضب ایک چیت اس کی گردن
پر ملا اور کہا یا حیثیت ابنی یا حیثیت یا کذب ابنی الحکیم لہذا کان حقاً لا ی
معہ حقاً یحییٰ آخر فیصلح یعنی اسے غیبت ابنی غیبت اور اسے گویا اپنی
کلمہ جب یہ اکابر اس کے ساتھ میں تو وہ خرابی دے گا یا اسلئے کہے گا۔ یہ آپ
وہاں سے لڑکوں کے واقعات میں کانگہ ذکر کیا جاوے کہ کاتب بہت غریب ہوا ہے۔

الاصل اعلمت قدس سرہ کا کہ کرم میں قویا وہاں اور قیام رہا اس میں تمام
اکابر علماء سے سلسلہ کلمات کا یہ اکثر حضرات تو خود یہاں تشریف لائے اور کتب اعلمت
میں تشریف لے جاتے برابر ان کلمات میں غلطی مل رہی تھی۔ اس کے حضرات نے حضرت
دور میں تھے اور سنیں میں بیٹھیں کتب اعلمت کو کھڑے تھے جو اہل علم و ادب کسی کو
غیب نہ ہوگا۔ چہرہ ۱۳۴۲ھ کو حاضری مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے تو
وہاں کے بعض علماء اور دیگر حضرات شہر سے باہر دور تک جرم وادع تشریف لائے یہ
اعلمت قدس سرہ کے قیام کو مقرر کے حضور واقعات میں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے اس میں کوئی کلمہ باطلہ آئینہ نہیں ایک نظر محبت نہیں کوئی بات غلط واقعہ
جسین۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ تعالیٰ علیہ پر بہتانوں کی طویل فہرست

مفتی نے اعلمت قدس سرہ کا ہر واقعہ تو شرادہ ورق میں لکھنے شروع
ہوئے۔ اس میں پہلا کتب واضع القریہ ہے کہ اعلمت قبل کے خلاف لیا ایک
حضرت پتیار ہوا پھر یہ بھی کذب ہے کہ اس میں بہت سی جہوں اور مستحق ہے پھر
یہ کذب ہے کہ وہ تشریف صاحب کی خدمت میں پہنچا پھر یہ بھی کذب ہے
تشریف صاحب شایع غضب ناک ہوئے اور ارادہ قہر کرنے لگیا۔ پھر یہ بھی
کذب ہے کہ علم معظم اور خود ملی نے اعلمت کی حمایت کی پھر یہ بھی کذب ہے
تشریف صاحب نے جن سوالات کیے اور یہ کہا کہ جب کتب اس کا جواب نہ دے
اس وقت تک تم کہ یہاں سے سر کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ
اعلمت سر کرنے سے جدم کر دیئے گئے ایک قسم کی قید میں پڑ گئے بہت سٹ پٹائے
لینے کے دینے پڑ گئے۔ وزیر ملاقات پھر اعلمت قبل کی طرف ہر جوابات منسوب
کیے ہیں یہ بھی کذب واضع میں بلکہ اعلمت نے ہر اثبات علم غیب میں تحریر فرمائی

من اهل السنة فقال له خليل
احمد مع بعض علماء الجند
أصحا ودين بمكة يستعطف
خاطرنا عليه لانه ترك مبلغه
التي مشد يد الخط عليه وانا
لا اعوده شوقا فقال يا سيدی
يفضو نكدر راحل دن علی و ذلک
یجب الی ذکرت ما وقع متد فی
البراهین القاطعة لحدی
حضور الامیر حفظه الله فقلت
له لعلک خلیل اعد الانی شی
فقال نعم فقلت له و یحک
کیف فقول فی البراهین القاطعة
تلك المقالات الشريفة و
تجزئ لکذب علی الله جل جلاله
کیف لا اعتناظ علیک و نقد
کتبت علیها بانک رجل ذلیل
و کیت تشدد و تنکدر و قد
طلیعت و شاعت عنک قتال
یا سیدی می لب و لکن لیس
قیضا تجوز لکذب علی الله و
لا ین کان فیها فافتاد شید و یبع
عمایه ما یضالف

کہا ہا ہے ہر ای میں بعض علماء
بندر کی برکت میں جاہریں مذہب ہر
کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے
اوپر اس لیے کہ اسے خیر کئی کریں
سخت دارمیں ہوں اس پر تو اس
نے کہا اسے میرے سردار مجھے خبر
پہنچی ہے کہ آپ کچھ پر ناراض ہیں
اُس کے کہنے کا سبب یہ تھا کہ برہنیں
قائم میں اس سے جو کچھ دلائل برہنہ
میں تھے حضرت امیر حفظہ اللہ اس
کا ذکر کر دیا تھا۔ پس میں نے اس
سے کہا شاید تو فضل امیر شہیدی ہے
کہا ہاں
میں نے کہا کچھ پر اخوس ہے
تو برہن قائم میں یہ محمدی باتیں
کیوں کر کہتا ہے اور اللہ جل جلالہ
پر کذب کرنا تو رکھتا ہے جس کچھ
پر کیوں کر ناراض نہ ہوں اور میں
اس پر کچھ نہ کہتا ہوں کہنے کے کہہ کر
ذہن میں آوی ہے اور تو کس طرح
غدر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے مانا کہ
برہن قائم چھپ کر تری جائے
شک نہ کی۔ تو اس نے کہا اسے

بعل السنة والجماعة فقلت
له ان الله يجب التبيين
والبراهین موجودة و سلخج
لک مستأخذ الذی انکر قضا و
تجاسر متد بد علی الله
جل شانہ فصار يتصل و یقصد
و یقول ان کان فهو مکذوب
علی و انا رجل مسلم موحد من
اهل السنة والجماعة ما قلت
قیضا هذا ولا غیر ما عیفت
اهل السنة والجماعة فنجبت
متد کیف ینکر ما هو مطبوع
فی رسالت البراهین القاطعة
المطبوعة بلسان الهند و خلی
انه انما قال ذلك تقيسة
كانهم مثل الان لافته یرون
التقية و حاجبة و ادوات
احضرها و اخفروا یدهم
ذلك اللسان لا شره ما
قیضا ما استبینه لکنه فی ثانی
یرو من مجیدہ مند تاعرب
الحدوة و لا حصول و لا
قوة و لا بد ان اجنبنا

میرے سردار وہ کتاب تحریری ہے
گو میں ان کا کذب کہتا ہوں جس نے
اور اگر اس میں سب سے کوئی
توہ کہتا ہوں اور اس میں جو کچھ ثابت
مذہب اہلسنت و جماعت ہے اس
سے رجوع کرتا ہوں تو میں نے اس
سے کہا کہے شک اللہ تو برہنوں
کو درست رکھتے ہے اور برہن میرے
پس موجود ہے میں ابھی نکالتا ہوں
وہ جس کا کرنے انکار کیا ہے اور تو
نے اللہ جل شانہ پر برہن کی تو وہ
مذہب شامہ کر لے گا اور لہذا اگر وہ
برہن قائم میں ہے تو کچھ پر اخرا
ہے اور میں ان کو ہی سرمدی
ہوں میں نے اس میں نہ یہ کہا نہ کچھ
اور جو عن مذہب اہلسنت ہے
تو مجھے تعجب ہوا کہ کیسے انکار کرتا ہے
اس بات سے کہ اس کے رسالہ برہن
قائم میں چالی چالی ہے جو زبان
ہندی میں کچھ ہوا اور کچھ نہ کچھ
کہ وہ یہ باتیں فقیر سے کہتا ہے
گو وہ مشکل رہا فقیر کہتے ہیں کہ
واجب ہاتھ ابھی اور میں نے ان کا کیا

اعلام مسکوید للہ و مدحہ
محمد صالح کمال
۲۸ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ
کہ برائے تاملہ لڑوں اور اس شخص
کو چوں جو اس زبان کو کہتا ہے
ماکر اس سے انکار لوں اس کا جو کہ
برائے تاملہ میں ہے اور توہ لوں
لیکن وہ ہمارے پاس آئے کہہ کر
دن ہی ہمد کہ عیاں گیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہم نے اس واقعہ پر آپ کا
خبردار کرنا محبوب رکھا اور آپ ہمیشہ رہیں۔

محمود اکمال ۲۸ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ
اس خلا سے غلیل احمد بیٹی کے حالی زار۔ اداس کا ٹھکانہ کی فطرت عزت و وقار
اور حضرت مفتی شہزاد کے سامنے برائے تاملہ کی عبارت کا صاف انکار۔ اداسوں نے
جب اس کتاب کے پیش کرنے کا ارادہ کیا تو قوبہ کے لیے اخبار اور ہر عہدہ کی طرف
بلند قرار۔ تمام امور خوب ظاہر ہو گئے اور حضرت شہاب ثاقب کا مزاج کتاب اور
انفرادیت پرستان کی بھی بڑی حقیقت معلوم ہوئی۔ لیکن تاویزین کو یہ دکھانا بنے کہ ہر عہدہ حضرت
اپنے اہل کار کی اس قدر جموں کی تعریف کرتا ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں دوسرے کے وقار
علی کرمانا ہے دوسرے عالم دن کا احترام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ علماء مکرر ملتے جلتے
نے تمام اہل علم کی تصدیق کی ہیں۔ ان کی محنت قرین کر کتاب ہے۔

علمائے مکہ معظمہ کی شان میں مصنف کی گستاخیاں

مفتی نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۳۲ سے ۳۵ تک ان اکابر علماء کے تذکرہ
کے لیے جنہوں نے التماس مستند پر لکھا ہے ان کے ہاں اور اکابر دینی کی تعریف کی جن کا
مجوزہ شام الحرمین ہے یہ فہرست گستاخیاں ہیں۔

| جسے بڑے مشہور و معروف علماء و محدثین و اصحابِ یاقوت نے برگزیدہ

برگزیدہ ان کی تصدیق و موافقت نہیں کی۔ جو لوگ غالباً شہرت سے
یا کرم اپنی سادگی کے ان کے متروک ہیں آگئے۔ انہوں نے ہر دو مسئلہ
میں تاخیر برگزیدہ کی۔ ان کامیابی میں جن کو عقد و صاحب نے اہل کتب سے
انکس کیے ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوت علیہ میں کوئی دخل نہیں
اور وہ وہ دوسرے و تیس کے ساتھ مشتعل ہیں۔ علماء مکرر ان کا شمار
بھی نہیں کرتا اگر ہم اس وجہ کے ان علماء کا ذکر کریں جنہوں نے ان کی
خفاقت کی حق تعالیٰ کو تائب و فرستقل تیار ہر جائے (ختم)

مفتی کا سفید بھوت اور مزاج کتب و دینیہ کو اس نے بعض اس جرم میں کر
جن علماء کے تذکرہ کی حاتم المرحومین میں تصدیق نہیں کی۔ ان کی شانوں میں اس قدر افتاد
تھے کہ جسے بڑے علماء نہیں و مشہور و معروف تھے نہ اس میں اسامیہ یاقوت نہیں
وہ غالباً شہرت تھے۔ یا ان میں سادگی و بے وقوفی تھی وہ خود بخود قریب میں پہلے
والے ہیں۔ یہ محبت میں مہر و مستحکم رویت ہے۔ انہیں قوت علیہ میں کوئی دخل
نہیں۔ وہ دوسرے و تیس کے ساتھ مشتعل نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ وہ علماء ہیں شمار بھی نہیں
یعنی یہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہیں۔ تیس نہیں بلکہ ملے سے آشنا ہیں۔ انہیں کسی طرح
کی یاقوت نہیں۔ یہ شہرت طلب اور بے وقوف لوگ ہیں۔

اب میں تمام اہل علم کے وہ معدنیہ بڑے دین میں بلکہ استاد و التماس میں اور علماء کے
مسئلہ کے کام والا ہیں اور امتیاز مقامیہ آئمہ میں ان کے چند اسامہ شمار کرتا ہوں۔

اسماء مفتیان و مدرّسین اکابر علماء مکہ معظمہ

(۱) العلماۃ اہتمام۔ البحر العلوم۔ البحر اقصیٰ۔ شیخ العلماء و الکرام۔ بید اللہ الامام سیدنا

ملہ۔ شہاب ثاقب ۱۳۲۲ھ ص ۲۵۔

مکمل اور منفی شافعیہ کے کتاب یہ تھے۔ الشیخ الامثل۔ الفاضل الامثل۔ لہام اصلا۔ مقام الغفر۔ ریش اصغر۔ انکرام مستند الاصناف العظام۔ مرقۃ العیال الزمانی کلمت فکک السنم وافرغان جعفر مولانا الشیخ محمد سعید باعلی شاہ فی شیخ اصلا وکریم اللہ والہام باعلیہ کے اور منفی مالکیہ کے یہ اوصاف تھے۔ مولانا الاسلام الامام الہام باعلیہ الزائد۔ والفاضل ہام حضرت مولانا الشیخ محمد ہام منفی مالکیہ اور منفی مالکیہ کے بھائی کے یہ اوصاف تھے الشیخ الامثل۔ والہام الامثل حضرت مولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم شریف تھے

اسب باتوں پر غور فرمائیں کہ مصنف کا یہ پیشہ انشایی قرآن کے اس قدر اوصاف تھے اور یہ مصنف انشایی کہ علماء کو جس شاعر سے۔ انشایی مدرس مانے ان میں کیا قوت ملی جانے ان میں جس مدرس کی قوت تلمیذ کرے بکہ انشایی جابل قرار دے تو ان میں کون تھا ہے اور کون جھوٹا ہے یعنی اگر فیلسوفی تھا ہے تو یہ مصنف جھوٹا ہے اور اگر یہ علماء بزرگ اور مدرسین حرمین سے نہیں ہیں بلکہ جابل ہیں تو المہند میں انکی تصدیق کیوں درج کی ہیں کیا یہ حضرات اس وقت علماء بزرگ اور مدرسین حرمین میں سے شاعر اور مصنف کے پیش کردہ پلہ مشہور اور ہیبت بڑے بڑے علماء تھے سطح حسب الشافعی۔ شیخ شعیب المالکی شیخ احمد شافعی۔ شیخ علی علیہ اللہ فی ان میں شیخ احمد شافعی کا ذکر تو پہلے لکھا چکا کہ ایک جابل وانی ہے اور باقی حضرات کامل ہیں مگر یہ کہ یہ بھی عالم ہی نہ ہوں یا ہوں تو وہاں کے مشہور علماء میں سے نہ ہوں صرف مصنف کی تو کوئی بہت قابل اعتبار ہی نہیں اور اگر وہاں کے مشہور علماء میں شاعر ہوتے تو المہند میں ان کی تصدیق ضرور ہوتی۔ اور حسب المہند ہی میں ان کی تصدیق ضرور نہیں ہیں تو تمام المحدثین میں ان کی تحریکوں کا نہ ہونا کتب قابل شکایت چیز ہے۔ کہ تمام المحدثین میں کوثر کے متنبیان ذرا سب واندھ میں حرم شریف اور مشہور علماء وعلما

سہ۔۔ المہند سہ۔۔ سہ۔۔ المہند سہ۔۔ سہ۔۔

کی تصدیق میں مصنف کی یہ دروغ گوئی اور کذب بیانی ہے کہ اس نے علماء وعلما کو مشہور کے درصورت عالم و مدرس ہونے کا انکار کیا بلکہ ان سب کو جابل قرار دیا۔ اسی طرح یہ مصنف تمام المحدثین کے متنبیان علماء مدینہ منورہ کی شانوں میں شہرت دینی کرتا ہے۔

علماء مدینہ منورہ کی شانوں میں مصنف کی گستاخیاں

مصنف نے شباب شائب کے سفر ۳ کے اخیر مسطور سے سفر ۴۱ تک اُن اکابر علماء مدینہ منورہ میں کی تمام المحدثین میں تصدیق و تقریریں درج ہیں کہ متعلق یہ مصنف یہ الفاظ نکلتا ہے۔ ان صفات سے صرف ان الفاظ کو نکال لیا جاتا ہے۔

بعض لوگ فریب میں آگئے جو لوگ زیادہ تر مشہور و معروف ہیں ان کے نام بھی میں ذکر کروں گا۔ اکثر اہل مدینہ نے شرط لگا دی کہ اگر یہ قول ان لوگوں کا ہو تو ایسا محکم ہے۔ مولانا سید احمد برزنجی منفی شوافع نے ان کے رسالہ کی تصدیق فرمائی اور لوگوں کو ترغیب اس کی دی کہ جب ان کی آخری کتابت سید محمد اللہ دینی کے مکان پر طب کو ہوئی اور مسئلہ علم شیب میں مخطوط ہوئی اسی وقت تقریر اپنی مکتبہ کراچی ممبر کوٹا والی قورہ بالا خراس کی عاجزی و تذلل پر شرمایہ کر لیا کہ غیر مہر کے دیتا ہوں۔ بعض لوگوں نے خدائے تعالیٰ کی شان میں اپنے حق امتداد کی وجہ سے الفاظ کہہ دیے تھے اور بعض نے نادانانہ قیامت اور سادہ لوح کی بنا پر ذکر کیا تھا۔ خالصین ان کے اس مستندین و علماء مدرسین میں سہ

لہ۔۔ اعلیٰ از شباب شائب کتابت سہ۔۔

جواب : معتقد کا یہ مرض کذب اور جھوٹ ہے ناظرین اسی کتاب میں صفحہ پر علاحدہ کر چکے کہ مفتی برزنجی صاحب نے مقام الحرمین کی تصدیق پر سے اپنی مہر کو ٹھکانا دو بارہ مہر کو ثبت کیا ذالک لغویات پر کوئی بحث و گفتگو کی جگہ اس حکم تکلیف کو غایت الاموال میں بھی تحریر فرمایا یہ کہ اس کتاب کے مقدمہ میں یہ قری مجاہد درج ہے تو یہ معتقد کا حضرت مفتی برزنجی پر مرض افتراء و بہتان ہے ہم اس کیسے اس آیت کریمہ کی تلافی کر سکتے ہیں۔ بحسب اللہ علیہ السلام مدین۔

اسب عملاء مدینہ معتقدین مقام الحرمین مفتیان مقام و علماء مدینہ کرام کو فریب میں آنے والے غیر مشہور، غیر معروف، غیر مستند اور نادان واقف اور سادہ لوح، قرار دینا اور شیخی اخلاق سے جھوٹی تحریفات کرنے والے کہنا اور انہیں علماء اور مدرسین میں شمار نہ کرنا سزا یافتہ اور باطل ہے اور خلاف واقعہ اور مرض کذب و افتراء ہے اور ان الفاظ میں ان صحرات کی سخت توجہ اور تنبیہاں بھی۔

اسب میں مقام الحرمین کے وہ معتقدین جو اکابر عملاء مدینہ اور مدرسین کرام و مفتیان مقام کے چند اسماء شمار کرتا ہوں۔

اسماء مفتیان و مدرّسین و علماء مدینہ طیبہ

(۱) سمیع المفتین، امام المفتین، مولا مفتی تاج الدین ایاس مفتی المدینہ۔

(۲) اہل الافاضل، اشل العاقل، العالم الزبانی مولانا عثمان بن عبد السلام مفتیان سابق مدینہ۔

(۳) المفتی السی، المفتی الدودی، جامع العلوم الشکلیہ، فاضل الفنون العقلیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی الشافعیہ۔

(۴) افاضل الکمال، باہر الفاضل طاہر الشاکل، مولانا سید احمد الخوانساری شیخ المالک

(۵) کبیر العلماء، گزشتہ معارف، معدن المعارف، مولانا الشیخ فضل بن البرک الخوانساری۔

(۶) البصیر المصور، والروح العتور، مولانا سید محمد سعید شیخ الدلائل۔

(۷) الفاضل الجلیل، والعالم البصیل مولانا محمد بن احمد الحموی۔

(۸) الفاضل العقول، اعدا الطول، العالم الزکی، الفطن الذکی مولانا عمر بن عدنان الحموی المدرّس بالمسجد النبوی۔

(۹) الفاضل الکامل، العالم اسامی مولانا السید محمد بن محمد الدینی۔

(۱۰) جامع العلوم، الباری، اعدا الاشیار من شیار الباری مولانا الشیخ محمد بن محمد الدینی الباری۔

(۱۱) الفاضل الشہیر، سلطان اسلم شل، وزیر مولانا الشیخ محمد السزینی اور وزیر الخزانہ الامامی المالکی۔

(۱۲) العالم المدرّس، مولانا الشیخ الفاضل عبدالقادر الشکلی الطرابلسی المدرّس بالمسجد النبوی۔

یہ وہ مشہور اکابر عملاء مدینہ طیبہ ہیں جن میں مفتیین بھی ہیں اور مدرّسین بھی ہیں ان کے دستخط خود معتقد کے پیشوا ضلیل احمد انیشی نے الجہنم میں بھی پیش کیے ہیں دیگر اس کا صغر سہ، قرآن کے لیے معتقد کا ٹھکانا کہ حضرات غیر مشہور و معروف ہیں اور ان کو لایحیہ اور نادان واقف اور سادہ لوح قرار دینا یہاں تک کہ ان کو عملاء و مدرّسین شمار نہ کرنا مرض کذب نہیں ہے قرار دیا جائے۔

پھر ان کی تصدیقیں اگر مقام الحرمین کے لیے قابل اعتراض ہیں تو الجہنم کے لیے بھی قابل اعتراض برنی چاہیں اور اسی بنا پر حضرت مقدس سرّ پر جس نے تیزی سے اعتراض کیا ہے، انہیں الفاظ میں اپنے پیشوا انیشی پر بھی اعتراض کرے

موجب انیشی کے اس مثل پر معتقد نے اعتراض نہیں کیا تو معلوم ہو گیا کہ حضرت قلیہ پر اعتراض کرنا محض مفتی کی عداوت و ملی اور بغاوت کیلئے توجہ ہے۔

پیر مصنف نے شہاب ثاقب کے وقت سے متعلق ایک ہی مشہور ماہنامہ درس و تدریس کے اساتذہ شہر کرانے ہیں۔ ان میں اکثر وہ ہیں جن کی تصدیق پر اس وقت پر نہیں جس تو بقول مصنف ان مشہور علماء و مدد سین پر غلیل احمد انیسویں کے متعلق و خدا کی قسم کئی مئی اسی بنا پر یہ انیسویں کے قریب میں نہیں آئے اور انہوں نے اہل بیت پر دم مہر کی تصدیق کی تھی اور بنیال مصنف انیسویں صاحب بھی اسی خوف کی وجہ سے مدینہ طریقت سے ہٹا گئے کہ کہیں اور تصدیق بھی مدینہ جانیں۔ لہذا یہ مصنف جس طرح اہل طریقت کو فرہم ہو کر کہتا ہے اپنے پیشوا انیسویں کو بھی تو سمجھے اور چاہے قراس کے کتب و افرا کی خود غلطی کمال جائے اور انیسویں کا اصل واقعہ حوام کے سامنے آجائے۔

پیر مصنف نے رسالہ فائے الامول کی حقیقت ان الفاظ میں صاف طور پر ظاہر کر دی۔

مولوی منور علی صاحب اسے (یعنی رسالہ فائے الامول کو) چھپانے کے واسطے لے گئے اور بالآخر فراموش فراموش ایک ڈولہ رکھا۔
 آپ مولوی صاحب موصوف نے اس کو پتہ نہ تھا کہ اسے (ہندوستان میں) چھپایا جائے۔

جواب :- جب رسالہ فائے الامول مصنفہ حضرت سید احمد برزنجی کو ان منور علی صاحب نے اپنے اہتمام سے ہندوستان میں چھپوایا ہے تو اس رسالہ کی کوئی بات پرماتوا کیا جائے کہ منور علی صاحب اس جامعہ و دایہ میں وہ نیک شخص ہیں کہ بہوں نے اس کو بھی قبول کر بھی نہیں بولا ہے۔ مگر ہراس کی کتب پر افرا میں گذری ہے ہماری اس کتاب کے شروع میں ان کی کتاب سیدنا مفتی کے چند حوالے پیش کیے گئے ہیں جن سے ظاہر ہو چکا کہ عبارات کا بنایا کتاب

ملہ ۱۔ (شہاب ثاقب مصنف)۔

کا گھر لیا۔ اس کا نام تجرنگ کر لیا۔ اسکا مصنف جس اپنے دل سے تجرنگ کر لیا۔ ملین تراش لیا۔ منور اور طرکات نام لیکر عبارت گزارنا ان کی قدرت ہے تو فائے الامول میں مصنف کے الفاظ کا چل دینا۔ اس کی شرا کو متفرک کر دینا، ہر طرح کی تحریف عقلی و معنوی کر دینا و فقہ عقل جگہ یقینی ہے تو کوئی مصنف مزاج اس فائے الامول پر کسی طرح اعتماد ہی نہیں کر سکتا کہ اہل عقل کے نزدیک بہت بکذب و افرا کی کوئی بات کرنی شہادت قابل اعتبار اور لائق اعتماد دیکھی ہوئی نہ آئے ہو سکتی ہے۔ تو مصنف نے یہ عبارت نکھ کر بڑی حقیقت کا اظہار کر دیا۔

مصنف کا سفید جھوٹ اور بے بنیاد ڈینگ

مصنف نے شہاب ثاقب میں یہ سفید جھوٹ بر لا اور بے بنیاد ڈینگ ظہر کیا ہے۔

مفتی برزنجی صاحب سے کیا پیش آیا کہ حسین احمد صاحب نے بذریعہ سید اسحاق صاحب بر دوانی مناظرہ کی استدعا کی تھی تو کہیں مناظرہ سے لافطنت فاضل برنجی نے فرار کیا تھا۔

جواب :- میں نے مولوی عبدالقادر صاحب غلجی شاعر مفتی برزنجی صاحب سے دریافت کیا تھا کہ انحضرت قدس سرہ سے مولوی حسین احمد صاحب نے مدینہ طریقت میں مناظرہ کی استدعا کی تھی اور انحضرت نے مناظرہ سے فرار کیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ سب کذب و محض ہے فاضل برنجی سے کوئی مناظرہ کر سکتا ہے۔ یہاں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ لہذا وہ برزنجی حسین احمد صاحب نے اگر کہیں ہر طرح میں کوئی مناظرہ کیا ہوا تو یہ ان کا فریاد مانا کوئی باور کر سکتا ہے۔ لیکن جس کو مناظرہ کی ہم سوت

ملہ ۲۔ شہاب ثاقب مصنف۔

ظہر آتی ہے وہ کیا مناظر کی استہکار کرتا ہے۔ اور ان کا مناظرہ کی خواہش اس وقت اقدس سے جس کے مقابل میں مصنف کے برابر کسی آنے کی جہت نہ ہوتی اور مکان میں چوب کراچی جان بچائی مصنف صاحب کا سالانہ مشعر کا واقعہ ہے کہ سبیل میں جلسہ میرت میں آپ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے درجہ شامخ میں شریک ہوئے اور حضور کا ہاں لڑنے کی اجابت پر کھڑے ہوئے اور بیان کیا کہ میں نے جو کلمہ سنا ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعے سے ان ہر دو باتوں کا حوالہ طلب کیا تو اسی دن ایک جلسہ مخزنہ جموں کر سبیل سے فرار کر گئے اور میں نے فتویٰ لکھ کر میرا تو آپ تک اس کا جواب نہ دیا گیا۔ لہذا میرت ہے کہ یہ مصنف اور مناظرہ کا نام لے اور وہ بھی اعظمت اقدس شرف سے ہیں۔ انہیں ہر وہ باتوں پر پہنچے مناظرہ دیتا ہوں کہ وہ میرے ان مطالبوں کو فرار کر دیں اور اپنے اکابر کا اعلان اسلام ثابت کر دیں اگر بھی انہوں نے مناظرہ کیا ہے تو تیار ہو جائیں گے۔ ورنہ بے بنیاد ڈینگ بنے اور سید جڑٹ بنے۔

پھر مصنف نے یہ دو واقعات اور غرائب گڑھ کر پیش کیا ہے۔

۱۔ حضور کے رمضان المبارک میں شیخ حبیب اللہ صاحب مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے اسی مجلس میں جس میں شیخ عبدالغفار صاحب ملاطیعی مثنوی بھی موجود تھے۔ بیان کیا کہ اس سال ایک مشعر منعقد ہوا ایک ایسا گڑھ شخص آیا تھا اور تمام قسۃ بیان کر کے کہا کہ میں تو مخزنہ مخزنہ کار اور میں مخزنہ منورہ فوج اس کے ساتھ ہو گئے تھے لیکن شرافت صاحب نے ان لوگوں کو بہت تہذیبات کیں کہ وہ لوگ اپنے فعل پر پشیمان ہوئے۔

شیخ عبدالغفار صاحب ملاطیعی شامی کا بیان ہے کہ میں نے غلاب میں دیکھا کہ چند پاشا نے میرے ہونے میں اور ہر لوگ اس روالہ پر تصدیق کر رہے ہیں وہ لوگ ان پاشاؤں میں جاسم میں پناہ

میں بھی جاسم کا قصد کر رہا ہوں اس غلاب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو مشتبہ ہوا۔ اور بہت ٹال مٹول مہر کرنے میں کی لیکن جب ملحق مثنوی نے زور دیا تو غلاب بھی جس کی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے۔

جواب: ناظرین کا مناظرہ کرنے کو یہ دو باتیں مراسر جڑٹ اور کتب میں لکھ مصنف کی جڑٹ کا حوالہ ہو کہ وہ ان کو کھڑ کر ان کی تصدیق کے لیے سامنے نکالے۔ صاحبان دونوں واقعات کی تصدیق کرنا اگر آپ کو منظور ہو تو آپ جو اسلوب بیان کے ساتھ صاحب ملاطیعی سے ورنہ میرت میں دریافت کریں۔

میں جب سبیل میں بعد حج کے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضرت مولانا مولوی قیام الدین صاحب مہاجر اور جناب چودھری خورشید علیا صاحب شملی میرے ہمراہ تھے میں نے حضرت مولانا عبدالغفار صاحب شملی سے ذکر کیا کہ شہاب شامی نے شیخ حبیب اللہ صاحب کے اس واقعہ اور غرائب کا جواب جو چھایا گیا ہے۔ کیا یہ واقعہ ہے اور کیا جواب صحیح ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہر دو مصنف کے مرضی کتب و اخبارات میں ہیں لے ایسا غراب دیکھا و شیخ حبیب اللہ صاحب نے میری موجودگی میں ایسا بیان کیا۔ تو آپ مصنف کی یہ غرائب دیکھئے کہ میری جڑٹ اور اخبار کتابے اساس کی تصدیق کی دعوت دیکر اپنے آپ کو ترجیحا ثابت کرنے کی نیاک بھی کرتا تھا کہ میرے تو جواب سے لے ان کے جواب میں اشنا کہہ رہا بہت کافی ہے۔ لہذا اللہ علیہ السلام کا ذہن۔

پھر مصنف نے سبیل اور سبیل پر شہاب ثاقب کے بھٹنے کے سبب اور اس کے باوجود ان فعلوں پر قسم کرنے کی فہرست ذکر کر کے باپ اقل کی ترقی لکھ کر کیا اقل غرضوں کیا جس کو ان الفاظ سے غرضوں کیا ہے۔

کید و بہتان اول اور اس کی حقیقت

سلفہ: شہاب ثاقب ص ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - شہاب ثاقب ص ۳۴ -

کیونکہ ازل میں عالمانہ ہی کی نسبت کفر کا فتویٰ حرمین سے حاصل کیا
ہے ان پر وہ مجھے نے الزام اور اتہام نکالے تھے ہیں۔ میں سے
وہ باطل بری اور پاک ہے اور وہ عقیدے اور خیالات کی طرف
منسوب کیے گئے ہیں میں سے وہ مقدس عالمانہ پسند و ناست حسن
بیزار ہیں اور خود بھی ان کو کفر کہتے ہیں حرمین شریفین کے عالمانے
اسی سوال کے مطابق جواب دے دیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں
پر کفر و شرک کا حکم نکلا دیا۔

جواب یہ منصف کو یہ تو شبہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کے احکام تکبیر جو تمام
المومنین پر ہوتا ہے وہ واقعی علماء حرمین شریفین ہی کے احکام ہیں ان میں اختلاف
تقدس حق کا کوئی لغزش نہیں ہے لہذا یہ بھی تسلیم ہے کہ وہ جہاں بات باطل ہے
اور ان عبارات پر انہوں نے کفر و شرک کا حکم نکالا ہے وہ محکم ایسا صحیح اور سچ ہے
کہ خود منصف اور اس کے اکابر بھی اس حکم کی تصدیق کرتے ہیں اور ایسی عبارات
والوں کو کفر کہتے ہیں اور ان عبارات کو کفر مانتے ہیں۔ چنانچہ اسی شہاب ثاقب
میں صاف اقرار کر لیا کہ سوال میں ایسی باتیں تھیں جو بالافاضل کفر ہی مستند
تو اب اختلاف تفسیر نہ ہو لکن علماء حرمین میں کوئی لغزش کسی طرح کا کید و خریص
نہیں ملتی ہو۔ اب صرف بات پر تحقیق ہوتی رہ جاتی ہے کہ سوالات میں جن عبارات
کو پیش کیا گیا ہے وہ عبارات فقط و بعینہ حلفہ ایمان اور براہین قاطعہ اور
مصریحہ اقصیٰ اور فتویٰ حنفی میں موجود ہیں یا نہیں اور حلفہ ایمان کے منصف
مولوی اشرف علی تھانوی اور براہین قاطعہ کے منصف مولوی علیل احمد انیسوی
اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور تہذیب راناس کے منصف مولوی قاسم نانوتوی
میں یا نہیں۔ تو ہر اردو و غلام شخص تمام المومنین کے سوالات کی مقتدرہ عبارات

لے رہا ہے شہاب ثاقب ص ۴۴

اور اصل کتاب حلفہ ایمان و براہین قاطعہ و تہذیب راناس کی عبارات سے
مطابقت کرنے اور ہر کتاب کے منصف کا نام اس مبلور کتاب پر درج کر لے
اور مزید ایمان کے لیے دیو بند سے دار اپنے شہر کے مشہور دیوبندی مولوی سے
دریافت کر لے تو اس کو بھی فوراً پر معوم ہو جائے گا کہ حلفہ ایمان کے منصف
اشرف علی تھانوی اور براہین قاطعہ کے اصل منصف مولوی رشید احمد گنگوہی اور
مشہور منصف مولوی علیل احمد انیسوی ہیں اور تہذیب راناس کے منصف مولوی
قاسم نانوتوی ہیں تو ہر ایسے شخص کو کتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو جائے گا
کہ علماء حرمین شریفین کے احکام تکبیر جو تمام المومنین میں موجود ہیں وہ واقعی انہیں
کتابوں کی عبارات اور یقینی انہیں تھانوی و گنگوہی و انیسوی و نانوتوی پر ہی جہاں اصل
سچ اور حق ہیں۔ اختلاف تفسیر نہ ہو لکن علماء حرمین شریفین میں کوئی لغزش کسی طرح کا کید و خریص
نہیں ملتا ہے چوتھی بات ان کتابوں کے منصفین یہ لوگ نہ ہوتے لیکن جب فی الواقع حلفہ ایمان
اور نقل مطابق اصل ہے۔ اور ان کے منصفین بھی یہی لوگ ہیں تو اس بات اور
واقعی چیز کو کید و خریص کہہ دینا خود منصف کا ذریعہ کید و خریص ہے اور
واقعیوں کی آنکھوں میں دھول بکھیر کر ہے۔ اور اپنی گمراہی اور خریص کاری کا
میں شجرت پیش کر دینا ہے۔

اور ص ۴۴ میں منصف کا یہ کہنا کہ علماء حرمین شریفین کو اپنے ان اکابر کا عقیدہ
مشہور دینا خود افسوسناک اور الزام و اتہام ہے اور عامۃ المسلمین کو نہایت زبردست
و محذور دینا ہے یہ منصف کے کہ ازل کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر کتاب کی منصف لے کر دیتے ہیں۔

کید و بہتان ثانی اور اس کی حقیقت

کید و بہتان اور بہتان ان بزرگوں پر لگا کر کفر کا فتویٰ حاصل
کیا گیا ہے (شہاب ثاقب ص ۴۴) سطوت اسی صفحہ کے ورث
میں کید و بہتان و بہتان ظہیم لکھا ہے کہ سب لوگ ضرورتاً بات دین کا
انکار کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

گالی دیکھنے میں دیکھ اسی سنا سناست میں ہے، مگر اتنی جنت نہ ہوئی
مگر کوئی شال بھی دے دینا کہ مولانا رشید احمد مولانا شرف علی صاحب
یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب وغیرہ نے کوئی ضروریات دین کا انکار
کیا ہے بلکہ

جواب :- جب جواب کیہ قول میں یہ ثابت کر دیا گیا کہ تقاضی کی عبادت
مسلک اہل ایمان اور مکتوبی و اشعری کی عبادت پر اجماع اور نافذ قری کی حدیث بخیر و اقل
کو نقل کر کے فقہی حاصل کیا گیا ہے تو اس کو بہتان یا بہمت کہنا محضت کا بہت
عجیب اور مرگ کذب ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان عبادت میں اللہ و رسول
سین ملنا دے اللہ علیہ وسلم کی مرضی تو میں ہوتے اور انہیں گالی دینا ہے اور اللہ
تعالیٰ کے لیے وقوع کذب کے ماننے سے اس کے صادق ہونے سے انکار اور
محذور سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو بچوں پاگون اور ہاتھوں پر پائیوں کی
برابر ماننے اور شیطانی و کائنات الحوت کو محذور کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ
علم ثابت کرنے سے محذور کے اعلیٰ خلق ہونے سے انکار اور محذور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے ذمے میں یا بعد میں کوئی اور جی تجویز کر لینے سے محذور کے خاتم الانبیاء
ہونے سے انکار ہے اور یہ سب ضروریات دین میں سے ہیں تو تقاضی و مکتوبی
اشعری و نافذ قری نے نہایت صاف طور پر ضروریات دین کا انکار کیا اور یہ عبادت
ان کے قائلین کے لشکر ضروریات دین ہونے کی نہایت ناخن اور روشن شاہدیں
ہیں تو اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا نہ کسی طرح کا کید و فریب پایا گیا نہ بہتان معلوم
محقق ہوا جب عبادت پر پیش کردہ میں ضروریات دین کا انکار اور
توہین و گالی دینا خود ہی ان عبادت سے ظاہر ہو گیا کہ محضت کی پیروی
لشکر معزو باطل طہری بلکہ خود محضت کا کید و کتاب ہو تا روشن ہو گیا پھر طہری
وہ بقول خود اپنے ہی اس ناشائستہ فعل پر لا حول پڑا ہے۔

۱۔ شہاب شاہ صاحب مدظلہ

پھر حضرت شہاب شاہ صاحب مدظلہ سے صاف تک کیہ ثابت اور جو تھ بہتان
میں سارے تین صفحات اس طرح سیاہ کرنا ہے۔

کیہ ثالث اور جو تھ بہتان کی حقیقت

غلام حرمین کو دھوکہ دینے کے لیے غلام احمد قادیانی کے عقائد کو ان
جزیرانہ ہنست کے ساتھ غلط طور کے تجا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ سب ایک ہی عقیدہ اور خیال کے لوگ ہیں کہ یہ ذیفعت و منافقت
ہوگا جو کہ مرزا غلام احمد باذات حق البہت و جاحد گراہے اور انی غیبت
ضروریات دین کا انکار ہے لہذا اہل حرمین نے کفر و ارتداد کا فتویٰ دے
دیا اور سب پر ایک حکم لگا دیا ہے

جواب :- محضت اپنی عادت کذب بیانی و افتر پر داری کے علاوہ یا وہ کوئی اور
بے نامہ اور غیر شریف باتیں پر آتا ہے جن کے جواب کی طرف متوجہ ہونا سوائے
تقیق اوقات کے اور کچھ نہیں ہونے دیا یہ حرکت ستم الخرمین میں غلام احمد قادیانی کے
عقائد اور چیزوں پر داری کے عقائد کو غلط طور کے تجا ہے یہ مرض کذب اور بیجا افتر
ہے کہ سب ستم الخرمین بطور موجود ہونے میں ہیں شخص دیگر سکا ہے کہ فرقہ مرزا
کو علیہ مخرقی قائم کر کے قریہ کیا ہے اور فرقہ داریہ کو بدعشری کے نامت بھانپے
اور ہر ایک کے اقوال کو ہی ہر ایک مخرقی کے نامت و درج کیے ہیں اس کو غلط غلط
کہنا صریح کتب و افتر ہے بلکہ فرقہ اس کی عبادت نقل کی جاتی ہے۔

فہمہ لمر قایت و نہت (ترجمہ) ایک فرقہ مرزا ہے اور
شمعہ السلامیہ نسبت ہم نے اس کا نام غلامیہ رکھا ہے
الف غلام احمد القادیانی غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت کرتے ہوئے
وہاں حدیث حق ہذا الزمان وہ ایک وہاں ہے جواس زمانہ

۱۔ شہاب شاہ صاحب مدظلہ

مادعی اولاً حاشیۃ المسیح علیہ

میں پیدا ہوا کہ ابتدا میں مسیح
ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے
بعد اس کی کتابوں سے اور اس کے
اقوال سے ایک نقل کیے۔

اور تمام ائمہ میں کے مفسر۔ اسے علیحدہ مرقی تمام فرقہ فرقہ وادیہ کا ذکر ان الفاظ
سے شروع کیا گیا۔

ومن جملة الوهابية انشائية
والنحواسية وهو
مقتسمون الحلاسية
نسبة الى امير حسن
والعبد احمد السوساني
والنذير ية النسوبة
الى نذير حسين
الدهلوي والقاسمية
النسوبة الى
قاسم النافقوي صاحب
تعدد براتنا ۱۰۱۰

مکلف و دیگر کوجس کو تہذیباً شروع میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کو حضرت سلطان
کہہ کر کہ عربی کتب بیانی اور افلا پر وادی نہیں کرنا ہے اور خود کو کبیر مرزا اور
بیست بن حکیم کے نام ائمہ میں پر کبیر و بیانی کا غلط اسلام نہیں دیکھا رہا ہے اور نیز غلام

سے۔ تمام ائمہ میں علیحدہ بریلی ص ۱۰۱۰ ص ۱۰۱۰ ص ۱۰۱۰

عربین شریعتین کے پاک و امنوں پر یہ ناپاک و حشر نگار ہے کہ اس قدر جاہل و
بے خبر نہیں کہ ان شروع میں کی علیحدگی کا اختیار نہ کر سکے اور انہوں نے اس کو غلط طور پر
اور اپنی کم علمی کی بنا پر ہر فرقہ پر ایک غلط حکم اور باطل فتویٰ دے دیا تو یہ مصنف
کا غلام و حشرین پر نہایت بے باکی کے ساتھ بہت زیادہ ناپاک حکم ہے۔ البتہ ذرا بعد تھا ہے
اور اس کے ساتھ اپنے دو فرزند مولویوں کو ملا جو عربین پر فضیلت دے کر انہیں ذی علم
اور صاحب تہذیب اور حیثیت میں متفق قرار دیا۔

یہ مصنف اسی مصنف پر اپنی علامت کلی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

البتہ مرزا قادیانی کے عقائد میں بڑی شریک ہے۔ جواب ۱۔ مصنف کا
یہ دعویٰ ایسا غلط ہے
کہ جس پر وہ کوئی دلیل پیش کر سکا۔ اور وہ آئندہ کبھی کوئی دلیل قائم کر سکتا ہے مگر
حقیقت یہ ہے کہ قادیانی کے عقائد میں اگر شرکت ہو سکتی ہے تو دیوبندیوں کی ہو سکتی
ہے اس لیے کہ قادیانی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کی قرین
جائزہ دیتا ہے اس پر ایمان ہے۔ البتہ اسے اپنے تہذیب پر اپنی تہذیب کی تہذیب پر اپنی تہذیب پر
کی بنا پر یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان زمانہ نبی نہیں ہیں آپ
کے زمانہ کے بعد اور دوسرا نبی جو دنیا جاسکتا ہے۔ تو قادیانیوں کا عقیدہ عقائد
دیوبندیوں کا عقیدہ ثابت ہو گیا تو عقائد قادیانی عقیدہ دیوبندیہ میں اس
بنا پر شرکت متفق ہو گئی لہذا مرزا قادیانی کے عقائد میں دیوبندی شریک نظر اور
مرزا قادیانی کو اس عقیدہ کی بنا پر مصنف اور اس کے ابا پر مرزا دلا کر دیکھتے ہیں۔ مگر
مرزا قادیانی کو اس عقیدہ میں کوئی شک نہیں کہ اپنی عقائد کی بنا پر دیوبندیوں
سے زیادہ دین قرار دیتے ہیں تو مصنف کو چاہیے کہ اپنی عقائد کی بنا پر دیوبندیوں
پر ہی کافر و مرتد اور کفر و شرارت دین ہونے کا فتویٰ صادر کر لے اور اپنی شرکت
کا اعلان کر لے۔

سے۔ شبہہ تائب ص ۱۰۱۰

الاستعداد ولا غفرت سنت و دہایت وغیر رسائل تو دایمہ روافض کے حصے سے بھائی
بلکہ باپ شہرے کو انہوں نے تو تمام پیشوا اہل دین اور باپان خاں سب کی قرین و
تتقیس کا درس دیا ہے اور ہر کتاب کو راسخ و کھلا ہے ہر شخص کو کہتا ہے۔

پانچو ال بہتان اور اس کی حقیقت

الحاصل یہ جملہ اکابر زانواری جنگی ہی آتشی، قتالوی ایک دوسرا اور
چند قلاب اور ایک منہ اور چند الفاظ میں ان کے خیالات و عقائد اعمال
ایک ہی میں ان کے مریدین معتقدین کا مذہب سب ایک خیال و یک عقائد
ہیں بلکہ اوقات ان کے اعمال مبالغہ و مریضات نبوی سے متعدد ہیں مثال میں
خلقت فرستے ہیں اور ان کی مخالفت وائش ہیں

جو اب :- فرقوں کا اختلاف ایک بات کی بنا پر ہی ہو جایا کرتے ہیں جیسے خولقا
روافض ایک خیال و یک عقائد ہیں مگر ایک ایک بات کی بنا پر وہ روافض و زوارج
۲۴ فرقے ہو گئے اور ہر ایک کا نام بلند ہو گیا جیسے نقریہ، علویہ، شیعہ، اسماعیلیہ، ندویہ
حماسیہ، امامیہ، داعیہ وغیرہ فرقہ نے روافض تو سب چوتھے بھائی میں اس قدر فرقے
ہو گئے تو جسے بھائی و دایہ دیوبندیوں میں ہی مختلف فرقے اور مخالف داعیوں پرکھیں
تو اختلاف تو کیا اس میں بہتان و دکر کیا ہے کہ انہوں نے ہر پیشوا کو اس کے سنے
اعتقاد و ایمان کے اعتبار سے اور اس کے مریدین معتقدین کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ
فرقہ بنایا جیسے سلف لے انہیں ایک قید و رفق کے لحاظ سے مختلف فرقے قرار دیا
اب تصنف کا بہتان دیکر ہی سے کہ وہ اپنے اکابر کے خصوصی عقائد و اقوال کو سب
کو یک خیال و اعتقاد دیکھا کر نام کو ذریعہ دینا چاہتا ہے اور ہر ایک کے مخصوص نظری
عقیدہ پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جس کا منسل بیان آگے آئے گا۔

پچھٹا بہتان اور اس کی حقیقت

پھر معتقد اسی طبیب ثابت ہیں چٹا بہتان اور مکرر حکیم کی شرقی قائم کر کے

نورین عبدالوہاب نجدی کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

صاحب محمد بن عبدالوہاب نجدی استیلا تیرہویں صدی میں نجد عرب
سے ظاہر ہوا اور ہر گز خیالات باطل و عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے
اس نے اہلسنت و جماعت سے نفی و قتل کیا ان کو باطل پرانی خدات
کی تکلیف دینا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور سلاں سمجھا گیا
ان کے قتل کرنا ایک باعث قرب و رحمت شمار کرتا نہ اپنی حرمین کو غرض
اور اپنی حجاز کو گرفتار اس نے تکالیف شاذ و پیچیدہ سلف صالحین
اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال
کے بہت سے لوگوں کو جو یہ اس کی تکالیف شاذ و بے مدبر مقررہ
اور مکرر متغیر چھوڑ کر پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فرج کے
امتوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی غرض خوار فاسق شخص
تھا۔

جو اب :- اس عبارت میں تصنف نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے خیالات کو
باطل اور عقائد کو فاسدہ قرار دیا اور اس کو اہلسنت کے دلوں کو بالی نصیحت اور سلاں
بکنے والا اور ان کے قتل کو باعث قرب و رحمت شمار کرنے والا اور انہیں باطل پرانی
اپنے باطل خیالات و فاسد عقائد کا منشاء والا اور اہل عرب کو تکالیف شاذ و پیچیدہ
والا اور ملت صالحین کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے والا اور ہزاروں مالک
کو شہید کر دینا اور اہل اس کو ظالم، باغی غرض خوار فاسق شخص کہا۔ اور انرا و مکرر ذریعہ
علامہ کو یہ باور کرنا کہ تمام اکابر دایہ دیوبندیہ محمد بن عبدالوہاب کو ایسا ہی مانتے ہیں۔
تھا کہ دیوبندیہ نجدی کے خیالات باطل و عقائد فاسدہ کو سب بڑا جانتے ہیں چنانچہ
یہ تصنف اسی کتاب میں صاف طور پر لکھتا ہے۔

حال کفر عقائد و ایمان اکابر کے معتقدات و اعمال میں زمین آسمان
بکرا اس سے نامذکر کا فرق پڑے گا

ترصفت کے نزدیک اکابر دیندہ کے عقائد اپنے اور عقائد میں اور عقائد
عقیدہ پرست اور باطل و فاسد ہیں۔ لہذا یہ تصفت کا زبردست فریب اور بزرگم
جیسا جبروت اور مریخ کذب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اکابر دیندہ کے عقائد باطل
وہی ہیں جو عقیدہ عبد الوہاب نجدی کے عقائد ہیں۔ چنانچہ پیڑائے مصنف و فرزند
دیندہ یہ مولوی رشید احمد گلوچی کے فتاوے و عقیدے یہ میں صاف طور پر موجود ہے
سوال و جواب بیسبب و بغلط نقل کیے جاتے ہیں۔

سوال سوطوال دہائی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ

تھا اور کون مذہب تھا اور ذکر کیا شخص تھا اور اہل
عقیدہ کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب۔ مستندین عبد الوہاب کے مقتدیوں کو دہائی کہتے ہیں۔

ان کے عقائد عقیدہ حقے اور مذہب ان کا منہلی تھا البتہ

ان کے مذاق میں مشرت حق کر دہ اور ان کے مستندی اپنے میں بزرگ

ہاں ہر حد سے بڑھ گئے ان میں فساد اُگیا ہے اور عقائد سب کے متحدہ

میں اعمال میں فرق حنفی شافعی یا حنبلی کا ہے۔

پیڑائے فرزند دیندہ نے اس فتوے میں یہ چند امور صاف کر دیے۔

۱) دہائی عقیدہ عبد الوہاب نجدی کے ماننے والوں کو کہتے ہیں۔

۲) نجدی اور اس کے مقتدیوں کے عقائد عقیدہ حقے۔

۳) ان کا مذہب حنبلی تھا۔

۴) ان میں سے جن کے مذاق میں مشرت بھی پیدا ہو گئی ہے وہ بھی اپنے ہیں۔

۵) یہ سب ثابت ہے۔ فتاوے رشیدیہ اعلیٰ۔

۵) جن میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے فساد اُگیا ہے ان کے عقائد نہیں باطل
ہیں بلکہ عقائد ان کے بھی باوجود فساد اُگیا ہے ان کے عقیدہ ہی باقی رہے۔

۶) ان اہل عقیدہ کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق نہیں۔

۷) سنی حنفیوں اور اہل نجدی حنفی شافعی یا حنبلی ہونے کا فرق صرف اعمال میں ہے

تو گلوچی جی کے نزدیک اہل دیندہ ہونے آپ کو سنی حنفی کہتے ہیں ان

کے عقائد میں اور اہل نجدی عبد الوہاب نجدی اور اس کے مقتدیوں کے عقائد

میں کیا فرق نہیں بلکہ اہل نجدی کے عقائد کی فسادگی اور ان کا مذہب اپنا اصل علی

حد پیدائش کیا ہے کہ جن کے مذاق میں مشرت بھی پیدا ہو گئی ہے اور جن میں حد سے

بڑھ جانے کی وجہ سے فساد بھی اُگیا ہے وہی عقائد و فتاوے اور اپنے ہی

قرب اس کتاب مصنف سے دریافت کر دو تو نجدی عبد الوہاب نجدی

کے عقائد کو باطل اور عقائد کو فساد کہتا ہے اور اس کو ظالم یا غیور قرار کہہ کر

برکت ہے اور اسی کو اکابر دیندہ کا مذہب بتاتا ہے اور پیڑائے اکابر دیندہ

گلوچی جی اس کے عقائد کو فساد اور اس کو اپنا کہتے ہیں لہذا تم میں کون سچا ہے

اور کون جھوٹا کتاب بیسبب مطالبہ ہے کہ گلوچی جی پیڑائے اکابر دیندہ میں ان کی

یہ بات سارے فرقہ کو تسلیم کرنی پڑے گی اور یہی اللہ من اس ہے کہ عقائد

والہ کے اعتقاد کیا گئی ہے رساری دیندہ فرقہ نجدی کے عقائد کو عقیدہ ماحر بقول

گلوچی جی و دہائی عقیدہ لہذا تمام دیندہ لیں کو ادنیٰ ہونا گلوچی جی کے فتوے سے

ایسا ثابت ہو گیا جس کو ان دیندہ یا نجدی جی نہیں جانتے کہ کتاب مصنف کے

اس کذب و فریب کی حقیقت کا پردہ فاش ہو گیا کہ عقائد و ایمان اکابر دیندہ

اہل دیندہ کے معتقدات و اعمال میں زمین آسمان بلکہ اس سے نامذکر کا فرق ہے

یہ مصنف کے اس بزرگم و مکیہ علم کی کافی نقل گئی اور رساری دیندہ کی تفریق

میں مل گئی کہ وہ عوام کو یہ باور کرانا چاہتا ہے۔

یہ حضرات دیندہ دیندہ قوم، باطل سبب مالمیں کے عقائد پر۔

ابن امام اعظم رحمہ اللہ علیہ اور فقہاء حنفیہ کے طریق پر برزخ جہاں و عیال
کار بند ہیں مگر کو ثقافت کرتا نہیں چاہتے منکر اکابر برزخ اور فقہ حنفیہ
پر پیشہ مبارک ان کا منکر پہلے سے

لنگوی جسے بندہ یوں کہتا ہے کہ اگر ان کے عقائد کو عقیدہ بتا کر یہ واضح کر دیا
کہ وہ بندہ یوں کی جماعت ملت صالحین کے عقائد پر برگزیدہ نہیں ہے بلکہ نجدی عقائد
پر ہے جن کو معتقد نیلالت باطل و عقائد فاسدہ کہتا ہے۔ اور جب نجدی کے
عقائد باطل و فاسدہ ہونے تو وہ درویندی یا امام اعظم اور فقہائے طریق پر برزخ
علا و علا کار بند قرار پائے منکر الوفاق اور بدعا منکر الیہا معتبرا۔ فقہا معتقد کا دل
فریب ہم پر نگاہ لنگوی صاحب کے فتنے سے درویندیوں کا دانی ہونا ثابت
ہو گیا پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے درویندیوں کو دانی بتا کر اس میں ہتھان اور کچھ
کس طرح ہوا۔ بلکہ خود معتقد بھی اپنی جماعت کے دانی ہونے کا اس طرح عرض کرتے

صاحب خراب پیو۔ واری شہداد گور پرستی کر دند لغیر اللہ مانو دنا کی
انعام بازی۔ ترک جماعت و صوم و صلوٰۃ جو کچھ کر دے سب علامت
الہیہ و الجماعت ہونے کی ہر اور اتباع خرافیت صورتہ و علامتیں
کو حاصل ہر وہ دانی ہو جاوے گا

معتقد نے اس بات میں صاف طور پر کہہ دیا کہ اتباع خرافیت صورتہ
و علا کار دانی ہونے کی علامت ہے اور سارے درویندی اتباع خرافیت صورتہ
دعا کرنے کے ذریعہ ہی تو وہ دانی قرار پائے اور لنگوی صاحب نجدی
کے معتقدوں کو دانی کہتے ہیں تو نتیجہ عمل کیا کہ اتباع خرافیت صورتہ و علا نجدی کی تعداد
سے حاصل ہونے کے درویندی باقی سے دانی قرار پائے۔ اب باقی راہ معتقد کا
اہل سنت و جماعت کی علامت خراب پیوے واری شہداد گور پرستی نے انکار بازی

ملہ۔ شہاب ثاقب ملہ۔ ملہ۔ شہاب ثاقب ملہ۔

کرتے ترک جماعت و صوم و صلوٰۃ کرنے کر پرستی کرتے دند لغیر اللہ ماننے کر قرار
دیتا ہے باطل عقائد باطل اور شراب و دہشتانہ عقیدہ ہے اور اس طرح ہے کہ کوئی بھاری آدمی
بعض درویندیوں کے خراب پیوے واری شہداد گور پرستی سمجھتے۔ سو لینے۔ ترک صوم و صلوٰۃ
اور کڑوا چا کرنے اور درویند کے امتداد کی انعام بازی دنا بازی کرنے اور لنگوی متا
کی کر پرستی اور دند و خیرہ کر درویندیت و ولایت کی علامت و شعار قرار دے اور ان
سب کو اپنے ذاتی مشاہدے سے ثابت کر دے اور ان پر شہادیں پیش کر دے
تو کوئی مائل ان امور کو علامت و درویندیت و ولایت نہیں سمجھ سکتا ہے کہ بدل
خرشتہ میں ہوتے ہیں تو ان کی جعلی مذہب کی علامت نہیں ہوا کرتی ہے معتقد
کو اگر واقعی عقل رکھتا ہو تو وہ ایسی خرافات بھی زبان پر نہ داتا۔

پھر معتقد مخدین عبد الوہاب نجدی کے عقائد شہاد کر آجے اور درویندیوں
ان عقائد و افادت ثابت کرنے کی تاپاک سہی کرتے ہے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا پہلا عقیدہ

مخدین عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ اہل عالم و قوم مسلمانان دیار
مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتل کرنا ان کے اموال کو ان سے
چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔

جواب۔ یہ معتقد نے یہ ابن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ پیش کیا اور اپنے اکابر
و تابع درویند سے اس عقیدہ کے مخالفت میں لنگوی جی کے رسالہ لطائف رشیدیہ
کی ایک فویل عبارت پیش کی اور اس کے بعد معتقد نے ان افواہ میں اس
کا نتیجہ نکال کر کلام کو فریب دیا۔

ملہ۔ از شہاب ثاقب ملہ۔

حضرات غور فرمائیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز ازاں
اور ان کے اتباع کس قدر تکبر اور تشرک کہنے وغیرہ میں اعتقاد فرماتے ہیں
اور کس طرح سلف صالحین کے اتباع میں سرگرم ہیں مخالفت و دایرہ کے
کو کام کو ادا نہ ملے شے بنیائی سے کافر و شرک کرتے ہیں اور ان کے اعمال و
درا کر مثال جانتے ہیں۔
ہیں قنات راہ از کجاست تا پر کجا بل

جواب :- نہ صفت نے اپنی خراب کاری سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی کہ اکابر
دوبند یہ دایرہ اس عقیدے کے باطل مخالفت ہیں۔ لہذا یہ نہ صفت کا مریض جھوٹ
اور تکبر عظیم ہے۔ جم نہ صفت کے پیش کردہ گنگوہی صاحب کی مسئلہ کتاب قنات و ضعیف
سے امام اویسی کی کتاب تقویت الایمان کا اچھا ہرنا سمجھا ہوا دیکھتے ہیں تقویت الایمان
وہ کتاب ہے جسے اگر شرک و کفر کی مشین کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ بعد
گنگوہی اس کی قرابت میں یہ تحریر کرتے ہیں۔

کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ شرک و بدعت میں
کا جواب ہے۔ استدلال اس کے باطل کتاب اللہ اور احادیث سے
ہیں اس کا لکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ اس میں نہایت
پر ہے۔ بندہ کہ نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اور تمام
تقویت الایمان پر عمل کرے۔

اس میں انہیں گنگوہی صاحب نے تقویت الایمان کے تمام مسائل کو صحیح و نامک کتاب
پر عمل کرنے کا حکم دیا لیکر اس کے دفعہ اول کو نہایت کج اس کے پڑھنے کو کفر و بدعت کہتے ہیں اس میں
قنات و توحید کتاب کا پڑھنا اور عمل کرنا قنات و توحید کہنا بھی میں اسلام ہوگا اسکے دشمنین و
مسائل قرآن اسلام ہو گئے۔ لہذا اس تقویت الایمان میں ہے۔

ملہ : شہاب ثاقب مسک ۔ ملہ : قادیانی رشیدیہ ملہ : ہندوستان پر شنگ کی دہلیز اٹھا

دیوبندیوں و دایریوں کی شرک کی مشین

چرک کی کسی پروپینڈہ کی بدولت دایری کو کسی بھی چرک یا جھوٹی قبر کو
کسی کے حقان کو کسی کے چرک کو کسی کے حقان کو کسی کے شرک کی نشان
کرنے کا ثابت کر سکا۔ ہر کسی کے پاس کے نام کا روزہ رکھنے یا
باتھ اندھ کر کھانا ہو سکتا ہے یا جھوٹا چرک اسے یا ایسے مکانوں میں دور دور
سے قعد کر کے جاوے یا دانا بکھائی کرے۔ غلاف ڈالے۔ چادر
چڑھاوے۔ ان کے نام کی چھری کھڑی کر کے نہ صفت ہوئے وقت
نہیں پائے چلے ان کی قبر کو سہ دیو سے مورچیل چلے۔ اس پر شامیانہ
کھڑا کرے۔ پوکھٹ کو پھر دیوے۔ باتھ اندھ کر اٹھا کرے۔ غرار مانگے
جاوے ان کے میز پر دیوے۔ دانا کے گرد و پیش کے بھنگ کا لوب کرے
اور ایسی قسم کی باتیں کریں تو اس پر شرک ثابت ہو جائے۔ اس کا شرک
فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی کسی تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں کہے
کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے فانی ہیں یا میں کہے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم
کسے سے اللہ خوش ہو جائے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ دشمنیں مرن
دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہو جاتا ہے بلکہ

- اس عبارت میں امام ابراہیم اسماعیل دہلوی نے اپنے مسلمانوں کو شرک بنایا ہے
(۱) جو مسلمان کسی بھی دلی کی جی کر کے آگے باتھ اندھ کر کھانا ہو شرک ہے۔
(۲) جو کسی بھی دلی کی قبر کی زیارت کے لیے دور دور سے سفر کر کے جاتے وہ شرک ہے
(۳) جو کسی بھی دلی کی قبر پر بکھائی کرے وہ شرک ہے۔

ملہ : تقویت الایمان معلوم ذکر و نصیحت ۔

- (۳۰) جو کسی نبی ولی کے مزار پر صفات ڈالے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۱) جو کسی نبی ولی کے مزار پر چڑھائے وہ مشرک ہے
 (۳۲) جو کسی نبی ولی کے مزار پر رخصت ہوتے وقت اُٹھے پاؤں برائے اُسب چلے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۳) جو کسی نبی ولی کی قبر کو بوسہ دے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۴) جو کسی نبی ولی کی قبر کو ہر چل چلے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۵) جو کسی نبی ولی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۶) جو کسی نبی ولی کی قبر کو بوسہ دے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۷) جو کسی نبی ولی کی قبر پر اُتے ہاتھ رکھ کر عرض کرے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۸) جو کسی نبی ولی کی قبر پر کسی طرح کی کوئی شراد مانگے وہ مشرک ہے ۔
 (۳۹) جو کسی نبی ولی کی خدمت کے لیے مہاجرین کرے وہ مشرک ہے ۔
 (۴۰) جو کسی نبی ولی کے مزار کے ارد گرد کے محل کا اُسب لے کرے وہ مشرک ہے ۔
 (۴۱) جس پر بھی صاف کر دے اگر گرا بیٹا کرام و اولیا و مقام کو گندا کا چند اور حقوبی جو کہ اور یہ جان کر کہ ان کی عظمت پر اللہ غرض پہنچے ۔ ان کے ساتھ یہ معاملہ کرے وہ بھی مشرک ہے ۔ یہ قزو امیرین و مدبرین کی شرک کی مشین ہے ۔ اُسب گزیر کی مشین جاسطی

دانیال و یونس کی گھر کی مشین

اس زمانہ میں چند سستی مسلمانوں میں ہزاروں نبی یا میں اُرد
 نئے حقیت سے اور دم در دم ہر رات ایک ایک جہان اس میں گزار
 جاتے ہیں اور یاد دلاتے وقت ایک کجرا ڈھک کرنا ۔ اور بند و قیں چھوڑنا
 چھین کرنا ۔ اور نام فلاں بخش اور فلاں فلاں رکھنا ۔ سبب سے اللہ کی شادی
 کی عقل کرنا ۔ اور خدمت میں شادی اور عقل اور دم در دم گزار رہی کرنا ۔ بہر اہل خدا

شاہی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا مجرم کی عینیں کرنا ۔ مہینے الا نقل میں
 سونو کی عقل قریب دینا ۔ اور حسب وٹاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے
 کا اُسے کھڑے ہو جانا ۔ اور دینے انسانی کو گویا رہی کرنا ۔ شعبان میں سلوا
 پکنا ۔ اور رمضان میں اثر جیکہ خلیج اوداع اور خفا عری پھٹنا ۔ شوال
 میں حید کے روز سڑیاں پکنا ۔ اور بعد نماز عیدین انگلیز ہر کرنا ۔ یا بعد نماز
 کرنا ۔ یعنی کے ساتھ نماز اور مہاجرین شہر و بنا ۔ کشتی پر کھڑے وغیرہ نکھنا
 اور قبر میں قتل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا ۔ اور تہجد و سواں ۔ چالیسواں اور
 پچھاسواں اور برسی عرس مردوں کے کرنا ۔ قبول پر مہاجرین خوان ۔ مہتر سے
 بنانا ۔ قبول پر تاریخ نکھنا ۔ وٹاں چراغ جلانا ۔ اور دھور دھور سے سڑک کے
 قبروں پر جانا ۔ اور محلہ کے حق کی تعلیم ہی کو کافی جانا ۔ بہر عورتوں کا
 لیاؤ مقرر کرنا ۔ ایسے ہم و مکان اور ساری وغیرہ کی رزیت بہت ہی کرنا
 اور چند باتیں شہر کے نکھتے ہیں ۔ آخر میں کہ یہ باتیں اور سراسر اس کے
 ہزاروں برس رائج ہیں کہ ہزاروں آدمی یہ نہیں کرتے ہیں ۔ دھپان باکی
 کے کرنے والے کا کھانا آفریں ۔ نکھتے ہیں ۔ اور شخص اس کی بڑائی و باریت
 کے کے تا عرض اور خدا ہر ادا ان کا کوک کرنا بڑا گھٹے قوصات جان لیا
 چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب سلطان نہیں رہتی کا فر ہے ۔
 اس مہارت میں کس قدر مسلمانوں کا کافر بنا ۔ اس کا اس طرح شمار کیجئے ۔
 (۱) جو سلطان بوقت پیش فرزند کیا اذیت کرے وہ کافر ۔ (۲) جو اس وقت بندگی میں
 چھوڑ دے وہ کافر ۔ (۳) جو چھوڑ کرے وہ کافر ۔ (۴) جو چھوڑ کرے کامل بخش یا حسین بخش
 یا نبی بخش یا علامہ احمد یا علامہ شمسٹے یا علامہ نبی یا علامہ رسول یا علامہ
 یا علامہ امام یا علامہ حسن یا علامہ حسین یا علامہ حمی الدین یا علامہ حنیف یا علامہ حسین الدین

ملہ ۔ ہندو کی لڑائی بغیر توتیرہ الامان علیہ و ذہر انرا ملہ ۔ ۳۳

باغلام صابر وغیرہ نام رکھے وہ کافر۔ (۵) جو بسم اللہ کی فعل کرے وہ کافر۔
 (۶) جو مشق کی فعل کرے وہ کافر۔ (۷) جو عین کی رسم کرے وہ کافر۔
 (۸) جو سہرا باندھے وہ کافر۔ (۹) جو عین شادی برادری کو کھانا دے وہ کافر۔
 (۱۰) جو ختم کی مجلس کرے وہ کافر۔ (۱۱) جو ریح الاول میں مولود خیر کی فعل منعقد کرے وہ کافر۔ (۱۲) جو برکت ذکر ولادت قیام کرے وہ کافر۔
 (۱۳) جو ریح الاخر میں گیا ہو جس کرے وہ کافر۔ (۱۴) جو شبانہ میں ملنا پکائے وہ کافر۔
 (۱۵) جو رمضان میں آغیر مذکر کو ملکیت الوداع پڑھے وہ کافر۔ (۱۶) جو قضا عمری پڑھے وہ کافر۔
 (۱۷) جو عید کے دن سونا پکائے وہ کافر۔ (۱۸) جو بعد نماز عید معافہ کرے وہ کافر۔
 (۱۹) جو اس دن معاف کرے وہ کافر۔ (۲۰) جو کفن کے ساتھ نماز نہ پکائے وہ کافر۔
 (۲۱) جو کفن کے ساتھ چادر چلائے وہ کافر۔ (۲۲) جو کفن پر کھجکھے وہ کافر۔
 (۲۳) جو قبر میں غسل کے ڈھیلے رکھے وہ کافر۔ (۲۴) جو قبر میں شجرہ رکھے وہ کافر۔
 (۲۵) جو قبر کرے وہ کافر۔ (۲۶) جو دھواں کرے وہ کافر۔
 (۲۷) جو جالیساں کرے وہ کافر۔ (۲۸) جو چرمی کرے وہ کافر۔
 (۲۹) جو بری ولس کرے وہ کافر۔ (۳۰) جو قبر پر چادر ڈالے وہ کافر۔
 (۳۱) جو مقبرہ چلائے وہ کافر۔ (۳۲) جو قبر پر تار پکھکھے وہ کافر۔
 (۳۳) جو قبر پر چار بجائے وہ کافر۔ (۳۴) جو قبر پر دھواں دے سر کر کے جائے وہ کافر۔
 (۳۵) جو مکہ کے حق میں عقیدہ کو لائی جائے وہ کافر۔ (۳۶) جو مردوں کا مہر دے، مقرر کرے وہ کافر۔ (۳۷) جو اپنے جسم کو زینت دے وہ کافر۔
 (۳۸) جو اپنے مکان کو بہت زینت دے وہ کافر۔ (۳۹) جو اپنی سواری کو زینت دے وہ کافر۔ (۴۰) جسے ان باتوں کا شرک کرنا پڑ جائے وہ کافر۔
 قریہ نام الوباب یہ وہ پیشوا ہیں جو نیکو نام اور تمام اہل اسلام کو شرک و کفر سے روک دیتے ہیں۔
 شہر کے میں اور جب تمام اہل اسلام کو شرک و کفر سے روک دے تو ان سے قتل و کتل کرنا اور

ان کے اموال کو ان سے چھین لینا بھی حلال ہوا۔ تو مصنف نے جو عقیدہ نجدی کا لکھا تھا بالکل وہی عقیدہ اکبر وادیہ وادیہ کا ثابت ہوا۔ لہذا مصنف کا پتہ اکبر کو اس عقیدہ نجدی کے خلاف ثابت کر دینا چاہیے کہ اس کا یہ صریح کذب بیانی اور کلمی برقی فریب کاری نہیں ہے۔

الحاصل مصنف کے اکابر ابن عبدالوہاب نجدی کے چہرے کے چہرے ہیں اور اس کے قدم بہ قدم پہل کر تمام مسلمانوں کو شرک و کفر بنانے والے ثابت ہوئے۔ آپ مصنف ہی بتائے کہ کیا اس کے یہ اکابر مسند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حامیان دین کلمائے کے شیعہ ہو سکتے ہیں اور کیا شارح علیہ السلام و امیر کرام نے اور سلف صالحین نے اسی کی تسلیم دی تھی کہ اہل اسلام کو شرک و کفر بنا دینا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

مصنف کا یہ کہنا کہ اعلمت قدس سرہ نے تفسیر تفسیل کی اور علیہ السلام کی تفسیل کی تفسیر و تفسیق کی تو اعلمت قدس سرہ نے جو حکم دیا اس کی تصدیق تمام علماء کرام و متنبیان مقام عرب و عجم نے کی و حکیم تمام ائمہ و فاضلہ ائمہ و جہت اندوہتالین و القضاہ و البندہ و غیرہ و سائرین نیز جب المصنف قدس سرہ عقائد یہ کہ کفر و فطرت میں اور نجدی کو کافر کہتے ہیں تو وہ اپنے نجدی کس طرح جہتے ہیں غیبت نجدی وہ اکابر و دیوبند ہیں جو اس کے عقائد کو غلط بتائیں اور نجدی کو اچھا کہیں۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ

پہر مسند محمد بن عبد الوہاب نجدی کا دوسرا عقیدہ، کھوکھرا پنے اکابر اس کا خلاف اس طرح ثابت کرتا ہے۔

(۱) نجدی اور اس کے اتباع کا ایک یہ عقیدہ ہے کہ دنیا علیہ السلام کی حیات فقو اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں

وہ اور دیگر کو نہیں سمجھتا میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو حیات
ہے تو وہی حیات برزخ ہے جو آما و امت کو ثابت ہے بعض
ان کے عقیدہ میں جی کے قائل ہیں مگر علامہ قزوینی اور متقدموں کے
زبان سے بالکل کفر ہے کہ ان کا زبان پر لانا جائز نہیں در ہادیہ نیاست
نوی علی التمام متناہی ہے۔ اور انہوں نے اپنے رسائل اور تصانیف
میں لکھا ہے۔ اب غور فرمائیے کہ ان کا یہ کہ رسائل اور اعتقادات باطل
اس کے خلاف ہیں۔

جواب :- مختلف کا یہ کلام برا جھوٹ اور دلیل و طریقہ ہے کہ اگر وہ دینہ بندی کے
اس عقیدہ کے خلاف ہیں۔ اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دینہ بندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے
جو تہذیب کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جہاد اولیٰ کی عبارت مستند میں منقول
ہوئی کہ گلوہی صاحب کہتے ہیں کہ تہذیب کے عقائد عقود سے تو گلوہی جی کے نزدیک
تہذیب کا یہ عقیدہ بھی عقود ہوا۔ اور اہل مکمل جانتے کہ باطل عقیدہ کو عقود کہنا اس
عقیدہ کی موافقت ہے نہ کہ مخالفت ہے۔ اہل دینہ بند کے حکیم اللہ شرف علی
تٹاری نے تصانیف لکھے ہیں۔

حضرت علیہ السلام کی قبر شہدک میں لکھو مٹی جس میں آپ

نبایت قوی حیات برزخ کے ساتھ کشفیت رکھتے ہیں۔

دیگر تٹاری نے نبایت صاحب الفاضل میں حضرت علی علیہ السلام کی
حیات شریف کو حیات برزخہ مانا جو آما و امت کو ثابت ہے۔ یعنی وہ اور دیگر کو نہیں
سمجھتا میں برابر ہیں۔ لہذا جو تہذیب کا عقیدہ تھا باطل وہی تٹاری اور تمام دینہ بندی
قوم کا عقیدہ ہوا۔ بلکہ دینہ بندی عقیدہ تہذیبی عقیدہ سے بھی مدد جہاد تر ہے۔ امام الوابیہ
اسٹیل دہلوی نے قریب قریب لکھا ہے کہ یہاں تک کہ حدیث بنا کر حضرت علی علیہ السلام

کی طرف نسبت کردی کہ حضرت خلیفہ تہذیب
یعنی تہذیبی ایک دین کرکری میں ملنے والا ہوں۔

اور ظاہر ہے کہ کوئی میں ملنے کا یہی مطلب ہوا کہ حضرت کا یہم اقدس ریزہ ریزہ
ہر کرکری کے ذروں میں مل گیا تو امام الوابیہ کے نزدیک جسم اقدس محفوظ نہ رہا۔ تو تہذیبی
عقیدہ میں قریب قریب متاثر ہیں ان کے عقیدہ میں جی کے قائل ہیں اور امام الوابیہ نے اپنا
عقیدہ یہ بتا دیا کہ تہذیبی جی ہرگز محفوظ نہیں رہا بلکہ وہ ریزہ ریزہ ہر کرکری کے قطبوں میں
گیا۔ ایسا ذرا ناگوار تو گلوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ پر کی عبارت مستند میں منقول
ہوئی کہ تہذیب کے نزدیک سب مسائل اس فتویٰ ایمان اسکے پیچ میں۔ اور تمام
فتوئے ایمان بدلتے ہیں۔ تو گلوہی صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہوا۔ امام الوابیہ اور گلوہی
صاحب اور تٹاری صاحب وغیرہ تمام اہل دینہ کا عقیدہ کہ باطل تہذیبی عقیدہ کے
سرافق ثابت ہوا بلکہ دینہ بندی عقیدہ تہذیبی عقیدہ سے یہ جہاد برقرار رہا۔ قراب
مختلف کا یہ قول کہ ان کا یہ کہ رسائل و اعتقادات باطل اس کے خلاف ہیں۔ کس
قدر جہاد جھوٹ اور دلیل و طریقہ ہے اور آجبات وغیرہ القہر و اجہاد اربعین و طاعت
تاسیر و ذبحہ الناسک وغیرہ رسائل میں جو لکھے گئے ہیں وہ سب مکر و فریب کے کھروم
کیسے قبضہ سے نہ نکل جائیں۔ درود گلوہی جی اور ساری دینہ بندی قوم میں کھینچے جانے
اور قرآن و حدیث کا مستحق مانے اور میں اسلام اعتقاد کرے۔ اس کی مخالفت کیسے
کر سکتے ہیں۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا تیسرا عقیدہ

پھر مختلف شاہد شاہد تہذیبی تہذیب کا تیسرا عقیدہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔

(۳) زیارت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سحر کرنا دعوت و حرام اور غفور و منور قرار پانا بلکہ ان کے عقیدہ میں بھی یہ سحر زیارت زمانہ کے وہم کو چھوٹا اور انہوں نے بھی مسجد نبوی میں جا کر دعوت و سلام پڑھا ہوا اور نہ اندس کی ٹھٹ سے توجہ ہو کر دعا مانگی ہوگی۔ کہ نہ تو عمدہ عقیدہ کی مخالفت کی جا سکتی ہے نہ اپنے کے فعل کو بڑا کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اپنے کے فعل پر عمل نہ کرنا ہی رہتا ہے۔ بلکہ عقیدہ و دین بند کو اس عقیدہ نجدی سے بہت زیادہ بدتر ہے کہ عقیدہ نجدی تو سحر زیارت و غفور و منور اور دعوت و حرام اور زمانہ کے درجہ کے برابر ہے اور عقیدہ و داعیہ و دین بند میں یہ گنہگار و شرک سے دیکھو امام ابو داؤد اسلین و ابی کی تفریح الا بیان کی عبارت جو شرک کی مشین میں اس پر منقول ہے اس میں صاف موجود ہے کہ ایسے متانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاسے اور اسی تفریح الا بیان کے صفحہ پر ہے کہ کسی کی آہ پر یا چلے پر یا کسی کے حقان پر جانا اور دور سے قصد کرنا (ان کا آخر میں حکم لکھا ہے) سب شرک کی باتیں ہیں اور تفریح مشین میں یہی تفریح الا بیان کی عبارت منقول ہے کہ دور دور سے سحر کر کے قبول پر جانا اور پھر تفریح صاحب کا فتوے کہ تفریح الا بیان کے مسائل بندہ کے نزدیک صحیح ہیں اور ان پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ تو کسی کی طرف روشن ہو گیا کہ اگر وہ داعیہ و دین بند کے نزدیک سحر زیارت و غفور و منور شرک ہے نہ لہذا اب ان کا بد داعیہ کا سحر زیارت و غفور و منور بلکہ قریب ہوا جہا کہنا صحیح کذب اور بد داعیہ قریب ہے اور اپنے عمدہ عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ گنہگار و شرک کو مشتبہ و صاحب غلط فہمی ہے۔ تو اب معصیت اور اس کے الایہ کا بدلہ قریب ہو کر وہ روشن ہو گیا۔

پھر معصیت اسی سلسلہ میں اپنے الایہ و دین بند اور نجدیوں کا ایک یہ فرقہ اور ظاہر کرتا ہے کہ وہ نجدی شفاعت کو ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

مستحکم ہے کہ شفاعت حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ثابت مانستے
اس، بھلائی و داعیہ کے مسئلہ شفاعت میں بڑا مدلل تاویلیں اور غرضت

لے۔ شہاب ثاقب صفحہ ۷۷۔ شہاب ثاقب صفحہ ۷۷۔

صاحبو جاسے کا ہر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے مخالفتیں لائیں
باجبر کے ہیں (پند ملے کے بعد میں ہے) ان کا عقیدہ ہے کہ سحر زیارت قبر
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل استیجاب میں سے ہے بلکہ قریب واجب
ہے (شہاب ثاقب صفحہ ۷۷) (اور صفحہ پر نہیں ہے) حضرت
مولانا (گنگوہی صاحب) قدس اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سحر زیارت و غفور و منور شرک ہے
فرماتے ہیں کہ غفلت زیارت قبر مطہرہ کی قیمت ہوئی چاہیے اب دیکھئے
دور و نزدیکوں میں کسی قدر فرق ہو گیا ہے

جو اسبہ۔ معصیت نے اس عبارت میں کھلا ہوا جھوٹ اور مرتکب کذب ہوا کہ
وہ نجدی الایہ کا عقیدہ عقیدہ نجدی کے مخالف ہے اور مذہب نجدی و مذہب
وہ نجدی میں فرق ہے یہ اس کا بڑا انکار اور کھلا ہوا قریب ہے۔ ہم نے جب فتاویٰ
رضیہ میں یہ عبارت پیش کر دی کہ نجدی کے عقائد غلط تھے اور وہ اس کے معنی
لےتے ہیں تو لکھتے ہیں کہ یہ عقیدہ بھی مذہب ہوا اور ان کے نزدیک بھی

اگرستہ ہیں اور قریب قریب انکار شفاعت کے باطل پہنچ رہے ہیں۔
 جو اب در مصنف کی یہ بھی کذب بیانی اور فریب کاری ہے کہ اکابر وہ ہیں
 دیوبند یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کو ماننے میں کجب متدی بہت
 میں شفاعت کا انکار ہے تو کبھی صاحب کے نزدیک کبھی کا یہ متدی بھی نہیں
 ہے قرآن شفاعت کا عقیدہ انکار مصنف کے نزدیک عذر عقیدہ ثابت ہوا شفاعت
 کو ثابت مان کر کیا یہ اکابر عقیدہ متدی کی مخالفت کر سکتے ہیں تو مصنف کو یہ قول غلط
 باطل ہے بلکہ اپنے اکابر پر بہتان و افتراء ہے۔ مگر ہم تو مصنف کو یہ دکھائیں کہ اکابر و تابع
 دیوبند یہ کھیلوں سے بہت بڑھ کر کھیل کر شفاعت میں۔ چنانچہ امام ابو حامد محمد بن
 دہلوی اسی تقریر ایمان میں صاف طور پر لکھتے ہیں۔

پہنچنے والے وقت میں کافر بھی اپنے نبیوں کو اللہ کے برابر نہیں مانتے
 تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل
 کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منہیں مانتی اور
 تہذیب و ادب کی اور اپنا دلیل اور سفارشی کہنا بھی ان کا کفر و شرک
 تھا سر جو کہی کسی سے یہ سہارا کرے تو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق
 ہی سمجھے سوائے اہل اور وہ شرک میں براہم رہے تھے

اس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ اللہ کے کسی بندہ و مخلوق کو چاہے
 وہ ولی ہو یا نبی یا سیدنا یا نبی کیوں نہ ہوں ہم کوئی اپنا دلیل و سفارشی کہے نہیں
 ان کی شفاعت کو ماننے تو وہ اکابر و تابع کے برابر شرک ہے کہ اکابر و تابع دیوبند یہ کافر
 عقیدہ ہر اکبر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا دلیل و سفارشی ماننے والے
 اکابر کے برابر شرک ہے اور عقیدہ دیوبند میں تقویۃ الایمان کی یہ بات ضرورت
 صحیح بلکہ سلیقہ اسلام ہے تو عقیدہ دیوبند میں انکار شفاعت عقیدہ کفر و جہنم سے

لے۔ و شہادۃ شامیہ ص ۱۵۰۔ ت۔ و تقویۃ الایمان بطبعہ مذکور ص ۱۰۰۔

جو جہاں بڑھ کر کثرت ہوا اب مصنف کو اس قدر دلیل و فریب ہے کہ اکابر
 دیوبند کو کھیلوں کا مخالفت ثابت کرنے کی سعی کرتا ہے۔ ملا۔ بریں مصنف
 کے نزدیک جب اکابر و تابع حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شفاعت کو ثابت
 مانتے ہیں تو کہہ لیتے امام امین دہلوی کے حکم سے یہ اکابر و تابع اہل جہنم کے برابر
 شرک قرار پائے قرب مصنف اپنے اکابر و تابع دیوبند کے حکم کو سمجھتا ہے ایمان دہلوی
 کے حکم کو یہ دونوں کے حکم کو کہ کسی کے حکم کو نہیں مانتی۔ خلافت تقویۃ الایمان کے حکم
 سے قرآن و احکام کو نہیں سمجھتا کہ اس کے نزدیک مین اسلام ہے۔ لہذا مصنف اس حکم
 کو تو کھائے ورنہ اس کو سب اکابر و تابع کو اہل جہنم کے برابر شرک کہنا ہے گا۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا چوتھا عقیدہ

۱۴۱، شان موت و حضرت رسالت علی ساجد اہل العزلة والسلام میں دایر
 نہایت مختصر فی کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو
 ماضی ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت متورج ہی عظمت
 زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و متعصب اعتقاد و
 کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو جہنم کر کے رہا پر لارہے ہیں۔
 ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حق آپ ہم پر نہیں اور
 نہ کوئی مسلمان اور عالم ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور
 اسی وجہ سے قریل دعائیں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ماننا
 کہتے ہیں ان کے بڑوں کا قول ہے عذرا اللہ معا واللہ نقل کرنا
 نہ ہاں کہ ہمارے اٹھنے والی ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ہم کو زیادہ فتنہ دینے والی ہے ہم اس سے تو کہتے کوئی دفع
 کر سکتے ہیں اور ذات نوران صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو یہی نہیں

اگر کہتے ہوں

جواب :- اس عقیدہ نجدی میں اسنے امور ہیں۔

- ۱- شانی نبوت میں نجدی نہایت کسٹانی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔
- ۲- نجدی اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل خیال کرتے ہیں۔
- ۳- نجدی اپنے اور حضور علیہ السلام کی نہایت معشوری سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانند ہی
- ۴- نجدی اپنے آپ کو یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لاد رہے ہیں۔
- ۵- نجدی حضور مرقی خدایہ کا اپنے اور پروردگار کی حق ماننے ہیں و کوئی احسان۔
- ۶- نجدی حضور کی ذات پاک سے بعد وفات کوئی قائم نہیں مانتے۔
- ۷- نجدی بعد وفات سے بعد کے آپ کی ذات پاک سے دوسری قوسل کرنا مانتے ہیں۔
- ۸- نجدی اپنے انگریزی نام کو حضور کی ذات سے زیادہ نفع دینے والی کہتے ہیں۔
- ۹- نجدی اپنی داعی کو کہتے کے لیے واضح مانتے ہیں۔
- ۱۰- نجدی حضور خرم عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کو داعی کی برابر بھی واضح نہیں

مانتے ہیں۔
 ترجمہ یوں کیا ہے کہ گویا انہوں نے ان عقائد کا مجموعہ ہے۔ شہادت اس عقیدہ کو نکھ کر اپنے اکابر و داعیہ و دیوبند کی صفائی کے لیے شہاب ثاقب میں اس طرح لکھا

مستند پر ہے جب اس کے مقابلہ میں ان ہمارے حضرات اکابر کے اقوال و عقائد کو ملحوظ فرمائے۔ مستند پر ہے اس تمام عبارت میں مخالفت داعیہ بہت بات سے کیا ہے نہ کہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور زمانہ کا یہ عقیدہ ہے مستند پر ہے کیا وہ ایسے عقائد و ضیافت رکھتے ہیں اگر نہیں۔ مستند پر ہے ہرگز نہ انگریزی اور ان کے متعلقین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کے وہ نہیں کہ ہر داعیہ خبیث

ملہ بہ شہاب ثاقب مستند و مستند :-

کہتے ہیں مستند پر ہے وہ کوئی کو گستاخی کا بہ نسبت حضور سرور کائنات علیہ السلام کو برسر کسا یا افساد کر سکتا ہے۔ مستند پر ہے اکابر باطل از سر تا اجماعت و باطنی عقیدہ و داعیہ کے ہیں۔ یہ کل عبارات شہاب ثاقب میں اسی عقیدہ نجدی کے ضمن میں ہیں، بلکہ

مستند نے اس عقیدہ نجدی کے ضمن میں اپنے اکابر و دیوبند انگلی و دانوڑی و ذریعہ کی عبارات اور اشعار، قصائد و حکایات و واقعات کے نقل کرتے ہی انگریزیوں کا زور دیا ہے اور انتہائی کذب بیانی و فریب کاری اور ہر طرح کے دجل و کید کا استعمال کیا ہے اور شہاب ثاقب کے مستند سے مستند تک اپنے اکابر کے عقائد و اقوال کو نکھ مارا ہے اور حرام کو یہ باور کرانے کا زور دیا ہے کہ اکابر دیوبند اس نجدی عقیدہ کے باطل مقامات ہیں، ان کے اعتقادات و اقوال عقیدہ نجدی کے از سر تا مشابہ ہیں یہ شان رسالت کے کٹاخوں کو زور دے رہے ہیں لیکن ہم شہادت کے مستند کے اس قول و وعدہ شایع حضرت اکابر موجود ہیں اور پوری ہوئی جگہ دستیاب ہوئی ہے پھر اصل کے اس مستند کا ہتھیانہ اور مزید کذب اور دجل و فریب اور کر و کیم کا نکھار ہو کر آتے ہیں اور ان اکابر و داعیہ و دیوبند کی شان رسالت میں مخری ہوئی نمایاں اور بدترین گستاخیاں اور انتہائی بے ادبیاں انہیں کی ملبومہ شہادت سے یہ شش کر سکتے ہیں۔

مسلمہ فرما اگر ہم اس عقیدہ نجدی کی مجموعی اعتبار سے ملاقات اور تائید ان اکابر و دیوبند کے قول سے پیش کریں تو پھر اس کے بے انگلیسی صاحب کا وہ حق بنی جہنم و کیم و فریب سے مستند میں نقل کیا ہے نہایت کافی ہے۔ کہ محمد بن عبد الوہاب کے مستند یوں کو دانی کہتے ہیں ان کے عقائد عقائد حق تھے اور ان کے عقائد ہی اپنے حق

ملہ بہ شہاب ثاقب مستند و مستند :-

اس میں حسب نگہی صاحب نے مخدّی عقائد کو رد کیا تو یہ عقیدہ نجدی بھی ان کے نزدیک منہء مبطل اور وہ باوجود اس عقیدہ کے اچھا قرار لیا۔ قرآن عقیدہ نجدی کی ہر بات پر برکتی تھی بریلہ لابی بر توین نگہی صاحب کے نزدیک منہء مبطل اور وہ نجدی باوجود اس توہین و گستاخی کے اچھا ہوا تو اس عقیدہ نجدی کی اس سے زیادہ موافقت دتا تھا اور کیا ہو سکتی ہے تو مصنف کا ان نگہی وغیرہ الا پروردگار کا رب اس عقیدہ نجدی کے مخالف بتاتا۔ اور اس کے مقابل نگہی وغیرہ الا پروردگار کی عبادت اور اقبال پیش کرنا مریض کذب اور کلمہ برا کو دغریب نہیں ہے تو اور کیا کہنے بلکہ مصنف کا اس عقیدہ نجدی کو گستاخی تو توہین بتانا اگرچہ اپنے الا پروردگار ہی وغیرہ کو گستاخ توہین کرنے والا کہہ کر انھیں کا فر و مرتد بتانا ہے۔ بلکہ ان الا پروردگار ان ہی کی دوسری عبادت و اقبال سے کافر بتانا ہے اور اپنے الا پروردگار کی ذکر کرنا ہے تو ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہے کہ مصنف نے اس کتاب میں اپنے الا پروردگار کی عبادت نہیں کی بلکہ ان پر انہیں کے اقوال سے گستاخ کر دیا۔

اور اگر نجدی عقیدہ کے برعکس عقائد کی موافقت دتا تھا ان الا پروردگار سے دو گنا یعنی مقصود ہر توہین کی مطلوب عبادت تھیجے کہ اس نجدی عقیدہ کا (۱) یہ عقائد نجدی شایع نبوت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں وہ انی دیر ہندی اس سے بہت زائد شایع نبوت میں گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور دیکھ کر چاہتے ہیں۔ دیگر قاعدے رشیدیہ میں جن میں نگہی صاحب کا قاعدہ مطبوعہ موجود ہے۔

رشید نگہی کا مقام مصطفیٰ علیہ السلام پر مذاکرہ

استغناء کیا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفسر مکتوبات
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہنے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

الحجاب منہء مبطل تعالین مصنف صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولاد اور اولاد اور اولاد تا نبیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہذا اگر دوسرے پر اس منہء مبطل کی اولاد دوسرے کو برا نہ کہنے فقط۔

بندہ رشیدیہ نگہی صلی علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے نے رسول تعالین جو بنا ہمارے ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مصنف صاحب بیان فرمائی دعا اذ سئل انک انک صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہم نے آپ کی کلمہ سے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس میں اور انہیں اضرک نہیں ہوا کہ اور اولاد و کلام نگہی صاحب نے اس مصنف صاحب کو اس بے قدری سے متاثر کر کے آپ کو اور بروردی نہ کہ رسول تعالین بنا کر مشرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر لہر ہر لہر کر دیا کیے مصنف صاحب کی نگہی نے شایع نبوت میں گستاخی کا کلمہ استعمال کیا۔

کیا کسی کی مصنف صاحب کا بنا دینا اس کی توہین و گستاخی نہیں ہے؟
کیا اس میں حضور کی ہوسری اور ہر لہر کا دوسرے منہء مبطل نہیں ہے؟
تا توہین جن کے بہت سے اشعار مصنف نے نقل کیے ہیں اور انہیں نبوت عاشق سرکار رسالت ثابت کیا ہے وہ منہء مبطل اس میں لکھتے ہیں۔

قاسم ناتوئی کا شان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ

انہیں اپنی آنست سے اگر تازہ بولتے ہیں تو علم ہی میں متاثر ہوتے ہیں
باقی راعل اس میں لیا اوقات بظاہر انتہائی سادی (دہرہ) ہر جہات میں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عقیدہ و مروت مطبوعہ قادیان دیر ہند۔

بلکہ ہر جہت میں ملے

مسلمانوں! اس عبارت میں نافذی نے فضل و کمال علم و عمل میں شریک ہر عمل میں امتیاز کو نہ فقط انبیاء کی شکل میں بلکہ امتیاز کو دنیا سے بڑھا دیا۔ تو امتیاز کا انبیاء کو علم سے متاثر نہ کرنا ہی کوئی گستاخی تھی اور ہر امتیاز کو انبیاء کو علم سے بڑھا دینا تو شانِ نبوت میں سخت گستاخی و دلہ ادبی ہے۔ کیونکہ منصف متاثر ہر امتیاز میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں وہ علم و ہند ہی ہوں گے۔ چونکہ علم و ہند تو آپ کے ہند ہی میں نافذ و شرک ہیں تو ہمارے اعمال کب قابلِ اعتبار ہو سکتے ہیں تو نافذی صاحب کا مقصد یہ ہے کہ انبیاء پر علم و ہند کو عملی توقیت حاصل ہے اب باقی راہی اعلیٰ امتیاز اس کو اس طرح ختم کیا۔ یہی گنجوی اور شیشی صاحب جن کی ترقیوں سے منصف نے ورق کے ورق سیاہ کر دیے ہیں وہ براہین قاطعہ میں نکتے ہیں۔

رشید گنجوی اور شیشی کا شانِ مصطفیٰ علیہ السلام کی مخالفت کو اس

شیطان و ملک الموت کو یہ وسوسہ نم سے ثابت ہوئی غرض عالم کی وسوسہ ملک کی کوئی نصی قلعی ہے۔

اور چند سطر بعد ہے۔

افضل ہونے کی وجہ سے برگزائیت نہیں ہوا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چکا ہو تاکہ زیادہ ملے

مسلمانوں! امتیاز اور گنجوی ہی سے اس عبارت میں شیطان و ملک الموت کو

ملے۔۔۔ عذرا تا اس طبع غیر خواہ پڑیں سہا پھر ملے۔

ملے۔۔۔ براہین قاطعہ طبع ساؤ ہورہ ملے۔

علم میں حضور علیہ السلام سے بڑھا دیا تو شیطان و ملک الموت کو حضور علیہ السلام سے علم میں بڑھا دینا شانِ نبوت میں کیسی سخت گستاخی و دلہ ادبی ہے۔ اب کوئی منصف سے دریافت کرے کہ نافذی نے تو حضور کی ملی فیضیت و توقیت کو کسٹا دیا اور گنجوی نے ملی فیضیت و توقیت کو ختم کر دیا۔ تو کیا یہ شانِ نبوت میں گستاخی اور دلہ ادبی اس کو نظر نہیں آتی۔

مولوی اشرف علی تھانوی جن کو مکیم الامت کا لقب شہزادہ دیا ہے وہ اپنے رسالہ متعلق ایمان میں لکھتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی کی شانِ مصطفیٰ علیہ السلام علیہ وسلم گستاخی

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا ہوا مگر بقولِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تو دریافت طلب پر آم ہے کہ اس غیب سے شرا و بعض غیب ہیں یا کل غیب اگر بین علوم غیبیہ نہ ہو تو اس میں حصہ کی کیا تعلیم ہے۔ ایسا علم غیب تو زیر و علو بلکہ ہر سی و ہر ہر میں معانات و دہائے کے لیے ہی حاصل ہے۔ ملے

مسلمانوں! تھانوی ہی نے اس عبارت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو نہ مقرر فرمایا اور تمام جادوؤں و چاروں کے برابر کر دیا۔ تو کیا شانِ نبوت میں یہ مقرر نہ تھا ہی ہر گز کافی ہو سکتی تو بین نہیں ہے اب چند گستاخیان و دلہ ادبیوں کی مین اسلام کتاب ترقی ایمان سے پیش کیا تھی ہیں۔

اسماعیل دہلوی کی چھ گستاخانہ عبارتیں

اولاً۔۔۔ سیاحہ قرم کا چہرہ بری اور گاؤں کا زمیندار سوان معقول کر

ملے۔۔۔ متعلق ایمان ملے۔

میرزا جعفر اپنی اہستہ کامرور سے پہلے
 شامیہ، ہر موقوف بڑا ہوا چھڑاؤ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی
 زیادہ ذلیل بنے جاتے
 شامیہ اور اولیاء و انبیاء و امام زادہ پر پوشیدہ یعنی جتنے اللہ کے مغرب
 بندے ہیں، سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں
 رالغاً اور یکن اللہ شرف العلوکات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی قراس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گھوڑے کو گھر سے اتنی
 بات سنی ہے کہ اسے دہشت کے بے حواس ہو گئے ہیں
 غائب ہے جس کا نام مسند یا غسل ہے۔ وہ کسی
 چیز کا متاثر نہیں ہے
 ساور ساور سب انبیاء اور اولیاء اس کے رو برو ایک ذوقِ ناچیز سے
 بھی کمر میں ہے

آؤ لاہ ان محلات میں امامِ ابراہیم کا حضرت انبیاء کرام کو عاجز اور اپنا بھائی
 کہنا انہیں بے حواس نکھٹا، انہیں جگہ جہری اور زمیندار یہ بتاتا، انہیں چار سے زیادہ
 ذلیل ٹھہراتا ہیں ذوقِ ناچیز سے کٹر قرار دینا کیا مصنف کے نزدیک تو ہیں اور کٹاخی
 جنس ہے تو ہر شخص کے نزدیک کٹاخی دینے والی ہے یہ کلمات نہیں ہیں تو
 کیا ایسے کلمات علماء دین کو کہہ جا سکتے ہیں اور اگر یہ کلمات گستاخی کے ہیں تو
 دین پرندوں نے یہ وہ کلمات گستاخی استعمال کیے جنہیں نجدی نے بھی استعمال
 نہیں کیا۔ تو ثابت ہو گیا کہ شامیہ جہت میں دین پرندوں نے بھی گستاخی کے کلمات

- ۱۔ تفریقہ الایمان ۲۰ ۲۔ تفریقہ الایمان ۳۰
 ۳۔ تفریقہ الایمان ۴۰ ۴۔ تفریقہ الایمان ۵۰
 ۵۔ تفریقہ الایمان ۶۰ ۶۔ تفریقہ الایمان ۷۰

استعمال کیے اور اپنی کتابوں میں بھاپے۔
 شامیہ، نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کا مثل خیال کرتا ہے۔ تو دین پرندوں کا بھی یہی عقیدہ ہے سب کا کٹا وٹے رشیدیہ
 سے نقل ہوا کہ گنگوہی نے اپنے آپ اور ہر دین پرندی کا ذکر حضرت تعالین بنا کر حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسدِ وصل بنایا۔
 شیخ ابوہریرہ نے تو صاف لکھ دیا۔

بقول محمود حسن گنگوہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شامی تھا

زبان پر اہل ہوا کے ہے کیوں اہلِ جبل شامیہ۔
 اٹھا عالم سے کوئی باقی اسلام کا شامی ہے
 مسافر! اس میں شامی بننے کی ہے تو دین پرندی کا برتنے بھی حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل گنگوہی کو قرار دیا تو ہر نجدی عقیدہ متاوی دیویندی
 عقیدہ ہوا۔

شامیہ، نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ پر سرور علیہ السلام کی شہادت
 مقدسہ کی فضیلت زائچہ تبلیغ کی جانتے ہیں۔ دین پرندی عقیدہ بھی یہی ہے۔ دیکھ
 انہیں گنگوہی کے مین اسلام تفریقہ الایمان میں صاف موجود ہے۔

۱۰ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔ سوال میں
 بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ جاتے ہیں اور بڑے پہلے کاموں
 سے واقف ہیں۔

مسلم! تو! اس میں امامِ ابراہیم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت و بڑائی

لکھ کر مرثیہ گنگوہی ملبورہ ساؤ حورہ ۳۰ ۳۱۔ تفریقہ الایمان ۳۰۔

صرف اتنی مانی کہ وہ راہ خدا چلتے ہیں یعنی تبلیغ کرتے ہیں تو جو عہدی عہدہ
مقام حاصل وہی دیوبندی وہابی عہدہ ہو اگر اس سے تمام معجزات اور خصوصیات
اور فضائل و محاسن کا انکار ہے۔ بلکہ رسالت کا بھی انکار ہے کہ ایسی راہ بتانے کے
لیئے رسالت کب ضروری ہے ہر عالم میں کی یہ شان ہے۔

واللہ اعلم۔ دیوبندی کا یہ عہدہ بھی شاکر کہ وہ اپنے آپ کو یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو رہا
کر کے راہ پر لے رہے ہیں۔ دیوبندی عہدہ بھی ایسا ہی ہے۔ دیکھو حشر غیہ لنگوی کہ

خدا ان کا مرقی وہ مرقی تھے غنائی کے

مرے مولا مرے ہادی تھے بیگم رشید دہانی

بعد کو آپ ماضی تھے دوسری حق بھی دائر غنا

مرے قبلہ سے کہہ تھے حقانی سے حقانی

ہدایت جس نے وہ ہونڈی وہ دوسرے جاگہ ہرگز

وہ میرا سب ہدایت تھے کہیں کیا نص کرانی ملے

مسلمان! اس میں شیخ ابن ہنظلہ نے لنگوی جی کو ہدایت کرنے والا بتایا کہ یہ حق
کے تابع نہیں تھے بلکہ حق ان کا تابع تھا۔ اور اپنی ہدایت سے تمام مخلوق کی
ترتیبیت کرتے تھے اور ہدایت کا مرحلہ بھی ایک ایسا پر نام نہ تھے کہ ان کے
سوا کہیں ہدایت نہیں مل سکتی تھی تو یہ دیوبندی عہدہ تو فقط دیوبندی عہدہ کے
موافق بلکہ بہت بڑے بڑے کر ثبات ہوا۔

خاموش!۔ دیوبندی کا یہ عہدہ بھی شاکر کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے
اوپر نہ کوئی حق مانا ہے نہ احسان۔ دیوبندی عہدہ بھی یہی ہے۔ فقیر الامان کی

سند:۔ مرید لنگوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیوبندی سند:۔ اس بات کا مستلزم لنگوی ہے اپنی زبان
سے فرمایا کہ یہ حق دہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے انہم کہتا ہوں کہ یہ
لکھنوی ہوں۔ اس زبان میں ہدایت و نجات موقوف ہے کہ یہی تبلیغ پر زور دے کہ رشید جلد صلی اللہ تعالیٰ

جہادات منقول ہوئیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی چیز کے حقار نہیں
وہ عاجز ہیں تو وہ ناجیز ہے کس پر۔ بلکہ اسی میں انہیں نامار بھی کہا چنانچہ فقیر الامان
میں ہے۔

محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے نامارے دوں

کوثابت کیجیے جہلہ

قریباً اختیار عاجز ہوں۔ وہ ناجیز ہے کس پر ہوں نامار ہوں تو ظاہر ہے
کہ ایسے جہلہ اختیار عاجز اور نامارے اور وہ ناجیز ہے کس کا وہ کسی پر کوئی حق ہو
سکتا ہے نہ کوئی احسان تو دیوبندی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو
نہ کوئی حق مانتے ہیں نہ کوئی احسان تو دیوبندی عہدہ بھی دیوبندی عہدہ کے باطن
موافق ثابت ہوا۔

سادو سا۔ دیوبندی کا یہ عہدہ بھی شاکر کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات
پاک سے بعد ذات شریعہ کوئی قائمہ نہیں مانتے اور دیوبندی عہدہ بھی یہی ہے
چنانچہ لنگوی کے مین اسلام یعنی تقویۃ الامان میں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو بلے اختیار عاجز نامار اختیار ثبات ہو گیا کہ ان کی ذات سے کوئی قائمہ
نہیں رہتا۔ یہ سننا میرا اور مانتا تھا۔

اسماعیل دہلوی کے مقام حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مزید پانچ حملے

اقول:۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔
دوم:۔ اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ لوگوں کو سنا دیویں کہ میں
تمہارے نفع و نقصان کا کچھ کرنا نہیں چاہتا۔

سند:۔ ترمذی الامان ص ۳۳۳ سند:۔ تقویۃ الامان ص ۳۳۳۔ سند:۔ اللہ ص ۳۳۳۔

سوم۔۔۔ فتح و نقصان کی امید رکھنی اسی وقت سے چاہیے کہ یہ معاملہ اور کسی سے
کے شرک ہونے بلکہ

چہارم۔۔۔ ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے
کی

پنجم۔۔۔ ہر طرفہ یوں سمجھ کر ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہونے خود یوں کہے
کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت عطا کی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ نو! اس میں انہی انوار میں نے صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو اللہ تعالیٰ نے فتح اور فائدہ پہنچانے کی قدرت ہی نہیں بخشی اسی وجہ سے رسول

کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو پھر ان کی ذات سے کسی فتح اور فائدہ کی امید نہ
رکھنی چاہیے خواہ ان کی شاداد طاقت ہی سے کیوں نہ ہو شرک ہونے تو بعد ہی عتیدہ

میں تو ذات پاک مصطفیٰ سے بعد وفات کے کوئی فائدہ نہ جاتا تھا۔ اور دیوبندی
عتیدہ میں بعد وفات کی عتیدہ بھی نہ رہی بلکہ حضور کی ذات پاک سے مطلقاً کسی فائدہ

اور فتح کی امید رکھنی چاہیے۔ خدا و طاقت سے ہر قسم بھی ایسا کہ شرک ہے تو
دیوبندی عتیدہ تو بعد ہی عتیدہ سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

سابقہ۔۔۔ بعد ہی کا یہ عتیدہ ہی تھا کہ وہ بعد وفات سے خلیفہ کے آپ کی ذات پاک سے
دعا میں قوت مل کر جانا نہ کہتے ہیں۔ اور دیوبندی عتیدہ بھی باطل یہی ہے۔

توکل کا عتیدہ شرک ہے

جو جیسے لوگ اگلے بزرگوں کو دُور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے

۱۔۔۔ تفسیر الایمان ص ۳۳۔۔۔ ۲۔۔۔ ایضاً ص ۳۳۔

۳۔۔۔ ایضاً ص ۳۳۔

ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جانب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری
حاجت رها کرے اور ہر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس

دعا سے کہ ان سے حاجت نہیں مانتی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے۔
مسئلہ نو! اس میں انوار میں نے بزرگوں سے دعا میں قوت مل کر کھنے کو خود فائدہ پہنچانے

بلکہ شرک قرار دیا تو یہ دیوبندی عتیدہ تو بعد ہی عتیدہ سے بھی بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔
سابقہ۔۔۔ بعد ہی کا یہ عتیدہ بھی شکار دعا سے اللہ کی ہائی کو حضور کی ذات سے

زیادہ فتح دینے والی کہتے ہیں۔ دیوبندی عتیدہ بھی اس سیما پر ہے۔ اسی گٹھڑی تاکہ
فائدہ ملے میں ہے۔

کونجی میں ہر طرح میں نانی ہونا آیا ہے۔

اسی میں ہے۔

موسوی قاسم صاحب کو میرے یہاں سے فتح ہوا ہے اور ان سے وردن کو
فتح پہنچا ہے۔

مسئلہ نو! اس میں گٹھڑی صاحب نے کونجی کو نانی، ادا رانی ذات کو موسوی
قاسم کے پیٹے نانی، خراو دیا اور موسوی قاسم کو اوردن کے پیٹے نانی ضریا دار

عتیدہ عتیدہ نمبر ۶ میں فتویٰ الایمان کی عبارت منقول جو فی۔۔۔ کہ انبیاء و کائنات
نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے نہ نقصان کر دینے کی۔ تو

اللہ ہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے موسوی قاسم کو فتح و فائدہ پہنچانے کی
قدرت دی بلکہ خود ہی گٹھڑی جی کو بھی فتح و فائدہ پہنچانے کی قدرت دی ہے

بلکہ کونجی تک کو فتح پہنچانے کی قدرت دی ہے۔ اور انبیاء و کائنات کو فتح و فائدہ پہنچانے

۱۔۔۔ تفسیر الایمان ص ۳۳۔۔۔ ۲۔۔۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۔

۳۔۔۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳۔

جب تک کہ وہ اپنے کلمات سے صاحب نہ ہوں اسی طرح یہ اکابر دیوبند جب تک اپنی گفتگو اور تہذیب ان کے اقوال سے توہ نہ کریں اس وقت تک ان کی وہ عبارات بلکہ مصنف نے نقل کی ہے کسی طرح قابل اعتبار اور لائق استناد نہیں۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ اکابر دیوبند کی عہدی عقیدہ کی موافقت و تائید میں ان کی ملوثی نہ کہ ان میں جب کسی عبارت موجود ہیں جن سے ان کی توبہ یا رجوع ثابت نہیں تو مصنف کا بغیر ان کی توبہ اور رجوع کے صرف مخالفت عبارت کو پیش کر کے شباب صاحب میں یہ نتیجہ نکلا۔

اس تمام عبارت میں غائب و ابیہ (عہدی) بات سے ظاہر ہے
انہوں اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے۔

مزید فریب اور انتہائی مکر و دیکھئے۔ جبکہ ہم عہدی اور اکابر دیوبند کا ہم عقیدہ ہونا اور اس کی ہر بات کی موافقت و تائید کرنا اکابر دیوبند کی مطلوبہ معضلات سے ثابت کر چکے تو مصنف کا یہ نگاہ ہوا فریب اور مزید کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی طرح مصنف کا یہ کہنا۔

یہ (اکابر دیوبند) خود معذرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں خود تعظیم و ادب واجب پر نسبت محض علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں کوئی طاغوت اور نے
انہیں پر آج اس درجہ پر نہیں ہے۔

بیجا جھوٹ ہے کہ دیوبندیوں کی ایسی گفتگو جاریات کے باوجود انہیں کھلم کھلا ادب کہنے والا کہنا مصنف جیسے کتاب ہی کو ذیہ سلوم ہوتا ہے اور یہ تو واضح ہے کہ روئے زمین پر کچھ کوئی طاغوت انہیں کہتے کہ جوشان رسالت میں انجانی غریبی سڑی گالیاں بھی دیتا جائے اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو جوشان رسالت کی تکمیل اور ادب کرنے والا بھی کہتا جائے۔ یہ طرز اختیار اس طاغوت و ابیہ دیوبند ہی کا ہے۔

لے۔ شباب صاحب ص ۱۸۹۔ لے۔ شباب صاحب ص ۱۸۹۔

مصنف کی شباب صاحب میں یہ ویدہ ولیری ملاحظہ ہو۔

آپ کا یہی اعزاز کر سکتے ہیں کہ ہرگز سولہ لاکھ گویا اور ان کے متبعین کا عقیدہ پر نسبت حضرت سرور کائنات علیہ السلام و اہل بیت کے وہ نہیں ہے کہ جو وہ ابیہ غیث (عہدی) کہتے ہیں۔

کہ خود گنگوہی صاحب قرآن فتوے میں کہ وہ ابیہ غیث عہدی کا عقیدہ ہے اور وہ اپنے میں اور مصنف ان پر یہ افراد بہتان باندھے کہ گنگوہی صاحب اس قدر عقیدہ کے خلاف ہیں اور عہدی نبی ہیں۔ جیلا و مکر گنگوہی صاحب اپنے بتائے عقیدہ کی اس طرح مخالفت کریں گے اور ہمیں کو یہ مکر خبیثہ غیثی کے مصنف اپنی خوشی سے حکمت اور گواہ نبی کی مثل کر لی ہے۔ ان کی بدکاری کا نرا یہ سہارا بن کر نہ صرف یہ کہ مصنف کا مزید کذب ہے۔

۱۔ اکابر رضی اللہ عنہم، باطل در سزا مخالفت و مابین عقیدہ و ابیہ کے ہیں۔ ۱

مصنف کا ان اکابر دیوبند (جو سزا پر عقیدہ و ابیہ عہدی کے موافق اور عقیدہ) کہ مخالفت و مابین کہنا کیا معنی کذب اور شہ پر مزید ہے کہ ان کی مطلوبہ معضلات و فتاوے و سرور و اہل بیت میں عہدی عقیدہ کی موافقت ایک دوسرے نہیں متعدد و مکر ہوئے۔ مگر مصنف کی ویدہ ولیری ملاحظہ ہو۔ لفظ اللہ علیہ السلام ص ۱۸۸۔

انہیں صفات بیکاری کتاب میں اعلیٰ حضرت کتب خانہ کی شان میں مصنف نے میں قدر سب مشتمل اور ویدہ وینچی کی ہے ہم نے اس کے متعلق یہ بتائے کتاب میں بھی عرض کر دیا ہے اور میری عرض کرتے ہیں کہ ہم گالیوں کا جواب گالی سے دینا کسی مذہب انسان کے لیے مناسب نہیں سمجھتے۔ اس طرح کی گالیوں کو دینا مصنف کے لیے ذیہ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عاجز کے پاس

لے۔ شباب صاحب ص ۱۸۸۔ لے۔ شباب صاحب ص ۱۸۸۔

سوائے گالیوں کے اور کوئی سرمایہ ہی نہیں رہتا۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا پانچواں عقیدہ

(۱۵) وہابیہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ و ذکر و فکر و ارادت و مشیت و ریاضۃ القلب باطنیہ و مشاہدات و منقولات و غیرہ اعمال کو فضیلت و اخلاص و برکت و مضامین شمار کرتے ہیں اور ان کا ہر ایک اقبال افعال کو شرک و غیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستحب بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں۔ فیوض و روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں بنے بلکہ

جو اسب و سببی عقیدہ الایرواد و بند کا ہے کہ گنگوہی صاحب نجدی کے عقائد و مکروہات سے ہیں گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ فضیلت و اخلاص اور بدعت و منقولات کہتے ہیں۔ اور اقبال و افعال صوفیہ شرک قرار دیتے ہیں۔ اور ان سلاسل میں داخل ہونا مکروہ و مستحب بلکہ اس سے زائد معتبر اور مذموم و رومیہ کوئی چیز نہیں کہتے بلکہ گنگوہی صاحب کے مابین اسلام اپنے تقویۃ الایمان تذکرہ القرآن میں قوصات طور پر لکھا۔

تم اپنے دین میں کئی نعم اور نعمتیں سے عقیدے اور طریقے نکالو ان پر بحث نہ کرو کہ کوئی معتزلی ہو دے کوئی غائبی بنے اور کوئی رافضی اور کوئی نامی اور حیرتی اور کوئی قندی اور کوئی مرہبی کہا دے اور کوئی سر دیال کہو کہ اور ہمارا برو کا صفایا دے کہ فیزی جتا دے ہجران میں کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے حکم بھی ہے

ملہ ۱۰ شبہات و مناقب ص ۵۳۰ -

اگر سب ملکر قرآن و حدیث پر عمل کرو اور نشت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور میز و دھارائی کی طرح کئی فرقے مت ہر ماڈلے نیز اسی کے صلہ پہنچے

ایک فرقے نے گوشہ نشینی اور ترک امر بالمعروف و نہی منکر اختیار کر کے شغل برزخ اور فنا و سکون اور قہم اندر ترشے اور طرح طرح کے دند و ذلیف اور قانائے اور گندے تقویۃ اور آسے اور عترائیں شمس اور قیروں پر مراقبہ اور باجا ناگ نشنا اور مال لانا ایجا و کیا اور شایخ اور پیر کہا نے پھر کسی نے آپ کو چشتی مرقبہ اور کسی نے قادری اور کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی کسی نے زنا می غیر الیہ

اس عبارت میں قادریوں چشتیوں نقشبندیوں سہروردیوں کو بد مذہبوں گمراہ فرقوں معتزلہ و رافضیہ و خوارزمیہ و فاضلہ قدریہ و جبرہ و سمریکی طرح بد مذہب اور گمراہ قرار دیا اور نہ قنلا آتا بلکہ انہیں میز و دھارائی کا فرقوں کی طرح کافر قرار دیا۔ اور شایخ کے اشغال بخرم اور اوار و خلافت گندے تقویۃ مراقبہ حال و غیرہ اعمال کو در خط و لغو و فضول بلکہ بدعت و دگر بازی اور مضامین و ذکر بتایا اور ان چاروں سلاسل میں داخل ہونے والوں کو گمراہ و کافر بتایا تو یہ نجدی عقیدہ متبادل و بی دیوبندی عقیدہ ثابت ہوا۔

پھر مفسقت کا اعداد و ملک کی عبارت نقل کرنا ایک کلمہ ہوا و مل و فریب نہیں ہے ادا چنے کا بروکھو کیوں کے عقائد ثابت کرنا ایک مروج کذب نہیں ہے۔

ابن عبد الوہاب کا چھٹا عقیدہ

ان وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الزمان جانتے ہیں اور ان کا

ملہ ۱۰ شبہات و مناقب ص ۵۳۰ - تذکرہ الاموال ص ۵۳۰ -

اور ان کے متقدمین کی شان میں اللہ تعالیٰ پریشہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے مسائل میں وہ گمراہ الہ سنت والجماعت کے مخالفت ہو گئے چنانچہ غیر عقید بنیادی مائتہ شیعہ کے پیرو ہیں وہابیہ غیر عرب اگرچہ وقت اعتبار سے عربی ہونے کا اثر کرتے ہیں لیکن عہدہ کہ ان کا بزرگ خلد سالی بن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر چلے گئے ہیں وہ بھی اپنے مذہب کے موافق ہیں حدیث کے مخالفت قضا و خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا بھی شل غیر متقدمین ہندو کا پانچت کی شان میں اللہ تعالیٰ سے اعزاز دینے اور ہندوستان

کا مصلحت ہے کہ یہ

جواب ۱۔ جو عقیدہ بخدی کا ہے وہی الہ برہم ہندو کا عقیدہ ہے کہ گنگوہی صاحب صاحب بخدی عقائد کو فائدہ جاتے ہیں کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی کسی خاص نام کی عقیدہ شرک فی الزمات ہے اور متقدمین اکثر الہ برہم کی شان میں مستعار اللہ تعالیٰ استعمال کیے گئے بلکہ گنگوہی صاحب کے عین اسلام فقویہ الایمان میں صاف مذکور ہے کہ کسی راہ پر نہ گمانا اور اسی کے لئے کہ اپنی سند کی بنا پر بھی انہیں ان میں سے بے گناہ اللہ نے اپنی تقصیر کے واسطے معاف فرمایا ہے میری کوئی یہ معاملہ کسی فقوی سے کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے کہ فریقہ مسلمان کو چاہئے کہ وہ جب تک مسئلہ فرقان و حدیث سے ثابت نہ ہو تب تک جہنم کی پیروی اور تقلید کرے اور تحقیق کی فکر میں رہے اور کوشش کرے حق تقلید ہی پر خاطر جمع کرے نہ پیروی سے جیسے ہمارے حکم کا ماننا ویسے ہی اور کسی مولوی درویش کا حکم ماننا شک ہے کہ

۱۔ شہاب ثاقب صفحہ ۷۳۔ ۲۔ کتبہ الایمان صفحہ ۷۳۔

۳۔ فقہ فقویہ الایمان صفحہ ۷۳۔ ۴۔ فقہ فقویہ الایمان صفحہ ۷۳۔

ان عبادات میں صاف طور پر کہہ دیا کہ متقدمین چونکہ اپنے امام کی راہ پر چلے گئے ہیں اور اسی کے حکم کو سنت کہتے ہیں تو یہ شرک ہے اور ان کا اس طرح کی تقلید کرنا شرک ہے اور جو مسئلہ فرقان و حدیث سے ثابت نہ ہو اس میں کسی جہنم کی پیروی و تقلید بزرگ کی جانتے اور کسی مولوی کا حکم و مذہب کی کو ماننا شرک ہے۔ لہذا ان عبادات میں تقلید کو شرک کہہ کر بخدی پر عقیدہ کی مخالفت قضا و خیال کی ذمہ داری ہے نہ صرف شہاب ثاقب ہی الہ برہم ہندو کے لیے یہ حکم

۱۔ الہ برہم ہندو میں بھی بالکل مخالفت اس طائفہ کے ہیں بلکہ

اور یہ حکم

۲۔ وہابیہ اہلسنت کے مخالفت ہوتے ہیں اور الہ برہم ہندو اہلسنت پر

ثابت قدم نہ کر اس طائفہ کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ

۳۔ صریح کذاب اور شدید مکر و فریب بے گناہی گنگوہی و فقویہ الایمان کی ان عبادات کے خلاف ہے نہ صرف کی بات کہ بخدی غیر متقدمین طریقہ اہلسنت کے مخالفت ہیں بلکہ اہلسنت کے نزدیک خود اس کے امام کے نزدیک غلط ہے چنانچہ گنگوہی صاحب امام غیر متقدمین مولوی نے یہ صریح دہلی کے متعلق صاف لکھتے ہیں

ان (نہرین دہلی) کو مردود اور خارج اہلسنت سے کہنا ہی سخت

بیجا ہے۔ عقائد میں سب مسئلہ و فرقہ و فرقہ ہندو اہلسنت میں مختلف ہوتے

ہیں وراثت کا علم رشید احمد گنگوہی ص ۱۰۷

۴۔ مصنف قریب کتاب کے غیر متقدمین وہابیہ طریقہ اہلسنت کے مخالفت ہیں اور گنگوہی صاحب انہیں متقدمین اہلسنت متقدمین کے متقدمان کو فرقہ اہلسنت جانتے ہیں اور انہیں خارج اہلسنت کہنا سخت بیجا لگتے ہیں قرآن میں نہ صرف چھاپے یا گنگوہی ہی

۱۔ شہاب ثاقب صفحہ ۷۳۔ ۲۔ شہاب ثاقب صفحہ ۷۳۔

۳۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۰۷ دہلی دہلی ہندو صفحہ ۷۳۔

بہندہ اٹھا ہر وہ ہے کہ گلوچی جی کسی طرف غیبت بولے گی تو جواباً کذاب منصف
جی قرار دے گا۔ پھر منصف نے جو ایک ورق اس میں سیاہ کیا ہے کہ اگر ہر ولیہ نہ گلوچی
وغیرہ نے ان کے گدے میں رسائی کر رکھی ہے اور ہندوستان میں ان کے مقابل
مستزاد اہست کی حمایت کی ہے اور مذہب منصفیت کی تائید کی ہے کسی قدر مزاج
کذب اور کلاہا کر دفریب ہے منصف اس شخص سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر زبان
عین وطن کھولتا ہے۔ اور اپنے اکابر کی تحریروں کے خلاف کھوکھو عوام کی آنکھوں
میں دھول چھونک رہا ہے۔ لفظ اشد علی الاعلان۔

این عبد الوہاب نجدی کا ساتواں عقیدہ

وہ، شک کے تحت علی المرتضیٰ استوفی وغیرہ آیات میں خائفہ و مایہ استوفی
 نامی ہر آدمی اور جماعت وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوتِ حقیقت
 وغیرہ لازم آتا ہے، علی ہذا التماس نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 میں روایہ یہ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ روایہ عرب کی زبان سے بار بار سننا
 گیا کہ وہ انفسہم و انفسہم حقیقۃً یا متفقونۃً اللہ کو سخت منع کرتے
 ہیں اور ابی حمزہؓ پر سخت غرضی اس معاوضہ پر کرتے ہیں اور ان کا
 استہزاء کرتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ روایہ یہ
 بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بغیر اللہ کے اور وہ شرک ہے۔ یہ لوگ جب مسجد شریف نبویؐ میں آتے
 ہیں تو قرآن پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور قرآن اس پر عارض ہو کر مصلوٰۃ و سلام
 دینا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں بلکہ

ماہ بہ شہاب ثاقب سے دوستی طعنہ۔

جواب :- بخیر یہ کاہر عقیدہ اس قدر معتاد پرستش ہے۔
 اقول :- بخیر خدا کے یہ استوار ظہاری اور جہات و خیر و ثوابت کہتے ہیں۔
 ناشائداً بخیر کے نزدیک خدا کے یہ بہت لازم آتی ہے۔
 ناشائداً :- بخیر المؤمنین و المؤمنات علیہم السلام کی ماضی و مستقبلہ کو سخت منکر کرتے ہیں۔
 والجماعہ :- بخیر محض عمل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا و خطاب کرنے والوں پر سخت نفوس
 کرتے ہیں ان کا استہزاء و اذارتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔
 غاصب :- بخیر یہ بڑھکتے ہیں کہ رسول اللہ میں استعانت بغیر اللہ ہے ہر شرک ہے۔
 بدہنوں کا یہ عقیدہ ہو گا یا پنج عقائد کا مجروح ہے۔ الا بدو بدنی کی اس عقیدہ
 بخیر سے بہت مجزی اگر موافقت اور تائید عقیدہ ہو تو تنگی ہی کا وہ فوٹو ہے
 نہایت کافی ہے کہ "بخیر عقائد غلوہ میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ قرہ عقیدہ بھی کوشیت
 کبریں مذہب ثابت ہوا۔ اور بخیر یا دھردن اندہ عقائد کے اچھے نمبر ہے۔ اور اگر
 پرستش برہم عقیدہ کی موافقت و تائید دیکھنی ہے تو سمجھنے کے۔
 اقول :- بخیر عقیدہ میں شاکر و خدا کے یہ استوار ظہاری اور جہات و خیر و
 ثوابت کہتے ہیں۔ قرہ بدو بدنی کا بھی یہ عقیدہ ہے۔ چنانچہ امام ابوہامیہ اسماعیل
 دہلوی لکھتا ہے۔

عزیز! اولیٰ تم کے از زمان و مکان
و جہت رہائشات و مدت جلالت و
محالیت (مالی قولہ) بزم قیام میں ستا
حقیقہ است اگر صاحب آگاہ
اصفا و استم بر کردہ راز میں
مقتدر و مہیر می شمار و مفسر ہے

افسوس! کہ از زمان و مکان اور
جہت سے پاک ہمارا اور اس کا
دور بارے کیف و جلالت اور
بیمیزا رہنا بے دعائے حقیقہ کے
تقیل ہے سب سے گہرے اعتقاد والے
انہیں محتاط و مہیر کی جنس سے شمار
کرتے ہیں۔

طبعہ المینار، المصنف علیہ فی دہلی ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ء

مشکل تو اس عبارت میں اہم الہیہ سے اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور جہت
ثابت مانا اور اس کے لیے جہت ثابت نہیں لیا۔ تو جو جہتی عقیدہ تھا وہی
الہیہ و الہیہ و الہیہ و الہیہ ثابت ہوا۔ معتقد کا اپنے الہیہ کو اس کا مخالف ثابت
کرنا کذب مرتکب اور فریب ہے۔

ثانیاً :- جہتی عقیدہ میں خدا کو اس کے نزدیک خدا کے لیے جہت لازم آتی
ہے۔ اگر بدایہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب عبارت مذکور میں خدا کے لیے مکان
اور جہت ثابت کرنا اس سے خدا کے لیے جہت لازم آتی ہے تو جو جہتی
عقیدہ تھا۔ وہی اگر بدایہ و الہیہ و الہیہ ہوا۔ اسب معتقد کا اپنے الہیہ کو اس کا
مخالف ثابت کرنا نہایت دلیل و فریب ہے۔

ثالثاً :- جہتی عقیدہ میں خدا کو وہ اللہ تعالیٰ کا تبارک و تعالیٰ کا رسول اللہ
کو حق متعین کرتے ہیں۔ اور اس پر مخاطب کرنے والوں کا استہزاء اڑاتے ہیں اور
کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ تو جو جہتی کا یہ عقیدہ ہے۔ بالکل ایسا ہی الہیہ
و الہیہ و الہیہ کا بھی عقیدہ ہے جس کو یہ گفت عبارت اور الفاظ میں سمجھتے ہیں۔

سوال :- یا رسول اللہ کہتا جائز ہے یا نہیں۔
الجواب :- حرام کرنا جائز ہے۔

جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز و نامکمل
اگر یہ عقیدہ رکھ لے کہ وہ کدور سے شے ہیں بسبب علم غیب کے تو
خود کفر ہے۔ اور یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں جو کفر شارب کفر ہے۔
جمع میں ہر قسم کے بدعت و فتنہ موجود ہوتے ہیں۔ لہذا اگر عقیدہ قاری کا

شہ :- فتاویٰ اداویہ حسنہ چہارم ص ۱۰۰ مطبوعہ بیتابی دہلی۔

شہ :- فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۰ ص ۱۰۰

درست ہو مگر حرام کی وجہ سے مکروہ دانا نہیں ہے بلکہ
بہشتی زائر میں مکروہ شرک کی باتوں میں ہے۔
کسی کو ذور سے بچانا اور نہ کسی کو خیر بھی ہے۔

پہلے خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے
تھے مگر اسی کفر کو اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل
کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی بچانا اور نہیں ماننے اور خدا
نہا کر فی اور ان کو اپنا دیکھنا اور ساری جگہ پر ان کا کفر و شرک تقاسم
کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے مگر ان کا
اندھہ شرک میں براہ ہے۔

درت خرائی میں جہاں حرام میں کسی حدیث سے ایسے مطالبات واجب
میں مؤلف اس کو پتا دے تاکہ یہ بھی درست ہو جائے اور اسے اہم
رہن ہو جائے۔

ایسے کلمات (یا رسول اللہ) کو کفر ہو یا نہ ہو اور نہ کفر ہو یا نہ ہو
کفر و حق نہیں کہہ کر وہ کفر کی چیز کو ماننے و معرفت ماننا ہے اور جو حق کی
احتمال خدا و عقیدہ حرام اور اپنے آپ پر جہت شرک رکھنا ہے اور کہات
تجزیہ کی کوئی اہل مشابہت استغلت غیر سے ہونے کی۔۔۔ حق گوشت
نہیں ہے۔

ان عبارت کا حاصل یہ ہے کہ یا رسول اللہ کہنا منہج و ناپائیدار ہے اور دوسرے
علم غیب سے شے کے عقیدہ کی بنا پر کفر ہے ورنہ یہ کفر شارب کفر ہے اور جہنم حرام

شہ :- براہین قاطعہ ص ۲۱۰ - شہ :- بہشتی زائر ص ۱۰۰ مطبوعہ سندھ۔

شہ :- تفسیر القرآن ص ۱۰۰ - شہ :- براہین قاطعہ ص ۲۱۰۔

شہ :- فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۰ ص ۱۰۰۔

میں اگرچہ عقیدہ قادیانیت پر جو آپ بھی تامل کر رہے تھے اس میں خطاب ہے کہ اور شاہین
استقامت تعمیر کرنے اور شرک کی جہمت کو کرینا اور کھانا شرک کرنے اور انجیل
کی بارگاہ پر شے تو قادیان پر بند کالی باطل وہی عقیدہ ہے جو عقیدہ بخاری تھا۔ آپ
مستغف کا اس کے خلاف اپنے ابراہیم کر بتا دیتا جہت جہت اور کھانا برا مزید ہے کہ
جو یہ معاملات ان کی مطرور تصانیف میں موجود ہیں تو قادیان پر بند کالی ان کے خلاف
عقیدہ کس طرح سے برکت ہے۔ اور اظہار عزت کو بخاری کا عقیدہ حمایت کرنا ایک ایسی
مطلوبہ ہے بنیاد دے ہے جس پر خود مستغف کا اخیر بھی اس پر انتہائی ملامت کرتا ہے کہ

ابن عبد الوہاب نجدی کا اسٹوال عقیدہ

وہابیہ نے کثرتِ صلۃ و سلام و درود پر غیر انعام علیہ السلام و قرأت و تلاطیفِ طریقت و قصیدہ و مدح و تحسین و غیرہ اور اس کے بے مضامیر اس کے مستحق نہ کہنے و درود پڑھنے کو سخت کج و مکروہ سمجھتے ہیں۔ اور بعض ایسے اشعار کو قصیدہ و مدح میں شرک و غیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً

تَبَارَكَ الَّذِي مَالَيْهِ مِنَ الْعَرْشِ يَسُوْهُ الْكَرْمُ عَلُوْا لِحَاوَاثِ الْوَحْشِ

جواب: یہ کہی لایہ حنیفہ بھی اکابر اور بزرگان حنیفہ ہوتے ہیں۔ کنگو بھی صاحب اپنے
 فتوے میں یہ تحریر کی کہ حنیفہ کے مقابلہ حنفیہ میں کنگو بھی صاحب کے نزدیک کثرت
 سلفۃ و سلام و قرأت و افکار الخیرات و قصیدہ، بروہ و قصیدہ، مجرب و غیرہ کا درجہ کثرت
 تصنیف و ذکر و قرار ملا۔ اور قصیدہ، بروہ کے ضمن اشتراک حنفیہ کے اس کے علاوہ وہ انکار
 روئے اور کنگو بھی صاحب کی میں اسامیہ حنیفہ کے ایمان کو دیکھتے ہیں اس میں صاف طور پر

۱۵۰ شهاب ثاقب ص ۱۵۰

اور جو ہے، ہمیشہ زلیہ کی گفرا شرک کی باتیں دیتا ہے۔

کسی بزرگ کا نام بطور تحفہ کے چیتا ہے
آفتاب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اسلام چیتا انیس کاموں
میں سے ہے کہ اگر خدا صاحب نے تمہاری اپنی تقسیم کے لیے مقدر کئے ہیں
اور کسی سے یہ معاملہ کو ترک کر جائے
حق دینی اور شریعت میں ہے۔

مٹا دو ورنہ میں اس کا شرابی کا لڑکائی کرے لڑکی کو لقمہ چڑھ جائے ناخن
اور صفیر کا کبوتر لڑکر شکر کیا ہوگا جسے درد اور مل اللہ بغل خافت۔ یا
رسول اللہ استغفرتکذا۔ اشجی فی بطنی حق معنی شکایتیں
میں لڑنا آگیا کائنات پر شر قصیدہ بروہ کا دور کرنا یا آکر
الغلتی طایف من الفخہ پہا۔ سہا ک عتد لحلولی الحماوہ
افتم۔ یا اللہ کوئی شر یا شر میں درد و اسامد محو و لبور و غلبہ کرنا تو بیا
معدوس نے اس کے جواب میں حیات ذلی تحریر فرمائی وہ عبارت
ہے۔ از بندہ رشیدی احمد علی خان بعد سلام مسنون آج کو کھو گیا جواب
آپ کے اس مسئلہ کا اٹھا ہے وہ ہے کفر و فتنہ کلمت کو لقمہ ہو یا
نفر و درنا کر وہ تنزیہی ہے کفر و فتنہ کلمت کو لقمہ ہو یا
مستوف ہا ہے۔ اور درحق کی احتمال ملکہ و غیرہ و عام اور ہے اور بہت
شرک رکھنے کے اور کراہت تنزیہی کی بلکہ شہادت استغاثت میر سے
ہونے کی حق گزشت نہیں ہے۔

ان مہارت میں اکابر و اہم یہ رہنما نے صاف ٹھکانا کرکے بڑی کامیابی

۱۰۔ در بہشتی زور خدا اول ص ۱۱۔ ۱۲۔ تقریر کا بیان ص ۱۳۔

۱۰۰. فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۶۰

تعلیق کے چنا شرک ہے اور کسی بزرگ میں اور کسی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
داخل ہیں کوئی بھی غیر خدا نہیں اور حضرت درود اسلام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف
میں یہ کلام جتنا بھی قریب غیر ذاتی الا نسبت میں درود شریف ہی قریب ہے۔

قرودانی خیرات کے تعلیق میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جتنا ہی قر
ہوا اور ابوہریرہ کے نزدیک کثرت صلوات و سلام اور قرأت و تلاش خیرات شرک
ہونے پر عرض قصیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کے تعلق لنگوی صاحب نے فتویٰ
دیڈیا گریہ کردہ تحریر بھی ہے۔ جب حاضر و معترف جانور دہر دروغ ہے۔ اور اس کے
تعلیق پڑھنے والے کو اپنے آپ پر جست شرک رکھنے والا اور استغاثت یا غیر کرنا والا
قرار دیا تو ابوہریرہ نے نہ فقط خود ہی عقیدہ کی موافقت کی بلکہ خبروں کے پیچ کر
بتائے ہونے کو کفر و شرک تک پہنچا دیا۔ آپ شفقت انگیز ہو کر دیکھ کر بخیر یا قیام
کی موافقت کیا اس کو اس سے زیادہ دیکھا ہے۔ اب شفقت کا یہ کہا کر۔

ہم اسے مقدس بزرگانی دین اپنے متعلقین کو دلائل خیرات وغیرہ کی
اسناد دیتے رہے ہیں اور ان کو کثرت درود و سلام و عزیمت قرأت
دلائل و خبر کا امر دلاتے رہے ہیں۔
کن مرتب کتب اور کیا شدید افترا اور کس قدر کھلا ہوا دہل و فریب ہے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا لوال عقیقہ

(۹) وہابیہ جیسا کہ کہنے اور اس کے پیچنے کو حق میں ہو یا پھر میں اور
اس کے پاس لینے کو حرام اور اگر الگ بات میں سے شمار کرتے ہیں ان جہلا
کے نزدیک معاذ اللہ زمانہ اور سرور کرنے والا اس قدر علامت نہیں کیا جاتا
جس قدر جیسا کہ استعمال کرنے والا علامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ

ملہ۔ شباب شائبہ ملہ۔

کے شائق و قاری سے نہ نفرت نہیں کرتے جو کتاب کے استعمال کرنے والے
ہے کرتے ہیں۔

جواب۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی ابوہریرہ کا عقیدہ ہے اس لیے کہ جب لنگوی صاحب
فرمایا ہے میں کو نجدی کے عقائد مقدم ہیں تو لنگوی جی کے نزدیک بھی جیسا کہ کہنے اور حضرت
ذکرہ میں پنا حرام اور اگر الگ بات میں سے ہے اور کتاب استعمال کرنے والا ذاتی اور پر
سے ذلالت کا حقدار اور اعلیٰ درجہ کے شائق و قاری سے زیادہ نفرت کا مستحق
ہے۔ ابوہریرہ نے اس کا فتویٰ دیتے ہیں۔ فتاویٰ صاحب کے احادیث و اقوال
معروف بقا سے اعتراف معتد دم کے کتاب المظفر والا باہر میں مہسوط فتویٰ
جس کا خلاصہ یہ ہے۔

یہ فرقہ قریب تین سو برس کے ہونے کو کہتا ہے نکالائے۔ اور کثرت
اس کی شہرت ہے۔ مگر جیسا کہ میں بھی بعض اقسام بہت تیز اور سخت ہیں لیکن
کم درجے میں ہیں کسی میں بڑا زیادہ ہے کسی میں ذلت نشہ یا فقر کی
سے کسی کی تباہی نہیں۔ اسی طرح فرقہ ابوہریرہ میں بھی بعضے تجھے کے پھر سے پاک
ہیں کسی کے پاک کہیں کے شہید۔ ہر ایک کا حکم جیسا کہ اگر کسی نے ضرورت
شد میں کسی مرتب و شاعر کے علاج کے لیے ایسا دے لیغویہ والے کسی
ایک آدھ لاری یا چند ہزار گرم نہیں اور کہ بعد از ان غیر ضرورت شوق
پہلے جیسا آج کل شائع ہے کہ یہی فعل کی زیب و زینت ہوگی۔ اور
آخر میں ضروری ہوتا ہے اور شہر میں برابر بڑا کافی ہے اور ہم شہر میں کسا
دیتا ہے اور حواس میں بھی کوہرت آجاتی ہے۔ اور شبہ اہل ناک کے ساتھ
ہے کہ شہر اور ناک میں سے دھواں نکلتا ہے اور خود دھواں اور آگ
ابھی آکر عذاب کا ہے اس کے ساتھ شقیں رہتی ہے اس خود پر اس کا

ملہ۔ شباب شائبہ ملہ۔

عادی ہر ماں بسبب اجتماع ان ائمہ کے جنگ بڑا اور سخت مکروہ ہے
 جیسے پینے والے جو جاسیلا ہیں اور شرابے ہونے لگے تاکہ نیچے نیز قیام کر
 کے پینے جیسے نشہ ہو جائے اور شراب کیسی بد بڑی ہوتی ہے۔ اس کی
 عزت میں کچھ مسئلہ نہیں۔ حاصل یہ کہ کوئی خضر زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ
 کوئی حرام کوئی مفروضہ شدہ میں بطور فدا کے ایک آدھ بار روا۔
 بہر حال پینے والا اس کا آئنا سے خالی نہیں اور مراد گناہ پر سخت غناہ
 ہے۔ اور اس کا پینے والا غفلت نہ کرے تیری اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں داخل
 نہیں پانا اور یہ سنو کہ اس کے پینے والوں کو مذہب بھی دیکھا ہے
 اعاد اللہ منہ کسی نے کیا عذاب کہا ہے خیا کو نوش راسخینہ سیاہ است۔ اگر
 بارہ زوری نے گواہ است ذیامندی واللہ تعالیٰ اعلم عطا بلہ

در لوی امیر باخدا و افغان مع سہارن پور کے رسالہ انکار الفیضان علیہ زانی کے مستخرجین

ایم تاقی السماء میدخان حیلین پیشتہ الناس یعنی لادریگا آسمان
 وصول تھا ہر کر آسمان سے مینہ برسے گا اور اس سے ایک درخت پیدا
 ہوگا کوفہ لوگوں کو عادی ہوگا یعنی بہت سے لوگ خضر نوشی کے وقت
 میں اس کے اندر نہیں گئے فرمایا ہذا عذاب الیم یہ عذاب درد دین
 والا ہے کہ مر اس کا کڑوا ہے اور عذت میں باعث مانو ذی کا ہے۔
 پھر صوفیہ پر ہے۔

خضر نوشی سے دل سیاہ ہر ماں کہیکہ جب دھواں تانبہ اور کڑا ہی
 پر لگ جائے تو وہ سیاہ ہو جاتی ہے سبب یہ دھواں ملتا اور جگر اور
 دل اور آستریوں پر پہنچا تو ذرا کیسے سیاہ نہ ہو جائیں و نعم باقی

لہذا قلمیہ خضر دوم مسطور بہتانی دہلی ص ۳۹ تا ص ۳۱۰

کہ خضر نوش راقب سیاہ است اگر بارہ زوری نے گواہ است
 اسی کا اشارہ فرمایا کہ علی الاطلاق نے کلاہل دان علی مقدمہ ہم
 مانا کہ ایک سیون الیہ نہیں جو یہ کہتے ہیں بلکہ رنگ نکادہ یا مٹی سیاہی
 عادی ان کے دلوں پر اس چیز نے کہ معنی دکر کہ مثل خضر نوشی اور خمران
 کچی کے، بلکہ۔

ان حیات سے ظاہر ہو گیا کہ اگر بارہ زور بند کے نزدیک تھا کہ اس تعالیٰ اور
 خضر نوشی سنت مکروہ اور حرام اور اس کا پینے والا کبھار اور اس پر امر کر کے ولا سنت
 کبھار اور فعلی تیری سے محروم اور مذہب اور خضر پینے میں اہل نامے شقیہ اور خمر
 اور خمران اور اگر آکر عذاب ہے۔ اور اس کی حاکمیت و آیات سے ثابت۔ اور خضر
 سے دل سیاہ ہو جائے۔ اور اس کی سبب مانو ذی۔ اور یہ عذاب درد دین
 ہے۔ لہذا اگر بارہ زور بند کا عقیدہ عقیدہ کے موافق ہوا بلکہ عقیدہ عقیدہ سے بھی بڑھ
 بڑھ کر ثابت ہوگا کہ انہوں نے خضر نوش کو مذہب سیاہ دل اور اہل نادر سے تشبیہ
 کرنے والا بھی بتایا اور یہ امر عقیدہ عقیدہ میں نہ ہے۔ اب مصنف کا شہاب ثاقب
 میں یہ کہنا۔

ان حضرت کا خیال دیکھئے تو یہ جملہ بزرگان دین کیا کر کے استعمال پر
 اس کے کراہت تشریحی و خلاف اولے دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے بلکہ
 کس قدر شدید کذاب اور بیوقوف ہے۔ بہر شخص ان کی پیروی و بار کو دیکھ
 کہ مصنف پر لہذا علی الکافہ دین تو پڑھ ہی دے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا دھواں عقیدہ

ادامیہ امر شفا میں اس قدر نسخی کرتے ہیں کہ میسر و عدم کے

لہذا قلمیہ خضر دوم مسطور بہتانی دہلی ص ۳۹ تا ص ۳۱۰۔ شہاب ثاقب ص ۳۱۰۔

اپنا دیتے ہیں۔

جواب۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی الہامی و وحیہ ہی کے موافق ہے کہ لنگوی جب نبوی
خدا کو قہر و قہر لکھ چکے تو لنگوی صاحب کے نزدیک بھی انکار شفاعت عندہ عقیدہ ہوا۔
اس لنگوی صاحب کا مین اسلام تقویۃ الایمان علامہ ہو کہ شفاعت باوجود است اور
شفاعت بالجماعت ہر دوسرے صاف انکار ہے۔

امیر کی وجہ است کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم
کی سفارش الہی کی جناب میں ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی دلی
کو یا امام اور شیعہ کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا
شفاعت کیسے سوزہ اصلی شرک ہے اور بڑا جاہل ہے۔

بادشاہ نے محنت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات بھی
کہ ایک بار شفعہ ہی جانا اور ایک چکر کو معاف کر دینا بہتر ہے اس سے بڑا ہے
کہ جو اس جناب کے دروازے سے چکر کو جو کہ اس قسم کی شفاعت بھی
اس دروازے کی طرح ممکن نہیں اور جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم
کا شفعہ کیسے ذمہ داری دیا ہی شرک ہے اور جاہل مینا اولیٰ مذکور ہو چکا ہے۔
وہ بڑا کرم درجہ ہے وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں ہے۔

وگوا جہت فرماتے ہیں اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں
میں کسی کی حاجت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا ہے
کوئی کسی کا وکیل دعوای نہیں جیتنے والا ہے۔
اللہ صاحب ہے کسی کو عالم میں اعتراف کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی

- ۱۔ شہاب ثاقب ص ۳۳۰ ۲۔ تقویۃ الایمان ص ۳۳۰
۳۔ تقویۃ الایمان ص ۳۳۰ ۴۔ تقویۃ الایمان ص ۳۳۰
۵۔ تقویۃ الایمان ص ۳۳۰ ۶۔ تقویۃ الایمان ص ۳۳۰

حاجت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر خدا کے وقت میں کافر ہی
اپنے نبیوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا
بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے
تھے مگر یہی پچھان اور شیش باقی اور مذکور کیا کر فی اللہ ان کو پناہ وکیل اور
سفارش کیسے نامی ان کا ذکر و شرک متا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے
گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی جسکے سوا بڑا جاہل اور وہ شرک میں جاہل
ہے۔

ان عبارات میں امام الروای نے صاف طور پر مذکور کیا کہ اللہ کے معبود میں کسی کی
سفارش و شفاعت اور وکالت و حاجت کی حاجت نہیں دے کوئی کسی کی حاجت
کر سکتا ہے نہ کوئی شیعہ اور وکیل بن سکتا ہے اور جو کسی نبی دلی کو اللہ کا بندہ اور
مخلوق سمجھ کر شیعہ وکیل جانے وہ بڑا جاہل اور اصلی شرک بلکہ اہل جہل کے برابر شرک
ہے اور شفاعت باوجود است اور شفاعت بالجماعت و قنا دونوں شرک ہیں تو یہ
امام الروای نے شفاعت کا کیا صاف انکار کر دیا ہے۔ لہذا اوپر دیا یہ عقیدہ بھی نجدی
عقیدہ کے باطل موافق ہے بلکہ اس سے بہت بڑا چکر ہو کہ ہے آپ نصیحت اس
عقیدہ نجدی کو لکھ کر اپنے کار کے لیے یہ بھٹتا ہے۔

۱۔ ابوری ہروداہم اہل حق اور ثبوت شفاعت کے حضرت رسالت مآب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قائل ہیں۔
۲۔ ہرگز کتب بیتا ثبوت اور بخلا ہوا دلیل و حریب ہے اور عوام کو سمجھنا
میں وہاں ہے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا گیارہ سوال عقیدہ

۱۔ ابویہ ہوا سے علم احکام و اشراعیہ علوم اسرار و مقانی وغیرہ سے ذات کر دیا گیا

۱۔ تقویۃ الایمان ص ۳۳۰ ۲۔ شہاب ثاقب ص ۳۳۰

خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جلتے ہیں۔
 جواب :- نجدی کے اس عقیدہ کی اکابر و بلند ہند نے ہی موافقت کی۔ مگر یہی سب
 نے تو مجب نجدی عقائد کو فتنہ ہی قرار دیا تو اگر مکتوی جی کے نزدیک بھی معتزلی کی
 مسل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سوائے علم اعلام و شرائع کے خدا برحق تعالیٰ سے خالی
 ہے۔ نیز مکتوی صاحب نے اس میں چند فقرے دیئے ہیں۔ چنانچہ دیکھتے ہیں۔
 یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (یعنی حضرت علی علیہ السلام) علیہ وسلم کو علم غیب
 خاص میں شرک ہے غلط ہے۔
 اثبات علم غیب غریب قائلے کہ شرک میں ہے۔ یہ
 جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہو نہ کہ مقتدر
 ہے۔ رسالت غیب کے نزدیک قطعاً شرک و کفر ہے۔
 اس میں ہر چار ائمہ مذاہب و علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب
 پر علم نہیں ہیں۔
 پھر یہ کہ آپ کی ذات مقتدرہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول نزدیک ہو
 تو دریافت طلب یہ ہے کہ اس غیب سے کواضع غیب بنے یا کل
 اگر بعض علوم غیبیہ فراوان ہیں اس میں معتزلی کی تکفیس ہے الیہ علم غیب
 نزدیک و کو علم غیبی و جنون بلکہ صحیح حدیثات و دلائل کہیں بھی حاصل ہے۔
 اللہ کا علم اور کو ثابت کرتا اس وقت وہ کوئی ایسا شرک ہو جاتا ہے
 خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام یا مالک یا زول سے

۱۔ شہاب ثاقب ۳۳۔ ۲۔ فتاویٰ رشیدیہ متعدد علوم و امور کا ہی دلیل و سند
 ۳۔ فتاویٰ رشیدیہ متعدد ۳۳۔ ۴۔ فتاویٰ رشیدیہ ۳۳۔ ۵۔ رسالہ مسند و علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳۳۔
 ۶۔ خطبات ایمان ۳۳۔ معتزلی مروجی اشرف علی تفسیری۔

سے خواہ محبت و پرہیز سے پھر خواہ بول سمجھے کہ یہ بات اللہ کو اپنی ذات
 سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک
 ثابت ہوتا ہے۔

ان عبارات اکابر و ائمہ و بلند ہند سے ظاہر ہے کہ معتزلی مسل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 ذات پاک معلوم غیب و اسرار سے خالی ہے تو نجدی کا عقیدہ تمام اسل و ہی ان اکابر
 و بلند ہند کا عقیدہ و ثابت ہے۔ لہذا اکابر و بلند ہند کا عقیدہ نجدی عقیدے سے بہت زیادہ
 کہ ہے کہ نجدی عقیدہ میں ضعف ہے علم غیب و اسرار ثابت کرنے والے کا حکم دیکھو
 نہیں تھا اور انہوں نے اس کا حکم بھی بیان کر دیا کہ کافر و شرک ہے۔
 آپ نعمت کا یہ حکم کر۔

علوم ازلین و آخرین سے آپ عالم الہی فرماتے تھے جس کوئی بشر کوئی ملک
 کوئی خلق آپ کے ہم نپے معلوم اور حکماءات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ
 آپ سے افضل ہو۔

مزید کہ اب اور شدید قریب ہے اور اپنے اکابر کے مسلک کے باطل خلاف
 ہے اور خود مکتوی جی و دانشی صاحب کے قول کے مقابل ہے وہ کہتے ہیں۔

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی غیر عالم کی۔
 وسعت علم کی کوئی نفس قلمی ہے کہ جس سے تمام
 نفس کو رو کر کے ایک شرک ثابت کر لیا ہے۔
 پھر چند طرح میں ہے۔

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا
 علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ ہے

۱۔ فتوح ایمان ۳۳۔ ۲۔ شہاب ثاقب ۳۳۔ ۳۔ براہین قاطعہ ۳۳۔ ۴۔

اس عبارت میں اکابر دیوبند نے صاف کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علوم میں اختلاف ہے قریشیہ تکلمت الہی ہے دیگر شیطان عین بھی ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سے افضل شیطان و تکلمت الہی کے علوم میں تو ضعف کا یہ کلام کس قدر نادر و گریب ہے۔ پھر ضعف کا یہ قول دیکھئے کس قدر فحش ان حضرات (اکابر دیوبند) کے عقائد اور دانیہ کے عقائد میں ہے۔

کس قدر جیتا جھوٹ اور ضلالت کا فریب ہے بلکہ اکابر دیوبند عقائد مجیدہ کو نہ سمجھ کر ان کے سر پر عقیدہ کو فخر پہنچانے والے اور نجدی عقائد کے زبردست موافق اور توثیق ثابت ہوئے۔ بلکہ عقیدہ نجدی سے بڑھ چڑھ کر وہ باتیں کہنے والے ثابت ہوئے۔ ہماری پیش کردہ عبارات جو ہم عقیدے میں ہم نے پیش کیں انہیں دیکھ کر ہر شخص یہ انصاف کرے کہ یہ مجبور ہے کہ اکابر دیوبند کے اقوال مجیدہ عقائد کے باطل موافق ہیں۔ ہر شخص کو چاہیے کہ نعمۃ اللہ علی العالمین کو بڑھ کر اپنے اوپر بڑھائے۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا بارہواں عقیدہ

دانیہ فحش ذکر ولادت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو لایا کلام زہم اللہ علیہ کہ وہی بڑا سمجھتے ہیں۔

جواب :- نجدی کے اس عقیدہ کی بھی اکابر دیوبند نے موافقت کی کہ فکھوی صاحب نے جب عقائد نجدی کو فخر کیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس میں ذکر ولادت کو قبیح و بدعت کہا اور ان کو بھی بڑا سمجھا۔ نیز انہیں فکھوی کے فتوے کا نظر ہونا چاہیے۔

۱۔ شباب ثابت مسئلہ - ۲۔ شباب ثابت مسئلہ -

۳۔ فتاویٰ رشیدیہ تا ۱۸۵۸ء -

مستطیع مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و دعا کی اس اعتبار سے ضرور ہے لہذا اس زمانے میں درست نہیں ہے۔

سوال :- غسل میلاد میں جس روایات مجیدہ پر ہی ہمیں اور لاف و کذات اور روایت مسخرہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

الجواب :- ناچار نجدی کے بسبب اور وجہ کے عقائد کے

سوال :- افتاد مجلس میلاد وہابی قیام برادریت صحیح درست ہے یا نہیں۔

الجواب :- افتاد مجلس مولود ہر حال ناچار نجدی کے توالیہ مذہب کے واسطے منہج ہے۔ فقوۃ اللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال :- جس عرس میں موت قرآن شریف پڑھا جائے اور قسیم شریعتی ہو شریک ہونا چاہئے یا نہیں۔

الجواب :- کسی عرس اور مولد میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساغر و مولود درست نہیں ہے۔

یہ مجلس میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے شرعاً اور کوئی محدث چلا اس کی نہیں پر سکھی ہے۔

فکھوی جی کی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ اکابر دانیہ دیوبند کے نزدیک

○ جس میلاد و شریف میں کوئی ناظر نہ ہو وہ بھی درست نہیں۔

○ اور جس میں روایات مجیدہ پر ہی ہمیں اور کوئی قسم کا کوئی لاف و کذات نہ ہو اور روایات مسخرہ اور کاذبہ نہ ہوں وہ بھی ناچار نہیں ہے۔

○ جس میں کچھ روایات پر ہی ہمیں اور قیام نہ ہو وہ بھی ناچار نہیں ہے۔

○ جس میں موت قرآن شریف کی آیات پر ہی ہمیں وہ بھی ناچار نہیں ہے۔

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ مقدمہ ۱۳۱ - ۲۔ فتاویٰ رشیدیہ مقدمہ ۱۳۲ -

۳۔ فتاویٰ رشیدیہ مقدمہ ۱۳۳ - ۴۔ فتاویٰ رشیدیہ مقدمہ ۱۳۴ -

یہاں تک کہ معاف نہ ہو کر ان کا سوا لود دوست نہیں کر دہ بدعت و بکری نے
شرقا سیلا و غربت کے جہاد کی کوئی سمت نہیں ہو سکتی تو ان پر وہ بندے کا یہ نتیجہ
بالکل حقیقت تھی کہ موافق ہر آب و ہوائ کا اس کے بالکل خلاف عوام کو دھوکہ
دیتے اور اپنے الابر کی صفائی کے لیے یہ کہنا۔

یہ ان کا بدترین و بدترین خیانت تھی جس کا رد و ابطال خیرات کو جبکہ بروا راست
استبر و برکت و استبر و برکت فرماتے ہیں بلکہ

کس قدر غرور کیا مریض کتب اور بد دوست فریب پڑے اور اپنے الابر کے اصل
معتقہ پر پردہ ڈال دئے اور منصف کا اعتراف قدس سرہ پر یہ الزام لگا کر انہوں نے
الابر و بدینہ پر ضمنی طور سے کڑھ کر بد دوستی ایسے عقائد پیش کیے جو عقائد بدینہ
کے موافق ہو سکتے ہیں تو منصف کے اس کردار اور دلیل و فریب کی حقیقت
ہمارے جوابات سے ظاہر ہو گئی کہ اعتراف نے ہر فرمایا بالکل حق فرمایا فی الواقع
الابر و بدینہ کے عقائد بالکل عقائد بدینہ کے موافق ہیں ان کے الابر کے اقوال ان کی
مذہب و تشکیلات میں موجود ہیں ہر نے ظاہر و خفیہ کے ہر عقیدہ و تہذیب کی موافقت میں
الابر و بدینہ کے اقوال پیش کیے کہ ہر صنعت نفس پر یہ فیصلہ رکھا جیتے کہ وہ اپنی
انصاف پسند طبیعت سے اعتراف قدس سرہ کے قرآن کی صداقت اور منصف
کے کذب و فریب کا اعتراف کرے اور بالکل موافق طور پر اقرار کرے کہ فی الواقع
الابر و بدینہ تو اپنے ان اقوال سے بالکل عقائد بدینہ کی موافقت اور تائید کر رہے ہیں
منصف کا اپنے الابر و بدینہ کو بدینہ عقائد کا خلاف ثابت کرنا سراسر جھوٹ بالکل
کذب و فریب ہے۔

مسئلہ اول: آب انصاف سے کہہ دو کہ ہر امتکار اور فریبی کون ہے۔ اور سلطان
الدین اور بد دوست چال باز کون کہلاتے کا عقائد ہے۔

سلفہ و شہاب شاہ صاحب مسئلہ۔

ساتواں بہتان اور اس کی حقیقت

مگھوی صاحب اور انیسٹروی صاحب نے اپنی کتاب ہر ابن قاطع میں یہ
ساتھ لکھتے ہیں کہ کسی کو حق اور جھوٹ کا فیصلہ مقتصد پر وہ دیکھ لے اس کی بدعت
جہاد ہے۔

الحاصل غرور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم حلیہ
زمین کا فخر عالم خلاف نفسوں کے بلا دلیل ضمنی قیاس خاصہ سے ثابت
کن شرک نہیں تو کون سلا بیان کا مستحق ہے شیطان و ملک الموت کو
یہ وسوسہ نفس سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نفسی تعلیمی
جسے کہ جس سے تمام نفسوں کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے بلکہ

مسئلہ اول: انہیں انصاف سے کہنا کہ اس جہاد میں مگھوی و انیسٹروی نے نفیس
شیطان و لعین کے لیے علم زمین کی وسوسہ نفس سے ثابت ملتی اور جھوٹ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایسی وسوسہ علم کا انکار کیا اور منصف نفسوں کو قرار دیا کہ انصاف
کو رد کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع علم والا شیطان کو رد کیا
کہا اور یقیناً کیا ہر امداد قرآن اس کے ماننے کے لیے ٹھہر رہے قرآن ہی منصف
سے جہاد سے کہہ کر اس میں اعتراف قدس سرہ کیا جھوٹ ملے اور کیا بہتان کیا
اور کیا بے میان کا لام کیا جب کہ کتاب مطبوعہ موجود اس میں یہ عبارت موجود ہے
میں یہ تشریح موجود اور منصف کا اس کو الزام کیا۔ خود انتہائی مزید کذب اور جھوٹ
اور شرک بے سیما ہے۔ اب خود منصف ہی امتہ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طوطا اپنے
گلے میں ڈالے اور اپنے منہ پر چڑھ رہی شرک ہے۔

سلفہ و شہاب شاہ صاحب مسئلہ۔

آٹھواں بیتان اور اس کی حقیقت

جب تک کہ وہ دانشمندی کی یہ عبارت پرانے قاطعین ملبورہ موخر ہے تو اس میں صاف موجود ہے کہ انہوں نے ملبورہ زمین کا علم منصفہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماننا تو شرک کیا ہے۔

اور اسی ملبورہ زمین کے لوگ اہل یمن کے لیے مانا اور اسے انصاف قلمیہ سے ثابت کیا۔ تاہم نہایت روشن طور پر صاف صاف کہہ دیا کہ اہل یمن میں دلچسپیوں کے نزدیک خدا کا شریک بنے کر خدا کی یہ صفت اس کے لیے ثابت ہے تو یمن میں تاہم میں یہ بات نہایت واضح طور پر موجود ہے تو اب صفت سے تو چھو کر اس میں کثرت قدس سرہ کا بھان کیا ہے اور صاف عبارت کے باوجود صحت لکھا اور جڑت پر کر ہائے مناسطہ چایا گیا۔ لہذا اب ہر ادنیٰ عقل والا یہی یہ نظریں کرنے پر مجبور ہے کہ اس جابہ برائین قاطعین تکثیری دانشمندی نے دہلیس کو خدا کا شریک بنھرایا اور یہی دلچسپیوں کا عقیدہ ہے اور ظاہر میں شریعت کا کفری قوتے ہیں پر اہل یمن سے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا قول بالکل حق ہے اور صفت کی یہ ساری گفتگو لغو و باطل ہے۔

نواں بیتان اور اس کی حقیقت

تکثیری ہی کا وقوع کہ جب بادی عقلہ کا ادھلی ہماری قوتے موجود ہے اس کے قوتی ہمارے پاس ہیں یہ سترہ میں میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا اور اس پر اس وقت مواقات کیسے گئے اس کے چند برس بعد تک تکثیری صاحب زندہ رہے۔ اور انہوں نے اپنی حیات میں اس فقرے کا انکار نہیں کیا۔ اور آج تک ملبورہ کتابوں میں اس کے معانی چھپ رہے ہیں جس کی تفصیل ہم بھی آئندہ فصل کے جواب میں

لے۔ عزلی ہی تو نہ تھو کہ خدا کی صفت کو جس کے لیے ثابت کیا ہے وہ شرک بنا ہوا ہے۔

پیش کرے گے تو صفت سے سوال کہہ جو چیز تکثیری ہی پر موجود ہے۔ چند برس ہوا اس کا نکتہ والا انکار درکار تھا اور حضرت قدس سرہ کا اس میں بیتان کیا ہے اور تکثیری صفت تکثیری کیا ہے۔ ظاہر میں شریعت کے سامنے اس کا قوت موجود تھا تو ان کا فتنے گزشتہ صفت کے نزدیک بھی حق ثابت ہوگا۔ اب صفت ہی صفت اللہ تعالیٰ کا ذہن کو چھو کر اپنے لہجہ پر دم کر لے۔

دسواں بیتان اور اس کی حقیقت

مولوی حاتم ناٹوری کی ملبورہ کتاب تذییرات اس موجود ہے اس میں کمال چاہے دیکھ لے وہ صاف طور پر لکھے ہیں۔

بلکہ اگر ناٹوری بعد قرائت مولوی رحیم اللہ تعالیٰ علیہ الرحمہ بھی کوئی نیا پہیل ہو تو پر میری غایت تذییر میں کہ فرق دیکھنے کا چر ہاں تک آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا قریں کیسے اسی زمین میں کوئی اور شریعت کو کیا جلتے ہیں۔

اس عبارت میں صاف طور پر لکھا کہ جب دانشمندی کے بعد کسی نیا کو کیا ہونا چھوڑ کیا جاتے۔ تاہم معاصر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہر سنے کا انکار۔ یہی تو ہوا اور آپ کے بعد دوسرے ہی کے آجائے ہیں کہ مسلمان نہ دہرنا ہی تو انکار ہے۔ لہذا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ناٹوری کا جو عقیدہ حتام الرحمن میں ظاہر فرمایا وہ اس کی عبارت سے ظاہر ہے تو اس میں افترا ہوا ہی اور تبصرت و بیان کرنا ہوا۔ صفت کا جو سترہ کتاب اور غرض فریب ہے کہ وہ وسیعہ و داستان سے اس انکار کہ ہے تو اہل عربین شریعت کا قوتے کر جمع ثابت ہوا۔ ہر صفت کا یہ کمال و کبریٰ ہے۔

مولانا علیہ الرحمہ (یعنی ناٹوری) اس عقیدے اور سوال سے بالکل بری اور پاک ہیں۔

لے۔ تذییرات ص ۲۵ - لے۔ شہاب نواب ص ۱۵۰

کیا جتنا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب نہیں ہے کہ ناتوقی اس عقیدے اور خیال کو تحقیر اٹاس میں لکھ رہے ہیں اور مصنف انہیں بڑی اور یک بتا رہا ہے اور یہ تو مصنف کا دل جانتا ہے کہ کفر سے حد و بند پہنچا اور ناتوقی کے اندر داخل ہو گیا، اس مسئلہ پر ہم بھی اسی سلسل میں متغیر گفتگو کریں گے جس میں مصنف اس پر کچھ لکھ لے گا، اور یہ آفتاب سے زیادہ روشن طور پر دکھا دینگے کہ ناتوقی محض فریبی کلام سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الانبیاء ہونے کا ٹکڑا ہے۔ اور اس اخیر زمانہ میں اگر کیا کسی صدی میں جی ایسا ٹکڑا ثابت کوئی دوسرا شکل نکلے گا، اور اس مصنف متغیری کذاب کو یہ منادوں کے کہ ناتوقی بہت بڑا ٹکڑا ثابت تھا۔

گیارہواں اور بارہواں بہتان اور اس کی حقیقت

سورہ اشرف علی نقوی اسی کتاب مختل الانبیاء میں صاف طور پر لکھتے ہیں :
 مسطورہ کتاب ہے وہ نہایت دلیری سے یہ ناپاک الفاظ تحریر کرتے ہیں۔

چہرہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا ٹکڑا کیا جانا اگر بتولی دید میں ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم نہیں فرماویں، تو اس میں محض وہی کیا تحقیق میں ہے ایسا علم غیب تو زید و علویہ ہم سب ہی دہن و دماغ میں جمع جوامات دہانہ کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی مذہبی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے چہر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو چہر علم غیب کو نہ کہہ گا کہ انت نبویہ کہوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن یکساں انسان کی جی خصوصیت مذکورہ کمال نہایت سے کہ ہر کتابت اور اگر التزام نہ کیا جائے قرشی اور غیر قرشی میں جو فرق بیان کرنا ضرور ہے بلکہ

تقاضی صاحب نے اس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں اور پانگوں کے علم سے غلطی سے غلط کیا اور وہ نقوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں و پانگوں میں فرق نہ جاننے والا ہے اس عبارت کے پڑھنے کے بعد ہر اردو خواں اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ نقوی نے محض علم غیب کو پانگوں و جانوروں کے علم سے واقعی غلطی سے غلط کیا اور وہ خود محض اردو جانوروں و پانگوں میں فرق نہ جاننے والا ہے کہ قرآن مجید شہادت دیتا ہے اس پر کیا بہتان بندی اور وہ دلیری کی، اور یہ الزام بالکل بے اصل کس طرح ٹھہرا، اور اس میں تحریف کیا ہوئی، عبارت مختل الانبیاء بطور مندرجہ ہے، لیکن مصنف کو نظر نہیں آتی، اس عبارت کی محفل بحث آئندہ آتی ہے جس پر ہم مصنف کی ہر بات کا محفل و شبکت جواب دیں گے۔

تیرہواں بہتان اور اس کی حقیقت

ٹکڑی جی کا وقوع کذب ابری تعالیٰ کا نقوی جس کے فوراً موجود ہیں اس میں صاف موجود ہے، اس میں لکھا ہے :
 بعض علماء و قرح خلف و عید کے قابل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف و عید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب ہوتے ہیں، قول خلف و قرح کا سو وہاں و عید ہوتا ہے گاہ و عہد، گاہ خبر اور سب کذب کے الفاظ میں اور وہ دو فرق کا وجود جس کو مستزعم، انسان اگر ہر کا تو حیران یا غمزدہ موجود ہوگا، لہذا وقوع کذب کے سنی درست ہونے اگر بعض فرقہ کے ہر پس بنا علیہ اس مثال کو کوئی سخت مگر وہ کہنا چاہیے کہ اس میں ٹکڑا غلطی و لغت کی لازم آتی ہے بلکہ
 نیز براہی قلعہ میں ہے۔

امکان کذب کا مسئلہ تو اس حد تک کسی نے نہیں چکالا کہ خدا میں کذب
ہو جائے کہ غیب و عید آیا جائے یا نہیں پس اس پر علم کرنا منافقت کا
پہلے مشائخ پر علم کرنا ہے۔ غلط فہم

گنگوہی جی نے ان عبارات میں صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کذب اور
خبر کثرت کو ثابت نہ کرنا غلط ہے صلیب کا اور اس پر علم کرنا پہلے مشائخ
پر علم کرنا ہے اور اس سے صحیح غلطی صلیب کے لازم آتی ہے تو عبارت براہین
قائد اور نو فرائض کے گنگوہی میں موجود ہے جس کو اس کی تحقیق مقصود ہو وہ ان کا مطالعہ
کے۔ تو صفت کا اس کو اعطرت قدس سرہ کا انشاء و بہتان اور سفید جھوٹ کہنا خود
بیجا جھوٹ و مریض کذب اور شدید و میل و غریب ہے۔

چودھواں بہتان اور اسکی تحقیق

الابرورینہ کا خدا کی طرف کذب کی نسبت کرنا ابھی براہین قاطعہ اور فتائل
گنگوہی کے فروغ سے ظاہر ہے اور رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شری سزایا گیا دنیا
درینہ یوں کی کتابوں اور رسائل میں صدائے قضا میں موجود ہیں جن کا منقول ذکر کا
مسجد اوعلیٰ اچیل ۲۱۱ سنداد مکتبہ کشف ضلال درینہ اور رسالہ کا شعب
سنیت و دہایت و غیرہ رسائل میں موجود ہیں جن کے دس اقوال اسی کتاب میں چوتھے
حصہ نمبر ہی کے حساب میں پیش کیے گئے اور باوجود ان عبارات تو زمین خدا و رسول
صلی اللہ علیہ وسلم اور درینہ اپنی صرف کر گئی کہ اپنے اسلامی دلیل بتاتے
ہیں اور حیلین لاشریعت کا ذکر ملک بنا کر حرام کو حریب دیتے پھر کہ ہیں جس کی تحقیق ہر
اوستے سے اسنے سلطان کر سکتا ہے۔ آج اہل دلیلہ کے مطہرہ رسائل موجود ہیں نصبت
کو شرم دیا نہیں آتی کہ وہ اسی قہارات کا انکار کر رہے اور کمال بلہ مانی دینے شری

ملہ و۔ ابراہیم قاطعہ

اعطرت قدس سرہ کا انشاء و بہتان کرنے والا اور الزام و اتہام لگانے والا کہ حرام
کو حریب و دینہ ہے۔ اور اپنے ابراہیم کی سن اپنی زبان و زبانی سے صفائی پیش کرنے
کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگانا ہے۔ مگر اابرورینہ کی کتاب اور رسائل مطہرہ موجود
ہو جسے تو اس کی بات کوئی یاد بھی کرنا۔ گنگوہی جن کے رسائل خود چھپ چکے اور ان کی
میں تھلا دینے اور شریعت کو کثرت میں انتہائی کثرت میں اور شری سزایا گیا کہ ان
احسان کر رہے ہیں تحقیق محض اعطرت کو گواہیاں دے کر اور اپنے ابراہیم کی حد
سرائی کر کے ان کے سامنے اقوال پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس طرح تو ہر قادیانی غلام
اہل کذب کو گواہیاں دیکر اور نظام احمد کی تشریف کر کے اپنے ہندو کی صفائی پیش کر سکتا
ہے اور اس کی ساری کتب میں بے ادبیوں پر پردہ ڈال سکتا ہے۔ لہذا ہر طرح
ایک قادیانی کے اس انداز صفائی کو کسی کوئی مفسر ارشاد کافی نہیں سمجھتا۔ اسی طرز
صفت کے اس انداز صفائی کو کسی کوئی مفسر کافی نہیں سمجھتا۔

پندرھواں بہتان اور اسکی تحقیق

الابرورینہ کا یہ خیال کہ غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتانے سے بھی بچی کو
معلوم ہونا محال و ناممکن ہے اور رسول اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور ان
کو اتنی قدرت نہیں کہ کبھی کو ایک غیب کا علم دے سکے۔ ان کی کتابوں و رسالوں
سے ظاہر ہے۔ چند عبارات ہم نے گیارہویں عقیدہ بخدی کے حساب میں نقل کی ہیں
کو گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ سے دوم کے مسئلہ پر ہے۔
یہ عقیدہ دیکھنا کہ آپ (محمد رسول اللہ علیہ وسلم) کو علم غیب تھا مروج
شرک ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اگر خدا نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی
ایک بات بتائی ہو تو قریہ سزایا گیا کہ یہ مطلق علم غیب کا اعتقاد شرک نہ رہتا اور
تقریباً ایمان کی یہ عبارت کر۔

تکلیف افلاک حکم واسطہ انظار میں ہونا ثابت کر دیتا۔

مکرمہ صفت میں نہ دوسرا علم و کماہلیت تھی۔ اس قدر دوسری و جرات تھی۔
نہاد و حراں عبادت، تہذیب اناس میں ایسی تھی کہ وصلات تھی۔ نہ ان پر سے الوہات
کفریہ کے اٹھا دینے کی قدرت و طاقت تھی۔ اس لیے یہاں سے مہفت نے نہ
ان عبادت کفریہ کو نقل کیا نہ ان کی عبادات پیش کیں۔ بلکہ عوام کو فریب دینے
اور اپنے جاہل پر ناگزیری کا دھارہ باقی رکھنے کے لیے دس صفات میں خواہات
سے بھر دیئے۔ اور اپنے مل سے یہ امتیاز کر لیا کہ انصاف قدس تہذیب کے موافقات
کے کچھ آراء تہذیب نہیں اور ان عبادت کفریہ سے بچا لینا اس کے امکان سے
باہر ہے۔

آپ ہم اس مسئلہ کو تفصیل دلائل کی روشنی میں پیش کریں اور یہ دکھائیں کہ
تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ معزز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا شک ظالم البتہ
ہے۔ اگر بلا نبیاء ہیں یعنی آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب
سے آخری نبی ہیں۔ اس پر مشورہ یہ بجزرت و دلالت کرتی ہیں۔

خاتم النبیین کا ثبوت قرآن پاک سے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ دِينٍ مِّنْ دِينٍ
وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے
مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔
ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب
نبیوں میں خاتم ہیں اور اللہ سب کچھ
جاننا ہے۔

سورہ احزاب د ۶۷۔

مفسرین اہلسنت کے قلم سے لفظ خاتم النبیین کی تشریح

اولاً یہ صاحب تفسیر معالم القرآن نے تفسیر میں تین حضرت ابی جاس رضی اللہ
عہدہ کی تفسیر نقل کی۔

عن ابن عباس ان اللہ
قلیلاً لما حکم ان
لا نبی بعدہ لیسقطہ
ولد الحکمۃ۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
جب حکم فرمایا کہ حضرت کے بعد کوئی
نبی نہیں تو ہمیں کوئی لڑکا دے گا۔
تو انبیاء و علما عارفان تفسیر لیب الہدای فی معانی القرآن میں بحث آیا یہ حکم فرماتے
ہیں۔

(خَاتَمُ النَّبِيِّينَ) ختم
اللہ بہ النبوة فلا
نبوة بعدہ ای لا معہ
(وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا)
ای دخل فی علمہ اندھا
نبی بعدہ بلہ
خاتم النبیین یعنی اللہ نے ان سے
نبوت کو ختم کیا قرآن کے بعد کوئی
نبی نہیں رہا ان کے زمانے میں اور
اللہ سب کچھ جانتا ہے یعنی یہ اس
کے علم میں ہے کہ حضرت کے بعد
کوئی نبی نہیں۔

ثانیاً۔۔ مقامہ نبوی نے تفسیر معالم القرآن میں خاتم النبیین کے معنی یہ ذکر کیے۔
رخا قسم النبیین ا ختم
بہ النبوة و قد اصاب
عامر و عاصم خاتم
خاتم النبیین یعنی ان پر نبوت ختم کی
گئی اور ابی عامر اور عامر نے
خاتم کو کائنات کے زبر سے پڑھا یعنی آخر

لہ۔ معالم عربی ج ۱ ص ۱۱۸۔ ث۔ عارف مصری ج ۱ ص ۱۱۸۔

بجانب کی طرف سے عمارت پڑی کی گئی۔ مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی۔ میں عمارت نبوت کی وہ پہلی اینٹ ہوں میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔
شاہد تھا کہ بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت جبریل علیہ السلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

راہِ اجماعاً۔ ترمذی شریف اور مسند امام احمد اور مستدرک میں حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

خامساً۔ امام احمد نے اپنے مسند میں اور طبرانی نے معجم میں اور سیاح نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

۱۔ بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۱۰۰۔ ۲۔ جامع مسند ج ۱ صفحہ ۱۰۰۔

خاتم النبیین لا منسج میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
بعدی علیہ السلام

ان اسامیٰ میں شریف سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی۔ وہ خاتم الانبیاء ہیں وہ عمارت نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہو نہ رسول وہی آخر الانبیاء ہیں۔ وہی مسیحین ہیں آخری رسول ہیں۔ آپ جو شخص اس کے خلاف کہتا ہے۔ وہ آپ کو کبر اور اعدا عداوت شریف کا منکر ہے۔ اور منکر قرآن و حدیث کے لافروہنے میں کوئی مشابہ نہیں۔

علامہ شیخ ابن نجیم الاستمہاء والظالمین فرماتے ہیں۔

اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
اِنَّ اِيَّيْكُمْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

اس عمارت سے ظاہر ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر نبی نہ جانے اور آپ کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا ممکن نہ ہے۔ وہ جب تک کہ فروغ نہ دے کہ آخری خاتم النبیین میں خاتم کے معنی باعتبار لغت کے آخر ہیں اور خاتم النبیین کا لغوی ترجمہ آخر النبیین ہے۔

علامہ ابو الجبر حستانی کے عزیز القرآن میں ہے۔

قوله خاتم النبیین آخر النبیین
خاتم النبیین کا ترجمہ آخر النبیین ہے۔

۱۔ جامع مسند ص ۱۰۰۔ ۲۔ الاستمہاء والظالمین ص ۱۰۰۔
۳۔ عزیز القرآن ص ۱۰۰۔

لفظ خاتم النبیین کی تشریح مفی شیعہ دیوبندی کے قلم سے

خوفی دیوبند شیعہ دیوبندی اپنے رسالہ ہدیۃ الہدیین میں لکھتے ہیں۔

ان اللغة العربية حالكة بے شک لغت عربی اسی پر کھم
جان حصص خاتم النبیین ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین
فی الایۃ مؤلفوا لہیں ہے اس کے معنی آخر النبیین ہیں۔
لا غیر لہ نہ کہ خاتمہ۔

یہی معنی دیوبند اسی میں تصریح کرتے ہیں اور تفسیر روح المعانی سے نقل ہیں
کہ اسی سے پراچا آیت بھی مستند ہو چکا ہے۔

اجمع علیہ الامۃ آیت نے خاتم کے ہی معنی ہوئے
فی کفر مدح پراچا کیلئے کہ اس کے خلاف
خلافتہ و یقتل ان کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر
اس کی بنا پر اسی پراچا کو قتل کیا جاوے۔

الاصل آیت کریمہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنی آیت اور تفسیر و احادیث اور
اجماع آیت سے شرعی معنی حجاز اور قطعی یہی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سب انبیاء کرام کے ذیل کے بعد میں ہیں اور آپ ہی سب میں سے آخری نبی ہیں
اسی معنی پر ایمان فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ اب ان لوگوں اس کے مقابل
خاتم نا تو قری کی تحذیر الناس کی پوری عبادت بطور یہ ہیں وہ لکھتا ہے۔

بعد حمد و صلۃ کے قبل عرض ہو اب یہ گواہی ہے کہ اول معنی خاتم النبیین
معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ نہ ہو۔ سو حرام کے خیال

میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہونا ہیں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں مگر اہل فہم پر
روشن ہو کر تہتم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ غلطی نہیں پھر تمام
درج میں وگن رسول اللہ خاتم النبیین فرما اس صورت میں کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے۔ بل مگر اس وصفت کو اوصاف درج میں سے نہ کیے
اور اس مقام کو مقام درج قرار نہ دیکھے قرابتہ غایتیہ یا مقابرتہ غرضانی
میں ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات
گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک قرعہ کی جانب خود یا اللہ زیادہ گونی کا دم
ہے آخر اس وصفت میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و صوب و نسب
و کمونت و غیرہ اوصاف میں جن کو نہرت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں
کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اور وہ کو ذکر کیا دوسرے رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کچھ کہ اہل کمال کے کاوت
ذکر کیا کرتے ہیں اور اچھے دلچسپ لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے
ہیں۔

نا تو قری صاحب کی اس مہارت میں اس قدر غلطیات ہیں۔

- خاتم النبیین کے معنی سب میں آخری ہونے کو ہر تفسیر و احادیث اور
اجماع آیت سے متواتر قطعی ثابت ہو چکے انہیں حرام ہالوں کا خیال تھا۔
- انہیں تا فہم علمہا۔
- تمام آیت کو حرام اور تا فہم قرار دینا۔

لہ۔ سب عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ خود دیکھنا چاہئے صرف مسلم
نکاح الہی عزوجل کی نشانی ہے اور غلط ہے۔

لہ۔ تفسیر الناس بطور غیر غواہ مگر پڑیس سہار پور ص ۳۔

- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ عوام اور غلام کہتا۔
 ○ حق تعالیٰ نے مہدیؑ کو نیکو و عدل اور اجماع کو اپنی غم بتایا۔
 ○ مہدیؑ سے تواتر و نقلی کی ہر ادا و بیعت و اجماع میں کچھ غلطیت نہ ملے گی۔
 ○ اس تواتر سے ہر مقام و مرتبہ میں ذکر کرنے کے قابل نہ رہا۔
 ○ حقیقت یہ ہے کہ تواتر و نقلی کی وجہ سے ہر جگہ میں کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ مقام و مرتبہ کا تمام
 یہ وصفت اوصاف میں سے ہے۔
 ○ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری مانا جائے اور اس وصفت کو مرتبہ نہیں
 تواتر کی طرف زیادہ لگتی کا وہم ہوتا۔
 ○ اور حضور کی جانب نقصان قدر اور کم رہے ہوئے کا احتمال پیدا کرتا۔ زیادہ اگر
 بے پردہ ہو کر اس کو کہتے ہیں اس میں خدا کی قیوم بھی ظاہر ہے۔
 بالجلد اس عبارت میں تافوڑی نے خاتم النبیین کہنے آخر الانبیاء ہونے کا کس
 قدر تاکید اور شدت کے ساتھ اظہار کیا۔ جس سے ہر فرقہ و وحدت اور اجماع نے
 ایمان لانا ضروری اور فرض قرار دیا۔ اس تافوڑی نے اسی معنی کا کیا صاف اظہار کیا
 تمام امت اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ علیہ وسلم سب کو عوام جاہل اور نا فہم
 منہ لایا۔ خدا کو زیادہ گرا رہے ہو وہ ہو کر اس کہنے والا کہا تو اگر یہ امور بھی کفر نہ ہوں
 پھر مشقت کے نزدیک نہ لگتی کیا تعریف ہے۔ علاوہ بریں اور بوندی لوگ بھی جیتے
 چھوٹے تھے کہ عظمت و قدس سے خاتم تافوڑی کو کا فر کہا ملک سے عرب و عجم
 نے اس پر کفری فتوے صادر کیے۔ لیکن آپ فرماتے تھے کہ میں نے
 دین و مذہب و دیندہ کی کفر اور اس پر الا پروردگار کی تصدیق و یقین نے بھی تمام تافوڑی
 کو کا فر متد واجب اسل قرار دیا۔ تفسیر پہلے اپنے حرکت کو خیر لے اور ان سب کا
 مہدیؑ کا نائب۔ و قبال بشیطان کہے۔ اور ان کی گردنوں میں کفر و لعنت کا طوق
 ڈال کر سود اللہ و جودہم و وجوہ اتباعہم فالتکذیبین کو مکمل
 کر چاہیے۔

○ نائب مہدیؑ کا اعظم مرتبہ پر یافتہ کرنا اور مرتبہ جہت یون کہہ۔
 اس سے قطع دہرہ کے عبارت محمد بن الحسن کی اس طرح نقل کی کہ
 ایک سفر صفحہ ۱۱ کے لی اور دو سطحوں صفحہ ۱۱ کے لیں اور دو صفحوں
 میں سے عبارت سابقہ و لاحقہ حذف کر دی اور ان دونوں عبارتوں کے
 جمع کرنے سے ایک خراب و فاسد متن پیدا کر دیئے (دوسرے کے بقیم)
 اس مہدیؑ کا نائب نے قطع دہرہ کے مولانا تافوڑی پر نشان باندھا ہے
 کس قدر غلط اور کتنا کفر و کید ہے۔ ہم نے محمد بن الحسن کے متن کی کچھ عبارت
 نقل کی تو تافوڑی پر کفر و کفر قیاسی عبارت پر لگ گیا کہ تافوڑی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے خاتم النبیین کہنے آخر الانبیاء ہونے کا منکر ہے اس میں قطع دہرہ کہاں
 ہے۔ تاخر میں اس کے اس مرتبہ جہت اور شدید فریب کو واضح کر دیں اور محمد بن
 الحسن کے متن کی عبارت یہ ہے۔
 بکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی
 آپ کا خاتم ہوتا ہے مستور باقی رہتا ہے
 تو تافوڑی صاحب نے اس عبارت میں اسی صفحہ ۲ والے کفر کا اعادہ کیا
 ہے۔ مہدیؑ کا اس پر یہ کہنا کہ ان دونوں عبارتوں کو جمع کرنے سے خراب و
 فاسد متن پیدا کر دیئے ہیں۔ کس قدر دہل و فریب اور کفر و کید ہے۔ ۱۰ دہرہ کفر
 والی عبارت اپنے کفری متن میں مستقل عبارت ہے۔
 اور صفحہ ۱۱ والی عبارت میں اسی کفر کو اس کے بعد دہرایا گیا ہے۔ یہ خود ایک
 مستقل کفری عبارت ہے تو مہدیؑ کا ان کے جمع کرنے کو کفر قرار دینا محض عوام
 کی آنکھوں میں دھول جھرنے کا ہے۔ اسی طرح تافوڑی کا اس کے بعد پھر اسی کفر کا
 اعادہ کرنا اور اس طرح لکھنا۔

بلکہ اگر بالفرض بعد از طہری مسلح بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی غایت حق
ختمی میں پھر حرق ہوا کرتے کارہ

پھر اسی کفری سے تو مستقل طور پر روٹا دینا ہے۔ لہذا یہ ہر سہ مدارات اپنے اپنے
کفری سے ہیں مستقل ہیں تو مصنف کا مطلقہ پر قطع و برید کا الزام لگا دینا اور یہ
کہہ دینا کہ ان عبارات کو جی کر کے کفری سے پیدا کیے ہیں یہ اس کی مروج بلے ایمانی
اور اشتہار و برج کی غایت ظہری ہے مصنف سے جب ان عبارات کی کوئی تفسیر اول
مذہب کی اور ان سے کفر و انحراف نکلا۔ تو اس نے اپنی عاجزی اور جہوری کو اس پر فریب
طریقہ پر دینے کی سعی کی ہے۔ جس کو اب تک ثوب اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔
پھر مصنف نے دیکھا کہ مطلقہ قدس شریہ پر صرف قطع و برید کا غلط الزام لگا دینا
عبارات کو جی کر کے کفری سے پیدا کر دینے کا انحراف کر دینا ایسا غلط آغاز اور طریقہ ہے
کہ اس کو کوئی عقل مند تسلیم نہیں کرے گا۔ تو اس نے اپنا جواب سے عاجزی کا یہ
طریقہ اختیار کیا۔ وہ کہتا ہے۔

حضرت مولانا صاحب فور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ شخص رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے اخراجات میں جسے کاشنکر ہو اور یہ کہ آپ کا زمانہ سب
انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے تو
وہ کافر ہے۔

تجواب :- مصنف کا یہ مروج کذب اور جیٹا جھوٹ ہے کہ محمدؐ یا اناس میں نافرہ
کی یہ عبارت بلکہ کہیں خود ہو اگر کہیں ہو تو مصنف بتاتے کہ فلاں سفر پر عبارت
یعینہ و منہلہ موجود ہے۔ پھر اگر ہر اس سے قطع نظر بھی کریں اور یہ بھی کریں کہ
عبارت محمدؐ یا اناس میں منہلہ مذکور ہے تو یہ عبارت ہمارے خلاف نہیں کہ اس
میں نافرہ نے خود اپنے ہی اوپر کفر و نافرہ دینا اور اپنی ہر سہ عبارات سے

۱۔ محمدؐ یا اناس میں ۲۔ وہ شہاب ثاقب میں ۳۔

۱۔ وہ کفر قرار دیا اور مطلقہ قدس شریہ اور ملاحرمن کے قادیان پر صا
کر دیا اور خود اپنے منہ پر حرق لیا۔ اور مصنف کی ان ہر سہ عبارات کی حمایت اور
حمیت پر اپنی پیر دیا۔

۲۔ علاوہ بریں جب مصنف سے پتھر کب پکا اور منہ پر اس کا یہ انحراف کفریہ
اور بعض انحراف کفری کو اس کو اس کو اس میں نہیں سمجھ سکتے۔ مصنف ہی بتائے کیا کسی
کا کلام میں انحراف کفری کو تسلیم کر دے گا۔ پھر اس عبارت میں نافرہ نے
خاتم النبیین کو کیسے خراج امتیاز کے انکار کرنے اور آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ
کے بعد ہونے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے آسکے کو کفر قرار دیا۔ اور خود محمدؐ یا اناس
کے صفحہ ۲ پر خاتم النبیین کو خراج امتیاز کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر
انکار کیا اور اسی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانہ کے بعد ماننے کو خیال عوام
منکر کر اس کا انکار کیا۔ اور اسی طرح منہلہ و منہلہ کی عبارت میں آپ کے بعد اور کوئی
نبی آسکے کی تصریح کر کے خود اپنے اوپر کفر کا ٹھکر دیا تو یہ اپنے کافر ہونے کی
اجالی ڈگری ہوئی۔ لہذا مصنف نے اس عبارت کو پیش کر کے نافرہ کی حمایت
نہیں کی بلکہ اس کے کفر اور کلام کو رد کیا۔

پھر مصنف نے شباب ثاقب کے صفحہ ۲ پر محمدؐ یا اناس والی عبارت نقل
کر کے یہ نتیجہ نکالا۔

دیکھئے اس عبارت میں کس طرح تصریح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے نبی آخر الزماں ہونے کی فرما رہے ہیں اور آپ کے خاتم زمانی ہونے
کے منکر خود کا کفر کہہ رہے ہیں پھر اس شخص گروہ کثرتہ عالم محمدؐ یا اناس
کی جڑات اور دوزخ کوئی کہ دیکھئے کہ کس طرح ان کی نسبت جھٹکے
اور تشہیر کرتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں
ہونے کے منکر ہیں اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے آسکے کو

جان فرما رہے ہیں، مصلحت اس غیبت اور خاموشی کا کیا شکار ہے؟
 جواب: موجب نافروری صاحب، بقول مصنف حضرت کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے نبی آخر الزماں ہونے اور غم الغیبین کے بھنے آخر الغیبین ہی کے قائل تھے
 تو انہیں اس عقیدہ انقاس کے تصنیف کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئی تھی؟

○ اور دوسرے برس کے بعد غم الغیبین کے شارح علیہ السلام دھماکہ و
 پھینک دینے کے بیان کردہ معنی متواتر کے خلاف نئے سے متواتر ہے اور پھر
 اس پر اپنے ایمان و بندہ ہونے پر فخر کرنے کے لیے کوئی طاقت مجبور کر رہی تھی؟

○ اور تمام امت کے بتائے ہوئے معنی متواتر کو خیالی حوام بنا دینے
 کے لیے کون اس کے سر پر تھکانے کو جبر کر رہا تھا؟

○ اور زمانہ نبوی میں یا اس کے بعد میں اور دوسرا نبی تجویز کرنے کیلئے
 کون ہندوق لے کر سینے پر سوار تھا؟

○ اور موجب مذکور ضرورت شرعی تھی نہ جبر واکارہ عقائد نافروری صاحب
 کا عقیدہ انقاس کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دھماکہ و پھینک
 دینے کے بتائے ہوئے معنی متواتر کو خیالی حوام کی بنا کیا ضرورت یا سبب دین کا انکار
 نہیں؟

○ کیا ان بزرگان دین میں کوئی خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ
 معنی قرآن مجید سے جاہل و ناخبر سمجھ رہا نہیں؟

○ پھر صراحتاً و صریحاً پر زمانہ نبوی میں یا بعد زمانہ نبوی کے اور کسی نبی کا تجویز
 کرنا کیا معنی متواتر ختم نبوت کے خلاف نہیں؟

○ اور اس معنی متواتر کا انکار کیا ضرورت یا سبب دین کا انکار اور کفر نہیں؟

○ جسے قرآن کتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ نافروری صاحب

سلفہ - شباب ثابت منہ -

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے اور غم الغیبین کے بھینے
 آخر الغیبین ہونے کے منکر ہیں اور زمانہ نبوی میں یا بعد زمانہ نبوی دوسرا نبی جانور
 ہونے کے قائل ہیں تو یہ نافروری یقیناً کافر و مرتد ثابت ہوا۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ
 وعلیٰ ورحمہم اللہ کے کفر کے قاعدے یا مشہور حق ثابت ہوئے۔ یہاں تک کہ اس
 نافروری نے بھی اپنے اس کفر کا تسلیم کر کے خود اپنے کافر ہونے کا اقرار کیا ہے کہ
 خود مصنف بھی اعتراف کر رہا ہے۔ تو یہ نافروری کی خود اپنے اوپر اقبالی ذمہ داری ہوئی
 اور اس کا خود اپنے کفر کا اقرار کرنا اس کو کفر سے ہماست ہے۔ اس کی معافی کے
 لیے کافی ہو سکتا ہے۔ اب مصنف کا اس کفر پر پردہ ڈالنا اور نافروری کی حمایت میں
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں دینا اور دروغ گو اور دجال کہنا، خود اس کے عاجز ہونے
 اور مغتری و کذاب ہونے کی جہن دلیل ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مصنف سلفہ
 گالیاں دینے کے ذمہ نافروری کے سر سے کفر کو ٹال سکتا ہے نہ ایک کلمہ اس کی تائید
 کا مدلل میں ہو سکتا ہے اور کوئی عقلا اس کی حمایت میں ہے کہ اس سے نافروری کا
 کفر اور زیادہ مستحکم ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس مثال سے ظاہر ہے۔ اب باقی راہ مصنف
 کا شرم زبانی پر پانچ دلیل کا پیش کرنا اور اس کے منکر کو کافر ثابت کرنا یہ جہاں سے
 خلاف نہیں بلکہ احمس ہمارے مدعا کا اثبات ہے اور نافروری کے مسلک کی تکلیف
 ہوتی مخالفت ہے۔ مصنف کی یہ بدعلاسی ہے کہ نافروری کی حمایت کا نام لے کر اس
 کے خلاف ٹھکر دیا اور خود بھی اس کا کفر ثابت کیا یہ جسے اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اس
 سے آن بھی کہوایا۔

پھر مصنف نے شباب ثابت منہ کے صفحہ ۹۲ پر عقیدہ انقاس کے صفحہ کی عبارت
 اس طرح نقل کر کے یہ غلط نتیجہ قریب کیا ہے۔

اللیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصف نبوت میں موصوف بالذات

اہم اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض اہل

سلفہ - شباب ثابت منہ -

۹۲ تک نقل کر کے یہ نتیجہ نکلا۔

حضرات ودا اس عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمائیے دیکھئے مولانا مرحوم کی تصریح کے ساتھ غایت زبانی کو اپنے معنی میں درج یعنی غایت مرحمی کے لازم ملتے ہیں اور غیبت غایت زبانی کے واسطے وہی قافہ قرار ہے جس میں عبارت صاف طور سے بتا رہی ہیں کہ قہودہ التعلیل نے قہودہ عبارتوں کی قطع و برید کر کے افزا پر دہائی کی ہے لہذا

جواب : مصنف یہ بتانے کے عاقل البتین کے حضور ہی کر مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ و تابعین و ائمہ و اولیائے حق سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جی بالذات ہیں اور صحابہ کے اور انبیاء جی بالعرض ہیں کہیں بتائے ہیں اگر جتانے میں تو مصنف قدرت پیش کرے اور ان بزرگوں سے کہ نہیں جانتے ہیں تو اس نالوڑی نے یہ تفسیر بالائے کی اور تفسیر بالائے کرنے والے کے خلق خود نالوڑی نے اسی محمد بن القاسم کے متبع پر یہ حدیث پیش کی ہے۔ مَن قَسَّطَ الْقَسَّاطَ بِنَاوِیْمٍ فَحَقَّ كَفْرٌ مِیْنِیْ حَسَّ لَہُ قُرْآنُ كِیْ تَفْسِیرُ بِلَا لَہُ كِیْ قَوْلُہُ لَا فَرْوِیْ۔ تو نالوڑی خود اپنی پیش کردہ حدیث کی بنا پر آیہ عاقل البتین کی یہ تفسیر بالائے کر کے لا فریو گیا۔ لہذا اگر مصنف اپنے پیشوا نالوڑی کے بیان کردہ نئے معنی میں تبرک سے غیبت میں پیش دکر سقا قہودہ نالوڑی کی تفسیر بالائے قرار پاکر قہودہ مصنف کے نزدیک بھی نالوڑی کا قرار پانے کا جواب بر دہی نقل اس کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ اگر مصنف کو واقعی نالوڑی کی حمایت مقصود ہے تو عہد از جلد اس کے بیان کردہ معنی جدید کا ثبوت پیش کرے گا ورنہ اس کے گمراہی کا اقرار کرے گا

قاسم نالوڑی کی تکفیر حسین احمد ٹانڈوی کے قلم سے

آبِ اِیْ رَا مَصْنُفْ کَا اِسْ عِبَارَتْ حَذْرُ اِنْقَاسْ کُو نَقْلْ کر کے یہ نتیجہ نکلا کہ

مطلع : شہاب شاہ ۹۲

غایت مرحمی کو غایت زبانی لازم ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب نالوڑی نے عہد از جلد میری نیابتی جہد کر کے غایت زبانی کو جہاد مرحمی باطل کر دیا تو غایت مرحمی جو مرحوم حق دیکھی باطل ہوئی کیونکہ بطلان لازم بطلان غلطی کی دلیل ہے تو اب نالوڑی کے نزدیک نہ غایت مرحمی رہی نہ غایت زبانی لہذا اب اس نالوڑی نے باطل غایت ہی کا خاتمہ کر دیا اور حضور جی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الخلق ہونے سے ہی صاف افسوس کر دیا۔

مصنف نے اپنے چڑا نالوڑی کی کیسی عجیب سادست کی کہ اس کے گمراہی اور دغا کر دیا اور اس کو ختم نبوت کا صاف طور پر ٹکڑا ثابت کر دیا مصنف اس عبارت پر بہت اچھل کر بولا تھا جس نے نالوڑی کے گمراہی اور زبانی سے کام لیا اور اس کو ٹکڑا ختم نبوت آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا مصنف کو ختم نبوت آفتاب کی ہر ایک عبارت پر حضرت خدیج بن خویلد از دہائی اور قطع و برید کا پاک احرام لگانا ہے۔ بہر صورت اس کی ساری شیئی ذکر کر ہی ہو گئی۔ اور نالوڑی کے گمراہی پر غصہ لگ گئی۔

پھر مصنف اسی نالوڑی کی محمد بن القاسم کے صفر ۱۱ سے دو عہد میں نقل کر کے یہ غلط نتیجہ نکالتے۔

مگر وہ صورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس کے لینے کوئی مقصود بھی ہو گا۔ جس کے آنے پر حرکت منتہی ہو جائے سو حرکت سلب نبوت کے لیے فقہاء ذات محمدی منتہی ہے ۱۱

دانی قلم العبد اور رئیس اہم باقی ہیں اور زائد از میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے : مولانا محمود فرما ہے جی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جی آخر الزمان میں اور سلب نبوت اور انقلاب حرکت الہادی و جہاد نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ علیہ السلام باطل منتقل ہو گیا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی وجہ غیبت دوسرے نبوت کر کے مقصد میں کامیابی حاصل کرے

پھر تہب ہے کہ مخیر بر طریقی انھوں میں وصول ڈال رہا ہے اور کذب
خالص کو شہر کر رہا ہے۔ لعنۃ اللہ تعالیٰ فی الدارين بلکہ

جواب۔ مصنف نے دوسرے واسطے کی طرح کو وہ جیسے ملک کا سپہ سالار تلاش کیا کرتا ہے
یہ بھی اسی طرح نافروزی کی مخیر نفاس میں ایک ایک تلاش میں سرگرداں
ہے۔ لیکن کسی طرح اس کی بات بنانے سے بچی نہیں اور اس کا نفاس کے سرے
سے اڑتا نہیں اور اس کی جہالت کی کوئی ایسی صحیح نامی نہیں ہوتی جس سے اس کا
مقابل مخیر نبوت ہو نہ ثابت ہو جائے۔

مسئلہ ۱۲: و مخیر جب یہ نافروزی مخیر نفاس کے مسئلہ ۱۱ و ۱۲ میں صاف طور پر
نکھنچا کر معترضین اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یا بعد زمانہ نبوی کے اور عیانی تجربہ
کر لیا جہلے تو حقائق بت دیتی ہیں کہ فرق دانتے کہ نفاس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ
نبوت صوبہ کا تجربہ کرنا ہی مخیر نبوت کے باطل خلاف ہے اور جب مخیر نبوت
ہی کا انکار کر دیا کرنا نیست مرتبی اور غایتی زمانہ دونوں کا ہی انکار کر دیا تو اس نافروزی
نے مخیر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالفین اور مخالفین ہونے کا صاف
ظہر پر انکار کر دیا۔ اور شے نبی کو جاننا کہ مسئلہ نبوت کو قطع مان لیا لہذا نافروزی
مخیر نبوت کا انکار کر کے اور بعد زمانہ نبوی کے نیابتی تجربہ کر کے اور ان ضروریات
دین کا انکار کر کے کار و مرتد ہو گیا۔

اب مصنف نے نافروزی کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزمان
ہونے کا قائل ثابت کرنا مسئلہ نبوت کا قطع ماننے والا کہتا باطل و گویا کی
آنکھوں میں وصول جہد کتاب ہے اور مزید کذب اور مینا جھوٹ بولنا ہے کہ
نافروزی صاحب جب مخیر نبوت کے خلاف شے نبی کی تجویز کر رہا ہے تو بقول
مصنف و جمال مخیر نبوت کی قیاری کر رہا ہے تو پھر مصنف لعنۃ اللہ فی الدارين

سلہ و غیباً شاقب ۹۲ ۹۳۔

اس نافروزی کے لیے چھاپے۔ اعلمت قدس سرہا پر مصنف نے جواہر اہل ہادی
کی اور جھوٹ بولا اس کے جواب میں ہم آریہ کر یہ جہالت کر دینا نہایت کافی سمجھتے
ہیں لعنۃ اللہ علیہ العا دین۔

پھر مصنف نے نافروزی کی مخیر نفاس کی مسئلہ کی جہالت جیب قیاری و
مخاری سے اس طرح نقل کی۔

حضرت مولانا شریع فرمادے ہیں اتی یا احتمال کہ یہ دین آخری دین
تھا اس سے متباب قدمان نبوت کیا ہے ہم کہ جھوٹے دھوسے
کر کے خلاف کو کرنا کریں گے اب اس جہالت کو مٹا کریں کہ اس
سے کیا ظاہر ہوتا ہے کیا انھیں آخر الزمان ہونے کا اقرار۔

(جہد نظر کے بعد ہے)

محمد القہر تاملین نے اپنے نبوت دھماکے واسطے اس جہالت و دزدگی
جہالت مسطورہ کو باطل شکر کر دیا ہے اور اس قدر کہ ان کو شامی شیلانی
پڑا ہونے میں کافی تھا ذکر کیا۔ اور کہنے کی طرف یا تو خدا تو رہ نہیں کی
اور بار بار کہا تو کہوں کہ غلطی میں ڈالنا مقصود تھا اس لیے اس کے
معنی کو خلاف کیا۔ اب ان جہد جہالت سے آپ حضرات بخوبی سمجھ
گئے ہونگے کہ حضرت مولانا شریع نے آخر الزمان اور غایتی زمانہ کے
مکرم نہیں بلکہ اس وصفت کے شہوت کو ضروری اور واجب سمجھتے ہیں
اس لیے ان کے دامن مقدس تک کرنی دھت نہیں لگ سکتا اور اہل
عزمین کو بوجہ ناقصیت دھمک ہوا کہ کتاب نے ان کے ساتھ کرنا کہ

جواب۔ و مصنف نے اعلمت قدس سرہا پر قول کوئی کر رہا جھوٹ بولنے
مزید کذب بانی کر کے انتہائی انحراف پر لڑائی کر کے میں کوئی کی نہیں کی ہے۔ اور

ح۔ چارہ شاقب ۹۲ و ۹۳۔

ان کی نقل عبارت پر جس قدر ناپاک اتفاق کہہ سکتا تھا ان سے ایک موصیہ کر
دیا ہے۔ اور ان کو جس قدر گالیاں دے سکتا تھا ان میں سے کوئی کالی باقی نہیں
چھوڑی ہے۔ لیکن مصنف نے تحذیر القاس کی جس قدر عبارت نقل کی ہیں ان میں
شہادت بخاری اشتہار فریب کاری سے کام لیا ہے اور اپنے مطلب کے موافق
جو کہیں کوئی لفظ نقل کیا ہے۔ اس کو قطع و برید کے نقل کر دیا ہے اور اس کی عبارت
کا منہدم غلط معلوم اپنی کم فہمی یا عیاری سے باطل آٹ دیا ہے۔ اور عوام کو دھوکہ دینے
میں ایشی جرمی کا زور دیا ہے۔ اور کثرت یہ ہے کہ جن قریب عبارتوں میں غریبی ہے
میں اور جن پر اختلاف قفس حراہ اور علماء حرمین خریشین نے کفر کے فتاویٰ صادر
فرمائے ہیں۔ اور جن کی تائید میں شہاب ثاقب کے دس صفحات مصنف نے سیاہ
کیے ہیں۔ اور جن کی مستحق میں اور عبارت پیش کی ہیں اور متبعات اور مزید
فریب گالیاں کی ہیں اور جن کی حمایت میں اختلاف اور علماء حرمین کو طری مٹری
گالیاں دی ہیں۔ تو مصنف نے ان اصل تینوں عبارت کو شہاب ثاقب کی ان
برود فضول میں کہیں نقل نہیں کیا۔ حیرت ہے کہ ان ہر عبارت کی حمایت
میں اور قوس صفحات سیاہ کر ڈالے لیکن اور ان عبارت کے چند جملے نقل نہیں
کیے ہاں کہ۔

مصنف نے ان عبارت کو اس شہاب ثاقب میں نقل نہیں کیا اگر انہیں نقل
کر دیتا ہے تو ہر شخص اس کی نقل کر وہ عبارت تحذیر القاس اور اختلاف قفس حراہ کی
نقل کر وہ عبارت تحذیر القاس سے بیحد نقل کرنا۔ مبالغہ بقوت دیکھتا ہے خود فیصلہ کر
لیں کہ اختلاف قفس حراہ نے ان عبارت کو بیحد و کثرت باطل مطابق اصل و موافق
نقل شہاب ثاقب نقل فرمایا ہے۔ ہر مصنف کا اس کو مزید کتب اور افترا کہ خود
اس کے وصال و کتب اور عیاری فریب کار ہونے کی روشنیوں ذیل ہوتا اور وہ
ایک کرا عظمت کی شان کے خلاف نہیں کھ سکتا تھا اور انہیں وہ منہ ہر جہ کے
ایسی گالیاں نہیں دے سکتا تھا۔ اور ایک کرا ان عبارت کی تائید میں نہیں کھ سکتا

تھا اور عوام کو کسی طرح کا دھوکہ اور فریب نہیں دے سکتا تھا اسی بنا پر مصنف نے
افترا جان پہنچے کہ ان ہر عبارت تحذیر القاس کو شہاب ثاقب کے دس صفحات
کی پوری بحث میں کہیں نقل نہیں کیا۔

اور محض بے کرا مصنف نے نا تو قوی کی ہر عبارت کو اس لیے اس
شہاب ثاقب میں نقل نہ کیا کہ ہر عبارت کو بغلط نقل کر دیا تو وہ عبارت کو
ان میں ہی کو قریب اور اندوہ خزانوں ہی کے لیے یہ نہ سمجھی گئی ہے لہذا ہر اردو
جاننے والا صاحب ان عبارت کو دیکھے گا تو ان کے معنی کو ہی پر نظر ہو جائیگا اور عظمت
قفس حراہ کے لغوی قفس کے تصور میں کرنے کے لیے اس کا ایمان اس کو نہیں کر سکتا
کو اس نا تو قوی کا کفر اختیار ہو جائے گا مصنف نے اسی غلطی کے بنا پر ان عبارت
نا تو قوی کو عتاب نقل نہیں کیا ہے۔ اور اس کے کفر پر یہ وہ ڈالنے کی ناپاک سی کی ہے
جہ نے ان ہر عبارت لغوی کو اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶ اور صفحہ ۲۳۸ پر

انتقل نہیں کیا ہے۔ تو ہر اردو خزانہ کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچے کے لیے مجبور ہے کہ نا تو قوی
صاحب نے ان عبارت میں خاتم البیوت کے معنی سب میں آخری جہ سے اور مصنف نے
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد ہونے کو عوام جاہلون نا فہموں
کا خیال مٹایا اور حاکمیت باقتدار خزانہ میں بالذات کوہ عنایت نہ ہونے کو حقیقہ
اہل قہر قرار دیا۔ تو اب یہ نا تو قوی اگر مصنف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرا افترا کیا اور خزانہ
انہما سے قریب عوام جاہلون نا فہموں میں شمار ہو جائے۔ اور اگر مصنف کے کرا انبیاء
اور کرا خزانہ ہونے کا ساف طور پر منکر قرار دیا جائے تو اہل قہر میں متعدد
ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنف اور ہر مدعی نے کرا اس نا تو قوی کو عوام
جاہلون نا فہموں میں داخل ذکر کر کے۔ اہل قہر میں ہی شمار کیے تو یہ نا تو قوی خود
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرا خزانہ ہونے کا اور حاکمیت دنیائی منکر قرار دیا۔ تو
اب مصنف کا اس کی دیگر عبارت کو نقل کر کے ہر جہ کے کرا نا تو قوی صاحب
تحذیر القاس میں صراحت علیہ السلام کو کرا افترا کیا جانتے ہیں کس قدر غلط چیز اور

○ حوام دو دیگر خندہ نقاس مست ○ ہاںم دو دیگر خندہ نقاس مست ○
 ○ مزاجیات دین کی گرفت کہ انتہا (دو دیگر خندہ نقاس مست ○)
 ○ کہ ہر دو دیگر خندہ نقاس مست ○ مقام درجہ کے گھنے سے تاہر (دو دیگر
 خندہ نقاس مست ○) اوصاف و فضائل کی عزت سے تاہر (دو دیگر خندہ نقاس مست ○)
 ○ تا سب اہل قرآنی سے واقف (دو دیگر خندہ نقاس مست ○)
 ○ صفت و دستہ رک کے فائدہ سے ہاںم (دو دیگر خندہ نقاس مست ○)
 ○ ذکر و دم کر کے مقاصد سے لائل (دو دیگر خندہ نقاس مست ○)
 ○ کلام الہی کی بلہ رہی سے تاوان (دو دیگر خندہ نقاس مست ○)
 قواس نا توڑی نے ان حضرت الامیر دین حضرت علی کو یہ دس خطابات مضی اسی بنا
 پر دیکھے کہ انہوں نے خاتم النبیین کے معنی غایت شرفانی بیان کئے نبی کریم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو سب انبیاء میں آخری نبی مانا اور اس معنی کو مقام درجہ میں حضور کے
 لیے وصفت درجہ کیا۔

حضرات سجاد کرام نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنی کچھ اور بیان کیے اور حضور
 کو ہامہ زہد کے آخری نبی مانا اور اس معنی کو وصفت درجہ کیا۔ قواس نا توڑی کے
 نزدیک حضرت صاحب کلام بھی اسی تفصیل سے حوام ہاںم کہ انتہا کہ ہم تاہر تاہر
 واقف ہاںم ○ ہاںم ○ نا توڑی قرار پائے۔ اللہ دس خطابات ان کے بھی ہوئے۔

بلکہ اس نا توڑی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تمیص شان کا
 بھی کچھ لکھ دیا۔ حتیٰ کہ حضور کے لیے بھی یہ دس خطابات مواضع ہاںم کہ انتہا کہ ہم
 تاہر تاہر ○ ہاںم ○ واقف ہاںم ○ واقف ہاںم ○ واقف ہاںم ○ واقف ہاںم ○ واقف ہاںم ○
 معنی کے اور بتائے حدیث شریف میں فرمایا اِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا شَیْءَ بَعْدَیْ
 مِنِّیْ مِمَّنْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ہوں ○ فیئے میرے بعد کوئی نبی نہیں ○ تو یہ نا توڑی ساری اُمت
 قوام الامیر دین ○ سب متفقین صحابہ و تابعین بکر سیار سلیمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ
 خطابات دیگر تمیص و قرین کرتا رہے۔ اور سب کو ہاںم و ناہم بنا کر صرف اچھا پک

حاکم مستزاد فی غم ثابت کتاب ہے۔

نا توڑی نے یہ اتنا بڑا ناپاک قدم کیوں اٹھایا

یہاں ایک حقیقت قابل اظہار ہے کہ اس نا توڑی ہی نے باقر خاتم النبیین
 کے معنی حضرت کے خلاف اپنے عہد سے کسی تکلیف کی بنا پر گھر سے اور قوام الامیر دین
 حضرت صحابہ و تابعین حتیٰ کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمہ کے
 کچھ ہوئے اور بتائے ہوئے معنی کی مخالفت کس ذہر دست منصوبہ کو نہ نظر رکھ کر
 کی۔ اور فقیر اللہے جیسا ہر عہد کس نظریہ کے ماتحت کیا۔ اور تمام اُمت کے الامیر دین
 حضرت میں صحابہ و تابعین کو ہاںم ○ ناہم کہ انتہا ○ بنا کر اپنے کپ کہ سب سے روانہ ہوا
 حاکم مستزاد ہاںم ○ ذیل کس اہم مقصد کے حصول کے لیے قرار دیا۔ قواس کا اس لازم
 ہے کہ ان نا توڑی صاحب کو بھی ہٹنے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اس سلسلہ غیر حتم
 میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اس کو زہر دست پہاڑ نظر آ رہا
 تھا تو اس نے توکل نہیں کیا کہ اس وصفت خاتم النبیین سے باطل صاف اسلام ہی
 کو دیا جائے کہ یہ خزانہ کرم میں مذکور تھا۔ قواس نا توڑی نے یہ سوچا کہ خاتم النبیین کے
 وہی معنی متواتر باقی رہے۔ تو میں کس کر نہایت کا دعویٰ کس طرح کر سکتا ہوں اور لوگ
 میری تہمت پر ایمان کیسے لائیں گے۔ تو نا توڑی نے اسی جذبہ کے ماتحت یہ کتاب
 خندہ نقاس تصنیف کی اور اس میں ایڑی چوٹی کا زہر لگا کر یہ ثابت کرنے کی ناک
 سہی کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ سب سوا
 کہ حضور کا زمانہ انبیاء کے زمانے کے بعد ہے اور وہ سب میں آخری ہیں حوام ہاںم
 ناہم ہوں کے کچھ ہوئے ہٹائے ہوئے معنی ہیں۔ اور نا توڑی اور اس کے اذتاب
 اہل قہم کے نزدیک خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے زمانے میں کہیں اور
 کوئی نبی جو سب سے آپ کا خاتم ہوتا ہو ستر باقی رہتا ہے اور اگر زمانہ نبوی بھی
 اس زمیں میں کرئی ہی تجویز کر لیا جائے تو بعد بھی حاکمیت محمدی میں کچھ فرق نہ پڑے گا

قواب خاتم النبیین کے اس منہ سے اس زمین پر کب مہدیؑ کی توجہ کر لینے سے شکر شہوت پر کچھ اثر نہیں پڑا۔ لہذا اب ہر اشد و ملہوت کے لیے راستہ آسان ہو گیا اور ہی ہی جانے کا موقع مل گیا۔ اور وصف غایت اس کے لیے مانع نہیں رہا۔

اس نالوثی نے اگرچہ خاتم النبیین کے حسب منشاہ جدید سے گڑھ کر تعمیر جنت کی بنیاد قائم کر دی ہے لیکن مسلمان اس کے خلاف اگر اساویت چلی کرے ہیں تو پھر اس کے مذہب دیوبندیت کا یہ جواب ہے کہ حدیث خصال و کم و کمال اندہ ہی توبہ اور حکم رسول کا نام شرح نہیں ہے بلکہ جو حکم رسول کو شرح جانتا ہے وہ مشک ہے چنانچہ امام ابوایہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں اس کی صاف تقریر کر دی ہے۔

دیوبندی مذہب میں حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام

تقدیر بڑی کو لوں گے کہ شرح انہیں کا حکم ہے ان کا جو بھی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ جیتے تھے اور وہی بات ان کی امنت پر لازم ہوتی تھی مولوی باطل سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

تو حدیث شریف کوئی شرح نہیں ہے جس کا ماننا ضروری ہو۔ بلکہ اس کو شرح کہنا ہی شرک ہے۔ لہذا ہم دیوبندی لوگ نالوثی کے قول کے خلاف حدیث کو نہیں مانتے۔ علاوہ بریں حدیث جس رسول علیہ السلام کا نام ہے وہ ہمارے مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافتہ شاگرد ہی تو ہیں۔ چنانچہ پڑھائے وہاں اس کو اس طرح سمجھتے ہیں۔

ایک صالح فقیر عالم علیہ السلام کی زبانت سے خواب میں مشرق ہوئے تو

آپ کو اند میں کام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں عربیاء کب سے علماء مدرسہ دیوبند سے بھلا معاملہ ہوا کہ یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا ملے

اس میں صاف ٹھیکہ کر فقیر عالم علیہ السلام نے مدرسہ دیوبند میں اردو تعلیم پائی تو وہ رسول علماء دیوبند کے شاگرد ہوئے۔ اور جب رسول شاگرد ثابت ہوئے تو یہ ثابت علماء دیوبند کے وہ کم کم اور کم کم قرار پائے۔ اور ملاتے دیوبند باقیہ استاد ہونے کے ان رسول سے زیادہ ذی علم اور اہل فہم ثابت ہوئے تو غلام نبیین کے جیسے نالوثی نے ایسا دیکھے ہیں وہ اس معنی سے زیادہ صحیح ہیں کہ ان کے مدرسہ کے شاگرد نے حدیث میں بیان فرمائے۔ یہ ہے دیوبندی مذہب میں حدیث شریف کی حقارت اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت، اعلیٰ ذیالہ تعالیٰ۔

اب باقی رہا خاتم النبیین کا قرآن کریم میں مذکور ہونا تو حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن کریم کا مقام الہی نہیں ہے بلکہ صحابہ کا ایسی مشورہ ہے خود نام الہی مولوی اسماعیل دہلوی تفسیر الانبیاء میں تحریر کرتا ہے۔

دیوبندی مذہب میں کلام الہی کا مقام

اس کے دہار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرما کہتے۔ وہ صبر و صہب میں آگے لے کر اس جو جاتے اور آؤب اور وحشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے جنس کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آتنا وعدتنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

معاذ اللہ اس نے صاف کہا کہ انیاء ربوقت خذول دہی و صہب سے۔ جو اس ہر

جائے جس کلام نہیں سمجھ سکتے دوامہ دریافت نہیں کر سکتے آپس میں پرتیر کر آنا
صدقہ کر لیتے ہیں تو یہ قرآن آپس کا مشورہ ہی گوہر اکام الہی کب ہوا اور تا توڑی
کہتا ہے۔

- قرآن میں انہوں کے درمیان کوئی مناسبت نہیں (دیکھئے تفسیر اناس مست)
- قرآنی مخلوق کے عطف میں کوئی تناسب نہیں۔ (دیکھئے تفسیر اناس مست)
- قرآن میں بے رملی دلچسپی ہے (دیکھئے تفسیر اناس مست)
- قرآن میں فغول گئی ہے (دیکھئے تفسیر اناس مست)

تو جس قرآن میں دیوبندیوں کے نزدیک ایسی چار کردیاں اور میت کی غلیظ
ہوں اس کو دیوبندی اہل فہم کہتے ہیں۔ تو یہ ہے دیوبندی مذہب
میں قرآن کی حرمت و عظمت الیہذا باللہ تعالیٰ۔

آپ باقی رہا ہے امر خاتم النبیین اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو کیا تا توڑی اور اس کے
اذکاب دیوبندی کلام الہی کا انکار کر سکتے ہیں تو بغیر ملاحظہ کیجئے کہ انکار کر سکتا تو مرتبہ
امکان تھا بلکہ انہوں نے قرآن تعالیٰ کی ذات میں وہ عیب دکھائے جس سے صاف
اقرار و قرح میں آگیا۔ دیکھو اہم الیہ مولوی اسماعیل دہلوی نقوشہ کا بیان میں لکھا ہے
اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہر جب چاہے کر لیجئے
ایہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے یہ

اس میں صاف کہہ دیا کہ غیب کا دریافت کرنا خدا ہی کے اختیار میں ہے اگر
دریافت کرنا چاہے تو عالم ہر جہاں سے آواہر دریافت دکرنا چاہے تو عالم رہے گا۔ تو
دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا علم ہر نامزدی نہیں ہے غلطی صاحب اپنے تفسیر میں لکھتے ہیں
و قرح کذب کے معنی درست ہو گئے۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ خدا سے جبروت کا واقع ہونا درست ہو گیا، لہذا دیوبندیوں
علمہ - تفسیر الامیان مست۔

کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا قرآن
کے علم الہی بنا پر ہے کہ اس نے غیب کو دریافت ہی نہیں کیا کہ مرتبہ میں صلی
تا توڑی صاحب با حقاری صاحب نبوت کا دوسرے کرنے والے ہیں اگر دریافت
کر لیں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ہرگز نہ فرمایا۔ یا اللہ تعالیٰ کا
حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا کذب ہے۔

- قرآن دیوبندیوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے یہ دس عجیب ثابت کیے۔
- اللہ تعالیٰ کا علم ضروری نہیں (دیکھئے تفسیر الامیان مست)
- خدا سے و قرح کذب کے معنی درست ہو گئے۔ دیکھئے تفسیر غلطی۔
- خدا انصوری ہو گئے دیکھئے تفسیر اناس مست۔
- خدا کا کلام بے رابطہ ہے۔ دیکھئے تفسیر اناس مست۔
- خدا کے اس صفت کے بیان کرنے میں کوئی کمال نہیں (دیکھئے تفسیر اناس مست)
- خدا نے صفت خیر و کرم کو مقام روح میں بیان فرمایا دیکھئے تفسیر اناس مست۔
- خدا نے حضور کو نبوت قدیم علی عرفانی اور انبیاء کو نبوت عارضہ دی۔ دیکھئے
تفسیر اناس مست۔
- خدا نے انبیاء کے کلمات میں یہ فرق رکھا کہ حضور کے کلمات ذاتی ہیں اور کسی
نبی کا کوئی کمال ذاتی نہیں۔ دیکھئے تفسیر اناس مست۔

○ خدا نے حضور کو وصف نبوت میں موصوف بالذات کیا اور انبیاء کو موصوف
بالعرض دیکھئے تفسیر اناس مست۔

○ خدا نے تمام علماء و آدمیوں - مفسرین صحابہ و تابعین - کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآنی عقل صاحب علی عرفانی جو خاتم النبیین کے اصل
معنی تک رسائی کرنی اور تفسیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل نادان (تا توڑی صاحب)
کو وہ جنم دی کہ انہوں نے شکاف کے باج کہہ دی اور خاتم النبیین کے اصل معنی کہہ
لیے دیکھئے تفسیر اناس مست۔

یہ ہیں دہلوی مذہب کے ائمہ کرام نے کی جناب میں باطل عقائد اور غلط اقوال اور اس کی شانِ تعلیم میں جو بے وفائیاں کا اثبات اس نا تواری نے مذہبِ غیرِ نبوت میں قائم ائمہ متبعین کے لئے سن کر نہ کرنا اور دین کے لئے کس قدر تباہیاں کھینیں۔ صمدی کلام کی کتنی توہین کی خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کس قدر تنقیض شان کی اللہ تعالیٰ کے لئے کتنے جہنم ثابت کیے۔ قرآن کریم پر کئے الزامات غلط تھے اور اس میں من گھڑتے بے شمار کفریات تھیں۔ بلکہ باقرہ و آل عمران پر لائے گئے کفریہ کلام زیادہ۔

مفسر کلام نو کیا ان دہلویوں نے خدا کا ترجمہ کیا۔ ماسنا و گناہوں نے نہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ کیا۔ نہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کو پہچانا۔ نہ قرآن کریم کی حقیقت کو سمجھا۔ نہ صحابہ و تابعین کی عزتوں کو سمجھا۔ نہ ائمہ متبعین کے مراتب کا امتیاز باقی رکھا۔ سب سے اعلیٰ ہیں بندہ کر کے نا تواری ہی دہلوی ہی لنگوی ہی کے غلط و باطل اقوال پر ایمان لے آئے۔

مفسر کلام فصل ثانی میں اگر واقعی غیرِ نبوت کی بحث ہی کرنی تھی تو پہلے خدا ترانہ متبعین کے ائمہ متفرقین صحابہ و تابعین کے بیان کر دینی متواتر کار و کرتا۔ اس معنی کا باطل و غلط پر تاجیبت کرتا۔ اور اس کے خلاف اعدادیث پیش کرتا۔ اقوال ائمہ متفرقین نقل کرتا عباراتِ سلف و علف لکھتا۔ پھر نا تواری کے جدید معنی کی تائید میں کہ ان کے ایک صحیح حدیث ہی پیش کر دیتا اقوال ائمہ متفرقین صحابہ و تابعین سے اس کی تائید کرتا۔ اور یہاں سے نا تواری کو تفسیر دلائے کہ مجرم صمدی اور کفر مزہب ہے۔ چنانچہ کی اسکا فی کشتش کرتا۔ مگر مصنف بہانے اس کے اہلِ حضرت قدس سرہ پرستہ گالی کھینچ دیتے پھر آخر پر اور تقریباً ایک صفحہ اس میں اپنے نصیب کی کراہ سیاہ کر ڈالا۔ تو کیا ان گالیوں سے نا تواری کا گناہ اس کے سر سے مل گیا۔ اور اس کے معنی صمدی کو کرنی قدرت پرستہ لکھی۔ غلامِ عرب کے کفری فتوے کا حکم مزمہ ہو گیا۔ کسی نے خوب کہا ہے خط۔

بیشک گالیوں بکنا ہے نہ جو ہو گیا عاجز

جواب فصل ثالث فتویٰ لنگوی در قیامِ کذبِ بی تعالیٰ

مفسر کلام نے جتنے سطروں میں لنگوی جی کے اوصاف ذکر کیے اور انہیں دہلوی قوم کے لئے امام ابو حنیفہ اور حضرت جلیلہ اور امام ترمذی و محبوب سبحانی سب کلمہ بنا ڈالا۔ اور یہ ضمن اس فقرے کے ملاحظہ کیا کہ دہلوی ہی قوم ان کے ان اوصاف و افعالب کو بخیر کران کے ہر غلط فتوے اور باطل قول پر ایمان لے آئے کی لیکن اس نے یہ نہ سوچا کہ اور اہل اسلام تو دہلویوں کی طرح اندھے نہیں ہیں۔ وہ اچھی طرح ان کی علمی قابلیت، حدیث دانی و مقابست اور علمی حالت و عقولیت کو پہچانتے ہیں کہ ان پر انصاف میں کا ناما جہ کی مثل صادق آری ہے۔ میں بحرف طوالت ان کی جہاتوں سنا ہوں۔ جناب توں۔ حماقتوں۔ غلط فتوؤں۔ باطل عقیدوں۔ ایجاد کردہ مسئلوں خلافِ حقیقت باتوں کو پیش نہیں کر رہا ہوں نہ در ناظرین بھی یہی فیصلہ کرنے کے لئے مجبور ہوں گے کہ واقعی مذکورہ بالا مثل اپنی ہر صادق ہے۔ پھر مصنف اہل حضرت قدس سرہ کا عرب کا یہ واقعہ کہتا ہے۔

میرے پاس ایک فوٹو گراف فتوے کا موجود ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر کوئی شہادۂ قتل لے لے گا کہ باطل جہو شاہیہ دغا دہا اللہ تو اس کی کھینچ نہ کرے کہ باطل تحقیق اور تفسیل میں نہ کہ اور سب سے لوگ سلف صالحین اور ائمہ متبعین میں سے اس کے قائل ہوتے ہیں؟

جواب ۱۔ اہل حضرت قدس سرہ نے یہ باطل بیخ فزا انہیں لنگوی جی کا ہی مضمون نا تواری منہ پر دستخطی اہل حضرت قدس سرہ کے پاس موجود تھا اس کے فوٹو آج بحضرت علماء کے پاس موجود ہیں۔ یہ فتوے لنگوی جی کے سامنے سے طبع ہو رہا ہے ملک میں پلہ

غور ہوا ہے۔ گنگوہی نے اپنی حیات میں اس فتوے سے انکار نہیں کیا اس فتوے کا فوٹو میرے پاس بھی موجود ہے جس کو غلط ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

گنگوہی کا وقوع کذب والا فتویٰ

سوال بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے۔ ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اللہ لا یغفران یشربک بعدہ یغفر ما دون ذلک الا ماعدا ما ہم اپنے شامل ہے معصیت تکل مومن کو پس آئیے نہ مکرور سے معلوم ہوا کہ وہ مکرور نہ مکرور مومن قائل بالعدہ کی بھی فرما دے گا اور دوسری آیت میں ہے من قتل مومنا متعمدا انہم کافرون خالد ۱۱۱ نکاح میں عام ہے شامل ہے مومن قائل بالعدہ کو اس سے معلوم ہوا کہ مومن قائل بالعدہ کی مغفرت نہ رہی۔ اس قائل کے نعم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت میں یغفر ہے نہ یشربک ان یغفر یہ شکر اس قائل نے جواب دیا میں نے کہا کہ آپ نے کس وقوع کا قائل نہیں ہوں اور دوسرا قول بھی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی المومنین یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بعضے مواضع میں جانور کھایا ہے۔ اور تیسرے مومن کذب یعنی مواضع میں دونوں اولے ہی وہ فتوہ تیسرا یہ آیا ہے قائل مسئلہ ہے یا مکرور یا مکرور یا مکرور ہے تو جہتی مثال یا اہل سنت و جماعت یا وجوہ قبول کرنے کے وقوع کذب باری تعالیٰ کے بیخلاف ہے۔

الجواب ۱۔ اگرچہ شخص ثانی نے اول آیات میں شکیا ہے مگر تاہم اس کا فوٹو کیا جاتی مثال نہیں چاہیے۔ کیونکہ وقوع کذب و مکرور جانور کثیر و کمال و صفت کی قبول کرتی ہے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ

تفسیر القرآن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں لیکن علاوہ اس کے جو زبان خلعت وغیرہ وقوع کذب کے بھی قائل ہیں چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے حیث حالانہ میں شخص بل پر کمال ۱۲ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء وقوع کذب و مکرور کے قائل ہیں اور یہی واقعہ ہے کہ طغیانی وغیرہ خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب ہر قسم میں قول خلاف واقع کو سوزہ گاہ و حید ہوتا ہے۔ لا بد و عدہ گاہ و خبر اور سب کذب کے الزام نہیں اور وجوہ وقوع لا بد و مکرور مستعمل ہے انسان اگر مکرور ہو جائے یا مکرور موجود ہو جائے لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بعض کی فتویٰ کے ہو پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت لکھ دیکھنا چاہیے کہ اس میں بھی علماء و صفت کی لازم آتی ہے مگر یہ قول ضعیف ہی ہے مگر تاہم تحقیق کے مقابلہ پر صاحب دلیل قوی کو تشکیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ و تحقیقی شافعی پر اریکس پر موقوف دلیل اپنی کے طعن و تشکیل نہیں کر سکتا۔ ان مومن انشاء اللہ لا مستحکم کتب و کتاب میں خود دیکھتے ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تشکیل و تحقیق سے مومن کا پانچاں البتہ بڑی اگر قبضہ ہو بہتر ہے۔ البتہ قدرت علی الکذب مع اقتراح الوقوع مسئلہ افتاء ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ اگرچہ اس نے اپنے میں دیکھ کر انکار کیا ہو گیا ہے قائل اللہ تعالیٰ و لو شئت لا یثنا کل نفس و عدا و لیکن حق القول صحت لا یثنا جہنم من الجنت و الناس اجمعین الا بقیۃ فقط و اللہ تعالیٰ اعلم۔

رحمہ اللہ

حضرت احقر رشید احمد گنگوہی علیہ رحمۃ اللہ
شعف اب انھیں سمجھ کر دیکھ کر اس شخص ثالث نے صاف انکسار کیا

لے۔ فوٹو فتویٰ رشید احمد گنگوہی۔

کو میں نے کب کہتے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں اور جب وہ اس کا قائل ہوا تو اس نے خداوند متعالہ علی شانہ کو باطل جو کہہ دیا گنگوہی جی نے جواب میں اس شخص ثالث کی لیے فتویٰ دیا کہ اس کا ذکر کیا جائے حتیٰ سال کہنا میں چاہیے بلکہ اس کو کوئی سخت کلام نہ کہنا چاہیے اس کو تفصیل و تحقیق سے مامون کرنا چاہیے۔ تو گنگوہی جی نے اندر علی شانہ کو باطل جو کہہ دینے والے کے لیے یہ فتویٰ دیا کہ اس کی تکذیر تکذ تفصیل و تحقیق بھی نہ کر دیکھا اس کو کوئی سخت کلام بھی نہ کہو اس لیے کہ یہ شخص ثالث صحیح کہتا ہے کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اور غلط و وحید کذب کی افواج میں داخل ہے اور میں کہتا ہوں وقوع غلط و وحید کے قائل ہیں تو یہ علماء وقوع کذب کے بھی قائل قرار پائے۔ تو مصنف کی یہ پیش کردہ امور سب اسی فتویٰ گنگوہی جی پروردہ میں لکھنا غلط و غلطی اللہ تعالیٰ اپنے دعوے میں بالکل صادق اور سچے ثابت ہوئے اسی طرح غلطی قدس سرہ کا وہ سراپا دعویٰ اور قول جس کو مصنف ان الفاظ میں لایا

اور مع اس کے اپنی جہتی جڑیاں کر اذکار مولانا موصوف الصدور لکھی گنگوہی جی مسئلہ امکان کے قائل تھے اور میر میں نے ایک رسالہ لکھا تھا اور یہ واقعہ پیش کر دیا

جواب :- غلطی قدس سرہ نے یہ بھی باطل صحیح فرمایا کہ اسی گنگوہی جی نے پہلے امکان کذب باری متعالہ کا قول لکھا تھا۔ چنانچہ ماہرین قاطعہ میں صاف تصریح کی۔ امکان کذب کا مسئلہ قراب حدیث کی نہیں نکالنا بلکہ تقدیر میں توقف ابراہان نے غلط و وحید کیا جانے چاہیے

تو اس جہد سے ثابت ہو گیا کہ اسی مسئلہ امکان کذب کا قائل تھا میر غلطی قدس سرہ کا یہ قول بھی صحیح ہے کہ میں نے اس کے رد میں ایک رسالہ لکھا جس

لکھ :- شہاب ثاقب مشہور :- براہین قاطعہ بطور ماثور پروردہ ۔

لا غنت کو بھی اعتراف ہے چنانچہ اسی شہاب ثاقب کے مسئلہ میں گنگوہی غلطی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں اس کا کلمہ کلمہ رد کیا اور غلطی قدس سرہ کی برائت پر غلطی اور حقا اور مطابق واقع ہے کہ غلطی جی کے فتویٰ اور کتب میں سب باتیں موجود ہیں اس صلاحت کے جواب میں مصنف نے شہاب ثاقب کے مسئلہ میں دل میر کو غلطی قدس سرہ کو سرسری مڑی گایاں دیں اور پر شرمک مست شرمک انہیں بے جا کہتا ہوں کہ یہ فتویٰ ہے ایسا دیکھو کہ اس سر کوسا دیکھو ایک اپنے نسیب کو اور زیادہ سیا کر دیا۔ لیکن ہم اس کا فیصلہ انہوں نے پرہیز نہیں کیا کہ جب غلطی قبل کے سامنے مواضعات غلط گنگوہی جی کے فتویٰ اور براہین قاطعہ میں بطور ماثور موجود ہیں تو غلطی قبل تو اتنی صادق القول اور سچے ثابت ہو گئے۔ تو اب مصنف جی جہدوں کا سرور و جہادوں کا لیکر دار۔ بیباؤں کا مستعد۔ بے ایمانوں کا پیشہ امتریزوں کا رہنما قرار پایا اور اس مصنف میں اتنی قابلیت تربت نہیں کہ اپنے لایبر کی کوئی بات نہ کہے تو میر پروردہ کا یہ کہنا

میر مصنف گنگوہی کے اس فتویٰ کی معافی میں ان کو کوئی انکاری کرل تو نہ نہ لکھا کہ اس فتویٰ کے یا القابل ایک فتویٰ فتادی رشیدیہ حضرت اول کا شہاب ثاقب کے مسطورہ پر نقل کر کے اس پر یہ نتیجہ نکالتا ہے۔

اصل مولانا گنگوہی نے خود اس مقدمت اپنے فتاویٰ میں اس کو سرحد پر ایک شخص نسبت کذب باری عرض کیا کہ طرف کرے گا کہ کافر ملعون ہے ہرگز مومن نہیں میر مسطورہ کہاں سے اس عہدہ تفصیل نے یہ غیث فتویٰ اعتراف کیا ہے

جواب :- مصنف اس میں یہ ثابت کرنے کی سعی کر رہے کہ گنگوہی جی کا قائل وقوع کذب باری متعالہ کے جس میں فتویٰ صرف یہ ہے جو اس نے شہاب ثاقب کے

لکھ :- شہاب ثاقب مشہور :-

مرد پر قتل کیا ہے جس کا خلاصہ مکر اسکی اس عبارت میں ہے کہ وہ قاتل کا فرعون
ہے بڑا مومن نہیں مگر انہیں گنگوی جی کا اس قاتل دھڑ بکدب ہاری کشالی کے ہی
میں وہ قتل ہوئے ہیں جس میں قاتل کر دہ قتل کا فریضہ بلکہ اس کو بڑی وصال کئے بلکہ
اس کی تشہیل و تہنیت کرنے بلکہ اس کو صحت کو ملک کئے سے منع کیا گیا ہے جس کو فرعون
سے ہم نے ابھی نقل کیا ہے اور اعتراف قدس سرہ سے اس کو عرب کے سامنے پیش
کیا ہے تو مصنف کے نزدیک یہ مدد بخیر و تشہیل و تہنیت والا فتویٰ گنگوی جی کا ہے
ای نہیں ہے اس کا اعتراف نے اپنی طرف سے گڑھ کر گنگوی جی کی طرف نسبت
کر دی ہے۔

مصنف اپنے اس دوسرے پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتا اس طرح تو ہم بھی کہہ
سکتے ہیں کہ مصنف نے بڑا گنگوی جی کا قتلے پیش کیا ہے یہ بڑا بڑا گنگوی صاحب کا
جیس ہے بلکہ یہ مصنف ہی نے اپنے دل سے گڑھ کر گنگوی جی کی طرف منسوب کر
دی ہے اور یہ مصنف کی وہ پرانی عادت ہے جس کی بہت سی نظریں پیش کی جاتی
ہیں۔ دو نظریں ہم نے اسی شہاب ثاقب سے اپنی اسی کتاب میں پیش کیں کہ حضرت
شاہ قمر صاحب مامور دی کے نام سے ایک کتاب خزانۃ الاولیاء گڑھ دی۔ اس کا
مطبوعہ کانپور اپنے دل سے تراش لیا اس کا مشہور تجزیہ کر لیا اس پر ایک عبارت اپنی
طرف سے گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کر دی اور حضرت مولانا رضائی خاں صاحب
بریلوی کے نام سے ایک کتاب ہدایۃ الاسلام گڑھ دی اس کا مطبع بیچ صادق پتہ پور
اپنے دل سے تراش لیا اس کا مشہور تجزیہ کر لیا اس پر ایک عبارت اپنی طرف سے
گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کر دی اگر مصنف کی یہ گڑھنت اور جہل بازی و گنجی
ہو تو اسی شہاب ثاقب کا مشہور و ملاحظہ کیجئے تو مصنف کسی کے نام سے
پوری کتاب گڑھ لینے میں جری ہو۔ مطبع تجزیہ کر لینے میں دلیر ہو۔ موقوفہ لینے میں بے نیکی
ہو اپنے دل سے ایک عبارت گڑھ کر پیش کر دینے کا عادی ہو
اس قدر بے خرم و بے جا ہو کہ اپنے ضمیر کے مقابل حجت بنا کر منکر سے بچ کر

دے شائع کر دے۔ تو وہ مشاق مصنف کی اپنے لاکھری صفائی میں ایک قتلے بھی
نہیں گڑھ سکتا ہے۔ اور اس کو اپنے ہی مطبع قاتل و دہندہ میں نہیں چھاپ سکتا اور اس
کو قتلے رشیدیہ میں درج نہیں کر سکتا کہ جس قاتل رشیدیہ کے جامع اور طالع اور
آخر میں وہ دہندی لوگ ہیں جسے تو مصنف کی جہل بازی اور گڑھنت کی وہ نظریں اسی
شہاب ثاقب ہی سے پیش کر دیں۔ اور اس کے علاوہ اس کی اور وہ دہندی قوم کی لای
جہل بازی کی بہت سی نظریں پیش کی جاسکتی ہیں ہم نے اپنی اسی کتاب کے شروع
میں ان کی پانچ نظریں بطور نمونہ پیش کیں ہیں انہیں کو ملاحظہ کر کے دہندیوں کی
عادۃ کو پہچانو۔

حسین احمد ٹانڈوی کو حیلچ

مصنف کو ہم پہلے جیتے ہیں کہ اعتراف قدس سرہ کا ام گنگوی کو کہا ذکر کریں۔
جہاں جامعہ اہلسنت کے کسی مستند عالم کی ایسی ایک ہی مثال پیش کر دو۔
اس نے الی گڑھنت اور جہل بازی کی ہوا اور کتاب اور قتلے تو بڑی چیز ہے ایک
جولہ کی طرف سے گڑھ کر چھاپ کر شائع کیا ہو۔
ممکن ہے کہ یہ مصنف اپنی صفائی میں یہ کہے کہ گنگوی جی کا وہ مخیر والا قتلے جو
شہاب ثاقب میں نقل کیا ہے وہ قاتل رشیدیہ حضرت اول میں ملو مدد جو دے جس
ابول چاہے دیکھو۔ اور گنگوی جی کا یہ مدد مامور بخیر والا قتلے جو فرعون سے نقل ہوا
وہ قاتل رشیدیہ میں چھاپا ہوا جو نہیں ہے نہ جی اس کے مطبعی ثابت کرنے کے لیے
اپنی ہتھ قراس کا جواب یہ ہے کہ قاتل رشیدیہ کے قاتلوں کے ابے وہ دہندی قوم
ای جیت کرنے والے تم ہی مطبع کرانے والے تم ہی شائع کرنے والے تم ہی اس کو فرعون
نے والے تو تم نے مدد مخیر والا قتلے کو قتلہ گنگوی پر بخوف تکمیر ہو جانے کے
قتلے رشیدیہ میں درج ہی نہیں کیا اور گنگوی کی صفائی کرنے کی طرف سے
مخیر والا قتلے اپنی طرف سے گڑھ کر قاتل رشیدیہ میں درج کر کے بچ کر دیا تو بڑی

اور جو بی گنہی صاحب نے انھیں بند کیں اور وہ قبر میں مقید ہو گئے تو سرورِ بوندی کی زبان کرا برائی کر یہ خوشی ان کا نہیں ہے۔ ان پر یہ افترا ہے۔ اس سے تو آسان کیا تھا کہ مصنف نے کہہ دیا کہ گنہ میں کوئی مولوی رشید احمد پیدا ہی نہیں ہوئے۔ ایک انسانی شکل میں ایک جہت تھا جس کو لوگ رشید احمد گنہی کہنے لگے تھے۔ تو مصنف کی یہاں تو چھوٹ جاتی۔

اگرچہ ہر ذی عقل لٹا اپنے دل میں فیصلہ کر لیا ہو گا کہ مصنف نے اس فتوے کے انکار کرنے میں مزید جھوٹ بولا ہے۔ اور انتہائی قریب دی سے کام لیا ہے۔ بلکہ یہ فتوے گنہی صاحب ہی کا فتویٰ ہے کہ جب انھوں نے پندرہ برس کی طویل مدت میں خود اس کا انکار نہیں کیا ان کے زمانہ حیات میں کوئی دہ بندی اس کا انکار نہ کر سکا تو ان کی موت کے بعد کس کو انکار کرنا حق حاصل ہے۔ اور کوئی کس طرح انکار کر سکتا ہے جب اس پر گنہی جی کی مہر ہے و خطا ہیں۔ انہیں کی طرز عبارت ہے۔ انہیں کا مضر و مفید غلط ہے۔ الاغزیت قدس شہزاد امتیاع ملاحظہ کیجئے کہ جب تک کہ انھوں نے اصل فتویٰ حاصل نہیں کیا اس وقت تک اس کی تکذیب نہیں فرمائی اور یہ سارے افسوس و غم کے دیکھنے سے مل رہا ہے۔ تو ملاحظہ قدس شہزاد نے اس جہت سے فتوے کا اخراج نہیں کیا بلکہ اصل فتوے کو حاصل کر کے کرا کر فرمایا لیکن ہم اس مصنف کے انکار کا بالکل خاتمی کیجئے دیتے ہیں کہ جس کے بعد انکار کا انتہا پھر زبان پر بھی نہ لائے گا۔

مکتبہ انگری صاحب نے اس طرح برائیں قلم مولوی عیسیٰ احمد انیسویں کے نام سے تصنیف کی ہے۔ اسی طرح ایک رسالہ تقدیس رسالہ شہزاد الرحمن کے رد میں ایک اور شخص کے نام سے تصنیف کر کے شائع کیا ہے تو اس فتوے کی تائید میں یا تقدیس القدر کی چند عبارت پیش کرتے ہیں۔

بلا و قوی میں بحث ہے (تقدیس منہ) گنہی جواز و قوی میں ہے
از جواز اسکانی میں (تقدیس منہ) جواز و قوی کا بعض اثبات کرتے ہیں

تقدیس منہ کذب جنس ہے۔

اور غلبہ وید ایک نوع اس کی ہے اور یہ میزان متعلق وال بھی ہاں ہے کہ شہرت نوع سے شہرت جنس لازم و واجب ہے۔ پس یہ فرما کر جواز غلبہ وید کے مستند جواز کذب کے مستند نہیں بلکہ فقرہ ہے کیا پہلے علامہ شفیق کو کوئی ایسا مالک کر سکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس پھر مفسد ہی ہے کہ وہ جواز کذب کے قائل ہوں گے۔ یہ وہی معنوں ہے کہ ابتداء براہین قاطعہ میں ہے کہ غلبہ وید میں علامہ شفیق نے تصدیق کا امتناع کیا ہے اور امتناع غلبہ وید اسکان کذب کا قریح ہے یعنی کذب جنس ہے اور غلبہ وید نوع اس کی ہے۔

اب اس مصنف سے دریافت کر دو کہ غلبہ وید گنہی جی کے فتوے سے معنی اسی بتا رہا تھا کہ دیا تھا کہ اس میں یہ صاف ظہور ہو رہا ہے کہ وہ قریح کذب کے معنی درست ہو گئے اور قائل و قریح کذب کی صحیح و غلطی دکانی جائے اب بالکل ہی معنوں اس قریح سے اہتمام اور مبین کی چھی ہوئی کتاب تقدیس القدر میں بھی موجود ہے کہ اب گنہی جی گنہی جی جواز اسکان کذب میں نہیں کرتے یہ ان کی پہلی تحقیق تھی ہر حال پر بھی اب قریح بحث و قریح کذب کے ہاں ہونے میں کر رہے ہیں۔ اور علامہ شفیق کا کذب بھی یہی ہے کہ کذب الہی کے وقوع میں کیا سکتا ہے اس پر جنس کرنا پہلے متنازع پر جنس کرنا ہے۔ تو مصنف بتاتے کہ اس فتوے میں کیا نہ معمول و افتاد جس پر ہائے دانے چائی تھی اب تو شہزاد اس چھی ہوئی کتاب نے بھی دیکھے کی جہت وہی کہ وقوع کذب کے معنی درست نہ مان لے۔ اور یہ تقدیس القدر بے پردہ دہلے حجاب پر کر دی گئی ہے۔ جو فتوے کا معنوں ہے بلکہ وہی فتوے کی دلیل اس میں ہے۔ لہذا کیا اب بھی اس مصنف میں اس فتوے گنہی کے انکار کی قرات و جہت ہے۔

لے یہ تقدیس منہ۔

خیر مہر بھی دکھا چاہتے ہیں کہ ولید بن لوی کا ابتدائی مذہب امکان کذب
ہی تھا۔ لنگوی صاحب بھی پہلے صرف اس کے ہی قائل تھے۔ چنانچہ خود حضرت
اس بات کا شہاد ثنائی میں اقرار و اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے۔
مسئلہ امکان کے التزم حضرت مولانا اور ان کے متبعین حسب دلائل
الکاملہ صاف قائل تھے اور ہیں بلکہ

اس کے بعد لنگوی جی نے قریبی کی اور اس فتوے اور اس کتاب نقیض التدریج
کے کھنڈنے کے بعد وقوع کذب کے قائل بنے اور اپنے اکابر سلف انجیل دہلوی وغیرہ
کی رائے کو ٹھکرا دیا۔ اور آپ لنگوی جی کے متبعین تمام ولید بن لوی کا مذہب وقوع کذب
باری تعالیٰ ہی سمجھتے۔ چنانچہ خود مذہب ولید بن لوی و مستور خیالات و اویست مولوی
غرضی حسن صاحب مدظلہ نے اپنے رسالہ اسکاٹ التدریج میں تصریح کر دی۔

سناور سے اس غرضی صاحب نے جو ہر اذاعت فی الوعدہ کا قائل بنے ہیں
بول سکتا۔ فتوے اس کے باب میں مقصود ہے کہ وہ وقوع کذب کا قائل
ہو کر کافر ہو گیا ہیں۔ مگر غرضی صاحب صاحب ساغر نے جو اکابر اشاعرہ کا
مسئلہ نقل کیا ہے وہ لوگ بھی وقوع کذب کے قائل ہوئے یا نہیں۔
ان کی نسبت کیا حکم ہے۔ شہاد ثنائی

الحاصل ان عبارات سے یہ ظاہر ہو گیا کہ لنگوی صاحب اور ان کے تمام متبعین
ولید بن لوی کا مذہب ہے کہ وہ معاذ اللہ۔ حسب العالین انکار الی کمین اللہ تبارک و تعالیٰ
کو بافضل جوڑا دیتے ہیں اور اس پاک ذرات کے لیے وقوع کذب ثابت کرتے ہیں
اور یہ مزید اقرار و جہرت کرتے ہیں کہ کمال دین سلف خلف اشاعرہ کا بھی یہی مسلک ہے
اس کا پر خدا و اسلام متفقین کرام۔ صفت عظام کے مسلک اور اقوال الہی فضل راجع میں نقل
کریں گے۔

لے :- شہاد ثنائی ۔ ۳ :- اسکاٹ التدریج ۳۳

معتصفت نے شہاد ثنائی میں لنگوی جی کا فتوے کی تائید کرتے ہوئے رشید سے
نقل کیا ہے اس کا لنگوی اور اس کے متبعین کے اسکاٹ التدریج

ذرات پاک حق قائل بلکہ ان کی پاک اور منزه ہے اس کے کرم صفت کذب
کہا جائے معاذ اللہ اس کے کلام میں ہرگز کو شائبہ کذب نہیں ہے قال اللہ تبارک
و تعالیٰ و من آمنہ شیعہ اللہ یبذلہم جو شخص حق قائل کی نسبت یہ جرح دے
ذبان سے کہے کہ وہ کذب ہو تو ہے وہ حق کا فرط من ہے اور اوقات قرآن اور حدیث
اور اہل اہل بیت کا ہے کہ ہرگز وہ من نہیں قتالی اللہ عما یقول العالین
علو اکبر علیہ ۔

ہمارے خلاف نہیں۔ آپ ہم پر ظاہر کرنا ضروری جانتے ہیں کہ وہ ظالم جو
حق قائل کی ذرات پاک کو صفت بصفت کذب کہتا ہے اور وہ کافر جو اللہ تعالیٰ کی
نسبت وقوع کذب کا حقیر و رکتا ہے اور وہ طعن جو خدا کے پاک کے متعلق یہ کہتا
ہے کہ وہ کذب برائے ہے رشید احمد لنگوی نے کہ اس نے ہمارے پیش کردہ فتوے
میں اس کی صاف تصریح کر دی۔ اور خدا کو کذاب بافضل مان لیا۔

قرصفت صاحب ہمارے پیش کردہ فتوے سے نہیں کیا فائدہ پہنچا اس
فتوے سے لنگوی صاحب کی یہ تائید ہوئی۔ تم نے خود نہیں کی بجز خدا ان کے منہ سے
یہ کلامی کہ تم داہنچ ہو اور ان کے حق میں اقبالی دوسری ہر جائے۔ اور میں اس فتوے
سے یہ فائدہ پہنچا کہ میں قائل وقوع کذب کی تائید کر کے لیے دلائل اور عبارات کے
نقل کرنے کی حاجت نہیں رہی۔

آپ ہمارے تمام بھائیوں کے دلوں میں ایک یہ شہیر باقی رہ گیا ہو گا کہ دنیا
میں کوئی خاص ہے نہ خود نہ یہ وہ و دشمن و دشمن نہیں کہا کرتے ہیں چنانچہ
خودہ شخص کس طرح و دشمن بائیں کہہ سکتا ہے۔ خاص کر کوئی مولوی اور مفتی۔ ہرگز

لے :- شہاد ثنائی ۔

کس طرح دوستنا و فتوسہ مگر نہ کہنے، اگر نگویں ہی نہ یہ دوستنا و فتوسہ کس طرح ضرر کیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دوستنا و فتوسہ کوئی معنی نہیں کہہ سکتا، اگر جس فرقہ نے اپنے مذہب کی بنیاد پر مستند باتوں، مستند فتوؤں، مستند رسالوں، مستند کتبوں، مستند مقبولہ پر لکھی ہو تو ان کے عقیدہ میں مستند ہونا ان کے مذہب کی ہاں جیتے۔ لہذا کیا یہ مستند باتوں کو حیدر کرنا چاہتے مذہب کو حیدر دیں۔

دلیلیت دیوبندیت کی بنیاد و متضاد باتوں پر ہے

مذہب دلیلیت دیوبندیت کی بنیاد بھی مستند باتیں کرنے، مستند فتوسے دینے، مستند رسالے تحریر کرنے پر ہی ہے۔ اگر ہم اس کی مثالیں اور نظریں پیش کرنے کے درپے ہو جائیں تو یہ رسالہ بہت مبسوط ہو جائے گا ہم یہاں بطور نمونہ کے ایک دو نظریہ پیش کریں گے۔

پہلا نظریہ انہیں گنگوہی صاحب کی اسی فتاویٰ رشیدیہ ہی پیش کی جاتی ہے کہ روڈی کرن لوگ ہیں اور عبد الوہاب بخاری کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب مستند، سائل یہ سوال کرنا چاہتے تو اس کا جواب یہ منظور رہے۔

محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو روڈی کہتے ہیں، ان کے عقائد عقود سنیہ اذہب مذہب ای کا مطلق مقابلہ اسی فتاویٰ رشیدیہ و شیعہ جہت اہل کے ساتھ کرنا چاہیے۔

محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کا جو کچھ کمال معلوم نہیں ہے۔ دوسری نظریہ بھی انہیں گنگوہی صاحب کے اسی فتاویٰ رشیدیہ ہی سے پیش کی جاتی ہے، جس میں سائل قرشہ اور گیارہ نادرہ کو گیارہوں کرنے والے کے متعلق سوال کرتا ہے تو جواب یہ ہے۔

سہ۔ ۱۔ فتاویٰ رشیدیہ جہت اول ص ۵۰۔

سہ۔ ۲۔ فتاویٰ رشیدیہ جہت اول ص ۵۰۔

الجواب ایسا ہی قراب کی نیت سے گیارہوں و قرشہ کرنا درست ہے بلکہ (اور اسی جہت اول کے مسئلہ پر ہے) گیارہوں و قرشہ حرام و ناجائز تھا (اور فتاویٰ رشیدیہ جہت دوم کے مسئلہ پر ہے) گیارہوں و قرشہ ہی ہے (اور فتاویٰ رشیدیہ جہت سوم کے مسئلہ پر ہے) گیارہوں و قرشہ ہی ہے (اور اسی کے مسئلہ پر ہے) قرشہ حرام ہے۔

تو بخیر گنگوہی جی نے جہت اول کے مسئلہ کے فتوسے میں محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کا حال غور ہی بیان کر دیا کہ ان کے عقائد عقود تھے۔ اور اسی جہت اول کے صفحہ ۲۲

والے فتوسے میں صاف لکھا کہ روڈیوں کے عقائد کا جو کچھ کمال معلوم نہیں ہے، تو ان دونوں میں گنگوہی جی کی کیسی دو متضاد باتیں ہیں کہیے دوستنا و فتوسہ میں کہ ایک میں اس کے عقائد سے جتنی ملی کا اظہار ہے اور دوسرے میں اس کے عقائد کے ایسے علم کا اقرار ہے کہ وہ عقائد عقود تھے، اور یہ طریقہ ہے کہ پہلے فتوسے میں علم ہے اور دوسرے میں علم لکھنے خلاف جہت تو قرشہ ہی بخاری کی اور اس کوئی تباہی یا نہیں، اسی طرح ان گنگوہی جی نے جہت اول کے صفحہ ۲۲ والے فتوسے میں گیارہوں و قرشہ کا اسی جہت کے عقود والے فتوسے میں انہیں حرام و ناجائز کہہ دیا چہ جہت دوم کے فتوسے میں کہ جہت کہاں چہ جہت سوم کے صفحہ ۵۰ والے فتوسے میں جی جہت کہاں چہ جہت سوم کے صفحہ ۹۹ والے

فتوسے میں قرشہ کو حرام کہاں تو گیارہوں اور قرشہ درست جی جی نا درست جی ہیں۔ جہت جی جی غیر جہت جی جی تو ان فتوؤں میں گنگوہی جی کی کیسی دو متضاد باتیں متضاد حکم ہیں اور کہیے مستند فتوسے ہیں، ان گنگوہی جی کی ایسی متضاد باتیں بہت پیش کی جا سکتی ہیں، اور دوسرے دیوبندیوں کے فتوسے فقہانوں سے بکر رسالے آپس میں متضاد ہیں، و بخیر مراد مستقیم، فتویٰ الامان کی منبہ اہد ورفوں کا مصنف ایک ہے، یا جن کا اہد اور المنہ میں تضاد ہے اور نزات ورفوں کا ایک ہے۔

سہ۔ ۱۔ فتاویٰ رشیدیہ جہت اول ص ۵۰۔

دوبندیتہ سربراہ کی جگہ پر برکھو گئی۔ اس سالہ نے دو بندوں کے ہوش اڑا دیئے۔ چکے
چکر لڑنے لگے۔ قلم قرڑ دینے، دل چرڑ دینے، لنگری جی پر دوسو تازیانے تمام کیے۔ اور دیکھ
اڈا بڑ ہمدان دل قائم کیے انکے سارے رسالوں کے دلائل کی دوہیاں اٹھائیں۔ ان
کے تمام استہلالوں کے پرچے اٹھا دیئے۔ ان کے اہم سے لیکر بچہ کے تمام متنبین کے
اقوال رسائل، معنیان کے ایسے خاص زبرد کر دیئے۔ ان کے جلی جلی، گلے گلے حرف معرفت
کے ایسے مکت جوابات کہے کہ اس کے بعد سے دوبندوں نے اس مسئلہ اسان کرب
کا کھڑیوں میں ٹھکانا، دو باں پرانا ہی بند کر دیا ہے۔

[illegible]

خیر، یہ عقیدت اپنی اور اپنی جماعت کی کامیابی و برتری کے لیے لاپرواہی کے لیے اپنی پاس
 طرح پردہ ڈالنا چاہتا ہے کہ میں اس سب کو جواب دیتا اور زکریا کے ساتھ تھا۔ اسی
 لیے اس کا جواب اور دو روز بعد میں دے دیا۔ عقیدت صاحب نے یہ بھی کہی کہ وہ یہی
 اس کی طرف سے جس کی تعظیم کے لئے کہہ رہے تھے کہ وہ اپنی ہی میں تو صلا دے اور اس کا

نورِ کواکب کے نور کوٹتا ہے۔ جسے جسے اکابرِ علماء و دینی ائمہ بھی کراؤ اور شکا ہے۔ لیکن مخالفین کا کہنا ہے کہ یہ صرف اکتاپ روائی کے ان پر ایک کھائی کو استعمال مواخذہ ہی نہیں کر کے ہے۔ یہ جاننے کے ان کے انفس کا کہنے میں غلط ثابت کرے گی۔ قرآن کے رسائل میں استیصال کا رد اور دین کے لئے کر سکیں یہ فتنہ اور ہمدردی وال۔

فصل رابع اور مسئلہ امکان کذب

اسلامی کتب کا قائل امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ زمانہ کی جس کے میں علماء و اہل سنت نے کثیر رسائل تصنیف کیے۔ بہن استبروت بھی اسی کے جواب میں شہداء ان رسائل نے دایہ کے ہر شہر پر گزرتے کر دیتے تھیں ایسا بہت دسکت کر دیا کہ ان کو اس کا زبان پر لانا دشوار ہو گیا۔ اس پر کرنی تیار نہ تھکے کی بہت مدد ہوئی اس پر کسی طرح بحث و مناظرہ کے لئے تیار نہیں ہوئے۔

مکتوبہ جی حبیب امتیاع کتب کے دلال کا ہرہ و نصیب ظاہر اور برائیں لاسر
و بیخ تاغ کے چراغ سے عاجز و مہیوت ہوئے۔ اور بن التیور کے دوست و سزاوار
کھا کر دہوش ہوئے تو فی غفہ میں جگر کو قروح کتب کے قابل ہوئے۔ اور انہوں نے
سہارا پیش کردہ فخر سے نگر مارا۔ اور ایک رسالہ تئیں اس قدر تصنیف کر کے سزاوار
خدا سے عز و دل کو کاذب بافضل کبر و ذل۔ قزاق تمام دیو بند پر کاذب و قروح کتب
باری تعالیٰ جواد کر اسکان کتب۔ قزاق مستفاد کو پیش قدمی کتب کرنی اور دلائل قائم
کرنے سے مسئلہ قروح کتب پر کرتا۔ اور اس میں اپنی کائنات کے جوہر دکھا گیا۔ اور
قرآن و حدیث کے حکم و دفعہ احوال سلف و خلف سے قروح کتب کا اثبات نظر

حسین احمد ٹانڈوی کی مختصری تلوارلوبیتھ کی گردن پر
لیکھ کر مفت نے وقیع کو تو حیرا نہیں، بلکہ اس کے خلاف قاتل دعوے کا مذہب کی

غیر کر کے خود نگوی ہی امدان کے متبعین دلیہندہ کی محض کر گئی جی کر لدا بی بھی
تکثیر کر گیا کہ حسب نگوی جی کا مذہب و قریب کذب کا سب سے کرمسخت کا مذہب ہی ہی
ہے اور یہاں بحث و قریب کذب کے مسئلہ امکان کذب پر اثر پڑا۔ تاکہ دلیہندہ کی
مذہب میں نگوی ہی کا وقار باقی رہ جائے۔ اور امام کو فریب دیکر بحث و قریب کذب
کو مصلحت و امانت میں ہی دل بھر کر ٹھوٹ کر لول کر مصلحت پر مروج افزا
کیا جائے۔ تو اس فصل کی ابتداء ان الفاظ سے کرتا ہے۔

محمد القاضی صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا نگوی بعض اجتہاد مولانا شہید

مسئلہ امکان کذب کے قائل ہوئے ہیں یہ قول ان کا بعض افزاء و جہالت
ہے۔ مولانا نگوی نے مصلحت مصلحین ائمہ پر جو رد کا اجتہاد کیا ہے تمام اشعار و

بلکہ تمام باتیں یہ بھی حضرت کے اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ کتب جزو علم امام
کی شاہد ہیں امدان کی نفسی صورت موجود ہیں۔ شرح موافقت میں اس مسئلہ

کو اسی طرح میں بلکہ ذکر کیا ہے۔ سامعہ میں بھی تفصیلاً ذکر ہے۔ تقریر مولانا
شرح تحریر الاصلی میں متفق ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ پر امدان کے تلمیذ ہیں

امیر المذہب رحمۃ اللہ نے اس مسئلہ کو امدان پر کسبی رائے الا بر اہل علم اور مشر
اہل سنت و جماعت سے کیا ہے نہایت وضاحت سے بیان کر کے یہ دکھا

دیا ہے کہ بعض لوگوں نے جو دلیہندہ اشعار و مآثر پر اس کے مسئلہ میں
مخلاف ثابت کیے ہیں وہ محض خلاف عقلی ہے اور اس کی تقریر فرمائی ہے۔

مختلف حجب اللہ کے لئے کی یہی سترہ و پاک فاس کے لئے اثبات امکان کذب
میں ایڑی چرئی کا زور دیکھا رہا ہے تو اس کے نزدیک کذب عیب و نقص ہی نہیں ہوا
تو یہ یہ مصلحت اپنے لئے تو مروج بحث بر لئے اور مروج افزا کر کے کو واجب اور ضروری
دیکھا کرتا ہوا۔ یہاں تک کہ اس بحث میں تو اس نے شاید قسم ہی کھالی ہو کر کہیں

ملہ۔ از شہاب ثاقب ص ۱۰۰

ہر نہ بولے گا چنانچہ اس کا اس عبارت کے تحت شمار کرادیں۔

پہلا جھوٹ

انگریزی ہی مسئلہ امکان کذب میں مولوی اسلم دہوی کے
مبتنی نہیں مصلحت نے یہ خوبصورت پوش و عافیت میں کہو اور
یہ نہ سوا کر اس سے نگوی ہی کی نہ دھ کر کسی قدر اذیت پہنچی ہوگی۔ بلکہ ان کی روح اس
مصلحت کو یہ کہہ کر کرسی پر لگی کر۔

○ وہ امام دہوی جس کے اجتہاد کی خاطر میں نے مسلک اہل سنت و جماعت
کو چھڑا۔

○ وہ امام دہوی جس کے اجتہاد کی خاطر میں نے طریقی شائع سے منہ موڑا۔

○ وہ امام دہوی جس کے اجتہاد کی خاطر میں نے مشائخ و محدثین کو نظر کیا۔

○ وہ امام دہوی جس کے اجتہاد کی خاطر میں نے مستدین کے اقوال کو ناقابل
عہد کیا۔

○ وہ امام دہوی جس کے اجتہاد کی خاطر میں نے امام مصلحت و ائمہ کو پس پشت
ڈالا۔

○ وہ امام دہوی جس کے اجتہاد کی خاطر میں نے صحابہ و تابعین کے کسی قول
کو نہ مانا۔

○ وہ امام دہوی جس کے اجتہاد کی خاطر میں نے قرآن شاری علیہ السلام کی ہر
شے کی۔

○ وہ امام دہوی جس کے اجتہاد کی خاطر میں نے حکم خداوندی سے رد گردانی کی۔

○ وہ امام دہوی جس کے اجتہاد کی خاطر میں نے خزانہ حدیث کی کوئی بات
نہ مانی۔

○ وہ امام دہوی جس کے اجتہاد کی خاطر میں نے قرآن و حدیث کی تصدیق غلط
کا دلائل دیے۔

○ وہ امام دہوی جس کی میں نے برتھنیت کو حرم بھرت مانا۔

- وہ امام دہلوی جس کی ہر ہر بات کا ماننا میں نے فرض کیا۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کی میں نے آنکھ بند کر کے اندھی تقلید کی۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کے ہر قول کی جاسوسے جسے میں نے انبیاء کی
 ○ وہ امام دہلوی جس کے پیچھے میں نے اپنا ایمان دیکھا۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کے اتباع میں میں نے خود رسالت کو خرد کیا۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کے اتباع میں میں نے اجاب آخرت سے زیادہ ضروری سمجھا۔
 ○ وہ امام دہلوی جس کے اتباع میں میں نے اجاب شارع طہارت نام پر توحید دی۔
 اسے میرے مخالفت فرماتا وہاں مجدد کو ملے میرے بدلے ان کے اتباع کا انکار کر کے
 مجھے سخت تکلیف پہنچی یہ کہہ کر کہنے پیری عایت نہیں کی۔ بلکہ میرے دل کی آواز اور
 ہرگز غلطی کی مخالفت کی۔ مجھے ان کے ساتھ یہی عقیدت ہے اس کی ترجمانی اپنے اس
 فرسے میں کی ہے۔

مروئی خود طویل صاحب عالم متقی بدعت کے اکابر نے دلسے اور
 نشست کے جاری کرنے دلسے اور قرآن وحدیث پر پورا پورا عمل کر لیا ہے
 اور شوق کو ہدایت کرنے دلسے اور تمام غریبی حال میں رہتے آخر کار دلی بلی
 بہاد میں فکر کے واقفے شہید ہوئے۔ پس میں کاٹا ہر حال ایسا ہر دسے وہ
 ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں ان اولیاء دعوہ الا المستنون
 کوئی نہیں اولیاء حق تعالیٰ کا سامانے متقیوں کے بموجب اس آیت کے
 مروئی انیس دلی ہوئے۔ اور حسب فرمائے حدیث من قال فی حبیل اللہ
 فواج ناشتہ فقد وجبت لہ الحجۃ الحدیث کے وہ متقی ہیں جو جو
 ایسا شغف ہو کر تمام میں ہر روز تو گئے کے ساتھ راہ اور ہر حق تعالیٰ کی راہ
 میں شہید ہوا وہ قتل متقی ہے اور غرض دلی ہے بلکہ

ہر صنعت کے اس قول پر کیا دلیل ہے کہ میں ہے۔ یہ صنعت کی ضروری
 ہے۔ جنہوں نے۔ یہاں حمایت ہے۔ اپنیوں کو ممانعت میں ڈالتا ہے۔ علوم کو فریب میں
 جٹا کر ہے۔

دوسرا جھوٹ۔ کہ گنگوہی جی نے سلف صالحین آنت کا اتباع کیا ہے صنعت
 کا اس میں مزید جھوٹ واقف ہے کہ سلف صالحین آنت
 اسکا کذب کے قائل ہیں۔ بلکہ تمام سلف صالحین آنت کا اجماعی اتفاقاً قول یہ ہے جس
 کو امام کام کی مشہور و معبر کتاب شرح مواقف میں نقل کیا ہے۔

| | |
|---------------------------|------------------------------------|
| انہ تعالیٰ یعتب علیہ | الہست و مکر لا اتفاق ہے کرانہ |
| الکذب اتفاقا اما عند | تعالیٰ کا کذب متفق رہا ممکن ہے |
| المعصیۃ انت الکذب | معصیۃ تو اس لیے متفق و عمل کہتے |
| قبیح و هو منجس لا یقبل | میں کہ کذب بڑا ہے اور کذب تعالیٰ |
| القبیح و اما امتناع الکذب | بڑا کام نہیں کرتا۔ اور ہم الہست کے |
| علیہ عندنا فاذا نقص | نزدیک اللہ تعالیٰ پر کذب اس دلیل |
| وانتقص علی اللہ | سے متفق ہے کہ کذب عیب بگڑا |
| تعالیٰ محال اجماعا دلسے | ہر عیب اللہ تعالیٰ پر راہ جامع حال |

اور متفق ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہوگا کہ تمام سلف صالحین آنت بالاجماع اتباع کذب
 دہلوی اتفاق کے قائل ہیں نہ کہ اسکا کذب کے۔ اور اس میں اکثر مفسرین بھی یہی قول
 ہے۔ قرآن صنعت کا اس کے خلاف سلف صالحین آنت کو اسکا کذب کا قائل بنا
 یہاں مزید جھوٹ اور عتہ افزا ہے۔ صنعت کو ایسا جھوٹ واقف کرتے ہوئے شرم نہیں
 آتی۔ فلننقہ اللہ علی الکاذبین۔

تیسرا جھوٹ

گنگوہی جی کو ان سلف صالحین کا شیخ کہنا جبکہ اچھی رہنمائی
برہنہ کا کرم سلف صالحین بلکہ ساری اُمت کا یہ اجماعی مقید ہے
کہ ائمہ کے لیے کتب متبع و محال ہیں۔ تو اگر سلف صالحین اُمت اختیار کذب کے قائل
ہوئے۔ اور گنگوہی جی اس کے باطل خلاف امکان کذب کے قائل بنے تو گنگوہی سلف
صالحین اُمت کا شیخ کہہ رہا بلکہ ان کا کلمہ ہوا خلافت ثابت ہوا۔ قراب معصوم کا
گنگوہی جی کو سلف صالحین کا شیخ کہنا کیا مراد کذب مینا جھوٹ ہوا۔

چوتھا جھوٹ

یہ ہے کہ تمام اشعار و تائید یہ گنگوہی جی کے شفق ہیں معصوم کا
یہ عزائم اشعار و تائید یہ پر افتر ہے کہ وہ گنگوہی کی طرح امکان
کذب کے قائل ہوں۔ بلکہ عظمت اشعار و تائید یہ کہ متفقہ قول یہ ہے جس کی معصوم
ہی کے پیش کردہ مکتب سامرہ نے تصریح کی۔

| | |
|-------------------------------------|-----------------------------------|
| قلنا لا خلاف بین الاشراف | ہے کہا اشعار و فراموش کسی کا اس |
| و غیر مصروف | خلافت نہیں کر رہے ہیں جو بندگی کے |
| کل ما کان وصف | میں مصنف میب ہے۔ ہادی تعالیٰ اس |
| لنقص حق العباد | ہے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ پر حق |
| قالہا رے قلنا من | نہیں اور بندوں کے حق میں کذب مت |
| منہ و ہو محال علیہ تعالیٰ و لکن ذیل | میب ہے۔ |
| وصف نقص فی حق العباد | وصف نقص فی حق العباد |

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اشعار و تائید یہ سب کا جو کسی اختلاف کے
مذہب ہے کہ کذب مصنف میب ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے لیے محال و
ناممکن ہے۔ تو بلا خلاف تمام اشعار و تائید یہ اختلاف کذب ہادی تعالیٰ کے قائل
ہیں مگر امکان کذب کے۔ تو معصوم کا تمام اشعار و تائید یہ کہ سلف صالحین کذب

میں گنگوہی جی کے شفق کہنا کیا مراد کذب اور ان پر کیا مراد افتر ہے۔ خلافت
اللہ علی الکاذبین۔

پانچواں جھوٹ

یہ ہے کہ کتب معتبرہ و علم کلام گنگوہی جی کے قول امکان کذب کی
شاہد ہیں۔ علم کلام کی معتبر کتب، جن کو تفسیر علم اصول فقہ
کی کسی کتاب میں اس اُمت کا مذہب امکان کذب کہیں نہیں بتایا گیا۔ بلکہ یہ اُمت
کا مذہب برہمی نہیں مگر کلام کی مشہور کتب شرح مسعودی ہیں۔

| | |
|------------------------------|-----------------------------------|
| الکذب حال داجماح | تجربہ و اجماع علماء محال و ناممکن |
| العلماء لان الکذب ناقص | ہے کہ وہ اتفاقی علقہ میب ہے۔ |
| باتفاق المتقلا و ہو علی اللہ | اور میب اللہ تعالیٰ پر محال ہے |
| قطر معال فضا | یعنی ممکن نہیں۔ |

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ پر اجماع علماء کذب ممکن نہیں۔ تو علم کلام
کی ایسی کوئی معتبر کتاب برہنہ ہے جو اجماع کے خلاف امکان کذب کی شاہد ہیں سکے
تو معصوم کا یہ کتب علم کلام پر زبردست افتر ہے اور مراد کذب ہے۔ معصوم جھوٹ
ہونے میں کس قدر جری ہے۔

چھٹا جھوٹ

یہ ہے کہ کتب معتبرہ و علم کلام کی نصوص میں مراد امکان کذب
موجود ہے۔ اس مفسر کی کتاب معصوم کا یہ مراد کذب ہے۔
ہم اس کی تصنیف دیکھتے ہیں کہ وہ اگر اپنی بات کا پتہ اور قول کا پتہ ہے تو علم کلام کی کسی
معتبر کتاب کی نص میں امکان کذب کا مراد موجود ہونا دکھائے۔ ورنہ اپنے آپ پر اُمت
بھیجے۔

ساتواں جھوٹ

یہ ہے کہ امکان کذب شرح موافق میں تین جگہ مذکور ہے۔
معصوم میں اگر کوئی جگہ مذکور باقی ہے تو شرح موافق کی ان

عین جگہوں کو دکھائے جنہیں اسکائی کذب کی تصریح موجود ہے۔ آخر سخت مغتری اور کذاب ہے۔ وہ ایسی ایک جگہ بھی نہیں دکھا سکتا اور نہ کیسے دکھا سکتا ہے جب شرح موائع میں اسکائی کذب کے خلاف امتناع کذب کی جگہ جگہ تصریح موجود ہے ہم موائع مدد و مستفت ہیں مگر اسے اسی شرح موائع سے امتناع کذب کی تصریح دکھائی دیتی ہے۔ جن میں سے ایک عبارت قوامی دوسرے حضرت کے رد میں پیش کی کہ اباحت انت انت امتناع کذب باری تعالیٰ اہلسنت کا مذہب ہے۔ اور اگر معتزلہ نے ہی اس پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ تو پہلی عبارت تو نقل ہو چکی دوسری عبارت دیکھئے۔

قد صرفی مسئلۃ الکلام من
موقف الالہیات امتناع
الکذب علیہ سبحانہ
و تعالیٰ

تیسری عبارت لا نظیر کیجئے۔

علم استعمالہ الکذب
علی اللہ

شرح موائع کی ہر عبارت سے ظاہر ہو چکی کہ اس میں امتناع کذب کا ذکر ہے مگر اسکائی کذب کا آپ حضرت کا سخت مغتری و کذاب ہر ذات ثابت ہو گیا۔

اشکوال جبروت ایہ ہے کہ سامرہ میں بھی اسکائی کذب تقبیہ مذکور ہے مستند اسکو اہل جبروت کا سامرہ پر یہ سخت اعتراض درج کذب ہے۔ فی اس کو سامرہ سے ہرگز ثابت نہیں کر سکتا اور کیسے کر سکتا ہے۔ جب اس کی یہ تصریح موجود ہے کہ بلاغات اشاعرہ وغیرہ اشاعرہ کا مذہب ہے کہ کذب بوجہ حبیب کے اللہ تعالیٰ کے لیے فصیح و محال ہے جس کی عبارت ابی چرختے جبروت کے رد میں نقل ہو چکی اب مزید ذکر کیا

ملہ :- لہ شرح موائع کوفی ۲۴۵۔ ملہ :- شرح موائع ۲۴۶۔

جاءت پیش کرتے ہیں۔

انا قلنا لا اخفاد فی ان

الکذب وصف نقص

عنه العقل و قد قدمنا کونہ

وصفت نقصان بالنبیۃ

الی جناب قدمہ تعالیٰ

فہو مستحیل فی حقہ

عزوجل لم یضایع

ترسارہ میں بھی امتناع کذب کا ذکر ہے

مگر لفظ اللہ علی الکاذبین اپنے آپ پر حرکت نہ کرے۔

نوائ جبروت

یہ ہے کہ مفتی ابن ہمام صاحب فتح اللہ میں مسئلہ اسکائی کذب کے قائل ہیں۔ حضرت کا یہ حضرت مفتی پر عرض اعتراض ہے۔

الاصول شریح متحریر الاصولی تو میرے پاس نہیں درج اس سے بھی یہی دکھا

دیتا کہ حضرت نے یہ اعتراض کیا ہے لیکن میرے پاس حضرت مفتی ابن ہمام کا دوسرا رسالہ

خاص العسائر فی العقائد العنبریۃ فی الاخرۃ موجود ہے جس کے نام ہی

سے ظاہر ہے کہ حضرت مفتی نے اس میں اہل اسلام کے ان عقائد کو جمع فرمایا ہے جو

آزاد میں حجت دیتے والے ہیں۔ لہذا میں حضرت مفتی کا مسلک ان کی اسی کتاب

سامرہ سے نقل کر رہا ہوں۔

(بیت تحیل علیہ) سبحانہ

(مسما کا الشیخ کا جعل)

والکذب

ملہ :- سامرہ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۵۰۔ ملہ :- سامرہ ۲۴۶۔

حضرت مفتی نے انھیں سلام و میں اس کو وضاحت عتیقہ الہنت و جماعت میں
تقریر فرمایا ہے تو حضرت مفتی ابن ہمام نے اعتبار کذب باری تبارک و تعالیٰ الہنت
قرار دیا تو حضرت مفتی دوسرے رسالہ میں عقیدہ الہنت و جماعت کے خلاف امکان کذب
لا قائل کی طرف اشارہ فرما سکتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوگا کہ اس مغربی مصنف کا حضرت مفتی
پر یہ مریض اثر ہے۔

دعویٰ جھوٹ یہ ہے کہ ابن امیر الحاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسئلہ امکان کذب کے
قائل ہیں، مصنف اگر ان کی عبارت پیش کرنا تو اس کی حقیقت
بھی ظاہر ہو جاتی، لیکن اس نے عبارت اسی لیے نقل نہیں کی کہ ان کی کوئی عبارت
اس کے مفید نہیں تھی، یہ تو ابن امیر الحاج کے استاذ کے کلام سے نہایت بوجہ کیا الہنت کا
معتقدہ امکان کذب باری قائل ہے تو ابن امیر الحاج اپنے استاذ کے مسلک و مذاہب
کے خلاف بیکہ عقیدہ الہنت و جماعت کے قائل امکان کذب کے قائل ہیں اگرچہ
ہو سکتے ہیں، مصنف کا یہی حضرت ابن امیر الحاج پر مریض اثر ہے۔ اس مغربی مصنف
کو کسی پیشہ پر فخر کرتے ہوئے بہتان کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

یہ ہے کہ کبھی امکان کذب کا براہین علم اور مشرطن سنت
اشاعرہ و ماتریدہ کی رائے ہے، مصنف نے پہلے قرآن کا

اہل علم اور مشرطن الہنت و جماعت حضرات اشاعرہ و ماتریدہ پر فخر و فخر کیا تھا اور ان کی
جانب یہ مریض جھوٹی نسبت کی تھی اور ان کے پاک دامنوں پر یہ بدنامی ملنا تھا جس
کے خلاف ہم نے شرح موائت اور شرح مقاصد اور سامو کی عبارات پیش کر کے
تمام اشاعرہ و ماتریدہ پر یکسر سارے اکابر علماء الہنت کا اتفاق و اجماعی مذہب اختیار
کذب باری تبارک و تعالیٰ ثابت کر دیا۔ پھر اس کو ضیال آگاہ کر لوگ تو مغربی کذاب جاننے
اسی میں سیری ملت لا کر ان کا متبادر کرے گا۔ تو اس قلم نے اس ناپاک افواہ کی نسبت حضرت
مفتی ابن ہمام اور ان کے تلمیذ ابن امیر الحاج کی طرف کر دی کہ یہ دونوں جاہل و نادان
ہے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے علم اور مشرطن الہنت اشاعرہ و ماتریدہ کی رائے امکان کذب

ہے۔ معاذ اللہ پر حضرت مفتی امکان کذب کو عقیدہ الہنت و جماعت قرار دیں
وہ امکان کذب کی نسبت اکابر علماء الہنت اشاعرہ و ماتریدہ کی طرف سے مل کر سکتے
ہیں، کوئی بھی اہل علم اس کو تسلیم کر سکتا ہے، ہرگز نہیں، مستف کی یہ افتراء و لاری ان پر
اور حضرات کی طرف سنت ناپاک انتہائی گندی ہے اور خود اس کے کینہ پر اور ذلیل ترین
کوئی ہو سکتی تین دلیل ہے۔ لہذا اللہ اللہ ان کا ذہن۔

پھر مصنف نے جب یہ خمد کیا کہ میں نے یہ مریض جھوٹ بولے نہیں معتبر
علم کلام پر افتراء کیے، حضرات اشاعرہ و ماتریدہ پر بہتان باندھے، مگر ہماری غلو ہے کہ
مسئلہ اس مسئلہ امکان کذب کے قائل نہ ہوں۔ لہذا اب دل پر کر جھوٹ اور مشرطن
ہے، تو یہ مصنف اس کے لیے نکلتا ہے۔

علامہ کلینی نے حاشیہ شرح عقائد مہلبی میں اس مسئلہ کی پوری تقریر کی ہے۔
اور مہلبی اشاعرہ کا یہی مذہب ثابت کر کے دکھلا دیا ہے، کہ امام رازی رحمۃ
اللہ علیہ کلام اس مسئلہ میں مخالفت مذہب نہیں ہے، قاضی حنفی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ شرح تفسیر اذول ابن ماجہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسئلہ کی
صاف طور سے تقریر فرماتی ہے، علاوہ اس کے اور بھی کتابیں علم کلام کی
اس مسئلہ کی توضیح کر رہی ہیں، مگر اعتماد کے واسطے یہ کتب مذکور کی کافی
ہیں، اگر زیادہ تحقیق کرنی منظور ہو تو بہر اہل نقل و تنزیہ المعز والعدل کو ملاحظہ
کریں اگر رسالہ کی طرف کا خوف نہ ہو تو ان کتب مذکورہ بالا کے مفرد کا
ذکر کرنا ہے۔

بارہواں جھوٹ یہ ہے کہ ماضیہ شرح عقائد مہلبی میں اس مسئلہ امکان کذب
کی پوری تقریر ہے، مصنف کا یہ علامہ کلینی پر مریض افتراء
ہے اگر اس میں پوری تقریر مسئلہ امکان کذب کے اثبات کی ہے، تو مصنف نفسا

کو کیوں نہیں نقل کیا۔ جب معتق کو ایسے آپ کو قلعہ نکال کر رہنے اور معتق بننے کا شرعی حق تو پھر اپنے دلائل کو کیوں نقل نہیں کیا، معتق کا ان کو نقل نہ کرنا خود اس امر کی دلیل ہے کہ اس میں امکان کذب کا اثبات نہیں تھا بلکہ اس کا رد تھا کہ قرینہ بھی اس کا معتق بننے کو خراج عقائد جلالی میں یہ تصریح ہے۔

الکذب نقصان للنفس کذب میب ہے اور عیب اللہ
علیہ محال فدیسیون تعالیٰ پر محال ہے تو کذب الہی
من المحکمات والاثبات کلمات سے نہیں نہ اللہ تعالیٰ
القدرۃ کما شوجہ کی قدرت اُسے شامل ہے تمام
النقص علیہ تعالیٰ اسباب میب مثل جبل و بحر و کرب
کما جہل العجز علیہ محال ملائمت قدرت سے غافل

اس عبارت میں اقتراح کذب کو ثابت کر کے امکان کذب کا صاف طور پر رد کر دیا اور کذب و جبل و بحر الہی کو محال کہہ کر ملائمت قدرت سے خارج کر دیا۔ تو علامہ کو مغربی نے اس کتاب کے مدعیہ میں اقتراح کذب کا اثبات کیا ہوگا اور امکان کذب کے رد میں پڑی تقریر کی جوگی، معتق کا اس علامہ پر انصر اسلوم نہ رہنا ہے۔

تیسرا سوال جو بٹ یہ ہے کہ اس علامہ نے جبہر شاعر کا مذہب امکان کذب

ثابت کیا ہے۔ میرت ہے کہ کتب شریعہ مراقبہ شریعہ مقاصد مامرو سے نہ فقہاء جو بٹ شاعر کا مذہب تمام کا بے غلط اور اہل سنت کا بالا جامع بلا کسی کے اختلاف کے اقتراح کذب باقی کا مذہب ثابت ہو چکا۔ تو یہ علامہ الی کتابوں کے خلاف جبہر شاعر کا مذہب امکان کذب کہاں سے ثابت کر سکتے ہیں کہ ظلم کلام کی پہلی کی کتابیں تو یہ ہیں ان کی شریعت کی مخالفت اس علامہ سے ممکن نہیں۔ تو

اللہ ۱۰ شرح عقائد جلالی۔

ظاہر ہو گیا کہ اس علامہ کا اس مغربی معتق کا انصر دینا یہ ہے، اسی بنا پر یہ اس علامہ کی عبارت کو نقل نہیں کر سکا۔ اور اگر نقل کر دیتا تو اس کا کذب و انصر اسب پر ظاہر ہو رہا۔

چودھواں سوال جو بٹ یہ ہے کہ امام لاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام امکان کذب

میں فی الحدیث مذہب نہیں ہے، یہ معتق حضرت امام لاری پر انصر کرتا ہے، ذرا فرماتے ہیں۔

(خلد یخلف اللہ عہدہ) اللہ عزوجل کا فرمان کہ (اللہ ہر زمانہ)
میدل علی اللہ سبحانہ عہد جبرائیل و میکائیل کا ہے
مفتوح عن الکذب فی کرمائے سبحانہ و تعالیٰ ہر وہ مدعی
و عہد و عہدہ قال اہمہا بنا میں کذب سے متبرک ہے بلکہ
لان الکذب صفتہ للنفس اہل سنت اصحاب اس دلیل سے
و النقص علی اللہ تعالیٰ کذب الہی کو ممکن جانتے ہیں کہ وہ
محال علیہ صفت میب ہے اور اللہ تعالیٰ پر عیب محال ہے۔

اسی میں یہی امام لاری فرماتے ہیں۔

صحۃ الدلائل السوۃ دلائل قرآن و حدیث کا صحیح ہونا
موقوف علیہ اس پر موقوف ہے کہ کذب الہی
الکذب علی اللہ تعالیٰ محال نہ ہو جائے۔

اسی میں یہ امام لاری فرماتے ہیں۔

الغیث اذا جری علی اللہ الخلف جب خبر میں اللہ تعالیٰ پر بغض کو

اللہ ۱۰ تقریر کر۔

قیہ فتہ جود الکذب علی
الہ تعالیٰ دھو اخلاص عظیم
جلی یترتب من ان میكون کلام
خان العلاء اجمعہ اعط افہ
قدالی منقہ عن الکذب۔
جائز رکھا جائے تو چیک کذب
الہی کو جائز مانا ہوگا۔ اور یہ حق
خدا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو
جائے اس لیے کہ تمام مثلاً اس پر اجماع
کیے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کذب سے
پاک ہے۔

تو حضرت امام رازی کا کلام قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وعدہ و وعید میں کذب سے
منزوع ہے۔ کذب معنی سبب ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے لیے ناممکن و محال ہے
دلیل قرآن و حدیث کا صحیح ہونا امتیاز کذب کے ملنے پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ
پر کذب کا جائز ماننا قریب بخیر ہے۔ اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب
سے پاک ہے تو حلال و لازمی اسکا کذب کا صاف رد فرما رہے ہیں اور اس کو قریب
بکفر مانتا ہے۔ اور امتیاز کذب الہی کا ماننا ضروری قرار دے رہے ہیں۔ یہ مغربی
و کاذب و منصف ان امام پر یہ صریح افہا کہ ثابت کہ ان کا کلام اسکا کذب کے خلاف
نہیں ہے۔ فلیہ نفعہ اللہ والصلوٰۃ والسلام اجمعین۔

پندرہ سوال مجبوت [یہ ہے کہ قاضی عسقلانی نے شرح فقہ الاماموں میں اسکا کذب
کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے۔ یہ بھی منصف کا حضرت
قاضی عسقلانی پر افہا ہے کہ قاضی عسقلانی میں بغیر مقامات پر تصریح فرمایا ہے
ہیں۔ جن میں تین عبادات شرح موقوف سے دوسرے اور ساتویں جہودوں کے رد
میں مستعمل ہوئیں ہیں میں صاف تحریر فرمایا کہ بالاجماع اللہ تعالیٰ پر کذب ناممکن و
محال ہے تو قاضی عسقلانی صاف طور پر اسکا کذب کا رد فرمایا ہے اور امتیاز کذب
کا اثبات فرمایا ہے اب اس کتاب منصف کو ان پر افہا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی
اس نے غالباً اس مسئلہ اعلان کذب کے بیان کرنے میں مجبوت برتا افہا کرنا فرض مقرر
یاجائے۔

سولہ سوال مجبوت [یہ ہے کہ علیہ السلام کی اور کتب میں اس اسکا کذب کی تصریح
ہوئی ہے۔ مختلف کاتب علیہ السلام پر بھی یہ صریح افہا ہے
سیرے پاس علیہ السلام کی جو اور کتب ہیں مکتوبہ میں ان کی عبارات پیش کر کے اس منصف
کے مغربی و کذاب ہونے کا مزید ثبوت پیش کر دوں! نیچے!
علا مہ علی قاضی کی شرح فقہا کہیں ہے۔

والکذب علیہ..... محال اللہ تعالیٰ پر کذب ناممکن و
محال ہے۔

علامہ شیخ زین الدین قاضی حنفی کے شرح مسابہ میں ہے۔
یستحیل من اللہ تعالیٰ ان یقول
والکذب فلا یوصف اللہ
قدالی بیکون قادر علیہ۔
محال ہے اس پر قادر ہونے کا بیان
نہیں کیا جائے گا۔

یعنی خدا کو قادر علی الکذب و نظم نہیں کیا جائے گا
علا مہ ابوالبرکات قاضی حنفی اپنی کتب عمدہ میں فرماتے ہیں۔

لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة
علا الظلم والفساد والکذب
لان المحال لا یدخل تحت القدرة
علا مہ یہ علیہ لغدادی شری اللہ فی شرح الامالی میں فرماتے ہیں۔

ث۔ شرح فقہا کہ سری م۔
ث۔ شرح مسابہ مطبوعہ دہلی م۔
ث۔ صامو م۔

والکذب فی حقه قتلہ حال ۱۰
اللہ تعالیٰ کے حق میں کذب ممکن
وہ مال ہے۔

حضرت قاضی عسکری عظامہ عنہ میں فرماتے ہیں۔

الکذب نقص والنقص علیہ ۱۱
تجزئ میب بے اور میب بے اللہ تعالیٰ
حال فلا یکن من الکلمات ۱۲
برمال بے کذب الہی مکلفات
لا تشملہ القدر واجبہ ۱۳
سے نہیں نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت

اس کو شامل ہے۔

علامہ سعد الدین نقاشانی شرح عظامہ میں فرماتے ہیں۔

کذب کلام اللہ قتلہ وحوالہ ۱۴
کلام الہی کا کذب ناممکن وحوالہ ہے۔

علامہ شیخ محمد نووی شرح تہجیب الداری میں فرماتے ہیں۔

استحالة کذبہ تعالیٰ ۱۵
اللہ تعالیٰ کا کذب حال وناممکن

علامہ الشرح فی معنی استیسی علی ابن ابی اسیم بغدادی آیتہ من اصدق
وین اللہ حدیث کی تفسیر لباب التامل میں فرماتے ہیں۔

لین لا احد اصدق من اللہ ۱۶
مراوہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں
فانہ لا یحکم المیعاد ۱۷
وہ غلط وعدہ نہیں کرتا اور اس کا
یعوز علیہ الکذب ۱۸
کذب ممکن نہیں۔

۱۰۔ نغز الی مصری ص ۳۰

۱۱۔ عظامہ ص ۴۰

۱۲۔ شرح عظامہ ص ۱۰۰

۱۳۔ شرح تہجیب مصری ص ۱۰۰

۱۴۔ الباب التاملی مصری ص ۱۰۰

علامہ شیخ مدارک التوہیل میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

۱۵۔ احد اصدق منہ خب ۱۹
اللہ سے سچا کوئی نہیں اس خبروں

اخبار ۲۰ وعدہ دومید لا یستألف ۲۱
میں اور اس کے وعدہ اور وعدہ میں۔

الکذب علیہ یقبح کونہ ۲۲
اللہ تعالیٰ پر کذب بیب اس کی

اخبار امن اللہ یغفل ما ۲۳
برائی کے حال بے کو کر دہی سے

هو علیہ ۲۴
کی اسے غفلت فرموتا ہے یہی ردہ۔

علامہ رضیادی تفسیر رضیادی میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

لا یطرق الکذب الی خب ۲۵
کذب اللہ کی خبریں کسی طرح راہ

بوجہ لا نقص و هو ۲۶
نہیں پاسکتا کہ کذب میب ہے

علی اللہ قتلہ حال ۲۷
اور میب اللہ تعالیٰ پر ناممکن و

حال ہے۔

علامہ الرضوی السمری فرمایا کہ یہ فرماتے ہیں۔

والکذب حال علیہ سجنہ ۲۸
اللہ تعالیٰ پر کذب ممکن ہی نہیں۔

علامہ محمد الشیخ مسلم الثبوت میں اور مولانا بجز العظم ملک العلماء کی شرح

فواجح الرحوت میں فرماتے ہیں۔

المعزلة قالوا لا کون ۲۹
معتزلے کہا کہ اللہ ممکن نہ ہو تو اللہ تعالیٰ

الحکم علیہا ما یمنع الکذب ۳۰
کا کذب حال در ہے۔ حال کریم تو

منہ قلہ علقا الجواب انہ ۳۱
اسے حال ممکن مانستے ہیں البتہ

نقص فیجب تنفیضہ تعالیٰ ۳۲
سے جواب دیا کہ کذب اس کے حال ممکن

۱۹۔ التفسیر وکر مصری ص ۱۰۰

۲۰۔ تفسیر الرضوی ص ۱۰۰

کیف و کھوات لا مزاجیہ
فانما حقیقی بالذاتی العتق
لان ما یافی الوجوب الذاتی
من جملة النقص فی حق
الباری تعلق له من الاستقامۃ
العقلیة علیہ متجلتہ غفلیہ
چونکہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ
اللہ تعالیٰ کو اس سے مستزہ مانیں
اور یہ بات گذر چکی کہ اس کی کوئی غلط
نہیں اس کے تعلق پر نہ پر تمام غلط
کا اجماع ہے۔ اور یہ ہے کہ کذب
اور ہمت کی ضد ہے اور جو کچھ
اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور
اس کی شان میں قابلِ حق۔

یہی حکم الملک مولانا بکر العلوم اسی فواج العزمت میں فرماتے ہیں۔

فیہوای اللہ تعالیٰ صادق
قطعا لا استقامة الکذب
هناک یتہ
پس اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ
وہاں کذب کا امکان ہی نہیں۔

علامہ محقق مولانا عبدالحق شیرازی شرح النور میں فرماتے ہیں۔

الکذب ہو مستحیل علی
اللہ تعلق لا نہ صفة
نقصان یتہ
اللہ تعالیٰ پر کذب ناممکن و محال
ہے کیونکہ وہ عیب کی صفت
نہیں ہے۔

مستف اور ساری دیوبندی قوم انھیں پھاڑ کر دیکھے کہ یہاں کلمت یحییٰ عبارتیں

ستہ - ۱۔ فواج العزمت کشمیری ص ۳۳۔ ستہ - ۱۔ ایضاً ص ۳۳۔

ستہ - ۲۔ شرح سلم میوہ کا پتھر مسئلہ ۱۰

میں کتاہوں سے جیسے نقل کریں۔ جو ان کتبہ علم کلام میں اسکان کذب کا اثبات ہے
یا تردید ہے۔ ہم کو علم ہی یہ سمجھنے کے لئے مجبور ہے کہ ان کتب میں اسکان کذب کا
تو بدست مردود ہو ہے۔ اور شایع کذب کا نہایت وضاحت کے ساتھ اثبات
ہے قریب الی مشہور مجتہد مسند کتاہوں میں امتناع کذب کا اثبات ہے۔ تو یہ صفت
اللہ پر بندہ کی تو اسکان کذب کو ہم کس کتاب سے ثابت کر سکتے ہیں حقیقت یہ ہے
کہ یہ لوگ صفت و خلعت کی کسی کتاب سے ثابت نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ لوگ
اس اسکان کذب کو اپنے کذب اور افتراء سے ثابت کیا کرتے ہیں جیسے ناظرین نے
مستف کا حال دیکھا کہ کتاہوں کا نام بگھیا اور ان کی عبارت مذکور کتاب کا نام بگھیا
اور اس کا قول قاضی صاحب ماورجہ پر ہے کہ یہ صفت اپنے کذب و افتراء پر ہے کہ یہ صفت
ہے کہ جسے تحقیق مقصود ہو وہ جہاں اہل کر دیکھے اور میں نے خوفِ حوائت عبارت
کو نقل نہیں کیا ہے۔ واہ رے مستف تحریر شوخی و قیاری۔ کہ مستف اپنے کاشوق
سے عیب و دلیل و حوالہ کا وقت آیا تو جہاں نقل کا نام لے کر اپنے سر سے باوجود کتاہوں کو
دوا۔ اور سارے مطالبہ کا جواب ایک کلمے سے جملہ میں دیدار کریں نے رسلے کے
خوفِ حوائت کی بنا پر حوائت نقل نہیں کریں۔

استاد اور شاگرد میں جھوٹ بولنے کا تناسب

مسلمانو! عیب اس اسکان کذب کے اثبات میں اس شاگرد مستف نے
سورہ مزیم جہت لہے۔ یہی تردید اہل نقل کا مستف قواس کا استاد ہے قواس
نے کہ اگر ایک شاگرد جہت فرما کر بولے جو کچھ کہہ کر یہ استادی کی طبعی کے لیے
صرف ایک سفر ہی فرما دیا جائے۔ اور مستف کا خوفِ حوائت رسالہ کا غدار نہ ہو
قریب اور قیاری ہے کہ مستف کو اپنے حوالہ دال عیب کے نقل کرنے میں خوف
حوائت رسالہ مانع ہو جائے اور اگر اہل غفلت قدس مزا کو گناہیاں دیتے کہ سننے
ان پر مزیم افتراء کرنے کے لیے سوچے سننے سے کیا کر لیتے۔ اور اس وقت حوائت

رسالہ کے خوف کا وہم تک بھی پیدا نہیں ہوتا اور دلائل جیسی ضروری چیز کے گھٹنے میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ مصنف کو وقت نقل دلائل کے خوف ضرور پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تائید میں بھی کئی ہوں مگر وہ خوف طوالت رسالہ کا نہیں بلکہ اپنے قصوں کا ہے کہ جس کتاب سے جو عبارت نقل کی جائے گی اس میں قطع و برہن غیانت و دیکھ ضرور ہوگا۔ افسوس اس کی قصی نقل میں اس غیانت اور قطع و برہن کا موازنہ کر کے گا اور قصی کا سوت ملایا کرے گا۔ اصل یہ خوف ہے جس سے اس نے غیانت کران ہمارے کے نقل کے وقت پیش آیا۔

مصنف شہاب ثاقب کا الٹھا دجل

اگر حقیقت الامر ہے کہ مصنفت کرامتانی کذب کے شہرت میں آکا پڑا ابھنت و جماعت، سلف و خلف کی کسی کتاب سے کوئی قول دستیاب ہی نہیں ہو سکتا اور یہ اس لیے ناممکن ہے کہ ابھنت و جماعت کا عقیدہ اقتراح کذب باری تعالیٰ ہے۔ یہی ہے کہ آپ کو بھی ان کتابوں سے ظاہر ہو چکا ہو کسی عالم ابھنت کا کوئی قول غلاف عقیدہ مذہب کے کسی طرح ممکن ہے مصنفت بار بار جو سلف صالحین اور ائمہ اہل بیت کے اہتمام کا نام لیتے ہیں اس غریب سے بھی مطلع کیے دیتا ہوں۔ جیسے فرقہ باطل میں ایک فرقہ باطل ہے جس کا نام معتزلہ ہے جن میں کے اکثر کا قول قائلہ کذب باری تعالیٰ ہے۔ چنانچہ شرح مواقف و غیرہ کتب کی عبارات میں ہے کہ وہ ابھنت کے ساتھ اشتہار کذب میں مصنفت ہیں اور انہیں معتزلہ کی ایک جماعت جو مزداریہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کا یہ مذہب ہے کہ اسکاتین کذب حق ہے اور اللہ تعالیٰ کذب پر تھوڑے چنانچہ شرح مواقف میں ہے۔

العزاد اریعہ ہو الیوم سنی
میں بن صبیح الخضر العالیہ
مذہب الالتماع من الذیاد
فرقہ مزداریہ مزداد الیوم سنی
ابن زین کا منصب ہے یہ منکر ناریت
کو حسب استعمال میں ذکر کیا گیا یہ

وہو تلویحہ فیہ رآخذ العلم
منہ و تزل حد حتی سے وہاب
للعزاد قال لعلہ تعالیٰ قادر
علی ان یکذب باو یظلم دلو
فضل مکان الذہاک فی الخلالا
مقالہ اللہ محاسنہ علوا
کعبہ یارلہ
شخصی بشر کا شکر ہے اس کا قسط
حاصل کر کے زابہ بنایا ہوں ایک کرباب
معتزلہ کے نام سے موسوم ہوا اس کا
قول ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق ہونے
اور ظلم کرنے پر قیادہ اور ظلم کرنا
خود اللہ تعالیٰ مذہب ظلم ہوگا۔ برتر
ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہر اس مردود
نے کہا بہت برتر۔

اس عبارت میں حضرت قاضی عسقلانی نے تصریح کر دی کہ اسکاتین کذب کا قائل اور اللہ تعالیٰ کو کذب و ظلم پر تھوڑے والا فرقہ معتزلہ میں سے فرقہ مزداریہ ہے۔ اور خود قاضی عسقلانی اللہ تعالیٰ کی برتری بیان کر کے اس فرقہ سے بیزاری کا اظہار کیا۔ قاضی اسکاتین کذب کا قائل فرقہ مزداریہ ثابت ہوا اور ابھنت اس ناپاک مذہب سے بیزاری ظاہر کرنے والے قرار پائے۔ مصنف نے غریب دیتا ہے کہ کسی گروہ فرقہ مزداریہ کو سلف صالحین کا برابر ہاں علم معتزلہ کتب پر گرا دیتا ہے۔ اور اکثر ہی دہریہ جی کو اسی کا شیخ کہتا ہوگا۔

دباہیر دیوبندیہ معتزلہ کے فرقہ مزداریہ کے متبع ہیں

اور حقیقت بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ دباہیر دیوبندیہ اسی معتزلہ کے گروہ فرقہ مزداریہ کے متبع ہیں۔ اسی بنا پر یہ ابھنت و جماعت کے خلاف اسکاتین کذب کے قائل ہیں اور اشتہار کذب جو عقیدہ ابھنت و جماعت تعالیٰ سے انکار کیا تو یہ تعصبات و نفقہ و باطنی دیوبندی ہوا بلکہ معتزلہ مزداریہ بھی ثابت ہوا۔

ملہ و شرح مواقف ص ۴۰۰

اب باقی رہا مصنف کا شباب ثاقب کے مصنف پر عظمت قدس سرہ کو کالیان
 کھنا۔ اور انہیں بے بضاعت و کم علم و کم فہم کھنا۔ تو یہ گویا دن کے دو پہر میں آنا
 کا انکار کرنا ہے۔ ان کے علم و فضل کا وہ انداز فقط اہل ہندو کی عربین عرب۔ عراقی
 شام وغیرہ کے علماء کرام، پیکر و فیضان اسلام کے علماء سب مانتے ہیں اور انہیں عقیدہ
 اہم کا خطاب دیتے ہیں جو تبت ہے کہ وہ نصیری کتب کو ان دینی عقول سے
 دریافت کریں، جن ناداروں کو انہیں لاکھوں ڈگر خود کتب و چیز کے نام ہی معلوم نہیں
 اس مصنف کی عبارت نقل کرنے کا ایک یہ سبب بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے
 یہ خوف بھی تھا اگر جہد النقل ہی سے کوئی عربی عبارت نقل کر دی اور کوئی مخالفت
 نقل کے لیے اصل کتاب سے بھی لے آیا تو پھر ماری جی کر کر ہی ہو جائے گی کہ کتاب
 سے عبارت نکال دینے کی اہلیت ہے نہ صحیح عبارت پڑھنے کی قابلیت ہے
 نہ تحریر کرنے کا اور ہے نہ عربی کو بے تکلف سمجھنے کا سلیقہ ہے نہ محبت کرنے
 کی تربیت ہے نہ اس کو رسالت کرنے کی قوت ہے۔ تو ممکن ہے کہ مصنف کو نقلی
 عبارت کے وقت یہ خوف بھی ہو، اسی نظریہ کے تحت اپنی قابلیت کو مد نظر رکھ
 کر اپنے غیور میں ایک اردو کی کتاب جہد النقل کی ایک صفحہ کی عبارت شباب
 ثاقب کے مصنف کی آخر سطروں سے شروع کرتا ہے اور مصنف کی اوائل سطر
 میں ختم کرتا ہے۔ ہم مصنف کی اس بات کی داد دیتے ہیں کہ اس سلفی جہد اپنا
 اور قابلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا غیور اپنی مادری زبان اردو میں پیش کیا
 لگاسے سے مناظرہ سے اہلیت کی بنا پر یہ زبردست ضلعی ہو گئی کہ اس کا کتابی
 حکر کے دور و اس عبارت جہد النقل کا اپنے دعوے کی دلیل کی بنا پر پیش کرنا
 بے سود ہے بلکہ خود مصنف کے جہل کی دلیل ہے۔

عبارت جہد النقل کا اکثر حقہ تو عقین بحث میں ہے جس میں فنون گوئی
 اور تحقیق کے خلاف امور ہیں جو اس بحث سے بے تعلق ہونے کے علاوہ محض
 ذاتی جھگڑا ہے جس پر کوئی سند ہے نہ حوالہ اور اس سے ہی قلع نظر کیجئے تو

ہیں میں اللہ تعالیٰ کے لیے کذب پر قادر ہونے کا صاف اقرار ہے۔ چنانچہ اس
 کی عبارت یہ ہے۔

ایک دوسرے فریق کا یہ قول ہے کہ اہلیت (دینیوں) کے نزدیک
 تجلہ مذکورہ (زید کھڑا ہے) کے حکم پر دونوں حالتوں (حالت قیام زید و
 حالت قعود زید) میں فرق نہ تھا تو ہمیں اگرچہ کہ وہ ذات باہرات اپنے
 صفات و افعال میں تجلہ کا ہے نہ فرق نہ تھا اور تمام مذاہم سے مقتض ہے اس
 لیے کسی کلام غیر مطابق واقع کے حکم کا ارادہ متعلق نہیں ہو سکتا۔

اس عبارت میں غور کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کلام مطابق واقع کو
 کلام صادق کہتے ہیں، اور کلام غیر مطابق واقع کو کلام کاذب کہتے ہیں۔ تو اگر واقع میں زید
 کھڑا ہو جائے یہ تجلہ و زید کھڑا ہے، کہا تو کلام سچا ہے اس لیے کہ غیر مطابق واقع کے ہے
 اور اگر واقع میں زید بیٹھا ہو اور اسی حالت میں یہ تجلہ و زید کھڑا ہے، کہا تو کلام جھوٹا
 ہے۔ اس لیے یہ غیر واقع کے غیر مطابق ہے۔ الحاصل زید کھڑا ہے۔ اس تجلہ کا عبارت قیام
 زید کھڑا اور یوں صادق اور صحیح ہے۔ اور عبارت قعود زید اس تجلہ کا حکم اور یوں کذب اور
 جھوٹ ہے۔ ثاقب جہد النقل کی عبارت پڑھئے۔ کہ دینیوں کے نزدیک حق تعالیٰ کے
 لیے شروع اس تجلہ کے حکم پر دونوں حالتوں میں فرق نہ تھا تو ہمیں یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم پر
 حالت قیام زید کھڑا ہے کہنے پر قادر ہے جو صادق ہے۔ اسی عبارت کا بات قعود زید کھڑا ہے
 کے کہنے پر ہی قادر ہو جو کذب ہے اور غیر مطابق واقع ہے ان دونوں میں فرق نہ تھا تو ہمیں
 اور ان حالتوں میں بالخصوص فرق نہیں کرنا۔ خدا جل جلالہ صحت پر قادر ہو نہ اسی طرح کہ جس نے
 اقرار کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے اگرچہ وہ عجیب اور غریب سے بچنے کے
 لیے کذب کا ارادہ نہ کرے گا۔ یہ اصل وہی قول ہوا جو گزشتہ فرقہ مزدہار سے لیا ہے۔ ہم
 اس کے جواب میں وہی حضرت کاظمی حنفی حنفی کے ہزار کی جملہ کا کھنڈہ کافی سمجھتے ہیں۔

۱۔ جہد النقل از شباب ثاقب مصنف۔

تعالیٰ اللہ عفا قالہ علواً کبیراً۔ مگر گویا جی اس کے پیر نے فتویٰ دے کر اور دوقیم کذب باری تعالیٰ کو درست کہہ کر اس خیل و غرور کذب کا ارادہ نہ کرے گا) کو بھی غم نہ ہو یا کہ جب دوقیم کذب کے معنی درست ہو گئے قرۃ کذب کا ارادہ کیا نہ کرے گا۔ لہذا جب اللہ تعالیٰ نے بالارادہ بحالت قعود زیر (زیر کولہ) کہا تو نوزیر خدا کا قیام باطل ہو گیا مگر اس نے کام نہ لیا بلکہ واقعہ کا شکر کیا۔ اور اسی کو کذب کہتے ہیں۔ قراس صاحب جہاں نقل نے مذکور کاذب لیا۔ آپ اس کا اس کے بعد یہ کہنا خاصہ نزاع یہ تھا کہ صدق کے وجوب اور کذب کے امتناع پر سب متفق ہیں بلکہ

عجیب بات ہے اس استاد معتمد نے یہ ٹھکانہ ترماری دیوبندیت کی تمسیر کو منہم کر دیا اور نہ فقط معتمد بلکہ گویا جی و دہلوی ہی بلکہ دیوبندی قوم کی عمر بھر کی کمائی پر پانی چھریا کر دیا کہ سب اہلسنت کے خلاف امتناع کذب کا قائل بنے تھے اور یہ اہلسنت کے ساتھ اتفاق کا دعویٰ کر کے امتناع کذب کا قائل بنا اور یہ بھی طرزیات کر یہاں امتناع کے ساتھ بالیقین قید بھی نہیں ہے اور ہر کسے بھی نہیں ہے کہ اگر ان کی قید مقرر کی جائے تو پھر اس کا اہلسنت کے ساتھ اتفاق کا دعویٰ غلط اور حقیقت ہو جائے گا کہ اہلسنت قرآن شریف ذاتی کے قائل ہیں مگر باخبر کے۔ بالآخر اس صاحب جہاں نقل نے کذب کو متنع مان کر سب دیوبندیوں کے منہ پر شرک و مارا اور ان کے امتناع کذب کے حصے کو خاک میں ملا۔ غصفت غرض اپنی بیعت سے اس کو امتناع کذب کی دلیل بنا کر لایا تھا۔ یاد رہے کہ اس میں امتناع کذب کا اقرار ہے۔

صاحب جہاں نقل (مردود دیوبندی) جہاں کہے ہوں گے خبر ہے

آپ باقی رہی یہ بات کہ صاحب جہاں نقل کذب کو متنع قدرت الہی تو مان رہا ہے

ملہ۔ جہاں نقل از شہاب ثواب ص ۱۱۰

جہاں کہ اس کی پہلی عبارت سے ظاہر ہے قراس کا جواب یہ ہے یہ تلاوت جہاں ہے علم سے یہ ہے کہ ہوں گے کہ ہوں گے بے خبر ہے تفسیرات علم کلام سے ناواقف ہے اتنی بات تو ہم بتائے دیتے ہیں کہ شرع موافقت میں ہے

ان علمہ قلعہ یصلو المہندۃ
انہ تکانے کا علم منہات مکنا اور
کلمہ المعتمدۃ والواجبۃ
واجب اور محسوس کلام ہے۔ تو
والمعتمدۃ ذہوا وعاوہن
علم الہی قدرت الہی سے عام ہے
القدرۃ لا تلتزم بالمتخصص
اس لیے کہ قدرت الہی کلمات کے
بالمعتمدات دون الدراجات
ساتھ خاص ہے ذکر واجبات اور
والمعتمدات بلکہ
مسامرہ میں ہے کہ۔

متعلق القدرۃ المعتمد
قدرت الہی کا تعلق صرف ممکن
دون الواجبۃ المتع بلکہ
ہے نہ واجب اور متع ہے۔

ان عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ قدرت الہی کے متنع میں صرف ممکن داخل ہے اور واجبات و مستحبات تحت قدرت میں ہی داخل ہیں۔ تو جب صاحب جہاں نقل کے نزدیک کذب الہی متنع ہے تو متنع تحت قدرت داخل نہیں لہذا اب اس کا کذب الہی کو متنع مان کر تحت قدرت الہی کہنا سخت جہالت ہے۔ اور پھر اس پر قدرت کو مجبور اور عاجز کہنا اس کی دوسری جہالت ہے۔ اگر اس کو کچھ علم تھا تو کسی جہالت آمیز بات بزرگ نہ لکھا پھر اس کا مزید جھڑپ بھی ملاحظہ ہو وہ کہتا ہے۔

حضرت مولانا اعلیٰ شہیدؒ ادا ان کے اتباع بوجہ ارادہ و اختیار حق تعالیٰ
شاذ صدق کو مژدہ دی اور کذب کو فعال فرماتے ہیں یہ

ملہ۔ شرح موافقت ص ۱۱۰۔ ملہ۔ مسامرہ ص ۱۱۰۔

ملہ۔ جہاں نقل از شہاب ثواب ص ۱۱۰۔

یہ مصنف بھی جنوٹ ہونے کا جڑا مشاقی ہے۔ مگر یہ میر شاگرد ہی تو ہے اس نے بکا نہ دیا جس سے جنوٹ سیکھا ہے اس استاد کے جنوٹ پر لے کر کیا شک نہ ہو گا۔ چنانچہ یہی اسی استاد مصنف کا سفید جنوٹ ہے اور اپنے امام اور اہل پروردگار سے ہے۔ اور تاج کو شال کر کے یہ ایک کذب و افتراء معلوم کس قدر جنوٹ اور افتراء پر مشتمل ہے۔ علامہ ہندوستان میں اسماعیل دہلوی ہی مسند امکان کذب کا موجد ہے اور وہ کتب الہی کو محال نہیں مانتا۔ چنانچہ وہ اپنے رسالہ کیر و زنی میں لکھتا ہے۔

ماہنامہ کذب مدر محال ہے ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جنوٹ ہونا مسطور باشد بلکہ

قراب اس استاد مصنف کا صریح جنوٹ اور افتراء واحد ہو۔ کہ خود اسماعیل دہلوی تو یہ کہہ رہا ہے کہ میں کذب الہی کو محال نہیں مانتا۔ اور یہ مغربی صاف ٹھیک ہے کہ دہلوی ہی کذب الہی کو محال فرماتے ہیں۔ یہ سفید جنوٹ اور اس پر یہ بڑت و دہلری حاصل ہو۔ قطعاً اللہ حلی الکاذبین۔

پھر اس استاد نے اس شاگرد مصنف کے منہ پر بھی منوٹ دیا کہ یہ مصنف اسی شہاب ثاقب کے مشابہ نہ تھا ہے۔

مولانا گنگوہیؒ کہیں اتباع مولانا شہیدؒ مسند امکان کذب کے قائل

ہوئے ہیں یہ قول ان کا ضمن افتراء و جہالت ہے مولانا گنگوہیؒ نے مسند امالین آئندہ مرتبہ کا اتہاج کیا ہے۔

اس میں مصنف نے دو باتوں کا اتہاج کیا ایک یہ کہ اسماعیل دہلوی امکان کذب کے قائل ہیں۔ دوسرے یہ کہ گنگوہیؒ ہی نے مسند امکان کذب میں صریح دہلویؒ ہی کا اتہاج نہیں کیا ہے بلکہ اور مسند کا یہی کیا ہے۔ قراس سے دہلوی کا قائل امکان کذب ہونا ہی ثابت ہوا اور گنگوہیؒ ہی کا یہی قائل امکان کذب ہونا اور دہلوی کے اتہاج میں

اس کا قائل ہونا ثابت ہوا اور مقبول صاحب جہد المثل دہلوی صاحب لکڑ کذب کے محال ہونے کے قائل ہوتے تو مصنف دہلوی کی طرف امکان کذب کی نسبت موار و کرنا نہ لکھو گی کہ اس مسند میں ان کا سفید جنوٹ ہے بلکہ یہ تہا دہلویؒ نے امکان کذب کے کذب کے محال ہونے کے قائل ہیں تو وہ مخالفت مسند امکان کے ہوئے۔ اور گنگوہیؒ جو لکڑ امکان کے قائل ہیں تو یہ دہلوی کے جتنے کے جتنے بلکہ مخالفت قرار پائے۔ تو مصنف کے نزدیک دہلوی صاحب کذب کو محال نہیں مانتے۔ لہذا مصنف میں احساس کے استاذ میں تشبیہ ہو گیا اس میں ضرور ایک پیچھے اور دوسرا پیچھے ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں مصنف پیچھے ہے کہ اس کا سفید خود دہلویؒ کی کیر و زنی کا حکم کر رہا ہے اور استاد صاحب مصنف جنوٹ ہی کہ خود دہلویؒ اس لکڑ کذب کر رہے۔ قراس استاد صاحب نے اپنے کذاب شاگرد کو بھی جنوٹ ہونے میں بہت پیچھے چھوڑ دیا۔

یہ صاحب جہد المثل یہ کہتا ہے کہ دہلوی کے متبعین بھی کذب کو محال فرماتے ہیں اور ان کے متبعین میں جناب گنگوہیؒ ہی چرنے کے متبع ہیں کہ یہ اس کی ہر بات کو انھیں چکر کے مانتے ہیں۔ قراس کے قول کے بموجب گنگوہیؒ ہی کا مذہب بھی یہی ہو گا کہ کذب الہی محال ہے۔ لیکن اس کے خلاف اسی شہاب ثاقب میں تصریح موجود ہے کہ

مسند امکان کذب کے البتہ حضرت مولانا (گنگوہیؒ) اور ان کے متبعین چاہے

انے کا برسلف ممالین قائل تھے اور میں نے

قران برد و باتوں میں ان کو سچا ہے اور ان جہاد نے ظاہر ہے کہ مصنف ہی سچا ہے کہ گنگوہیؒ ہی پہلے ہی امکان کذب کے تہی سے چھوڑ دیا تو کذب کے قائل ہو گئے مگر اس سے پہلے فعل میں ثابت ہو چکا۔ تو صاحب جہد المثل کا ان کے لیے یہ کہنا کہ وہ کذب کو محال کہتے ہیں کیسا صریح افتراء اور میتا جنوٹ ہے۔

تو مصنف صاحب آپ ایسے جنوٹے مغربی کے جنوٹے کام کو اپنی دلیل بنا کے لائے تھے اور یہ دلیل بھی الہی دلیل جس نے تہا دے دوسرے ہی کا نفع قبح کر دیا

پیر مصنف شہاب شاقب میں ہم اہلسنت کی بچی باتوں کو اکثر کچر اپنی مغالطہ ان
افعال میں پیش کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک مسافر اللہ خداوند اکرم میں وعلا شامہ کاذب
اور غیر باہر ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے کلام میں خبروت ہو یہ سب باطل
غلط اور افراطی عمل ہے بلکہ ہمارے ابا براس کے قائل نہیں بلکہ اس کے معتقد
کو کافر و مرتد قہر کہتے ہیں۔

حب لنگری ہی اور اس کے متبعین کا مذہب اور عقیدہ اسکان کذب الہی بلکہ وقور
کذب اسی فعلے خود انہیں کے فتوؤں۔ رسالوں سے ثابت ہو چکا کہ پیر مصنف کا یہ کہنا
بالکل بیجا اور حق نہیں کہ معاذ اللہ۔ ورنہ یہی گویا کہ کاذب باطل لگتی ہے۔ ان کے نزدیک
خدا کے کلام میں خبروت ہو سکتا ہے۔ مصنف کو اس کو غلط اور افراطی کہا صرف اس کی خبروت
ہے اور حرام کو مستطرد وینا اور فریب میں مبتلا کر لیتے۔ مصنف صاحب اگر تہا سے ابا
قائل اسکان کذب اور قائل وقور کذب الہی کو کافر اور مرتد قہر کہتے تو تہا را عدیدہ مذہب
ہی کیوں بنا۔ اور ہم اہلسنت سے تہا را افتاد ہی کیا ہوتا۔ اور اگر تہا را سے اس کو
میں چھانی اور صداقت کا کچر شامہ بھی ہے تو تہا را سے ہی اقرار ہے کہ لنگری اور اس کے
متبعین اسکان کذب الہی کے قائل ہیں تو ان سب پر کفر کا فتویٰ صادر کر دے ہر ایک کو
تمام بنام کافر و مرتد قہر کہتے۔ چھاپا۔ شامہ کہ وہ حرام بھی لیا نہیں کر سکتے۔ تو تہا را یہ کفر کفر
مکر و فریب ہے۔ حرام کے خلاف کے لیے ہے غلط
خدا را محترم رکھ کر اس نظام کے مکرول سے

پیر مصنف اپنی اور اپنے اکابر کی جہالت کو ان الفاظ میں اچھاتا ہے۔

ہمارے ابا براس صاف طور سے تصریح فرما رہے ہیں کہ خداوند اکرم خدا پرست
سے منفرہ اور پاک ہے اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ہے۔

شہاب شاقب مصنف۔ شہاب شاقب مصنف۔

اس صاحب کا اور اس کے اکابر ہمارے بھی معلوم نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کذب
فعال بالذات ہوا۔ تو فعال بالذات نہایت قدرت داخل نہیں ہوتا جیسا کہ لوہے کی جہالت
میں گذر چکا تو پھر اس کے لیے قدرت علی الکذب اور اسکان کہاں سے ثابت ہوگا۔
اور سدی و دیوبندی قریبی منہدم ہو جائے گی۔ اور حب لنگری کا وقور کذب کا بھی فتوہ
مردود ہے تو پھر خداوند جل جلالہ عجب سے منفرہ اور پاک ہوا نہ اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات
ثابت ہو سکتا جھفت کو خبروت ہونے شرم نہیں آتی کہ اپنے اکابر کا مذہب باطل کر پیش
کرتا ہے۔

حسین احمد ٹانڈوی کی دہلیوں اور ان کا جواب

پیر مصنف نے شہاب شاقب کے مسئلے میں کچر قابل مسنت لکھا یاں دے کر
اپنے دل کا بخار نکالا۔ کچر اعتراف قدس سرہ کو بل جھکر کر ساقویہ ہم نے ابا براس کی
دیہ ہے کہ ہم لوگوں کا تو کوئی جواب نہیں دیتے ہیں۔ لیکن اس میں اہلسنت کے بالذات
ہزاروں مسائل اور دشمنوں و دشمنوں کے درمیان کے مسائل کا پتہ فرماتے ہیں
کیا ہے اور اپنے رسائل کی لا جوابی اور اپنے مسائلوں کی کامیابی کی خوشی مایہ میں
ان کا جواب مکرور دیتا ہوں کہ مسطورہ کاذب باطل کے بخاریوں کا جواب مذہب ہی ہے
ہے کہ خبروت عیب نہیں۔ خبروت ان کے میوہ کی صفت تہا ہے تو انہیں کفروت ہونے
میں کس کا خدا اور خود ہو۔ اور نام کر بحث اسکان کذب ہی میں اس کو بل جھکر خبروت نہ
ہو لہا ہے کاذب کاذب ثابت کیسے ہوگا اس مصنف نے تو یہ ہی کر لیا ہے کہ لنگری
خبروت کو ان کے ثابت دکر کاذب قریب کی کو اپنے عمل سے پڑا کیے دیتا ہوں۔ تو یہ اپنی
جماعت کے کامیوں پر اڑ گیا۔ اپنی تصانیف کو یہ دیکھا کہ اہلسنت نے ان کے جواب
نہیں دیے۔ یہ خبروت ہے کذب ہے۔ ہمارے لکھا را اہلسنت نے ان کے قابل جواب
دوران کے جواب تھے۔ چھاپے شامہ کیسے جن سے کتب خانے بریزیں۔ وہاں کس سب
سے بڑی کتاب فتویہ لکھا یاں ہے اس کے چالیس رد و ردہ ہیں جو انوار آفتاب صداقت

نے شکر کرانے۔ براہین قاطعہ کا جواب دوسری ایڈیشن الزامیہ میں ہے جفتا ان یمن و ابط
المنان کے جواب میں دوسرا سال لکھے گئے۔ ایک وقت اسٹائن ہے۔ دوسرا اذعان اسٹائن
ہے۔ البتہ کا جواب دارالہند ہے۔ سیت یعنی سو ساری دیوبندی قوم کی جیونی غنت کردہ
کتاب علی اس کا جواب میں نے دو سیت یعنی درجہ جنونی دھکی... لکھا اس کے
معاذ اور میری کتاب میں۔ اور ان جالوں کے منتہی کے پاس بندہ میری جبرئیل بھی لکھیں
آج تک کسی دیوبندی کو ایک حرف شکن کی بہت دہریہ مرقفہ حسن درجہ کے رائل
اور آپ کی اس شباب شاہ قہ کے جواب میں اس بنا پر نہیں لکھے گئے کہ ان میں سولہ
کا لی کوٹھ۔ سب و شتم۔ افرا کو آپ کے کوئی علی بات نہیں مئی۔ آپ باقی رہے مناظر
تو کیا پیاس جس سے۔ اکثر مناظروں میں میں نے شرکت کی ہے۔ آپ کو یا مرقفہ حسن
درجہ کی کبھی مناظر کرتے دیکھا دناظر کا وہ میں موجود دیکھا۔ یک جہاں آپ کو درو مامان
اور غلامہ البنت نے گہرا تو دھنڈھ خدا کی گردان کرتے ہوئے آپ کو رخصت ہو گئے
جبروت بولتے ہوئے افرا کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ کچھ تک تھامے مناظر مناظر
میں ذلیل ہونے کا جواب ہوئے سکتا دیوبند ہونے۔ مناظر گاہ سے کن میر جی کر
جریاں تک چوڑا کر چواس ہو کر بھاگے۔ اور وہ شیر کے شیر ہی رہے جہاں کبھی تھامے
کا کہنے مناظر کا نام ہی سن یا تو اسے پوس یا نیاٹ۔ اسے درود غلامہ کے لئے لکھنے
شروع کر دے۔ اور مکان کی چار دیواری میں چڑھائی یمن کر رہے گئے۔

موقی بنسبیل یا اعرار فیصل کن مناظر کے لیے چلیج
اگر میں ہر مناظر کو
تباری شکون اور
افزون اور غلامہ البنت کی حلیہ نشان کا سیاہیوں اور خوں کے قطر واقعات بھی پیش
کروں تو یہ رسالہ طویل ہو جائے گا تو اب ایک فیصل کن مناظر ہی کا بیانیہ دینا ہوں البنت
آپ کے اور میرے درمیان انہیں آپ کے باب ثانی کی عبارات پر گفتگو ہوگی۔ آپ
مناظر کا کمال انتظام کر کے چھے مقلع کیمے میں انتشار اللہ حاضر ہو جائوں گا۔ پھر دنیا و دھ
سنگی کہ آپ کی شہر میں۔ اور آپ کے پاس کیا ملی مرہ ہے۔ اور آپ کے مقابلہ البنت کی

کے مقابلہ کے کیے مخالفت ہیں۔ اور آپ سلف صالحین کے اعمال و عقائد کے لئے
دشمن ہیں اور آپ دناظر اسلام سے کہنے کو سوں دور ہیں۔ اور میر جیان دانت میر جیان
کا کہ آپ مناظر سے کسی قدر مثال مشل کرتے ہیں۔ اور میدان مناظر میں آپ کی
عزیمت چسپا ہوتے ہیں۔ اور وہاں سے کا جواب دیوبند ہو کر کسی طرح ذمہ دہا کر سکتے
ہیں۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ معتقد دناظر کے لیے تیار ہوتا ہے یا نہیں جہاں ہے
اگر میں اپنے شریکین کی کچھ بھی مانع ہے اور اپنی دیکھیں مانعے کا کچھ بھی پاس ہے۔ اور اپنی
تسلیم کا شہر ہر غلامہ نظر ہے۔ تو مناظر کے لیے تیار ہو یاؤ۔ اور اپنے اکابر کے دروں
پر سے گزری ہو جو انکار دو۔ اور اپنا سلطان ہوتا۔ اور بیعت سلف صالحین ہونا ثابت کر دو
اور میں تا دیکھیں مقرر کر کے کسی مشہور دہلی جیسے شہر میں طلب کرو۔ ہم نے تھامے دیکھا
مناظر کا جواب دے دیا۔ اب ہر شخص فیصلہ کرے گا کہ مناظر کے لیے کون تیار ہے۔
اور میں مناظر کی بہت ہے اور کون عرو میدان ہے اور کون شیر ہے۔ اور کون حق پر
ہے اور کون باطل پر ہے۔ و ما علیتنا الا البلاغ۔

فصل خاص فی عبارات برہین قاطعہ

معتقد نے براہین قاطعہ کے مصنف غلامہ کی تعریف میں پہلے تین سطریں سیاہ
کیں اور اپنے ذہن میں یہ طے کر لیا کہ ان کی صفائی کے لیے یہ اوصاف ہی کافی ہوں گی
گے۔ پھر اپنے اس ناپاک خیال کی بنا پر اعلا حضرت قدس سرہ قہ یہ الزام قائم کرنا چاہتا
ہے کہ اعلا حضرت قبلہ۔

مؤلف براہین قاطعہ پر تہمت لگا کر معاذ اللہ وہ شیطان لعین کو
حضرت رسولی متولی ملا علیہ السلام سے وطم واد مع علی کہتے ہیں۔
اور یہ بھی کذب معنی اور دوزخ خالص ہے۔

لہ۔۔۔ شباب شاہ قہ مشط۔

مجموع :- لاریب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جو یہ فرمایا اصل برج ہے۔ براہین تمام
پہنچی ہوئی کتاب موجود ہے کوئی چھٹی ہوئی چیز نہیں ہے وہ کتاب بارہا میں برہنہ
ہے اس کے ہزاروں نسخے آج موجود ہیں۔ ہر آدمی وہاں اس کی تصدیق کر سکتا ہے اور
سچائی اور حقیقت کا امتحان کر سکتا ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ میں ہے۔

شیطان و ملک الموت کا حال و کیکر کلمہ جلیلہ زمین کا فرمان (دلیل عام)
کو خلاف تصویفیہ کے بلا دلیل نفس قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا ضرر
نہیں ہوگا اور ان کا حصر ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس
سے ثابت ہوئی۔ فرمان (دلیل عام) کی وسعت علم کی کوئی اس نفی ہے
جس سے تمام نفس گروہ کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

اس عبارت میں صاف طور پر کیکر کلمہ شیطان و ملک الموت کے لیے قوساری

زمین کے علم کی وسعت نفس نفی سے ثابت ہے اور اس کے باقیات میں حضور پر بھی مقرر
تعالیٰ علیہ السلام کے لیے ساری زمین کی وسعت ملی ثابت کرنے کے لیے کوئی نفس نفی
دارودہ نہیں ہوئی اور حضور علیہ السلام کے لیے نیز کسی دلیل کے من اس فاسد قیاس کی بنا پر
کہ حضور ان سے افضل ہیں ساری زمین کی وسعت ملی ماننا تصویفیہ کے خلاف ہے
اور شرک ہے۔

براہین کی یہ عبارت ایسی صاف اور دوسرے بھی کو پھر کر رسولی اور دوا پڑھنے والا
یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے براہین قاطعہ کے میں معنوں کو تحریر
فرمایا ہے وہ معنوں ہیں اس عبارت میں براہین قاطعہ میں ایسی موجود ہے کہ خلاف براہین
کا علم ہے واقعی شیطان معین کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام سے اعلم (یعنی زیادہ علم والا)
اور علم والا کسی معنی زائد نہیں (کہا کہ حضور علیہ السلام کے لیے قوساری زمین کی وسعت ملی قابل
ذاتی اور شیطان معین کے لیے ساری زمین کی وسعت ملی قابل مانی تو اس کا نتیجہ کھانا ہوا یہی تو قرار دیا کہ

ملہ :- براہین قاطعہ سلور علی ساڈرہ ملہ :-

شیطان حضور سے اعلم و اس علم ساری زمین کی وسعت ملی کے حامل ہو چکی بنا پر ہوا تو
اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا تمام الحزن یا تنبیہ اللعائن میں یہ تحریر فرمائی: اصل برج اور حق ہے۔
آب معنی کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس دعوے کو کذب نفس اور دوزخ فاعل کہنا
اور انہیں مؤلف براہین پر ہمت لگنے والا قرار دینا خود اس معنی کے دوزخ گوارہ کذاب
و مضری ہو چکے ہیں کہ انہی نے اس نفس میں ایک حق سے زیادہ سیارہ کو لگا
کر سوائے باوجود کوئی کے دیکر دیکر سکا۔ باوجود کہ تمام الحزن میں اعلیٰ حضرت نے براہین قاطعہ
کی اس قدر اصل عبارت بھی تحریر فرمادی یعنی پر ہم نے خط پہنچے دیاتے مگر معنی
کی ستر زوری اور عزت و دلیری طالعہ ہر وہ کہتے ہیں۔

اس کا کذب نفس دعویٰ تو کیا ہے کہ وہ براہین میں تصریح کر رہے ہیں کہ انہیں
کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے اعلم و اس علم ہے اور
اس عبارت کا کس تمام براہین پر ہمت نہیں ملے

جواب :- اس کتاب معنی کی دلیری دیکھ کر تمام الحزن میں براہین کی وہ خط
کشیہ اصل عبارت معنی معنی کے موجود ہے اور اس میں صاف لکھا ہے کہ شیطان کو
وسعت ملی نفس سے ثابت اور فرمان (دلیل عام) کی وسعت ملی کسی نفس سے ثابت نہیں
قراس میں مراستی ہی قرہ قرار ہو کر انہیں کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے اور وہ آپ
سے اعلم و اس علم ہے معنی اس عبارت میں براہین کی کوئی ایسی تاویل تو کر نہیں سکا
جس سے اس عبارت کی خلاف ورزی جائے یا اعلیٰ حضرت قبلہ کے بیان کردہ معنوں کے سوا
کوئی اور معنی پیدا ہو جائیں۔ تو یہ عبارت براہین حضرت کے بیان کردہ معنوں میں مستند اور
خامہ اور آزاد ہے۔ یہاں تک کہ ہر آدمی وہاں اس عبارت میں براہین کے پڑھنے کے بعد اور کوئی
قد سے سننے نہیں سمجھتا جس کی کوئی معنی نے ہی مجبور ہو کر اس عبارت میں براہین کے یہی ہے

ملہ :- شہاب شاقب ملہ :-

کچھ ادا بیان کیئے۔

حسین احمد ٹانڈوی اقبال جبرِ مشابہت ہو گیا

چنانچہ مصنفت کہتی ہے۔

پس منور اس تقریر پر برہین کا وہ سہ کے ایک خاص علم کی دست آپ کو
نہیں دی گئی اور اب میں یوں کر دی گئی ہے۔

دیگر ! آپ مصنفت نے یہی عبارت پر اپنی لامصنوع بھی بیان کر دیا کہ مصنفہ طبعاً نام
کو ایک خاص علم کی دست نہیں دی گئی اور اب میں یوں کہ اس خاص علم کی دست وہی
گئی۔ تو اب مصنفت کے نزدیک بھی اب میں یوں کہ اس خاص علم کی دست وہی
سے اعلیٰ و اوس غلام قرار پایا۔ اور اب میں کا علم مصنفہ طبعاً نام سے زیادہ ہو گیا۔ لہذا اب مصنف
کے نزدیک بھی برہین میں یہ تصریح ہو گئی کہ اب میں کا علم مصنفہ طبعاً نام سے زیادہ ہے۔
اور وہ آپ سے اعلیٰ و اوس غلام ہے۔ مصنف صاحب اب تو یہاں سے ہی منہ سے عبارت
پر اپنی میں وہ تصریح کرادی۔ اور تم پر اقبال دگر ہی ہو گئی۔ اور اب تو یہیں ہی اس عبارت
کا پر اپنی کا علم میں پتہ چلا گیا۔ تو کاف کا لفظ آپ یہاں سے اُدھر ہی صادق آگیا۔ اور
تبدلی اور گئی ہوئی حسین الزامی کے حکم مختصر سے انٹینیٹی جی ونگری جی کافر ہو گئے۔

مصنفت کو یہ جاننا نہ ہو سکا کہ مصنفت نے بھی اٹھائی پڑی اور اس کے انبار پر
کلمہ کرب آج اس کے اقرار سے یہی ثابت ہو گیا۔ نیز مصنفت کی یہ کتنی شرطاک بات ہے
کہ اس عبارت کا کہیں نام پر اپنی میں پتہ نہیں۔ بلکہ چونکہ قلم ہزار کی تعداد میں موجود
ہے ہر فرد و غلام اس عبارت کو پر اپنی میں تلاش کر کے مصنفت کی پریش کردہ ہزار
پر اپنی کی نصیر نقل کر سکتا ہے مصنف کو اپنی کمزور اور ذلیل بغیر کرتے ہوئے خرم نہیں

لے۔ شہابِ ثاقب مست۔

آج اس سے یہی بہتر ہوتا کہ یہ کہو تیار کہ برہین کا علم کوئی کتاب ہی نہیں ہے تو اس کو
پر اب میں یہ اور ادنیٰ سیاد کرنے کی صفت قرار اٹھائی پڑتی اور اسے محوٹ ہونے اور
کلیاں کھٹے سے نہایت لطاف۔ اور مصنفت آپ اپنی اس بات پر متحیر ہے کہ۔

عبارت جو نقل کی ہے وہ ہرگز مزاج اس سے نہیں ہے۔

کیونکہ مصنفت نے خود ہی وہ سہے تیار یہ ثابت کر دیا کہ عبارت پر اپنی کا علم اس سے
یہی مزاج ہے کہ مصنفت نے اس سے اس کے سہے تحریر فرمائے کہ مصنفہ طبعاً نام سے
اب میں کو زیادہ علم ہے اور وہ اعلیٰ و اوس غلام ہے۔ لہذا مصنفت کو چاہیے آپ تو پتہ نہیں اور
ہنگوی پر گزری خوشے ہے۔ اور اعلیٰ و اوس کی حواصت کے مصنفہ جی کریم علی اللہ تعالیٰ علیہ
وسم کے اعلیٰ و اوس ہونے پر ایمان لائے۔

حسین احمد ٹانڈوی کا جہالت آمیز مطالبہ

پر مصنفت کا ایک جہالت آمیز مطالبہ ملاحظہ ہو۔

(تیار برہین کا علم) کہیں قلم نام کا کہیے یا کہیں اب میں کو اوس علم کے
ساتھ تیار کیا ہے۔ یا کہیں یہ کہا ہے کہ معاذ اللہ اب میں کا علم مصنفہ طبعاً نام
سے زائد ہے یہ بحث مصنفہ ہم سے لے کر دم تک بھی ہوئی ہے مگر
کوئی شخص ان الفاظ کو کہیں سے نہیں نکال سکتا ہے۔

تو مصنفت کی اگر کتاب دیکھ پر نظر ہو تو پر اپنی جہالت کی بات دیکھتا۔ اگر قلم
ذہب معلوم ہوتے تو پر اپنی ایسا ہمارے سوال کو کہہ کر اصطلاح فقہ پر اطلاع حاصل کرنا
تو ایسا کفر و غلامی دیکھتا۔ تو چاہے اس کے مطالبہ کا جہالت آمیز ہوتا ہی دکھا دیا جائے۔ تو
مصنفت اس کے کلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کسی شے کے الفاظ خاص نہ پائے گئے تو اس کے
سے افراد اور مصنفون مقصود اور ان پر دلالت و حکم بھی نہ پایا جائے گا۔ خلا۔

لے۔ شہابِ ثاقب مست۔

ایک عورت کو اپنا نکاح کرنا ہے اور وہ بوقت اجازت عقد نکاح تو نہیں کرتی
بلکہ بھانے اس کے بہرہ و مدد کے اطلاع اس طرح ہوتی ہے کہ میں نے اپنا نکاح کرنا ہے
اور وہ اپنے مدد کو دینا تو فیہ کلام کے نزدیک تو اس نے اگرچہ پہلے عقد نکاح کے بہرہ
اور مدد کے افغانہ کے لیکن نکاح ہو گیا۔ کیونکہ نکاح کے معنی مراد و مضمون مقصود پر بہرہ
اور مدد کے افغانہ سے ولایت کی تو حکم دی ہوا ہر عقد نکاح کے کہنے میں ہوتا۔
اسی طرح کسی عورت پر نہانی ہوتی کہ بھانے عقد نکاح کے عقد نکاح کیا۔ اور یہ کہا
میں نے تجھے نکاح دی تو فقہاء کلام کے نزدیک تو عقد نکاح سے بھی عورت اس کے نکاح
سے خارج ہو جائے گی۔ کیونکہ نکاح کے معنی مراد و مضمون مقصود پر نکاح کے عقد نے
ولایت کی اور حکم دی ہوا ہر عقد نکاح کے کہنے میں ہوتا۔

لہذا ان فقہانے قاعدہ بیان فرمایا۔ العبدۃ للمعانی دون الا لتعظیم یعنی
اعتبار معانی کا ہے نہ ذکر الفاظ کا۔

یہ احکام فقہانے دی کہ کلام میں بھی میں اگر اس نادر مصنف کو اتنا دیکھتا کہ
تغیب ہوا ہو گا۔ لہذا جاسے بے علم مصنف کے نزدیک پہلے مسئلہ میں عورت نے
بہرہ اور مدد کے افغانہ کہے ہیں اور عقد نکاح نہیں کیا ہے تو ہرگز بہرہ اور مدد کے
افغانہ سے نکاح نہ ہو گا۔ فقہانے ولایت کردہ معنی مراد و مضمون مقصود پر حکم نکاح
دیا ہے نہ عقد ہے اسی طرح مسئلہ ثانیہ میں عورت نے عقد نکاح کہا ہے۔ عقد نکاح تو
نہیں کہا تو عقد نکاح سے ہرگز ہر عقد نکاح واقع نہ ہو گا۔ فقہانے ولایت سے مراد و مضمون
مقصود کی بنا پر جو حکم نکاح دیا ہے نہ عقد ہے۔

بہرہ و مدد میں تو عمل میں ثانیہ مصنف کے فہم کی رسانی نہ ہو سکے۔ اب ایک مثال
اس کی کہ عورت کو نکاح اور بھی پیش کردوں۔ کوئی عورت صاحب اپنے عقد میں ہیں قرآن
میں ہے کہ نکاح فرض ہے۔ جس میں سے قرآن ایک ماہل الہ سے دوا شد کہیں کہ عورت
صاحب ماسے قرآن میں ہے بلکہ یہ افغانہ کہیں دیکھا دو کہ نکاح فرض ہے میں قرآن میں

ماہانہ ہیں اللہ سے لے کر وہ اس ملک کا ایک ایک کر کے عورت یا وہ کہیں اس
میں یہ افغانہ کہیں ہیں کہ نکاح فرض ہے۔ تم ہرگز ان افغانہ کہیں دیکھا کہے لہذا تم
مست کا وہ بہرہ و مدد کہہ رہے ہو۔ تو مصنف صاحب لب و لہجہ اس ماہل حافظ
کا یہاں جہالت آمیز مطالبہ ہے اسی طرح فقہاء بھی جہالت آمیز مطالبہ
ہوا کرتے ہیں۔

لہذا اس ماہل حافظ کے مطالبہ کا آپ جو جواب دی وہی جواب ہر طرف سے آپ
کے مطالبہ کا ہے۔ کہنے اب تو آپ کو اپنے مطالبہ کا جہالت آمیز ہونا ظاہر ہو گیا ہو گا۔
مصنف صاحب آپ اپنی ماہل و دیہندی قوم کے سامنے ان جہالت آمیز باتوں کو
پیش کر کے خوش ہو جاتے ہوں گے۔ لیکن اہل علم کی یہی تکبر کہ ہر کلمہ و قول بھی آپ
کی اس جاہل مطالبے پر کسی قدر بری لائے قائم کرنا ہو گا اور آپ کی اس عقلی پر مجبور کر کے
مستات کی لکھنے دیکھنا ہو گا اور پھر اگر اس سے ملتی جلتی لکھ جائے تو کیا آپ کی اس جہالت
سے اینٹھو و لکھنے کے سول سے گزرنا پڑے گا۔ اور حدیث براہین کے مضمون کا تو بہرہ
جو تا آخر ہو گیا۔ جس اس عقلی بحث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ حدیث براہین اپنے قریبی معنی
میں ایسی متعین ہے کہ کسی کوئی متعین سے ضعیف تاویل نہ ہو سکی اسی بنا پر تم فہم
کے امیر میر پر اعتراض ہے۔ اور ایک دوسری اسی منوعہ پر تردید ہے۔ یہاں سید کرید۔
اور میر اس مصنف کا ایک مرتبہ بحث اور اعتراض حاضر ہو۔

حسین احمد ٹانڈوی کے مرتبہ جھوٹ کا جواب

اس درود میں نے تو علامہ رحیم کے آگے یہ ظاہر کیا کہ براہین میں اس امر کی
اقتراح کی ہے جس سے ظاہر میں کو دھوکہ دیا جائے۔ فقہانے
جواب۔ مصنف نے اس میں ایک بات تو یہ ظاہر کی کہ حضرت قدس سرہ نے

ملا کر جن کے سامنے اصل عبارت برآین کر اور اس کے عربی ترجمہ کو پیش نہیں کیا
ہے بلکہ اس کے معنوں کو اپنے ان الفاظ و ارباب کا علم ہی لئے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
علم سے زیادہ ہے، کی عربی تا کر ملا بر حین کے سامنے پیش کی گئے تو یہ منصف کا
کدو بعض اور مزید افزا ہے، ظہور شدت اس کی اصل عبارت کا بعد
ترجمہ کر کے اس طرح پیش کیا ہے چنانچہ تمام اہل حین میں ہے۔

وهذا انشاء الشيع بلطف
النفط مع شيطان وملك
الموت كذا في ان هذا السعة
في العاصم ثبت للشيطان و
ملك الموت بالخص
وأي نفس قطعي في سعة علم
رسول الله صلى الله عليه
حق قوله النصوص جميعا
ويثبت شرك وكتب قبله ان
هذا الشرك ليس فيه حجة
خروج من ايمان الله

اب تمام اہل حین کی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ ظہور شدت اس کے ملا بر حین
کے سامنے برآین کا علم کی نسبت اصل عبارت کو پیش کیا، ہر شخص اس عبارت کی برآین کا علم
کی عبارت سے قطعاً نقل کر سکتا ہے۔ لہذا اس منصف کا اس پہلی بات میں کسی قدر کڑواہٹ
و منفردی پر ناگوار ہو گیا۔

منصف نے دوسری بات یہ بھی محض کر ملا بر حین نے برآین کا علم کی اصل عبارت پر
لے۔ تمام اہل حین مسئلہ مسئلہ۔

ملا کر فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ انہیں رد و جواب دے کر خود انصاف کے پیش کردہ معنوں
بابت برآین کا علم پر جس کی ظہور شدت نے اپنے الفاظ و ارباب کو میں بکھا ہے، اس پر علماء
حین خود نے کفر کا حق فرمادے تو یہ منصف کے اس کدو خاص اور مزید افزا کی نسبت
کبھی الجھار کریں، منصف کے کلامی انشا فی صورت حق مراد اسے اہل برآین منصف
خاصہ الاموال ہی کے فتویٰ کا اس جو نقل کرتا ہوں۔

حسین احمد ٹانڈوی کے مسئلہ منصفی کا فتویٰ

اما قول وشيعة احمد لنگري كا قوله
الذكيون في كتابه الذي سماه
بالعلمين الناطقة ان هذا
السعة في العلم ثبتت لشيطان
وملك الموت بالخص و
نفس قطعي في سعة علم رسول
الله صلى الله عليه وسلم
حق قوله النصوص جميعا
ويثبت شرك الذكيون
من وجهين وجه الاول انشاء
صريح في ان ابليس واسع
العلم ووجهه على الله تعالى
عليه وسلم وهذا استحقاق
صريح به على الله تعالى عليه
وسلم والوجه الثاني ان
جعل اثبات سعة العلم

تکین رشید احمد لنگری کا وہ قول
جو اس نے اپنی کتاب برآین کا علم
میں بکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت
کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی
فوجیہ کی وسعت علم کی کن ہی نہیں
قطعی ہے کہ جس سے تمام نفوس کو
رہ کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے
تو رشید احمد لنگری کا یہ رد و جواب
لکھ کر ہے، ایک یہ کہ جس میں اس کی
تصریح ہے کہ ارباب کا علم وسیع ہے
و کہ رشید احمد علی اللہ تعالیٰ علیہ
و سلم کا اور یہ صاف صاف معنی لکھا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان بکھانا
ہے۔ خود کہے یہ کہ اس نے حضور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
علم کی وسعت اٹھ کر شرک بکھا دیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرکاء نہ تھے ائمۃ المذہب
الادب علیہ السلام من استغفرت
بیرسول اللہ کاغزو ان من حمل
ما هو من الاوصیاء شریکاً و
کذلک کافراً لہ

اور چاروں مذاہب کے اماموں
نے تشریحات فرمائی ہیں کہ نبی
علیہ السلام کی شان اقدس گناہ نے
والا کا فر ہے۔ اور یہ کہ جو کوئی
ایمان کی کسی بات کو شرک و کفر
سمجھ کر نہ کہے گا جہنم

قراس فتویٰ سے ثابت ہو گیا کہ علامہ حرمین شریفین نے اصل عبارت پر اربعین کا قائلہ
کو نقل کر کے اسی پر کلمہ لکھ دیا ہے اور انہیں کسی طرح کا دھوکہ نہیں ہوا ہے۔ اب اس
کاذب و عسری مصنف کی یہ دوسری بات بھی امن کذب اور مریض اخترا لہو بانی مصنف
کو اپنے اوپر نصرت اللہ علیہ الکاذبین پر جو کرم کرنا چاہیے۔

ٹانڈوی کی مجبور الحواسی پر مفتی صاحب کی گرفت

پیر مفتی نے براہین قاطعہ کے بعض مضامین جن فتنائل کو دلیل بناتے ہوئے اس
عسری جہارت کی صفائی میں ایک سے سیلا گیا کہ جس کو وہ ان الفاظ میں بھٹاتا ہے۔
کوئی ایسا مسلمان ہی ایسا خیال بہ نسبت حضرت علیہ السلام نہیں کر سکتا
کہ کوئی بھی آپ سے اعلم ہو جو جانیے ایک عالم مجتہد جس کی تمام غرو و نبات
کی کتابیں پڑھتے ہوئے ہر کوئی ہزاروں ملامت سے گنبد و سیر و دین
پڑھ کر حدس و دایہ حق بن گئے یہ خیال ہرگز ہرگز اس کا ہر سکا ہے
اور نہ وہ سمجھے گا۔

یہ قائلہ ہر گز کہ مفتی براہین قاطعہ وال عبارت کی کوئی ایسی ترقیہ و تادیل
پیش نہیں کر سکا جس سے اس کے اوپر سے کلمہ گرا کر اٹھ جائے۔ مفتی نے اس

کوشش میں بہت سی کوششیں کیں۔

کبھی اصل عبارت کے براہین میں ہونے ہی سے انکار کر ڈالا۔

کبھی اعلیٰ حضرت پر انفرجیا کر انہوں نے علامہ حرمین کے سامنے اصل عبارت ہی پیش
نہیں کی۔

کبھی علامہ حرمین پر دھوکہ کی یہ جہمت ڈالی کہ انہوں نے اصل عبارت پر اربعین
پر کلمہ فتویٰ نہیں دیا ہے۔

جن کی حیثیت ہم نے اسی طرح نکال کر دی۔ اور مفتی کی قیادی لود قریب دی کا
ہر وہ ہم نے انہی طرح چمک کر دیا اور ثابت کر دیا کہ وہ عبارت براہین قاطعہ میں سب سے
ہے اسی عبارت پر علامہ حرمین نے کلمہ کا فتویٰ دیا ہے قراب مفتی اس عبارت کے انکار
کو چھڑا کر اس کے توہین کا سزہ دینے کو مان کر اس عبارت کو انہی طرح صاحب کی طرف نسبت
کی سے انکار کرنے پر آمیزا کہ کوئی عقلی اور جیسے مجتہد عالم جنہوں نے غرض و نبات
اور اس وید ہزاروں کو پڑھا کہ عالم بنایا وہ ایسی نیست قرین ذکر سکتے ہیں نہ نہ سکتے ہیں

قراب مفتی کے نزدیک کسی عالم مجتہد استاذ العلماء سے نہ کوئی عقلی چر سکتی ہے نہ کسی
طرح کی کوئی لغزش ہو سکتی ہے۔ اور اس کے کلام کا فکر کرنے کا تو کوئی امکان ہی نہیں
ہے۔ اور اگر وہ کوئی کلام کہی لے گا تو کب ہی دے گا اس کے اوپر نہ تاس ہونے کا حکم
دیا جائے کہ کافر ہو یا منافق نہ دیا جائے کہ قیصر اگر کوئی استاذ العلماء مجتہد عالم اپنی بیوی کو
حقن حلق دینے سے قرابت کے نزدیک اس کی طلاق ہو نہیں سکتی کہ کوئی طلاق کے مسائل
سے بچا دیا وقت اس نے غیر مسائل طلاق پر چلے۔ ہزاروں کوساں طلاق کا عالم بنا
دا تو اسے نہ طلاق دینے کا خیال آ سکتا ہے نہ وہ طلاق دے گا تو یہ مفتی کا چاہنے کا طلاق
کے تحت غائب ہی ہوئے صلہ کرے گا کہ اس کی صورت ہرگز ہرگز مطلق نہیں ہو سکتی۔

معلومات متعلقہ روحانی جد اعلیٰ و بابیت و دیوبندیت

اور اگر اس دیوبندی ضابطہ کو دیکھ کر کوئی دیوبندی حیدر آباد بندہ یہ کہنے لگا کہ ہمارا

پیشوا ایس دیو تو اس قدر زبردست مجبور نہ ہے کہ عید زمین کی دوست کا علم بتا دے
الٹا کہ عالم معلوم دیتا و دنیا کا عالم معلوم خریف و ذلیل کا عالم یعنی کہ علم اقلیٰ نبی
کریم علیہ السلام سے بڑا عالم اور میرا لیا زبردست عالم جو کہ علم ملکوت ہو۔ کہ وہ نہیں بلکہ
بے شمار فرشتوں کا دستاویز اور جو اس علم و فضل کے ایسا عابد و شوقی جو جس نے
ذ فقہ عظیم زمین بلکہ دوست افلاک میں سجدے کیے ہوں۔ زبردست عبادتیں کی
ہوں۔ خدا کا انتہا درجہ کا ملیں و فرمان بردار رہا جو پورا پوری اطاعت کی بنا پر ایسے
مجددوں پر عرصہ دراز تک فائز رہا ہو۔

بقول علامہ صادی کے۔

- ہائیں ہزار برس تک خازن جنت رہا ہو۔
- اچھی ہزار سال تک فرشتوں کے ساتھ رہا ہو۔
- بیٹیں ہزار برس تک فرشتوں کو چند درجہ بھتر رہا ہو۔
- تیسٹ ہزار برس تک ملک ملک کرو ہیں کا سرور بنا رہا ہو۔ ایک ہزار سال
- تک نہ مانیوں کا پیشوا بنا رہا ہو۔
- پندرہ ہزار برس تک عرض کے مراد اگر دلوں کو تار رہا ہو۔

اس کا پہلے آسمان میں نام عابد اور دوسرے آسمان میں نام زاد۔ اور تیسرے آسمان
میں نام عارف۔ اور چوتھے آسمان میں نام ولی۔ اور پانچویں آسمان میں نام تقی۔ اور
چھٹے آسمان میں نام خازن اور ساتویں آسمان میں نام عزرائیل مشہور ہو تو اس کی طرف
بے پروا ہرگز خیال ہی نہیں ہو سکتا کہ اس نے خدا کے حکم کو مانا ہو اور سمجھ سے انکار کیا
ہو۔ تو ان کی کرم میں جو انکار سمجھ کی اس کی طرف نسبت ہے یہ کسی اونٹنے کے دالے
کی کمر میں بھی نہیں آ سکتی۔

نیکے تصنف صاحب اس دیو کے بندہ کا اپنے پیشوا دیو کی مصافحہ میں یہ بات حال
سچ ہے یا غلط ہے۔ اور اس سے شیطان کی طرف نافرمانی کی نسبت باطل قرار پائی

ہائیں۔ اور شیطان پر کافر ہونے کا حکم حق ہے یا نہیں۔ اگر آپ کہیں شیطان کی نافرمانی
کے لیے جیسا کہ لالہ صاحب اس کی طرف نافرمانی کی نسبت کہتے ہیں۔ تو آپ نے
اپنے ساتھ کوئی شکر دیا اور اپنے استاد کو خود ہی باطل قرار دیا۔ اور یہی سنا
بتائے کہ وہ اگر دیو کا بندہ تھا تو آپ بھی دیو بندی میں اس نے شیطان کا بیہودہ
عالم مانا تو آپ بھی تو اسے ایسا عالم سمجھ رہے ہیں کہ آئندہ عید زمین کی دوست کا علم
نہ ملے گا جس سے ثابت کر رہے ہیں۔ کہ اگر اس کا دستاویز ملے گا تو آپ بھی تو اسے
علم ملکوت کہتے ہیں۔ کہ اگر اس کو علم میں سب سے فائق نہ ثابت کر آپ بھی تو اسے
علم اقلیٰ فرما لیں۔ زائد علم ثابت کر رہے ہیں۔ تو بتائے کہ آپ اس دیو شیطان کو آپ
کافر کہتے ہیں یا مسلم۔ آپ اگر اس کو کافر ہیں تو کس مرتبہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہی نے
اپنے پیشوا انگور میں جی وانیٹھی ہی کے کفر سے بچانے کے لیے آخر میں سب سے بڑی
دلیل یہی قریش کی ہے کہ انہوں نے شرع و دینیت کی کتابیں پڑھائیں ہزاروں سال
سے پڑھ کر عالم دہائی خلق بن گئے۔ یہی دلیل تو وہ دیو کا بندہ اپنے پیشوا دیو ایس
کے لیے پیش کر رہا ہے کہ انگور جی وانیٹھی ہی نے قرآن سے زائد چاروں ساطر میں جی
و دینیت کا درس دیا ہو گا۔ جہاں سے پیشوا نے خود فقط وہاد ہزار ہا بلکہ کھڑکھڑا برس تک
و دینیت کا درس دیا ہے انہوں نے ہزاروں عالم دہائی خلق بنائے ہیں اور ہمارے
پیشوا نے فقط ہزار ہا بلکہ کھڑکھڑا بلکہ بے شمار عالم دہائی خلق بنایا ہو۔ پھر
انہوں نے زمین پر درس دیا ہے تو ہمارے پیشوا نے آسمانوں پر درس دیا ہے انہوں
نے سلام انسانوں کو پڑھایا ہے تو ہمارے پیشوا نے فراس ملک کو بھی پڑھایا ہے۔ غبار
شفقت کی اس دلیل سے اگر انگور جی وانیٹھی ہی کا فر نہیں قرار پاتے تو کرای دلیل سے
جو درجہ اسے ہمارے پیشوا شیطان ہی کا فر نہیں مقرر کیا۔ جب چوں علم ان کو کفر سے بچا لیتا
ہے تو خدا اس کفر سے کیوں نہیں بچا لے گا۔ جب جنرل کا درس دیتا اور چند عالم و
ادی بنانا ان کے لیے متوے کفر سے مانع نہ ہے تو کھڑکھڑا برس کا درس دیتا اور کھڑکھڑا
عالم دہائی بنانا کیوں نہ متوے کفر سے مانع ہو گا۔

لنا معتق مناسب اگر آپ کی اس دلیل سے منکر ہو جی وہ پیشی جی سلطان قرار
پاتے ہیں قزاقی دلیل سے شیطان کو بھی سلطان منکر ہے تو چہرہ آپ کا دیو بندی پر نامی
وجہ امکان ثابت ہو رہے گا۔

مسلما قزاق یہ ہیں اس معتق اور دیو بندی قوم کے دلائل جن سے اپنے پیشواؤں کا
اسم ثابت کیا کرتے ہیں کیا ایسے دلائل سے وہ سلطان ثابت ہو سکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں
پھر معتق نے شباب ثاقب ہی میں دیکھ کر مستحق فی کرم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے زیادہ علم ثابت کرنے والے کے کارہونے کا خیرے ٹھکانہ لکھو جی کا یہ نقل کیا۔

مولانا منگھڑی قدس سرہ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی
کہ جو شخص ایسے میں کو دشمنی بخیر مل جائے سلام سے علم اور ادب نکالے گا
وہ کارہونے بلے

جواب :- ہم منگھڑی جی کے ان متعدد فتاویٰ کا مطالعہ اور میران کی تصحیح نقل کا
مطالعہ معتق سے اس وقت نہیں کرتے ہیں مگر اس قدر اقبالیہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر
ان کے یہ فتوے موجود ہوتے تو قزاقی رشتہ پر میں موجود ہوتے اور معتق اپنی عادت
کے موافق قزاقی رشتہ پر کے حوالے سے نہیں لکھتا، لیکن جب اس نے سوال نہیں
دیا تو ثابت ہو گیا کہ منگھڑی صاحب کا ان الفاظ میں کوئی فتویٰ نہیں۔ یہ اس مغزی کا
افراسی معلوم ہوتا ہے۔ اور جب یہ معتق اپنے غموں کی کتاب میں مذکور لکھا اور اسے
مطبع فرائض لکھا ہے ان کے مفات اور عبادات بنا ڈالتا ہے تو اپنے ابا کے نام
سے قزاقوں کا بنا دیتا اس کو یاد دہرا رہے۔ میں معتق سے منگھڑی جی کے ان متعدد
فتاویٰ کے مطالعہ کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس کے پاس سامنے افراسی کے اند کوئی جواب
ہی نہیں ہے۔ اس وقت قزاقوں پر دکھانے کہ جب منگھڑی جی کے لیے متعدد فتاویٰ
توجد ہیں اور معتق اور سردار دیو بندی قوم ان کو اپنی بت قرآن فتوہ سے

ملے :- شباب ثاقب مسئلہ۔

عابری معتق براہین قاطعہ مولوی غنی احمد پیشی کا فریاد ثابت ہو گیا بلکہ خود
منگھڑی جی معتق حقیق براہین قاطعہ کا فریاد بھی ثابت ہو گیا کہ انہوں نے پیشاوی
عبادت براہین میں شیطان کا محض مدعا اسلام سے زائد مانا جس کا اعتراف معتق نے
بھی شباب ثاقب کے مسئلہ پر کیا ہے تو یہ فتاویٰ ان کے حق میں اقبالیہ دگر ہی ہو
میں معتق نے یہ قرابت آسانی کر دی کہ اب دوسم قزاقوں کی عبادت تلاش کرنے
کی ضرورت رہی وہ دلائل حرمین کے فتاویٰ پیش کرنے کی حاجت رہی بلکہ معتق نے
ایسے مستحقین براہین کے فتاویٰ پیش کر کے خود انہیں کو کافر ثابت کر دیا اور یہ دلائل
نے کہ حق بات کبھی مخالفت و دگر کی زبان پر ہی جاری ہر مانی ہے۔ تو معتق مساب
اجران کے کفر پر خود قباحت سے امر کی ہر گلی گئی۔ اور تھے مساب ہو گئے۔ تو جلد از
جلد قرہ کر۔ اور ان کو قزاقی عبادت کی بیجا حمایت اور اعلیٰ تاویلات کرنے سے باز رکھ
اور علماء اہلسنت پر افترا کرنے، جہان بخت ان کو کالی گوج دینے سے اجتناب کر۔
و ما علیہ السلام۔

فصل سادس اور عبادات براہین قاطعہ کی پہلی بحث

معتق نے ایک صفحہ سے زیادہ تو علم کے اوزان و اسما اور ان کے فتاویٰ
مراستہ اور ان کے مابین بحث اثربیت اور ہر طرح کے عزت مسائل وغیرہ کی تشریح
باقوں کو کچھ کر اپنی قابلیت کو بجا لایا۔ لیکن چہرہ پر مذکور ساری قابلیت جہالت سے
جہالت کی چٹا پڑ معتق کہلے۔

اور ہر ماضی چاہیے اس کو بھی حاشیہ کر ادنیٰ درجہ کے معلوم پر اطلاع
نہ ہو کسی شخص کا اس کے اس کمال میں جو اس نے بقدر علم کا لایہ و ماضی
آئینہ حاصل کیے ہیں ہر وقت وہ نہیں ڈالتا۔

ملے :- شباب ثاقب مسئلہ۔

مصنف اپنے کام کی قیامت میں اندھا ہو گیا ہے۔ اور یہ نہیں جانتا کہ جس کو
برہمن کا علم حاصل کیا ہو اور اس کا کمال ہی یہ ہو کہ وہ ہر چیز کا عالم ہے تو اس کے
یہ اس لئے درجہ کے علم پر اطلاع زمانہ صاف طور پر اس کے کمال جامعیت سے
انکار کرتا ہے اور اس کی تکمیل میں شان کرنا ہے۔ اور یہ قرار کرتا ہے کہ اسے برہمن کا علم
حاصل نہیں۔ ایسے حامل نام کے ماعقل انجمنہ ہی میں جیتے ہیں کہ انہیں خداوندی عقل
میں ضرب اٹل ہے۔ کسی نے کیا جواب کہا ہے۔

یہی کافی ہے وطن آپ کا انجمنہ ہے

تو مصنف کا بنیادی قاعدہ ہی غلط ہے۔ مگر یہ قاعدہ ہی متنبہیں شان رسالت کے
یہ بنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ مصنف اس کے بعد اس قاعدہ پر یہ تصریح کرتا ہے۔

آپ یہ خیال فرمائیں کہ خواست کا پیکر اجروں دست خواست میں رہتا ہے۔
جسے کنگ خواست کے احوال و خواص سے اس قدر واقف ہے کہ بائیسوں
اور افلاطون کو عقیدہ و تجربی کو ہرگز اس کی خبر نہیں علیٰ ہذا تعقیب اندر یا کر یوں
اور اس کے چلانے وغیرہ سے اس قدر واقف ہے کہ جسے جسے تفسیر تفسیر
و ذکر کر کے اس کی اطلاع نہیں اس کو اپنے اس لئے اس میں اس قدر تجربی دست
حاصل ہے کہ اتنی وسعت ہرگز ہرگز اس قدر واقف و ذکر کر کے حاصل نہیں ہے
اسی طرح علم شریعت میں بھی اور تمام اور ذہنی و فاعل کو جو وسعت حاصل
ہے حضرت امام اہل علم اور فضیلت و عزت علیہ کو حاصل نہیں ہے۔

جواب :- یہ فرض بھی کر لیجئے کہ بائیسوں و افلاطون کو کچھ سے کی برابر خواست کے
احوال کا علم نہیں اسی طرح جسے تفسیر و ذکر کر کے ہرگز اس کی خبر نہیں علیٰ ہذا تعقیب
نہیں ماسی طرح حضرت امام اہل علم کو کچھ شریعت میں جیتی و اب تمام ذہنی و فاعل کی بار

لے :- شہاب ثاقب مسئلہ وصلہ -

علم نہیں تو اس کا دعویٰ کسی نے کیا ہے کہ انہیں برہمن کا علم حاصل ہے۔ یہ علم
ہے۔ انہیں اگر ہمیں پھر یوں کا اہل علم ہی نہ ہو تو ہمارے اصل دعوے پر کیا اثر ہوگا
تو یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے برہمن کا علم عطا فرمایا۔
ان کو اہل خلق بنایا مصنف کا اس دعوے کے جواب میں ان لوگوں کی شاہیں پیش
کرنا باطل سمجھ سے بیجا نہ باتیں کرنا ہے جو اس کے۔ چنانچہ جہل کی دلیل ہے۔
پھر مصنف کی ان شاہوں میں بھی مزید جہالت کا عہدہ کر کے دے۔ یہ علم خواست
کرنا ہے اور اس کے علم کا بائیسوں و افلاطون کے علم متقابل۔ اسی طرح چرچا ہے
کہ علم کا متورق و ذکر کر کے علم سے متقابل۔ اسی طرح ثاقب و ذہنی و خبر کے علم حضرت
امام اہل علم علیہ السلام کے علم میں سے متقابل۔ اس جاہل نے اس متقابل میں کون سا مناسب
نہ نظر نہ کر رہا ہے۔ اور اگر اس سے بھی قلیل نظر کیجئے کہ تو جس قریب کا متقابل کرنے
سے برہمنی ہے۔ کیا بائیسوں و افلاطون کے مقابل میں خواست کے کچھ سے کہنا بائیسوں
افلاطون کی قریب نہیں۔ کیا کچھ سے کہنا بائیسوں کے مقابل میں متورق و ذکر کر کے کہنا اس متورق و
ذکر کی قریب نہیں۔ کیا ثاقب و ذہنی و خبر کے مقابل میں حضرت امام اہل علم علیہ السلام
کا اسم گرامی لیٹا ان کی سخت قریب نہیں۔ انہوں نے وہ بندی قوم قریب خداوندی
نہیں بلکہ وہ مستند تعالیٰ علیہ وسلم کرتے اپنے اس قریب کو اس قدر کہہ بیٹھی کہ
ان کو کسی کی قریب ہی نہیں معلوم ہوتی۔ لوگ اگر اس کو قریب نہیں سمجھتے تو ہم ان کے
پیشواؤں کو کہتے ہیں کہ کبھی کو جو علم خاص حاصل ہے۔ ایسا نام نہ تو کسی کو حاصل نہیں
چاہے کہ وہ اس علم خاص حاصل ہے۔ ایسا شرف ملی حقاری کو حاصل نہیں۔ بیشک ان کو جیسا
نام علم خاص ہے۔ ایسا رشیدانہ انداز بھی کو حاصل نہیں۔ تو کیا وہ بیرونیوں کے نزدیک نہیں
نا تو کسی و ستاری و گنگری کی قریب نہیں ہوتی ضرور ہوتی۔ ذرا اس کو غور کرو اور ملاحظہ
کیجئے یہ مصنف قریب گنگری شان رسالت ہے کہ صاف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و سلم کے لیے شہاب ثاقب ہی تھا ہے۔

ایک خاص ملک دست آپ کو نہیں دی گئی اور بائیس لعین کر |

کے علم شریف پر کیا اخذ معلوم ہے تعلق امور سے کیوں کتاب کو طویل کرتا ہے۔ پھر یہ مسند حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کے گناہ کے لیے یہ استدلال کرتا ہے۔

حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور عیاری

نور رسول مقبول علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرماتے ہیں کہ اہتم اعلم بامور دنیا کم کوثر اپنی دنیا کی باتوں کے زیادہ جاننے والے ہو۔ اس کی وجہ سے کوثر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ماؤ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہم تھے اور نہ ان امور جزئیہ دنیاویہ کا بعض نیک حضور علیہ السلام سے عاشق ہو جانا اور نہ جاننا آپ کی عظمت میں نقص دالتا ہے بلکہ

جواب یہ معلومت نے فاشی عقیدہ اپنا اور اپنے اکابر کا بعض عوام کو فریب دینے کے لیے یہ غلام کر کیا کہ ہمارے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم علوم اقدسین و آخرین ہیں اور اہل القرآن قابلہ ہیں۔ لیکن جو اصل عقیدہ وہاں سے تھا اس کا آپ انکار کیا کہ حضور علیہ السلام کو کبر جوئیہ دنیاویہ کا علم نہ تھا۔ وہ امور آپ سے عاشق تھے مسند بتاتے کہ ان کلمات حدیث میں کوثر لکھا گیا ہے جس کا یہ مفہوم ہو کہ حضور علیہ السلام امور دنیویہ کو نہیں جانتے تھے۔ یا وہ آپ سے عاشق تھے اور جب کوئی ایسا کوثر نہیں ہے تو پھر اس نے حضور علیہ السلام کے علم شریف سے انہیں دنیویہ کی فحش اس حدیث سے کسی طرح نکالی حقیقت یہ ہے کہ مصنف کو اپنے اکابر کی کفری مہارت کی تائید میں حدیث شریف کا معنوں کی کڑ کا کڑ تانا پڑا اور حضور علیہ السلام کا علم وسیع گھٹان پڑا مصنف نے اس بگڑے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث سے آنکھیں بند کر لی ہر نیک کو خود حضور فرماتا ہے

وَفِي لَيْلٍ أَوْدَيْتُ مَا نَأَى النَّظَرُ إِلَيْهَا
وَاللَّهِ مَا هُوَ كَأَيِّ شَيْءٍ فَا
إِلَى كَيْدِمْ أَلْفَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ أَلْفَيْتُمْ
إِلَى كَيْدِمْ حَلِيٍّ بَلَّ

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو
نہا ہر دنیا پس میں دنیا کی طرف اور
جو کہ اس میں تاقیامت ہر دن لاپٹے
سب کی طرف اس طرح دیکھو رہا
ہوں جیسے اپنی اس شبلی کی لاش۔

اس طرح مسند اہل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گناہ دانہ کو خیر شفا شریف میں یہ عبارت نظر آئی۔

مولانا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں

وَمِنْ شَيْءٍ كَرِهَ اللَّهُ مُشَاهَدَةً
أَيَاتِهِ الظَّاهِرَةِ أَوْ مَا جُمِعَ
الْعِلْمُ مِنَ الْمَعَارِفِ أَيْ الْعِزَّةِ
وَالْعِلْمُ أَيْ الْعِزَّةِ وَالْعِزَّةُ كَات
الطَّنِيَّةِ وَالْحَقِيقَةِ وَالْأَسْرَارِ
الْبَاطِنِيَّةِ كَالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ بَلَّ
وَحُكْمُهُمْ أَيْ أَلْفَيْتُمْ بِلَهْوٍ
أَيْ جَلَدٍ عَنْ حَقِّهِ جَمْعُ مَصْلَحِ الدُّنْيَا
وَالدُّنْيَا أَيْ مَا يَتَّبِعُهَا مِنْ مَصْلَحَةٍ
الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ بَلَّ ۱۵ كَأَيِّ شَيْءٍ
كَأَيِّ شَيْءٍ بَلَّ ۱۵ كَأَيِّ شَيْءٍ
وَسَمْتُ وَجْهًا أَلْفَيْتُمْ بَلَّ ۱۵ كَأَيِّ شَيْءٍ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
روشن مجسمات میں سے یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے
معاذیہ جزئیہ اور علوم کبریہ اور کبریا
تخلیہ اور بیضیہ اور اسرار باطنیہ اور افلاک
جمع کیے۔ اور آپ کو دنیا و دین کی تمام
مصلحتوں پر اور امور دنیویہ اور دینیہ
کی اصلاحات جن سے تمام ہوتی ہے۔
ہر اطلاع و کبریاں کیا اس پر اس
دور ہو سکتا ہے۔ ایک مرتبہ مسند نے
عاصف فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
کے نیک کی کامیابی کی میں رکھتے تھے

الْحَقُّ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ كَقَوْمٍ فَتَنَّاكَ
فَلَمْ يَفْعَلْ بِشَيْءٍ اِنْ اَخْرَجَ شَيْءًا لَفَعَلَ
اِنْ اَخْرَجَ عَلَيْهِمْ بِأَمْرٍ يُدْرِكُهُمْ اَوْ يَجِيبُ
يَا بَدَا اِنْ اَنَا كُنْتُ لَمُتًّا مَوْتًا لَا حَيَاةَ
فَقَالَ السَّخِيفُ سَيِّدِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
أَمَّا أَنتَ فَتَعْلَمُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ
فِي ذِي الْقَعْدَةِ بَابُ الْفَتْحِ ذَا أَسَاسٍ
هَذَا كَلِمٌ بِمَشْهُورٍ لَمْ يَكُنْ أَتَقَعُّ
أَعُوذُ بِذِي الْكَمَلِ وَكَوْنِ الْوَيْلِ اِدْ
شَتَمْنَا فِي وَسْطِهِ
سَيِّدِي لَنَكْتُمَا أَمْرًا
هَلْ يَكُونُ الْفَتْحُ فَتَحًا فَتَحًا

مگر تو حاضر ہو اور اصل زیادہ کہے
میں نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے
(تو شاید بہتر ہوتا) لوگوں نے اس کو
چھوڑ دیا پس میں نے دیکھا کہ اس کو
آئے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تم اپنے دشمنی کا سونے کو
خرب چاہتے ہو اس طرح اس کو برباد
دیا گیا کہ حضور کامل خدا کوئی دینی اس
بارے میں نازل نہیں ہوئی تھی۔ بیش
سنوئی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ
حضور نے ان کو لڑائی و فتنہ عوام پر
بلا رکھ کر دے اور باب و میل کی طرف
پہنچنے کا ارادہ کیا تھا۔

انہوں نے اجماعت نہ کی (اور جلد ہی کی) تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے ہم
کر ہو جی جا نہ اگر وہ سال دو سال اجماعت کرتے (اور نتیجہ ممکن نہ کرتے) تو انہیں ملیں گی
عنت نہ آسانی پڑتی۔

اس حدیث میں حضرت ابراہیمؑ اور اس جہاد سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو علم کلیہ و جزویہ حدیث و تفسیر اور توحید و ایمان پر تمام امور و مسائل و امور و جزویہ و
افراد سب پر اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا اور دنیا کی تمام مصلحتیں انہیں پہنچیں۔ دنیا کی
کوئی بات نہ ہو کہ انہیں قیامت سے پہلے دیکھنے سے سب انہیں اس طرح دکھایا
جیسے اپنی عینوں سے اور حضور نے ہر انصار سے فرمایا اے انتم! علم ہر دنیا کو تم کہ تم اپنے

۱۔ شرح شفاء سرمدی ص ۱۶۷

دنیا کے کام کو خوب جانتے ہو۔ یہ جہاد ہی اور ہے مگر یہ جہاد ہی ہے جہاد
اگر سال دو سال میرے کرتے تو انہیں عین سن نہ دیتے ہی سے نجات مل جاتی ہر صفت نے
ان نصیحتات کے خلاف محض اپنے ادا کر کے کسی جہاد کی حمایت کے بندہ میں اور
تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و وحی کو اس طرح چھایا کہ انہیں دیکھ کر آپ سے
غائب ہو گیا اور انہیں حضور علیہ السلام کے اساطیر سے خارج قرار دیا۔ اور حضور کو انہیں
دشمن کا عالم نہ دیا۔ اس صفت نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و وحی
کو دیکھ کر اس صفت کو انہیں عالم آدم و ابن و خری نہ دیا۔ انہیں ہر شے کا عالم دیا۔ انہیں
شان و رسالت میں مکمل ہوئی تھی۔ عروج و زوال کو دیکھ رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ کسی دشمنی
سے پاک نہ تھے کہ یہ حضور کی عظمت میں نقص نہیں ڈال رہے تھے۔ خود ہی تو انہیں دیکھ کر انہیں
کے اساطیر سے خارج کر کے صاف طور پر آپ کی دست علی کو دکھاتا رہے۔ اور یہ
بھی کہتا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی عظمت میں نقص نہیں ڈال رہے تھے۔ خود ہی شان و عظمت
میں زیادہ استیلا کر رہا ہو کر جن کو مستم ہئے۔ اور انہیں شیطان زمین کی دست علی کا اس
طرح بڑھا رہے۔

مائندوی نے شیطان سے اپنی خوش اعتقادی کا اظہار کروایا

اسی طرح ہر نبی کے بعض افراد کا علم ان نبی کے اہل بیت کے ہر آدمی کے
کردہ عالم کے اسفل و اسفل کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ دے دیا گیا ہو اور وہ
نبی ہر وقت اپنی قوم کا دلوں کی طرف متوجہ رہے ہو جیسا کہ مشہور و آئیں
اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

چراغ بہ مصطفیٰ نے شیطان سے اپنی خوش اعتقادی کا صاف اظہار کر دیا کہ
شیطان کی دست علی کا یہ حال ہے کہ آئے ہر نبی کے لئے علم و وحی کیا ہے۔

۱۔ شہاب ثاقب ص ۱۶۷

وحدیث، مضافاً بشعادت
وَالْأَزْهَرِ (از اعلیٰ ترین مقام)
وحدیث، فَتَحَتْ لَهَا أَبْوَابُ رَحْمَتِهِ
بہرِ نظر ہر برکتی اور میں نے پہچان
لیا۔

اور مراد یہ ہے کہ حدیث اہلی لکڑی کر حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے
لیے دنیا کو کھلا ہر دنیا یا نہیں میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تاقیامت ہوئے اللہ
سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی پتیلی کی طرف، اس آیت کریمہ میں جب
یہ موعود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی حضور نہ جانتے تھے اس کو سکھادیا تو کیا جزئیات
کو نہیں اس آیت کے عموم میں داخل نہیں ہوئے امام حدیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے دنیا پر کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں نے سب کو جان لیا، جیسے ہر چیز کا ہر
انگلی، میرے لیے دنیا کو کھلا ہر کر دیا گیا، اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہوئے والا ہے سب
کی طرف میں مثل اپنی پتیلی کے دیکھ رہا ہوں، قرآن جزئیات کو نہیں آسمان و زمین کے
احاطوں سے کیا خارج ہیں؟ یا کیا وہ شے نہیں ہیں اور کیا وہ دنیا کی تاقیامت ہونے
والی چیزوں سے خارج ہیں؟ قیامت سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ جزئیات کو
وامیر و وزیر انہیں امام حدیث و آیت کے عموم میں داخل ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے احاطہ میں داخل ہیں، قرآن فوسوسہ میرے اس مصنف کو نظر نہ آیا، اگرچہ فکر و تخیل
تھیں، جب انھوں نے حدیث و رسول کا پیش نظر رکھا ہو، دل میں حدیث و رسول ہر برکتی
ہو تو اس مصنف نے کیا صاف انکار کر دیا، اور شیطان کی ہمت سے ولی نہیں ہے
کہ اپنے آپ کو دینی ہی کہتا ہے کہتا ہے قرآن پر شیخ ولی کے لیے کیا نہ ہو کر جزئیات
کو نہ کا مل کیا اور منبر پر نہ تبت و اُفت کبر و انکسار و آئیں اور امام حدیث اس پر
دلائل کرتی ہیں، اور ہر کچھ کو تو کھجور یا لکڑی کی آیت و حدیث پیش ذکر سا چھر بھی

ملہ، مشکوٰۃ شریف ص ۴۰

شیطان کے عالم جزئیات کو نہیں جانتے ہر لافسوس ہر کبر کے ایمان لے گا، یہ ہے
اس دیندہی قرآن کا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث و وحی کا نور اور اس
کے مقابلہ میں شیطان سے نہت و عینیت کا زبردست جہد، اسے وہ بندہ جو نہیں ایسی
کار میں لگتا ہے نہیں بپا سبقتی قرب کر دے، مشرک و باگاہ و رسالت کی گستاخیوں سے لہذا وہ

حسین احمد نانڈوی کی ایک اور شوخی و عیاری

مصنف کی حدیث براہین قاطعہ کے معنی تمام فریب کاریاں ختم ہو چکی ہیں نہ خود
بھی یہ سمجھ رہا ہے کہ اس کی یہ تحریکیں جلی جلی تھیں اور مسلمان حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے علم جزئیات کو نہ کہی کوئی کوئی نہیں کہتے تو وہ اس فریب دینے پر آخر پڑا
کہ جزئیات کو نہیں امام حدیث و آیت کا علم کوئی کمال ہی نہیں ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے۔

ان جزئیات جزئیات و امور کا علم کوئی کمال ہی نہیں ہے، علاوہ میں ان کی
طرف تو میرا غور حضرت علیہ السلام کے منصب نبی کے مناسب نہیں، جیسے
کہ شریک ہائے و کفر و شر کی طرف تو میرا خلاف شان کمالی حضور علیہ السلام ہے
ہزارہا امام حدیث اس قسم کی ہر جہد میں کو آپ کو بہت سے جزئیات مخصوصہ
کا علم نہ ہوا، میں ہر کمال و فضل سے جزئیات ہر جہد میں نہ ان کی وجہ سے ایت
و ادبیت ملتی، غلط ہے

جواب ۱۔ مصنف کی شوخی و عیاری علاوہ ہر کہہ دے قیامت ہر کہہ دے کہ جزئیات
جزئیات کا علم کوئی کمال نہیں اور دل کچھ نہیں، اگر اس کے دعوے میں اس نے سامی حدیث
کا شائبہ ہوتا تو اس پر کوئی اہمیت نہیں کرتا یا کوئی حدیث نقل کرتا یا منبر شہزادی اور وہ بھی
کوت و امام حدیث کے خلاف اس کو شرم نہیں آتی، چہلے اور نہ ثابت کیا کہ کوئی نسخہ کوئی علم
معلوم و قیاس نہیں ہر عاقل جانتا ہے کہ ہر چیز کا جاننا کمال ہے اور نہ جانتا ہے کمالی ہے

ملہ ۲۔ شہاب ص ۴۰

ضعف اس قدر جاہل اور ذہیب سے ناواقف ہے کہ جزئیات دنیاویہ اور شعروکھاوت و
محرور و غیرہ کے علوم کو سب شیخ جانتا ہے۔ اور ان کے علوم کو خلاف شان رسالت کہتا ہے
اور اس کے نزدیک ان جزئیات و دیگرہ اور شعروکھاوت و محرور و غیرہ کے علوم اللہ تعالیٰ کے
بھی حاصل نہ ہوتے کہ اس کی ذات پاک صیغہ مذموم سے متزہ و پاک ہے۔ اور جب ان
کے علوم شان رسالت ہی کے خلاف ہیں اور شان رسالت کے لیے کمال نہیں تو شان
الوہیت کے قریب اور اعلیٰ خلاف ہوں گے اور اس کے لیے بھی کمال نہ ہوں گے۔
پھر قرآنہ تعالیٰ کے نزدیک پختہ شیخ عظیم ہی قرار نہ پایا۔ بلکہ وہ ابوہریرہؓ
تعالیٰ کے ہر شے کے عالم ہونے پر ایمان لائے ہوا نہیں۔ اگر کہہ کر خدا کے چکل شیخ عظیم
ہونے پر ایمان لائے ہیں تو جزئیات و دیگرہ شعروکھاوت و محرور و غیرہ کو شے کہے کی بنا
پر اس کے وقت میں داخل ہونے تو اللہ تعالیٰ سے جزئیات و دیگرہ شعروکھاوت و محرور و غیرہ کا
بھی علم ہوا۔ اور ان کے علوم شہادے نزدیک صیغہ مذموم سے۔ تو کہنے صیغہ مذموم کو کہا
کے لیے ثابت مانا اور یہ مرتبہ تحریر ہے۔ نیز تمہارے عقیدے میں ان کے علوم کا حصول
کمال نہیں تو کہنے کے لیے کمالی کو خدا کے لیے حاصل مانا اور یہ بھی تحریر ہے۔ لہذا اب کمال کر
با عدان کو کہہ کر ہمارے درویشیہ عقیدے میں اللہ تعالیٰ ہر شے کا جانتا والا جانتا ہوا ہے
کے بدل شیخ عظیم ہونے پر ایمان اس لیے نہیں لائے کہ جزئیات و دیگرہ شعروکھاوت
محرور و غیرہ علوم در ذیل مذموم در صیغہ ہی جب یہ شان رسالت ہی کے خلاف ہیں تو شان
الوہیت کے بھی خلاف ہونے ان کے معنی میں خدا کے لیے کوئی کمال نہیں یہ اس کی شان اعلیٰ
و رفیع کے مناسب نہیں تو تمہارے نزدیک خدا ان کا ہرگز ہرگز عظیم نہ ہوا۔ اور شیطان
ان کا جانتا والا تمہارے نزدیک جلالہ اکبت و اعاذیت ہے تو اسے دبا بیوہاب
یہ چھاپو کہ جزئیات و دیگرہ شعروکھاوت و غیرہ کے علوم خدا کو تو حاصل نہیں۔ شان شیطان کو ان
کے تفصیل علوم حاصل ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ وہ چونکہ مدار کمالی فضل۔ یہ
جزئیات و دیگرہ ہرگز نہیں تو کسی طرح انہیں معین کا خدا سے اطمینان و وسع علی ہونا نہ نہیں
آتا۔ اگر واثقی تم نے ایسا چاہا تو اصرار و قہار سے دیا کا بندہ اور درویشی ہونے پر ہرگز

کے جملے کی۔

ضعف صاحب ایک کبر و تراحمیں کشید کہ آپ کی طرف سے گزری ہمارے کجاہت
کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے دستہ اول اور کام سے شان الوہیت کی بھی کسی سخت قرین ہو گئی
اور اس کے عیسے میں شام بھی بکلی حلیہ نہیں تو قرآنہ یا اور اعلیٰ کا علم خدا کے علم سے
کمالی مطلقہ۔ ایسا ذرا تعالیٰ ہے۔

شکل نو! یہ ہے اس ضعف کی فضا شکوہ کا پاکہ۔ تو اس قدر کہ وہ شان عظیم
مسلک اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال احترام ہے۔ و شان الوہیت کی عظمت کا کچھ ظاہر ہے۔ بلکہ اس کی
تقریب اپنے صیغہ ضیاع معین کے دستہ علم کا تہ کرنے کی طرف مبذول ہے یا اپنے
اکبر کے کھڑے حمایت کرنے کی طرف اس نادان کی بھروسے ہیں آکر اللہ تعالیٰ کا کمال
علیٰ ہی میں ہے کہ وہ ہر شے کا علم ہوا اس کے فضل و عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال علی بھی یہی ہے کہ وہ ہر شے کے عالم ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں
گزارہ کہ جب علیؓ نے کھڑے شے قدرے یعنی مجھے ہر شے ظاہر ہو گئی اور میں نے ایمان لگی لیا ہر
شے کا ماہتا کمال حق اس کی شکر و تعریف کی بنا پر تمہارے اپنے کمال علی کا اظہار فرمایا۔ اس
مضمون کی بجز تہ اکبت و اعاذیت موجود ہیں۔ جن میں سے متعدد میں نے اپنی کتاب
در وسیع بیانی میں پیش کی ہیں۔ تو جب شعریہ مرتبہ سے مشورہ ہی کہ مسئلہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے لیے ہر شے کا علم ثابت ہو چکا تو ضعف کان کے خلاف جزئیات و دیگرہ شعروکھاوت
محرور و غیرہ کا آپ کے اساطیر سے خارج کرنا کیا معنی کے علم شریف کر گناہ اور تہذیب شان رسالت
کرا نہیں ہے۔ تو جہاں ہر مرتبہ قرین علی ذہن رہی بکندہ تو قرین اس ضعف
کی تحریر ہے اور واضح ہو گئی۔

آپ باقی ذرا ضعف کا یہ مرتبہ عبث کہ ہزارہا ایسا اعاذیت ہیں جن سے معذور
طوائف مذموم کہ جزئیات مقررہ کا علم نہ ہوتا ثابت ہو چکا ہے اگر کوئی ایسی ایک حدیث بھی
ضعف کر لیا تو اس کو بہت اچسپ کر مٹا دیا جب اس نے ایک حدیث پیش
کی کہ تو ثابت ہو گیا کہ سخت مخبر اور مخفی ہے اس کی اس طرح کھو دینے کی عادت

ہے جیسے ایس کے لیے جو نیابت کو نیکہ اثبات میں معرفت یا عہد یا عہد کو متعدد آیات اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ علاوہ ان ایک آیت یا ایک حدیث بھی پیش نہ کر سکا اسی طرح اس نے یہاں بھی گھمبیا سے کرنا ہوا احادیث کو جو ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث بھی اگر خود ہوتی تو اسے پیش کرنا۔ بعد ازیں علم کی احادیث پر بھی نہیں سکتیں جب بکثرت احادیث میں یہ آپ کا متعدد طریقہ نام کر رہے تھے مطلق دوسے دیا گیا جن میں سے چند احادیث ابھی ہم نے پیش کیں۔ لہذا یہ مصنف صحت بخیرا ہے۔

بڑا کتاب ہے۔ بہت مفتری ہے۔ اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔
پھر مصنف حدیث براہین قاطعہ کی توہید اپنے ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔
وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں اسی وجہ سے فقہاء کا فرما رہے ہیں اہل کتب کے یہ وسعت یعنی جس میں بحث ہو رہی ہے اور جس کو صاحب انوار ماحول نے ذکر کیا ہے اور پہلے جس میں گفتگو ہوتی تھی اگر ہی ہے پس مسنون اس فقرہ براہین کا ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور انہیں معین کر دی گئی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اشغال عالم کر رہے ہیں۔

جواب :- مصنف حدیث براہین میں اثری پر ہی کا زور لگا رہا ہے لیکن کوئی بات چلنے سے بنتی نہیں۔ اس کا کفر یہاں سے اٹھنے کے اور مستحکم ہوتا ہے۔ ہم مصنف کی خاطر سے اگر یہ بھی تسلیم کریں کہ بحث مطلق علم کی وسعت پر نہیں ہے اور بحث عیداد میں کی وسعت پر ہے اور اطلاق کا اشارہ اسی کی طرف ہے۔ تو حمارت براہین قاطعہ کا مضمون متزلزل مشفق ہے ہرگز جھوٹ نہیں کی وسعت مطلق حدیث پر مطلق اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دی گئی۔ اور شیطان معین کر دی گئی ہے۔ لہذا صاحب براہین کا عیداد میں کی وسعت کا ہی علم شیطان معین کو تو ثابت کرنا اور اس کے مقابلہ میں حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے

صاف اظہار کرنا ہی حضور کے علم کا گواہ نہیں ہے۔ اور کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برترین توہین نہیں ہے۔

مگر مصنف کی تنہا کے لیے ایک مثال نہیں ہاں ہوں مگر کوئی شخص یہ کہے کہ براہین العرف مبتدی صاحب علم سمجھتا ہے۔ مگر مولوی اشرف علی تھانوی نہیں جانتے تو کیا اس نے تھانوی صاحب کی توہین نہیں کی۔ کیا یہ مصنف والا عذر کام دوسے جانے لگا کہ تھانوی صاحب کے لیے ایک خاص علم ہی کا ذکر کیا ہے۔ مطلق درست علم کا اظہار تو نہیں کیا۔ لہذا تھانوی صاحب کی توہین نہیں ہوئی۔ اسے گستاخانہ شانہ و ملت ایسے عذر اس کو کفر سے نہیں بچا سکتے۔ جلد تو یہ کردار اسی گستاخیوں سے باز آؤ۔
پھر جب مصنف نے دیکھا کہ اس توہید سے بھی کام بتناظر نہیں آتا تو بلا و فریب اس کی ایک یہ مثال پیش کرنا ہے۔

مائتہ و دو کاوٹ پٹانگ شال دینا

دیکھئے کوئی بھی سیر یہ اور ابی صاحب کو امام ابو حنیفہ سے اہم نہیں کہہ سکتا۔

اسی جہارت میں مذکور ہے۔ اور کٹ دولت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں مکمل دولت کے برابر ہی ہو جائے گا۔
زیادہ پس بحث ایک خاص علم کی وسعت میں ہوتی ہے اہل حق کا جواب دینا جاریا ہے۔

جواب :- مصنف کی ایسی جتنی مثالوں کے ممکن جہازات اور پر گڑھ چلے کہ سیر یہ اور ابی صاحب اگر ایک شخص میں جب انہیں زیادہ کمال حاصل ہے تو انہیں اس حق کے لحاظ سے اہم کہا جاسکتا ہے اور حضرت امام اعظم کو ہر حق کے اعتبار سے اہم نہیں مانا جاتا ان کے لیے یہ دعویٰ ہی نہیں ہے کہ وہ ہر حق کے امام ہر حق کے عالم ہیں۔ تو یہ مثال

ہے عمل برائی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے تو یہ عقیدہ ہے کہ آپ علم ملحق ہیں ہر شے کے عالم ہیں۔ قرآن سے ایک شے کے علم کا اظہار کرتا اور ان کے مقابلہ میں اسی شے کا علم کسی دوسرے مخلوق کے لیے ثابت کرنا ان کے علم کو مٹاتا ہے جس میں ان کا اثر نہیں ہے۔

مصلحت کا اور اس کے آثار کا فاشی عقیدہ تو یہ تھا جس کو اس نے اسی مشابہات ثاقب میں ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

ٹائڈ وی اور اُس کے اکابر کا مناشی عقیدہ

یہ حضرات اراکین اور بلند درجہ کے علم اور اسوا اسکے جتنے کلمات میں ہیں اور خداوند اکرم عز و جلال حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ہے۔ علوم اربعین و آخرین سے آپ عالم زمانہ تھے جس کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم درجہ علم اور درجہ کلمات میں نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو سکے۔

جواب: اب دروہندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ملک الموت سے زیادہ ہو گیا کہ برابر بھی نہیں رہا۔ تاکہ کہ مصطفیٰ نے ہی شیطان کو آپ سے زیادہ ثابت کیا اور شہاب ثاقب مثلاً دروہندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ملک الموت سے بھی کہے اور شیطان سے بھی کہے۔ اور یہ اندر یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت ہم حضور کے لیے نہیں مانتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اسی خاص علم کو ملک الموت اور شیطان کے لیے ثابت کرتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ دروہندی خاص علم کی وسعت میں حضور علیہ السلام سے زیادہ ملک الموت اور شیطان کو عالم مانتے ہیں۔ تو یہ کہ علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسبیح نہیں۔

ملہ ۱۔ دشبہ ثاقب مثلاً۔

اور کیا شان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدترین قرین دستاخی نہیں۔ تو صاحب باہرین کا یہ بیگانہ کافر نہایت ہو گیا کہ اس نے صاف طور پر ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ کیا۔ بلکہ اس کے کافر ہونے کا اقرار خود اسی کی زبان سے بیش کرتا ہوں۔ البتہ جس صاف کھلتا ہے۔

خیل بیٹھوی نے اپنی تکفیر خود ہی کر دی

ہمارا اپنے عقیدہ ہے کہ ہر شخص اس کا فانی ہو کر فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہوئے گا کافر ہے بلکہ

اور صاف دیکھو خود اسی نے براہین قاطعہ کے ساتھ پر یہ صاف لکھ دیا۔ اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر ہی ہو سچہ جائیکہ زیادہ۔

اس میں خود ہی اقرار کر لیا کہ ملک الموت کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے تو وہ اپنے ہی حکم سے کافر ہو گیا اور انبائی دگر ہی ہو گئی اور مدعی بھی کافر ہو گیا کہ اس نے ہی شیطان کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ کیا۔

مسلک نوا! یہ میں ان کی شان رسالت میں گستاخیاں دے دیاں الیہا ذہابہ تبارک۔

پھر مصنف علم کی تحسین کرتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہے

ہمارے مقدس بزرگان دین کے نزدیک کسی کے علم ہونے کے لیے سنیے میں کوئی شخص ایسے لیے علم شریف و معارف کاملہ کو عادی اور جانتے والا ہو۔ مگر جو کوئی شخص دجاستا ہو۔ جس میں اس علم کے جانتے والے سے اس شخص کا علم اور ادب علم اور زمانہ فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخص ثانی میں وہ علم

ملہ ۱۔ البتہ مبدوعہ ساؤ معورہ ص ۲۵۲۔

مؤید ہوں کہ نہایت اعلیٰ درجہ کے پانچ سو شیعہ سابق کے علوم
کے ہیں

لفظ علم اور بے علم کی نفیس تحقیق

معتمد صاحب قہار سے نزدیک کے معنی علمیت کو لکھنا چاہتا ہے۔ یہ معنی
سلط میں سے کسی نے بیان کیے ہیں، اور کوئی مستزاد نہیں ہیں اس کا بھی حوالہ دیا
ہوگا۔ اور جب کوئی نہیں دیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگانِ دین سے مراد دیوبندی
نہیں ہیں، اور یہ معنی بھی انہیں کے سکتے ہیں، دنیا جانتی ہے کہ ہر شے کا علم کمال ہے
اور وہ حالتیں کمالی ہیں اور جب ایک شخص ایک فن کو جانتا ہے اور دوسرا اس کو باطن
نہیں جانتا تو ہر عقل ان میں فرقِ علمیت اور غیر علمیت کا کرتا ہے کہ جانتے والے
کو عالم کہیں گے اور نہ جانتے والے کو غیر عالم یعنی جاہل کہیں گے۔ مثلاً ذیل علم طلب کو جانتا
ہے قرآن کو عالم طلب کہا جائے گا، اور غیر علم طلب کہ جاہل نہیں جانتا قرآن کو غیر عالم طلب
کہا جائے گا۔ قرآن اور قریش میں اختلاف طلب فرقی علمیت اور جاہلیت کا ہوا کہ ذیل عالم طلب
کہا جائے گا اور غیر جاہل من طلب کہلائے گا۔ اور علمیت کا فرق یہ ہوتا ہے کہ ذیل علم
طلب میں بہت کالی مہارت و کمال رکھتا ہے اور عالم طلب کہ جانتا ہے مگر اس کو ذیل
کی برابر مہارت اور کمال طلب میں حاصل نہیں تو کہا جائے گا کہ طلب میں ذیل بقا بذوالد
کے اور ادا میں ملتا ہے۔ یا یوں کہیں کہ مدرسہ عربیہ کا صدر مقدس قمریہ علم حدیث و علم
تفسیر و علم فقہ کی اچھی مہارت و تحقیق درس کی رکھتا ہے، اور علم متعلق علم فلسفہ، علم ریاضی،
علم طب، علم نجوم، علم معانی، علم ادب وغیرہ علوم مرتبہ کا علم تو رکھتا ہے لیکن اُسے ان کے
درس کی مشق نہیں، اور مدرسہ دوم ان سب علوم اور علم حدیث و تفسیر و علم فقہ کے علم رکھتا
کی مشق و مہارت اچھی رکھتا ہے جب قرآن مدرسہ دوم کو مدرسہ اول سے اعلیٰ اور

ملک نہ شہاب ثاقب

اور سن علمائیں گے، اور اگر وہ مدرسہ اول سوائے تفسیر و حدیث اور فقہ و اصول فقہ
کے اور ان علوم دوسرے کے جانتا ہی نہیں اور مدرسہ دوم تمام مدرسہ نظامی ان چاروں
اشرف علوم اور باقی تمام مرتبہ علوم کا سب سے اچھا عالم ہے۔ قمریہ مدرسہ اول
کو یہ ہر اشرف علوم کے عالم ہونے کے برابر جانتا ہے مدرسہ دوم کے علم و ادب علمائے
زمانہ فی العلوم کہ کسی مائل کا قول تو نہیں سکتا۔

دیوبندیوں کو علم اور زائد فی العلوم کا بھی مطلب نہیں آتا

تعبیر کہ یہ دیوبندی تھے اپنے علماء کے علم کی بڑی ڈینگے مارا کرتے ہیں، ادا بھی
انہیں یہ بھی تفسیر نہیں کہ علم اور زائد فی العلوم ہونے کے کیا معنی ہیں، اور یہ واقعہ
ہے کہ ان کے مدارس میں جو تلامذہ ایسا ہی ہے کہ فقہ تفسیر کی ایک دو کتابیں پڑھا دیں
اور وعدہ حدیث کا دیا، اور وہ باقی علوم دوسرے سے باطل جاہل ہوتا ہے اُسے
علم و زائد فی العلوم قرار دیا کہ وہ اشرف علوم سے واقف ہی ہو گیا مگر دنیا کے علم
میں ایسے نام کے علم کہ علم و زائد فی العلوم و دیگر علوم نہیں کہتے۔
معتمد کے اس معنی کا یہ مطلب ہوا کہ حکمت الہیہ اور شفا علم خیرینہ اور
معارف کمالیہ کے بھی جانتے والے اور علم خیرینہ و معارف کمالیہ کے بھی جانتے
والے ہیں، اور مدرسہ عربیہ کرمی علیہ السلام علوم معروف علم خیرینہ اور معارف کمالیہ پر
مادی اور علم خیرینہ و معارف کمالیہ سے باطل ناراقت قریب دیوبندی لوگ حضور
کے لیے براہِ قریب یہ کہتے ہیں۔

پس حضور علیہ السلام کو بقدر علمائے اولین و آخرین سے اعلیٰ کہنے کے ہی معنی ہیں
کہ جس قدر علم خیرینہ کمالیہ ہیں ان سب میں آپ کی بزرگیس موقوف کار ہے نہیں
اچھو سکتا بعد مرتبہ خداوندی آپ ہی کا مرتبہ ہے

ملک نہ شہاب ثاقب

نہیں جلدتے مگر صد یا ہزار سالوں کو نہیں مانتے مگر میں ان کو معنی علم ہی کہتا ہوں تو کیا یہ شخص حقانی کو معنی علم کہہ کر استہزاء نہیں کر رہا ہے۔ اسی طرح یہ معتقد بھی شان رسالت کے ساتھ استہزاء کر رہا ہے۔ مگر ہمارے مقصد کا عدم علم ثابت کرنا بالکل غلط اور ہر ایک کی اطلاع کہہ کر استہزاء کرنا نہیں ہے۔ اور معتقد کا یہ بھی ایک فریب ہے جس کو حق ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

ہمارے نزدیک جو شخص حق پر ایمان اسلام سے کسی وقت میں وصفِ اعلیٰیت
کرتی کہے وہ مستوجبِ تجنیہ و تنقیہ ہے۔

معتقد خود ہی تو شیطان اور کٹ الموت کی اعلیٰیت کو بقا پر معذور علیہ السلام کے ثابت کرنے کے لیے اڑی ہوئی کا زور دلا رہا ہے اور معتقد کی اعلیٰیت کی نفی میں ورق کے ورق سیاہ کر رہا ہے حتیٰ کہ معتقد علیہ السلام سے نہ فقط اعلیٰیت کی نفی بلکہ عدم علم کے لیے ہزاروں قصص کی دولت ثابت کر رہا ہے۔ تو اپنے ہی حکم سے نہ فقط وہ مستوجبِ تجنیہ و تنقیہ بلکہ قطعاً کا فروع پر قورہ پایا۔ اور نسیم اللہ اس کے حکم کا خود ہی مصداق بنا۔ اور ہر ایسی شخصیات شان رسالت پر غیور رسولوں ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہا کو مستور کیا کریم علیہ السلام کی وہ اعلیٰیت مانتے ہیں جو ادا ویش سے ثابت۔ تقابیر سے ثابت صحابہ کرام کے اقوال سے ثابت۔ سلف صالحین کی تصریحات سے ثابت ہے۔ معتقد کو چاہیے کہ جلد کرے اور شان رسالت کی ایسی گستاخی سے باز رہے اور ان الاہر دناہیہ کی حمایت کو ترک کرے۔

۱۔ شہاب نقاب ص ۵۵۔

فصل سابع اور عبارت براہین قاطعہ کی دوسری بحث

براہین قاطعہ کی عبارت میں گذار کر عبید زہین کی وصیت علی شیطان و ملک الموت کے لیے قرص سے ثابت ہے اور معذور علیہ السلام کے لیے خلاف خصوص قلعیہ ہے اور اگر معذور علیہ السلام کے لیے عبید زہین کی وصیت علی ثابت کی جائے تو یہ شرک ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ کی پوری عبارت یہ ہے۔

الحاصل حرکت کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال و دیگر کرم عبید زہین کا قیام عالم کو خلاف خصوص قلعیہ کے باطل معنی قیاس نافذ سے ثابت کرنا حرکت نہیں تو کونسا ایمان کا ستر ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وصیت نہیں سے ثابت ہوتی تو عالم کی وصیت علی کو کسی شخص نقل ہے کہ جس سے تمام انصاف کو زور کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہا نے تمام اہل حق میں جو ائمہ اربعہ سے اس کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ اس میں اس عبارت براہین کے دو میں ایک یہ ملاحظہ بھی فرمایا ہے۔ جس کی پوری عبارت یہ ہے۔

ابنیں کے لیے قرص میں کے علم عبید پر ایمان لانا ہے اور جب خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو کہہ گئے۔ یہ شرک ہے۔ حالانکہ شرک قریبی کا ہم ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے کوئی شرک ٹھہرایا جائے تو میں ہرگز کافری میں سے کسی ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو۔ وہ تو تمام جہان میں جس کے لیے ثابت کی جائے بقینا شرک ہو گا کہ اللہ کا کوئی شرک نہیں ہو سکتا تو دیگر انیس ملین کا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک ہونے کا کیا اعلان رکھتا ہے۔ حرکت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منتفی ہے۔

۱۔ براہین قاطعہ ص ۵۵۔ ۲۔ حاتم المرحوم ص ۵۵۔

اس عبارت میں اخصرت قدس ثقلہ جو زمانہ مذکور ہے کہ حیات برائیں کا دائمی
مذہبی مضمون ہے کہ عید زمین کا علم شیطان و ملک الموت کے لیے ثابت ہوا شرک نہیں
اور مشرک علیات لام کے لیے ثابت کیا ہوا شرک ہے۔ قرآن نے شیطان کو خدا کا شرک
نہی کیا ہے کہ عید زمین کا صاحب ہے اور عید عالم کے لیے قرآن نے شرک ہوتا ہے وہ جہان
میں جس فنون کے لیے ثابت کیا جائے گا۔ شرک ہی ہوا۔ لہذا اس شرک کو سب شیطان
کے لیے وہ مان رہا ہے کہ اس کا نتیجہ یہی ہو کہ صاحب برائیں کا علم نے شیطان کو خدا
کا شرک مان لیا۔

معصفت نے اس پر اخصرت قدس ثقلہ کو کہتے ہوئے دلا وقت انفرادی کرنے
والا۔ وہ رخ سیدہ ہو لے دلا۔ ہے تجھ غیر متعین جہالت کی قطع و برید کرے دلا غیر قابل
انصاف و تحقیق کی گالی گوارا خوب بھی حالہ کہ ہر فرد وہاں معصفت مزاج خود ہی اس فیصلہ
پر مجبور ہے کہ اخصرت ثقلہ سے جو عبارت برائیں پر موانع کیا وہ داخل ہی ہے لہذا فرق
اس عبارت برائیں سے ہی لازم آتا ہے کہ اس نے شیطان کو خدا کا شرک مقرر کیا۔ معصفت
اس کی کوئی حق تو یہ پیش نہیں کر سکتا ہے۔ قرآن ہر ہر گناہیں مکتا ہے اور یہ حریص
دیتا ہے۔

شیطان کو برائے افعال عالیہ علم بعض جزئیات حادثہ کا باری قائل
ہے وہ بنا بعض قوانین و اعداد بیش از حد سے ثابت ہو چکا ہے۔ پس اس
کے قائل ہونے میں کسی طرح شرک لازم نہیں آتا چنانچہ عبارت برائیں میں صاف
علم سے فرما رہے ہیں۔ ہر جس کو جس قدر وسعت علم و قدرت و غیر ملاحظہ
دی ہے اس سے زیادہ ہرگز وہ مجرب بھی نہیں ہو سکتا شیطان کو جس قدر
وسعت دی الا ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال
مشابہہ اور نسبی تعلیق سے معلوم ہوا اور پس جس امر کا اقرار ہے یعنی یہ کہ
ہر علم درونی کو ذاتی نہیں بلکہ اسواء اللہ ثقلہ ہے یہاں کہ خود دیے کا متذکر
نہی ہو رہے بلکہ

جواب:۔ معصفت اس میں عید زمین کا علم ملک الموت و شیطان کے لیے نسبی
تعلیق سے ثابت مان رہا ہے۔ خود دوسرے تو یہ ہے اور صاحب برائیں نے اور معصفت
نے اپنے اس دعوے پر کوئی نقلی پیش نہیں کیا۔

وفا ہو:۔ وہ نسبی تعلیق پیش کر دین سے تم ملک الموت اور شیطان کے لیے
عید زمین کی وسعت مل برائیں مانے ہو۔ دوسری بات معصفت کی ہے کہ شیطان و
ملک الموت کو عید زمین کا علم ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ مطلقاً ہے۔ معصفت کی اس توہینہ
ہے کہ لام الہامی مولوی اسٹیل دہلوی کا قول لاٹ رہا ہے کہ وہ تقریر ایمان میں
تصریح کرتا ہے۔

بقول عیال قتل ٹانڈوی اور ٹیٹوی مشرک ہیں

پیر خواہ لول کہے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات ہے خیر اللہ کے دینے
اسے عرض اس حقیقہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ

اگر معصفت کا قول مانا جائے کہ شیطان کی یہ وسعت مطلقاً ہے۔ اور صاحب برائیں
ان کو مطلقاً ہی کا اثبات کر رہا ہے تو یہ صاحب برائیں تقریر ایمان کے حکم سے شرک
مقرر ہے کہ کہ وہ صاف کہہ رہا ہے کہ اس طرح ذاتی سے شرک ثابت ہوتا ہے اسی طرح
ذاتی سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ تو معصفت صاحب نے اپنے انہی ہی کی اچھی مانتی
کہ اگر اسے شرک بتا دیا تو بچے بچا کہ شرک کے گڑھے میں ڈال دیا۔ بلکہ معصفت کی مطلقاً
تو یہ خود صاحب برائیں ہی کے کلام سے باطل قرار پاتی ہے۔ خود معصفت قائل ہے۔

وکیچو صفر ۱۰۰ ص ۳۰ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں یہ بحث اس صورت
میں ہے کہ علم ذاتی یا کچھ کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے یا نہ

مکیال معصفت حیات برائیں کو لام الہامی عید زمین کے علم کے اثبات و عدم اثبات کی

بحث علم ذاتی میں ہے۔ تو عبارتِ براہین کا اس بنا پر منہدم ہے جو کہ فیضانِ زمین کے علم ذاتی کا حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کرنا تو شرک ہے اور شیطان و ملک الموت کے لیے ثابت کرنا ایمان ہے کہ انصوری قطعہ سے ثابت ہے۔ اور شیطان و ملک الموت کا علم ذاتی قرار پانے پر خیالِ منفعتِ فیضانِ زمین کے علم کے اثبات و عدم اثبات کی بحث ہی علم ذاتی میں ہے۔ ورنہ اس کا حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کرنا تو شرک کیسے قرار دیا۔ لہذا جب ہم عبارتِ براہین کا علم میں یہ بحث ہی علم ذاتی میں ہے تو منفعت کا خلاف قرار صاحبِ براہین و ملاقات بحث کتاب اس کو معافی کہتا ہے اس کی توجیہ وہاں بھی کیا تھی۔ تو تحریر میں پتہ کون ہے منفعت یا صاحبِ براہین۔ اپنی توجیہ کی کہ اس کی نگاہ یہ کر ڈالی۔ اور حقیقت یہ ہے عبارتِ براہین کا علم ذاتی قابلِ تاویل و توجیہ ہی نہیں ہے۔ باطل کی حمایت کا یہ بڑا انجام نکلتا ہے۔ تو منفعت کا اس کو معافی کہتا ہر طرف غلو و باطل قرار پایا۔ تو ثابت ہو گیا کہ ذاتی صفا اور ذاتی کا شیطان کیسے ثابت کرنا شرک ہے۔ لہذا شیطان کا خدا کے ساتھ شرک ہونا عبارتِ براہین سے ثابت ہو گیا تو اعظمتِ قدس قرآن کا سواغفہ صحیح ثابت ہو گیا۔ پھر یہ منفعت عبارتِ براہین کی دوسری توجیہ یہ پیش کرتا ہے۔

وہایت کی عمارت میں شگاف ڈالنے والا تضاد

حضرت رسولِ متجلی علیہ السلام کے علم کمالی کو اگر کوئی شخص ذاتی قرار دے گا۔ بے شک بڑی بڑا شرک و لعنتِ اللہ تعالیٰ ہے۔ شرک ہو گا اور اگر فیضانِ ذاتی کو کہنا صفا اللہ تعالیٰ نہ تھا تو اسے اعتقاد کرے گا ہرگز شرک نہ ہو گا صاحبِ براہین نے جو حکم شرک لگایا ہے وہ ضرور سدا ملے میں ہے۔ محدثِ ثانیہ میں نہیں ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۴ سطر صاف طرے تحریر فرماتے ہیں یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے مقید کرے اور صفحہ ۴۴ سطر ۱۸ میں فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے لئے نے کشف کرویا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگرچہ فیضانِ علمی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی لکھ کر وہ اس سے

فرمودہ صفا فرمادے مکن ہے۔ ان دونوں عبارتوں سے صحت ظاہر ہے کہ سوا لانا صوفیہ براہین فقط علم ذاتی کو شرک قرار دے ہیں اور صفا اللہ تعالیٰ بناؤ لہذا میں اگر وہ علم شریعت انصوری میں اس کے اعتقاد سے منع فرماتے ہیں۔

جواب: یہ منفعت سے میں چند باتیں بھیجیں پہلی بات یہ ہے کہ عبارتِ براہین میں جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یہ محال ہے علم فیضانِ ذاتی کو قرآنِ کرام کو صحت انصوری قطعہ کے باطل میں قیاس و فلسفہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ دوسری قرآنِ کرام کے وصفتِ علم کی کوئی نص نہیں ہے جس سے تمام انصوری کو شرک کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔ تو توفیقِ براہین انہیں علم ذاتی کو شرک قرار دے ہیں۔ اور جو شخص ذاتی قرار دے گا۔ وہ شرک ہو گا۔ تو منفعت یہ تو ثابتِ براہین پر افواہ و بہتان کرنا ہے کہ اس عبارت میں ان کی فراہم ذاتی ہے اس لیے کہ تو ثابتِ براہین ایسے علم کو دے کر کہ اس بات کو رد کرے جس کا قائل ان کا قسم ہی نہیں ہے۔ اگر سادہ دہی کے دعویٰ میں براہین کا علم نہیں گئی ہے۔ (موجودہ) منفعت کہیں اس میں دیکھا دے کہ سوا لانا صلی علیہ وسلم صفتِ انصوری صاف ملے صفت کے لیے علم ذاتی ثابت کیا ہو یا نہ کیا میں کسی عالم نے حضور علیہ السلام کے لیے علم ذاتی کا اثبات کیا ہو۔ تو جب کوئی علم ذاتی کا قائل ہی نہیں ہے۔ تو کیا یہ رد کرے و لا دیوادی ہے۔ جو علم ذاتی کو رد کرے گا۔ منفعت سے یہ تو ثابتِ براہین کی حمایت نہیں کی بلکہ اس کی تہلیل و تخریق کی۔ اور یہ توجیہ نہیں بلکہ اس پر افواہ و بہتان ہوا۔

ملاحظہ فرمائی عبارتِ براہین اس بیتان کی نقل نہیں ورنہ فیضانِ زمین کا ذکر کیا ہے کیا اس سے کہ کامل ذاتی ماننا اس کے نزدیک شرک نہیں ہے۔ اور اگر اس کو کامل ذاتی ہی کہو کرنا ہوتا تو براہین میں اس طرح صحت کر شیطان و ملک الموت کو فیضانِ ذاتی کا علم معافی ثابت ہے۔ اس سے قرآنِ کرام کے علم ذاتی پر استہلال کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر یہ بات بھی خود کو ان توفیقِ براہین نے دستِ علم کو شرک کہا کہ اس کی عبارت

دیکھئے فیہ عالم کے وصیت علم کی کوئی نفسی جس سے تمام نفس کو زندہ کر کے ایک حرکت ثابت کر لیتے۔ تو اس مہارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے نزدیک علم ذاتی کی درست ثابت کرنا شرک ہے اور علم ذاتی غیر وسیع مانا جانے کو نہ شرک ہی ہے نہ صاف نفس ہی ہے۔ تو اس اعتبار پر مؤلف براہین شرک مہرہ معنی نے اپنی توجیہ کی کہ اس کو بھانے غور سے بھانے کے شرک بنا ڈالا۔

فیہ مؤلف براہین کی اس مہارت کے بعد میری طرحیں یہ ہے اور ملک الموت سے انقل ہوئے کی وجہ سے برگزیدہ ثابت نہیں ہوا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی جو ہم جائیگر زیادہ اس مہارت میں اپنی ملک الموت کی برابری اور زیادتی کی ہے اس سے کم کی نہیں ہے تو زیادتی کا ملک الموت سے کم علم ذاتی حضور علیہ السلام کے لیے تمام ہے۔

فیہ مؤلف براہین اس کے ایک سطر کے بعد لکھا ہے۔ الغرض یہ تحقیق وہی مؤلف کی نفس جہل ہے وہ آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو مصنف سے چھو کر جب علم ذاتی قرار تھا تو اس کو مان کر اھد ملک الموت سے قائم مگر بھی مؤلف اقرار سالو حرکت میں مبتلا نہ ہوا مصنف نے صاف کہا تھا کوئی نفس ذاتی قرار دے گا بے شک جو ہم مشارکت بعضہ اللہ تعالیٰ شرک ہوگا تو مصنف سے چھو کر جب علم ذاتی قرار دھا تو یہ مؤلف اقرار سالو شرک کیوں نہیں ہوا۔ یہ ہے مصنف کی توجیہ کی حقیقت۔ کیا آپ بھی یہ مصنف یا کوئی دہلی ہے کہ کہتا ہے کہ مؤلف براہین کی تہذیب اس میں علم ذاتی تھی۔

اور اگر آپ بھی مصنف کی تسبیح میں کچھ کراچی ہو تو ایک ضرب اور رسیدہ کر دے مصنف ہی کی براہین سے پیش کردہ مہارت دوم جس کو وہ علم معانی کے ثبوت ہی میں پیش کرتا ہے۔ اگر آپ فیہ عالم علیہ السلام کو بھی کہہ کر اس سے زیادہ عطا فرمائے مگر بے گزشت فعلی اس کا رکھا گیا ہے کسی شخص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔ مصنف بھی اس مہارت کو علم معانی کے ثبوت میں پیش کر رہا ہے۔ اور خود بھی مانا ہے کہ اس میں علم معانی کا صاف طور پر اقرار ہے۔ خود اس کے الفاظ عطا فرما دے مگر کیا پکار کر ہی اعلان کر

رہے ہیں کہ براہین کی مہارت میں حضور علیہ السلام کے علم معانی کا اقرار کیا ہے۔ یہی پر نفس طلب کی جا رہی ہے۔ یہی پر عقیدہ کرنے کی بحث ہے۔ مگر اس کو اس پر کہے ہوئے مقرر نہیں آتی۔ نہ بحث مہارت براہین میں علم ذاتی خود ہے۔ مصنف اس سے پہلے خود کو اقرار کر لیا ہے کہ شرک ہے کہ علم معانی کے لیے علم ذاتی کی وضاحت علیٰ احوال ہے۔ نفسی قلعہ و اما دیت جو ہم سے ثابت ہے اور اس کے لیے عقود و مہارت براہین میں ہی دلیل تھا یہی طرح حضور علیہ السلام کے لیے الفاظ عطا فرما دے۔ مگر کیا اس مہارت براہین کی روشن دلیل ہی اور خود اس کا اقرار کہ حضور علیہ السلام کے لیے احوال اللہ شہادہ و انوار ہے ہیں تو ہر دو جگہ بحث علم معانی میں ہے مگر شیعان کے لیے اس علم معانی کا ثبوت نفسی قلعہ سے مان لیا اور حضور کے لیے اس علم معانی کا ثبوت نفسی سے نہیں مانا تو بحث ہر دو جگہ علم معانی میں ہوتی تو میرا جس مصنف کا علم معانی کی بحث کا اقرار کر کے اب یہ کہنا علم ذاتی قرار دے کسی بے ایمانی ہے۔ اور خود اپنے آپ کی مروج کذب کر دیتا ہے۔ یہ مصنف کی بدحالی و عجز کی دلیل ہے۔ اور یاد رکھ لیتا ہے کہ مہارت براہین کی ایسی کوئی توجیہ نہیں ہے۔ جو مؤلف کو گور سے بچائے۔ لہذا الا فرست قدس سرہ ۱۷۱۸۸ ص ۱۵۳ ہے اور شیعان خدا کا شرک ثابت ہو گیا۔

اب باقی رہا مصنف کا علم ذاتی کے قرار جو ہم سے بدیہ مہارت براہین پیش کر رہا ہے اس ضرورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے۔ تو اس کا سالو اور فریب دہی ہے کہ اس میں (دہ) کا اشارہ براہین کی مہارت نہ ہو بحث کی طرف نہیں ہے۔ بلکہ حضور علیہ السلام کو حاضر افتاد کرنے کی طرف ہے کہ خود براہین میں اس کے بعد رہے ہیں کہ یہاں کا یہ عقیدہ ہے اگر جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کہ حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدین ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ دہست ہی نہیں۔ مصنف سناں کو خود ہی نقل ہی کیا ہے۔ تو اس میں حاضر افتاد کرنے کی طرف دہ (دہ) کا اشارہ کیا ہے۔ اور مؤلف براہین نے اصل بحث دما حاضر کر دے کہ اس طرف دہ (دہ) کا اشارہ کیا ہے اور اس میں بتایا ہے کہ حاضر افتاد کرنے کی دوسریں ہیں ایک علم ذاتی کی بنا پر اس سے دما حاضر افتاد

کرتے والا مشرک ہو جاتا ہے اور ایک طرح سے اپنی کیا پراس سے مشرک نہیں ہوتا۔
معصیت کا یہ ارشاد ہر ایمان کا علم کی مہارت زیر بحث کی طرف متاثر ہو کر ذاتی
معاذ فیما سمعت منہا طرہ صریح فریب ہے اور اگر معصیت کی خاطر سے فرض بھی کر لیا جائے
کو علم ذاتی ہو جائے تو میر نہیں ہے کہ معصیت پر اس کے لیے تو علم ذاتی ضرور لیا
جائے اور شیطان کے لیے علم معانی یہ تفرق مفسر کیا اور باطل ہے۔ قرب مہارت ہر ایمان
کا یہ مطلب ہو گا کہ شیطان و ملک الموت کے لیے علم ذاتی کی وسعت نص سے ثابت
ہو گی۔ اور معصیت پر اس کے لیے علم ذاتی کی وسعت کا اظہار کرتے ہیں اور اس پر یوں طلب
کرتا ہے۔ تو معصیت شیطان و ملک الموت کے لیے علم ذاتی ثابت مان کر اپنے ہی حکم سے
خود مشرک قرار دیتا ہے۔ اور میر لطف ہے کہ معصیت کو مؤلف ہر ایمان کو یہ حکم ملتا ہے
کہ جس معصیت پر اس کے علم ذاتی قرار دے گا وہ مشرک و کافر ہے۔ اور اس معصیت پر ایمان
لگائی جی یہ تمہارے دیکھتے ہیں کہ

اور جو عقیدہ ہو کہ خود کو آپ کو علم بدون اطلاع حق تعالیٰ کے کو مذہب
نہایت لیا پہلی شق (علم معانی) میں امامت درست ہے دوسری شق
(علم ذاتی) میں امام نہ بنانا چاہیے اگرچہ کافر کہتے ہیں ذہان کو روکے اور
ماحول کرے واللہ اعلم بالصواب

دیکھو لگائی جی علم ذاتی کے اعتقاد پر بھی کافر کہنے سے زبان روکنے کا حکم دیتے
ہیں۔ اب بتاؤ اس میں کون چاہتے اور کون نہیں؟ اور کس کا حکم صحیح ہے اور کس کا غلط۔

انہی صوری اور ٹانڈوی لگائی کی زبیں

معصیت کی دوسری بات یہ ہے کہ معصیت پر اس کے علم ذاتی کو باطل ماننا کہتا ہے
اعتقاد کہ اسے ہرگز مشرک نہ ہوگا اور مؤلف ہر ایمان اس کو جائز قرار دے گا۔ یہ معصیت اور

سے۔۔۔ معصیت پر جہاد اہل معصیت۔

مؤلف ہر ایمان کا یہ قول ناقص ہے۔ اصل وہاں یہ عقیدہ کہ ہے جو ہر ایمان کے اصل معصیت
لگائی جی کے مؤلفی میں ہے۔

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم طیب خاص مشرک ہے۔ نقد
دوسرے فرقے میں ہے۔

علم طیب خاص حق تعالیٰ کے ہے اس لئے کہ اس لئے کہ اس کے دوسرے پر اطلاع
کرنا اہم مشرک کے خالی نہیں ہے
دائم ہو جائے کہتا ہے۔

پھر خواہ میں جسے کہے بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے
سے غرض اس عقیدہ سے ہر ایمان مشرک ثابت ہوتا ہے کہ

ان عبارات سے صاف ثابت ہو گیا کہ معصیت پر اس کے علم طیب باطل ماننا کہتا ہے
اعتقاد کہ ایمان بھی مشرک ہے۔ قرب معصیت جیسے کہ اس کی بات صحیح ہے یا اس کے
ان الا برکی۔ اور وہ خود بھی نہ چاہتے یا اس کے اہل۔ اور وہ اپنے الا برکی حمایت کرتے ہوئے
ان کے خلاف کہتا ہے۔ اور ان کی کئی جہتی لگائی کرتا ہے یہ ہے معصیت کی جہاد
کا عالم۔

اور اگر معصیت کی یہ بات صحیح ہے کہ مؤلف ہر ایمان کا علم معصیت پر اس کے علم ذاتی
کو باطل ماننا کہتا ہے اور وہ معصیت پر اس کے علم معانی کا معصیت کے لیے اشارہ نہیں
کرتے قرب معصیت کو برتا ہے علم معانی خاص کر اس وقت ہو گیا۔ اور مولوی علیہ السلام
مؤلف ہر ایمان کا علم ذاتی ثابت ہو گیا تو میر مؤلف ہر ایمان کی مہارت ہو گئی۔
معصیت سے کہہ کر باطل کی حمایت کا یہی اہم ہوتا ہے۔ اس کا کلام ہی قابل تاویل و تفسیر
ہو گیا۔ اس لیے ساری دیوبندی قوم کی حق اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اس کا کلام اس کے

سے۔۔۔ معصیت پر جہاد اہل معصیت۔

سے۔۔۔ معصیت پر جہاد اہل معصیت۔

میں سے نہیں مل سکے تو لب تو کوہ کر۔
 پھر مصنف افسانہ قدس سرہ کے پیش کردہ آیات و احادیث پر یہ نائنٹی قول
 پیش کر کے دنیا کو زبیب دیتا ہے۔

نائنوی کا نائنٹی قول پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا

جہاں اس نے آیات و فقہی علوم جو علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیے ہیں ان
 کا کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا ہے نہ جو یہ ہیں اور اس کی وسعت و کمال کے بارے
 میں سیکڑوں رسائل ہمارے الہامیتہ تالیفات کر دیے ہیں یہ فکر آیات و احادیث
 علی الاطلاق والحدود میں مضبوط علیہ السلام و علم الفیق علی الاطلاق و اشرف الملائق
 بالحقاق ہیں کسی کو اس میں کوئی کلام ہی نہیں البتہ اللہ علی العالم الغیب خصوصاً
 باری تعالیٰ عزوجل کی ہمت اور اس کے دلائل کتابیہ و حدیثیہ مضبوط و
 مشہور ہیں۔

تجواب :- مصنف، اور ہندی قلم اگرا ہے اس دعوے میں بھی جی ہے کہ وہ ان آیات
 و احادیث کو نائنٹی ہے جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علیہ السلام
 و اشرف الملائق ہوتا ثابت ہو رہا ہے تو پھر ان سے الہست کا اختلاف ہی کیوں ہوتا
 اور ان و آیات قرآن میں شان رسالت کرنے والا کس بنا پر کہا جاتا ہے مصنف کا یہ سخت فریب
 ہے اور مقابل ہے اور یہ صریح کذب اور جفا ہے کہ کہ اگر وہ دینے سے مضبوط علیہ السلام
 کی وسعت علیہ السلام کے اثبات میں دلائل دیتے ہیں مصنف اگرا ہے اس دعوے میں جی تھا
 و علم الکرم دس رسائل کے نام تو یہاں شمار کر دیتا سیکڑوں رسائل کہہ دیتا تو نہ دینے فریب
 ہے صریح کذب ہے۔ ان دیو بندوی نے تصنیف میں علم سلفیہ و تو میں شان صبیحہ کو باطل
 تعلق علیہ وسلم میں مروتہ رسالہ دیتے ہیں دیکھئے ہم بدوئے مذہب کے چند دلائل کی عبادات

پیش کرتے ہیں یہ جی نہیں اس کا خود فیصلہ کر لے گا کہ اس میں وسعت علم نبوت کی ہے
 یا تنقیص رسالت کی ہے۔ ان کے پیش اور ہی اشرف علی تقاضی نے کیا اور مضبوط علیہ السلام
 کے علم شریف کو زید و عمر کو پہنچے اور پائل جگر جانوروں کے برابر قرار دیا۔

مجھے یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید و عمر بدو
 درایت غیب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد مضبوط غیب ہے یا علم غیب
 اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں محدث کی کیا تنقیص ہے البتہ علم غیب تو زید و عمر
 جگر پر بھی اور مجوز بکر جمیع حیوانات و نباتات کے لیے بھی حاصل ہے۔
 انہیں کے پیش اور ہی قاضی کا حکم نانوتوی اپنے رسالہ قدس اناس میں انہی کو اہل جلیب
 کی برابری کر دیا انہی کو ان سے بڑھا کر شان انبیاء کا کم کی اس طرح تنقیص شان کرتا ہے۔

بقول نانوتوی انہی اپنے نبی سے بڑھ جاتا ہے

انبیاء اپنی امت سے اگر مٹا دیتے ہیں تو علوم ہی میں قضا ہوتے ہیں باقی
 راہ عمل اس میں کیا اوقات بگاڑنا سادی ہو جیتے ہیں بکر مرید جاتی ہیں
 اور پانچین کاظم کی جہالت زبردست میں مضبوط علیہ السلام سے ناہم و ناگاہی
 کے لیے وسعت علیہ السلام کی۔ قول ان اور دینے کے کیا تنقیص علم نبوی اور تو میں شان رسالت
 نہیں کی مشورہ کی محدث کی دست پر لگ گیا ہے۔ کیا یہ اور دیو بندوی آیات و احادیث پر ایمان
 لے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں اور کیا ایسے گستاخان شان رسالت کے متعلق کوئی ذی عقل
 باور رکھتا ہے کہ یہ بے ادب محدثوں کی کہ اصل امر تعالیٰ علیہ وسلم کے علم الفیق و اشرف الملائق
 ہونے پر ایمان آسکتے ہیں اور ایسے علم نبوی کے گناہے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
 کوئی رسالہ نہ کہتے ہیں ہرگز نہیں یہ مصنف کا مزید کذب ہے فریب ہے۔
 اسی راہی علیہ السلام عالم الغیب کا انہی کے ساتھ خاص ہوا اس کا مصنف نے کسی

وہیں سے ثابت نہیں کیا اپنی دعوت کی بنا؛ چنانچہ کہہ دیا اس کے وفات تک یہ وہ حدیث معروف و مشہور ہیں۔ اب میں کوئی آیت نہ کرئی حدیث پیش نہیں کرتا ہوں کہ اس پر پوری گفتگو اعلیٰ فضول میں پیش کی جائے گی۔ اس کے بعد مصنف ایک موضوع حدیث قابلِ بحث طے فرماتے ہیں۔

شیخ خدائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اگر اس روایت کو باعتبار اسناد کے بے اصل قرار دیا تو وہ دلائل و اسرار صحیحہ پہلی المعنی ہوتے ہیں کسی کو اس نظر نہیں ہو سکتا پس بحسب المعنی قابلِ اعتماد ہے۔ حتیٰ کہ خود دجال بر غیری نفی ظہر فی ذی الاشیاء طرز پر برافق حدیث متفقہ قائل ہے۔

جواب :- مصنف اس میں مؤلف براہین قاطعہ کی باطل وجہ اہل روایت کی ہند پکڑنے کی حکایت میں ناپاک حق کر رہے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ مؤلف براہین کو معزز اگر مسلم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر مبنی ہے نفی میں کوئی آیت یا حدیث تو فی ذمہ اور کسی طرح حق مسلم حق کر آیت و امام و سنت قرآن کے علم کی وسعت ثابت کرتی ہیں۔ مابقی کے نفی علم میں کوئی آیت یا حدیث ہو نہیں سکتی۔ تو مؤلف براہین نے ایک بے اصل اور باطل روایت ہی کو اپنی سند بتا دیا اور براہین میں یہ ٹھکانا۔

اگر شیخ خدائی روایت کہتے ہیں کہ قرآن و سنت معزز حق طریقت نام فرماتے ہیں (خبر غور) دیکھو کہ کچھ کا بھی علم نہیں ہے۔

مؤلف براہین کی بے ایمانی علامہ ابوکر شہان کا علم تمام زمین کو محیط مانا اور معزز امام مسلم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر کچھ کے کچھ کے حال سے بے خبر ٹھہر کر اس کی سند میں بھی بے اصل اور دفعہ دعایت کو پیش کر دیا اور بجا مال ہے بیانی حضرت شیخ خدائی حضرت ابوکر کے اس کی روایت و دعویٰ اور طرفہ ہے کہ حضرت شیخ خدائی رحمۃ اللہ نے اُسے روایت نہیں کیا بلکہ اس کا رد کیا ہے نہ پانچ حضرت شیخ نے علامہ ابن تیمیہ میں فرمایا۔

ایں جا اشکال می آکر نہ کہ در بعضی روایات آمدہ است کہ گفت حضرت مسلم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ میں ہندام فیہم انہم پس میں دربار است جہاں آیت کہ میں جن اسلے خادموں و رعایت پال بھی لشکر است بیٹا مل ہندہ اسکی روایت صحیح نہیں۔

علامہ علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔

حدیث ما علیہ ما خلف یہ حدیث کہ میں اپنی اس دیوار کے نیچے جداری ہذا قال الکندف لا اصل لہ۔ لا اصل لہ۔ فرمایا اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

علامہ ابن حجر مکی افضل القری میں فرماتے ہیں۔

لعمریہ کہ سند اس حدیث کی کوئی سند نہ پہنچائی گئی اسے مصنف کی بے ایمانی و دیگر کہ اس بے اصل اور باسنہ باطل روایت کی محفل ہے کہ ایک محفل میں حمایت کہ حضرت محمد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر ہی کو گھٹا رہا ہے اور خود یہ اقرار ہی کرتے ہیں کہ باعتبار اسناد کے بے اصل ہے۔ اور جہاں سے سند پڑ کہے اور جہاں سے بیانی علامہ ابوکر یہ بحسب المعنی قابلِ بحث ہے اور اس کے متنبہ المعنی ہونے پر دلائل صحیحہ کاموت نام ہے۔ اگر ایک دلیل میں بھی مصنف کے پاس ہوتی قرآن کو پیش کرتا اور جب ایچہ اس موقع پر پیش نہ کر سکا تو ثابت ہو گیا کہ اس کے پاس کوئی

کے ہمارے بارہی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ حقیقت کو جھوٹ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اور میرے مروجہ افتراء پہلے انحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کرتا ہے کہ وہ بھی موافق حدیث منقول کے طرز کے قائل ہیں، مگر وہ قائل ہوتے تو ان کا قول نقل کرنا ضروری تھا تا کہ مصنف کی صداقت ظاہر ہو جائے اور جب وہ ان کا کوئی قول پیش نہ کر سکا تو معلوم ہوا کہ مصنف، حقیقت مضمری کو کتاب سے غفلتاً اللہ علی السکاذین

اس کے بعد مصنف نے تقریباً ایک صدی انحضرت قبلہ کو صرف کئی ایلیاں مسکے لپٹے نصیب کی طرح سیاہ کر ڈالا۔ اور آخر میں عبارت براہین کی صفائی میں ایک یہ قدر کھلے

امام السکاذین ٹانڈوی کا ایک نرا لاجھوٹ

ہم نے ہزاروں معنفین پر یہ عبارت براہین کی مع عبارت الخرابہ سادہ پیش کی ہے کہ پہلے سے جو شخص اس کام غرض کے موافق معرفت مؤلفیت براہین سے برتنی حق اٹھائے جب تال دوزن عبارتوں کو دیکھا تو سمجھتے ہی اور غور کرتے ہی غور ہو گئے تھے کہ یہ شک حضرت مؤلف براہین پر افتراء محض ہے۔ برکت یہ عبارت اس بات پر جو ہر حال زمانہ ان کی طرف نسبت کرتے ہیں نہیں دلائل کرتی، مباحثہ متون و ترقی جہیں عبارت عربی و ترکی نہیں پس اوردہ ہے غور فرمائیے

جواب :- مصنف نے عبارت براہین کا نام کی صفائی میں خوب اچھی طرح اڑی ہوئی کا زور لگایا۔ لیکن اس کی کوئی ایسی تفسیر و تاویل پیش نہ کر سکا جس سے اس کا کفر اظہار ہوا۔ اور اس کا موقف محکم ٹانڈوی سے منجھ گیا۔ خود مصنف کا دل بھی جانتا ہے کہ انتہائی سخی کے بعد بھی تجربہ مصطفیت ہوا تو اس نے اس عبارت کی صفائی میں ایک یہ قدر کرنا۔ اور خوب دل حیرت بولا، افتراء کیا۔ گراس کا کذب پر بھی پکڑا گیا کہ اگر اس قدر کا کچھ بھی

ملے۔۔۔ شہاب ثاقب ملے۔۔۔

دہر ہوتا تو مصنف ان ہزاروں معنفین میں۔۔۔ کہ انہم دس بیس کے نام لکھ دیتا تو حیرت و حرافہ اس کی تصدیق کر سکتا تھا۔ ہم سے یہ خیال ہر جہاں کہ وہ معنفین کس کا نصیبت و ظہرت کے ملک ہیں اور کس فرقہ و جماعت کے ہیں تا کہ ان کے جواب پر توہم کی باتیں اور بڑی مصنف ہی کے نہ عبارت براہین جب ترکہ نہیں پس اندوہ ہے کہ ان کے جواب ہی سے ظاہر ہو گیا کہ وہ معنفین بھی مصنف کی طرح دلیہ بندی و دلیاں جو تھے۔ اور نہ پس پس اندوہ و غراں اس عبارت کے دیکھنے کے بعد یہ کہے گا کہ اس عبارت براہین میں شیطانی و ملک الموت کے ملک حضور علیہ السلام کے طے لاند ثابت کر کے حضور کے ملک گستاخا گیا ہے۔ اور شان رسالت کی سخت ترین نقیض کی گئی ہے جب وہ معنفین اس قدر سیس اندوہ کو بھی نہیں سمجھ سکے تو وہ مصنف کی طرح جاہل معنفین پر غلط مسلک لڑا اگر ایسے جہل الال جہول الاسما کی شہادت اس عبارت کی صفائی کے لیے کافی ہو تو ہر قادیانی فہم احمد قادیانی کی عبارت توہین آمیز کی صفائی عملایا قدر کر دے کہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے ہزاروں معنفین پر اس کی عبارت کو پیش کیا ہے تو انہوں نے بعد غور و تامل کے غور کو کہہ دیا ہے شک مصنف قادیانی پر افتراء نہیں ہے۔ مگر اس کی عبارات اس بات پر جو ہر جاہل و دہندہ اس کی طرف نسبت کرتے ہیں نہیں لکھ کرتیں۔

کیے مصنف صاحب ترکی ایسا قدر گزرا کہ عبارت قادیانی کی صفائی ہو جائے گی۔ اور یہ ثابت ہو جائیگا کہ اس نے شان رسالت میں گستاخیاں دیے اور بیایاں نہیں کی ہیں۔ مصنف کی ایسی حرکت سے خوب ظاہر ہو گیا کہ اس کے پاس عبارت براہین کی صفائی میں اوردہ سے اوردہ توجہ و تاویل بھی نہیں ہے۔ پھر آخر میں اس کا یہ کہنا۔

ٹانڈوی کے جھوٹے دعوے کی حقیقت

اہم نے جب مجھ کو صاحب مدنیہ میں ان ائمہ اربعہ میں گفتار طلب کی تھی تو فرمایا تھا۔

ملے۔۔۔ شہاب ثاقب ملے۔۔۔

ہوتے ہیں۔ ان کی شانوں میں مستیوں اور بے باقیی کے ساتھ ہی ان کی توہین و تکبر میں
شان کے ساتھ ہی ان کے علم و دین کے گھٹاوتے ہیں۔ چنانچہ کفری کی دیندہ بی بی نے حضرت شیطان
درکھ لکرت کے علم کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کا علم کتنا بڑا تھا۔ اُسے ان صفاتی صاحب کی شان
شان رسالت و تجسیمِ علم نبوی کا اور جرمی تھے۔ چنانچہ یہی صفاتی بی بی اپنے بڑے ساتھیوں
کے بموجب رسالہ مختلف الانبیاء میں سمجھتے ہیں۔

صفاتی کا شان رسالت پر ڈاکہ

میرے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول ذیل صحیح ہو
تو دریافتِ طلب حاصل کرنے کے اس نسبت سے تو بعض غیب سے یا علم غیب
اگر بعض علم غیبیہ فرما دیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب
آوردہ و عجزِ بکرہ برسی و جملہ بکریجات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہوتے ہیں۔

جواب :- اس عبارت میں صفاتی بی بی نے آدابِ مولانا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی شان میں بھی توہین کی کر دہ و بہتے کر دیں ہندی مذہب میں تو حضور کی ذات پاک
پر علم غیب کا حکم کیا جانا ہی سرے سے صحیح نہیں بلکہ مزاحِ شرک ہے لیکن ذیل حضور کی ذات
پاک پر علم غیب کا حکم کرتا ہے تو ہم اس سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسے ذیل حضور کے لیے غیب
کے علم غیب ثابت کرتا ہے یا غیب کے بعض علوم ثابت کرتا ہے۔ اگر حضور کے لیے غیب
کے بعض علوم ثابت کرتا ہے تو اس میں حضور بھی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت
اور کیا فوقیت ہوگی۔ کہ یہ علم غیب حضور کا ثابت ہوا ایسا علم غیب تو ذیل و عجزِ بکرہ برسی
مذہبی نفس کر بھی حاصل ہے۔ میرا صفاتی بی بی کو خیال آیا کہ ذیل و عجزِ بکرہ برسی
ایک بڑا کر مولوی عالم ہو سکتے ہیں۔ ان کے علم کی برابر حضور کے علم کو کہنے میں کوئی شک
نہیں ہوتی تو اس نے اس سے انکار کیا ایسا علم تو بھی یعنی پتہ اور جملہ بی بی لکھی ہوئی

لے۔ مختلف الانبیاء ص ۱۰۰ ملیر و ج ۱ شرم ملیر۔

بہت پر صفاتی بی بی کو یہ وہم ہوا کہ میں نے حضور کا علم اگرچہ بڑا ہے اور باقی کے برابر بتا دیا لیکن
بعض بچے دریک اور مسئلہ کہتے ہیں اور بعض باقی بچے کہہ کر بخیر ہو جاتے ہیں تو بعض
کے علم کو ان کے علم سے تشبیہ دیتے ہیں میں بھی کچھ فرماتا ہوں کہ ہاں تو اس سے بھی بچے اُتر
کر کہتے ہیں بلکہ میرا کہنا کہ میں ہاں ہوں اور میں بھی جیسا کہ میں نے کہا ہوں اس سے کہ جب
اسم جانور اور چائے کہا تو کہہ گئے سورسب کو شان ہو گیا۔ اور وہ شایع ہو گئے کہ
حیرات ذوی العقول ہیں اور سب ذوالعقول نہیں تو سرے سے ذی علم ہی نہیں
ہوتے۔ تو سب صفاتی نے حضور کو حیرات کے ساتھ تشبیہ دی تو گویا یہ کہہ دیا کہ میرا
کو جس طرح علم حاصل نہیں اس طرح حضور کو بھی علم حاصل نہیں۔ چہ جائیکہ ذیل حضور کو بعض
غیب کا علم ثابت کرتا ہے پھر اس عبارت میں ایک بات قابلِ توجہ ہے کہ وہ
علم غیب کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہوتا ہے یہی اسی بنا پر حضور علیہ السلام کے لیے خاص
انکار ہے اور اس کے لیے ذاتی قلعہ کا مطالبہ ہے اور اس کے مقابلہ میں حیرات کو کہہ
تے سور و خیر کے لیے علم غیب حاصل ہوتے تو شیعہ کہہ دیا۔ اور حیرات کے لیے علم غیب ثابت
کرنے کے لیے کسی نفی قلمی کے ہوتے کی ضرورت نہیں ان کو خاصہ الہی بھی میرے کفری
نفس کے مان لیا۔ یہ ہے ان صفاتی بی بی کی عداوت خدا و رسول کا نعرہ۔ انصرفت قدس حق
العلیہ لیسرہند میں اس عبارت کو نقل فرما کر، حرمین کے سامنے پیش کیا۔ اور عربی میں
حرمین کے اصل عبارت مختلف الانبیاء کی بھی پیش کیا۔

صفاتی مخبر کا ٹانوی دلیل کہتا ہے

اس پر محنت لکھتا ہے۔

و صفاتی! پر یہ جہت لگائی کہ معاذ اللہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
علم کو ذیل و عجزِ بکرہ برسیوں اور جنوں کے علم کی برابر کہتے ہیں اُسے آپ
حضرت ذوالفراخ فرما دیں اور انصاف کریں عبارت مختلف الانبیاء کی موجود ہے
آپا یہ امر اس میں مسطور ہے یا نہیں صاحبِ موصوف و روشن اور افراہدی پر اس کلام

کہ عالم الغیب کے جانے دیئے ہیں اس واسطے کہ آپ کو بدرجہ دی کے
آخر حشر کا علم ہوتا ہے علم غیب کہ گمراہی ہے۔ اور نہ جمیع مخلوقات نمود
بالہ عالم الغیب ہے انتہی حضرت اس جہالت سے صاف غور سے معلوم
ہو گیا کہ عقیدہ صاحب کے دادا پر صاحب کے قول نہایت وضاحت سے
علم غیب میں مخلوق فحاشات دیر پری، جہن مروت، کیشے کوڑھے، جہنن دیال
کوسے کئے وغیرہ ورنہ معاذ اللہ رسولی قبول علیہ السلام کے مساوی ہو گئے۔
اگر اس کام میں کوئی تاویل نکالتا ہے تو قرآنی کام کیوں نہ اس تاویل
کا حاصل ہوگا۔ مفسرانیہ

جواب :- دنیا میں بہت سے جہمے پیدا ہوئے لیکن کسی انہیں اپنے جہمت پر
شرمنگہ نہ ہی ہو جاتی ہوگی۔ جہان میں بہت سے مغزی مشہور ہوئے لیکن کبھی انہیں اپنے
افسوس پر غرور ساری آگئی ہوگی۔ عالم میں بہت سے بہتان طراز کہلائے لیکن کبھی انہیں
بہتان طرازی پر سیا پیدا ہوئی ہوگی۔ مگر ایسا کتاب ہوا ہے کہ کتب پر غرور کرتا ہو ایسا مغزی
جو اپنی افسوس پر دلازی پر مدخر ہو۔ ایسا بہتان طراز جو اپنی بہتان طرازی پر سیا دکر کرتا ہو۔
ایسا سلطان انکار دین، امام مغزی دین اس معصیت کے سوا کئی دوسرا شکل ہی سے دنیا
ہوگا۔ اس کا اعتبار ہونا اگر انکار عادت ثانیہ ہو چکا ہے۔ اس سے جب جہالت
مفسرانیہ کی قریب نہ لی کہ اس نے حضرت حدودہ الساکین ذیہ العار میں حضرت
شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مبارک سے ایک کتاب تعصیف کر ڈالی اور بکمال
بے سیاحتی اس کا نام بھی خیرین الاولیاء دکر دیا اور بکمال بے شرمی اس کا صلیب بھی کاچور
اپنے دل سے تراش لیا۔ اور بکمال بے غیری اس کا صوفیہ اپنی اہل طریقت سے جوڑ کر کیا۔ اور
بکمال شیطنت اس کی یہ شوگر شہرہ جہالت سمجھ بھٹا ہے۔ ہاں کلب سے مفسرانیہ
بھی افسرانہ کڈالی، اور پھر اس مغزی کتاب کی ویرہ ویرہی دکر خود اس کی سن گڑبہت

ملہ :- شبہیہ ثاقب ص ۱۲۱ و ص ۱۲۲۔

چیز اور اپنے قسم کر کر شرم جتنی کس بندہ اچلی کے ساتھ التزام دے رہا ہے کہ عقیدہ
صاحب کے دادا پر شاہ حمزہ صاحب دارمردی کا کام مہارت مفسرانیہ سے بھی
زیادہ مرید حرمانی اور مرید اکبر بنے کہ علم غیب میں کیسے بکھڑے، ہاں گدھے
کئے وغیرہ کو حشر کے مساوی کئے ہیں، قرآن کے کام میں اگر کوئی تاویل نکلتی ہے تو قرآنی
ہی کام میں اس تاویل کا نقل ہے۔ حدیث ان کہی لا کر کو وغیرہ بے ہودہ کیس۔
مسئلہ ثانیہ رد افغانی کی تزکیہ عقیدہ ہے لیکن ایسی دیر پری کسی کے نام سے کتاب
تعصیف کر لی گئی ہو۔ ایسی جہالت کہ اس کتاب کا نام اپنی طرف سے گروہ لیا گیا ہو۔ ایسی
بے سیاحتی کہ اس کا صلیب اپنی طرف سے تراش لیا ہو۔ ایسی بے شرمی کہ اس کا صوفی اپنی طرف
سے جوڑ کر کیا گیا ہو۔ ایسی بے غیری کہ اس کی باطل ساری جہالت اپنے حسب فضا اپنی
طرف سے بنا ڈالی گئی ہو۔ شاید ان رد افغانی نے ہی مذکور کی معصیت اس مرید جہالت
اس افشا اس بہتان پر سطح الوقت جبکہ اس کی ساری دیوبندی قوم اس کو شیخ اعلیٰ
کبھی تو کیا یہ اس افسوس کو کتب ہی کا شیخ ہے۔ تو ثابت ہوگا کہ یہ معصیت سلطان سکوا دین۔
اہم المفسرین ہے۔ ایسا ایسی فصیح کا خاص جہت فرشتہ ہے
فقیہا صحتہ و ہدایہ و الملوک و الناس الذی یم الام الدین۔

پھر اس معصیت نے دیکھا کہ اس ایک جہالت افشا سے جہالت مفسرانیہ کی معصاتی
نہ ہو سکے گی، تو کم لاکم عدد شہادت کو کر پڑا کر دیا جائے کہنا دور مرا افشا کو کتب بیٹھی کرنا ہے۔

ٹانڈوی دقبال کا یہ مثال دلیل تیسرہ

مناہ بندہ ورم ورنہ صاحب کے دادا یعنی سرور رضا علیا صاحب
جہالتیہ الاسلام مطبعہ مطبع صادق سیتا پور ص ۳۱۳ فرماتے ہیں۔ حضور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا۔ یعنی بذریعہ وحی کے
تعمیل معلوم ہوتا تھا اور یہ ملی قدر مراتب سب کا حامل ہے اور علم غیب مطلق
و باہر ہے کا امتداد دیکھ مفسرانیہ الی اکمل ہے اور اہل حق کے خلاف اس میں تاویل

ادارہ برصغیر کرنا ہے اورین کالام ہے اگر آپ بقدرت صاحب اپنے دلدادہ صاحب کی یہی تخیل کریں تو وہی سب کو علم غیب بتاتے ہیں اور وہ اس قدر سے تو گھر سے نکلنے پر مجبور نہ دیر اور دیر صاحب کراپ کے شریک عالم الغیب بنے ہیں کہ سب سے ہیں، باخترق اگر ان کو حضراتی سے الیہ کہا گیا ہو اور ان کی تخریر کا وہی مطلب ہو تو بقدرت صاحب نے کہا ہے تو حسب اپنے بیروں دلدادہ اور ان کی تخریر نہیں کرتا اور ان حضراتی سے کہیں باخترصاف کرنا ہے۔ (مخلص)

جواب :- مسئلہ ! اوصفت کی برابر کادبہ مغزی فریبی شاعر کی قدر میں بھی
زل مل سکے۔ بیہودہ دھارائی نے تحریکیں کیں۔ اور دیگر فرقہ باطلہ نے تحریکیں کیں مگر مسلمان
نے نسب کے منہ پر ٹھکر کر دیا۔ سب سے اس تعریف میں سبقت لے گیا۔ اس کی ایک
تحریف کس قدر افراطوں کا مجرم ہو گئے کج بھال جیہاں مغزے عافی دین وقت۔ نامہ مست
مولانا مولوی رضائی خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے ایم گری سے ایک کتاب
تصنیف کر ڈالی اور بھال بے غرضی اس کتاب کا نام بھی دیا تیرہ اسلام گڑھ لیا۔ اور
بھال بے غرضی اس کا مصلح بھی جسے صادق مبینہ لہا اپنے دل سے تراش لیا۔ اور بھال
جیہاں اس کا نسخہ ۳۰ اپنی طرف سے تجویز کیا۔ پھر بھال شیطنت اس کی یہ جھوٹا کشیدہ
عبادت حسب طلب اپنے ناپاک دل سے شل عبارت حفظا ایمان افراط کر ڈالی۔ اور
پھر اس سلطان الظہارین کی انتہائی بے مانی و بیچھے کے خودی قواس کر کر
اور اپنے غم کو کس وہ وہ دھڑی اور شرع جتنی کے ساتھ تبلیغ دے رہا ہے کہ تم اپنے دوا
کی بھی کھڑا کر۔ اور بھی غلام کیسے گئے۔ غمزدہ وغیرہ کہتا ہے۔ اور یہ کہ اپنے
دوا کی عجیب نہیں کہستہ قوت خودی کی جی کی حقیر مت کر۔ اور دینہ پور۔ یہ مصنف کتب
کی ایسی کا شیکہ راہ افراطی کمال کا ناک و مقدار ثابت ہرایا نہیں۔ مگر خود ہوا غرور

۱۳۲- شجایہ کتاب ۱۳۲ و ۱۳۳۔

حسرت ہے کہ وہ ہندی قوم ایسی اندھی ہے کہ چاہے مغربی و کتاب کو اپنا شیخ بناتی ہے
 جس کے کتب و افترا کی وہ چوبی ہوئی نہیں بلکہ چوبی ہوئی دستاویز بنی ہوئی ہندی چوبی
 ایسی ہے جس کا وہ بڑے حسرت ہے چاہے سارا مغربی جو کہہ کر بناتی ہے جس کے کہ وہ
 کی یہ جگہ ترقی و ترقی میں مشغول ہو۔

دلو بند ہو۔ O— کیا تباردا شیخ دی ہر کتاب ہے برا لیے مری کذب بد لایے
میں انرا نام دے۔

○ — کیا تمہارا پیروی ہوتا جراثیم مکار ہے۔ اسٹافیلوکی

○— کیا تم ایسے ہی کو اپنا پیشوا بناتے ہو جو انتہاء رجحان اختیار کرتا اور بے حیا ہو۔

○ — کیا اقم ایسے ہی کو اپنا معتد اعتراف کرتے ہر جو اس قدر مختار اور غیور ہو۔

مسلمانوں! اس مصنف نے یہ دوری اختیار کیا اس بنیاد پر ہے کہ مہجرت مسلمانوں کے لیے
 کی قربان و تنقید اور اس کا فخر و شاکر یہ مصنف کی خود صاحبِ غفلت ایمان
 ہی اپنی حیات میں اس کی کفری کفری قریب و قابلِ ذکر کا اس سے ہے کہ کفر خور سے نیک جان سے
 اس مصنف نے اس کی جیب کو فی قریب و قابلِ ذکر کی قریب و قابلِ ذکر کے پرے پر مجبور کیا۔
 اور اس نے غفلت ایمان بھی یہ یہ وہ صاحبِ قریب و قابلِ ذکر کی قریب و قابلِ ذکر کے
 اور یہ کھولیا کہ دلی بند کی قوم پر قرآن اکابر جو ہند کا تقدار فی بنا رہا ہے۔ اور ہر اس کی
 عقیدت کوں کرے گا۔ خراس کو یہ کیا غیر خراس کا شہباز کا شہباز کا شہباز کا شہباز کا۔ اور
 اس کا صاحبِ مہجرت ہے گا۔ اور ہر اس کی قریب و قابلِ ذکر کے۔

دلیو بندہ کو اجابت خطا ایمان کا لقب تھا ہے پاس کوئی جواب نہیں اس کی
 کرنی ایسی تاویں میں جو اس کو گنہگار بنائے۔ جب ختم اس کے لیے انتہائی عرق جریں
 کر میں۔ اسکی روشنی کر میں اڑی جوتی کے زور و کامیاب سے شرمناک جھوٹ بولے۔
 یہ سوز افزا و بیتابانہ دہریے۔ انفرادی و اجتماعی مقبلیں کر میں اندر کی طرح اس کا گھر
 اندر سے کبھی طرح اس کی قربانی نہ ہو سکتی تھی کہ ایمان کا وہ شعلہ جس نے کی قربانی
 سے بجز اس کے دھول منہ اٹھائی علیہ سو کر گئے تھیں سے باز آئے اور ان کے

الایردی بدترین دکان کی پوری اور مذکور تکیہ سے ہے۔

مانندوی کا دیوبندی قوم کو متی دینا

ہر معصفت نے خودی کی طرح میں نے یہ افراہنے لکھیں اسکا جانا اور مذکور متی
جائے ۱۴۰۰ دیوبندی قوم اس سے نقل ہائے گی۔ قرآن کی انکھوں پر پردہ ڈالنے کے
لیے کہتا ہے۔

اس کے مہر آپ خود کریں کہ جو نہیں مولا کا قانونی پر رکھی ہیں کیا وہ خود
میں یا نہیں دیکھنے ملا میں نکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر
دیکھ کر یہ شخص کبھی برابری کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور
پیشین وچن میں۔ اہ یہ معصفت خودی خالص نہیں تو کہتا ہے ہم نے معصفت الایمان
کی تمام عبادت نقل کر دی ہے۔ آپ خود دیکھیں کہ میں یہ موجود ہے۔ کیوں
نہیں عبادت مولا کی دیکھا تھا۔

جواب ۱۔ اس نے یہ معصفت کو شرم نہیں آتی مریض محبت برحق ہے جن میں
آفتاب کا اشکار کرنا ہے اور شرفا نہیں کہ تمام انجمن ملا کی جو یہ عبادت نقل کرنا
ہے اس سے پہلے اصل معصفت الایمان کی عبادت موجود ہے جو ہم نے ابھی اندر مریضی ترجیح
کے نقل کی ہے اس اصل عبادت معصفت الایمان کے بعد معصفت تکیہ فرماتے ہیں کہ میں
کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھ کر یہ شخص کبھی برابری کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اور پیشین وچن میں۔ اس معصفت سے بچو کہ معصفت نے جو معصفت الایمان کی
عبادت نقل کی وہ معصفت کی پیش کردہ عبادت معصفت الایمان میں یقینہ وفضل موجود
ہے جو پہلے اس کے نقل معصفت صرف نقل نقاب معصفت کرے۔ اگر طالب نہ آئے تو
قرآن معصفت تکیہ پر بہت مشکل ہے اور مذکور خالص ہونے کا لازم ہے۔ جب اہل مطابق

۱۔ شباب بنات مس۔

آئز کے قریب اور مذکور کی چھاسی معصفت پر تو دلائل اس کے خودی و محبت ہوتی
ہے اور دوسرے کی طرف نسبت کرنا ہے کہ کیا کوئی معصفت اس میں ہے ہی نہیں باقی
دیوبندی معصفت کی یہ عبادت کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھ کر یہ شخص کبھی
برابری کرنا ہے یہ قرآن سے کہ یہ قانونی کی عبادت ہے بلکہ معصفت اس عبادت سے کہ
الایمان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ظاہر فرما رہے ہیں معصفت کا فریب اور مخاطب ہے۔
کہ اصل معصفت عبادت معصفت الایمان کی تصدیق نقل کا مطالبہ نہیں۔ اور اس خلاصہ کا مطالبہ کرنا
ہے کہ اس کو بلکہ معصفت الایمان میں دیکھا دو۔ یہ باطل ایسا ہی جاہلانہ مطالبہ ہے۔ جیسا
پہلے براہین قاطعہ کے منتفی کر چکے ہیں۔ اور ہم نے اس جاہلانہ مطالبہ پر گفتگو کی ہے۔
مشکل تو یہ دیکھا ہے کہ معصفت کے پاس عبادت معصفت الایمان کا جواب نہیں
ہے ایسے ہی فریب اور مخاطب دیکھ ادا کی کر سکا کرتا ہے اسی طرح کا فریب
ہے۔

دوسرا انتہام نبیوت دیکھنے اس میں تشریح کی کہ فریب کی باتوں کا کیا
علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے ایسا تو ہر بچہ کا اور ہر بال کو لیکر
ہر زمانہ اور ہر جگہ کے معاملہ ہے۔ اس میں نبیوت عبادت کو دھونڈتے
کہیں بھی پتہ نہیں ہیں اس معصفت کے ثابت کرنے کے واسطے ایک اور
سطر معصفت الایمان نقل کر دی ہے اور اگر یہ پہلی عبادت حذف کر دی ہے
تاکہ لوگوں پر اصل معصفت اور معصفت ثقت کا نقل نہ پاسے اور اس کے کرنا اور
انتہا کا ظہور نہ ہو جائے۔

جواب ۱۔ معصفت کی کوئی بات کذاب و فریب سے خالی نہیں ہوتی کہ نہایت صاف
ہست حق معصفت نے معصفت الایمان کی اصل عبادت نقل کی کہ اس کے معصفت کو صاف
الفاظوں میں کہا تھا اس کو یہ معصفت کہ وہ انتہا کہہ کر انصاف کا فرق کرنا ہے۔ ہم نظریں

۱۔ شباب بنات مس۔

کے فیصلے کے لیے ہر دو ممالک کو مقابلہ میں رکھ کر اس خرد و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ ان دو ممالکوں میں کیا فرق ہے؟ نعمتوں پر وہ ایکسپے انہیں۔

اصل عبادت حفظ الايمان بلقطه

خلا مضمون عبارت حفظ الایمان بالفاظ المحضرت قبلہ

اگر ایسے علماء فیضیہ ہر فرد کی قواسم
حصہ نہ کیا کرتے تھے تو ایسا فیض
قندید و غریب و کم ہر کسی میں نہ ملتا
جس سے مملکت و بہائم کے لیے بھی
مامل حاصل نہ ہو۔

چھا۔ ادا اس پر اپنے الابر کے مہر و صندوقی کرادو۔ تو دنیا و دیکھنے کی کر دانی کہ
توفیق الہی عبادت میں تو قریب نہیں مگر اسی بنا پر کہ اپنے الابر کے لیے اس
مہارت کو چھوڑا۔ شاہنشاہ کرادیا۔ ادا اس پر اپنے مہر و صندوقی کر دینے۔ درود ہر شخص
ہے تین تین کرے کہ لیے بڑھنے کہ عجب تم ایسی عبادت کر اپنے الابر کے لیے چھوڑا
شاہنشاہ کو تا گوارہ نہیں کرتے تو اس عبادت میں ضرور تو رہی ہے۔ اور کوئی تاویل کی تو یہ
کفری مقدس کا تو قریب ہو تا بیٹ نہیں سکتا۔ کوئی میل بہاد اس عبادت کو تو قریب سے
پاک ثابت نہیں کر سکتا۔ تو اسے کشمکش و دیو بندیز اس کے لیے ادب و تاب۔ یہی
نایاب قریب آئیز مہارت کو مستعد بنایا۔ عجب کر ادا حدیثیہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
کی عبادت میں تھکے ہو چلا پتے ہر شاہنشاہ کہتے ہو۔ عجب تم اسے سلطان یہ ملامت کرتے
ہو کہ اس عبادت میں ہر کار رسالت کی تو رہی و تھیں شاہنشاہ کہتے تو اس بات پر شاہ
ہوئے ہر کار اس میں تو قریب نہیں ہے اس کی تاویل ہے یہ تو عیب ہے۔ اور جو کہے بیان
کر کے آستے تھکے کہ چھپے پڑے ہوئے ہر کار اس میں تھیں شاہنشاہ رسالت ہرگز
نہیں ہے۔ فلاں کر فلاں فلاں اس کی صفائی کر رہا ہے۔ لہذا اگر تم اپنے اس دعوے
میں چتے ہو کہ اس عبادت میں تو قریب علم نہیں ہے تو ایسی ہی عبادت اپنے الابر
کے نام سے کیوں نہیں چھاپتے۔ ایسی ہی عبادت اپنے ہندوؤں کے لیے کیوں نہیں
شاہنشاہ کرتے۔ مہدی یہ تاویل ہے تو عجب آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں
تو صفائی ہی۔ ادا الابر دیو بند کے لیے صفائی نہیں یہ کشمکش عبادت۔ سید انبیا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے گالی اور تو قریب نہیں اور تھاب سے الابر کے لیے گالیاں
اور تو قریب ہے۔ تو خاں ہو گیا کہ جو عزت تھاب سے دلوں میں اپنے الابر دیو بند کی ہے
وہ خود خدائے علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہرگز بڑھ نہیں۔

اب باقی رہا مصحف کا نایاب عند اور گندہ بھاد کہ یہ عبادت اسی مسٹر بیلی اس
کے بعد کر رہے ہیں یہ سبہ نکالنے کی طرح دیکھ نہ ہوئے تو اس کی سید نے بھی
مسٹر چندر سلوک کے بہرہ ہنگوی۔ تانوی۔ دہلوی کے لیے ان کے ملوں

کہتے۔ ادا کر کے سوں کے ملوں سے تھاب سے کہے کہ عبادت کھدی تھی کہ اگرچہ
ان سبجان کو درسیات کا علم نہ تھا آج کل حریت کو درم و سدری ہے تھاب
بڑا حاصل تھا۔ اب تھاب کا دھار سے ہنگوی دانا تو قریب تانوی۔ دہلوی کے لیے
قرین کے معنی نکالنے کی طرف میں نہ ہوئے۔ ادا ہر سید کے اس عبادت کے تھکے
سید اس کے دامن پر نہ کر دیتے تھکے۔ تو مصحف صاحب اگر عارضی کی اس
پہلی عبادت سے پہلی عبادت کی صفائی ہوتی ہے تو سید کی پہلی عبادت سے
بھی پہلی کی صفائی ہر جانے گی۔ تو اب سید والی پوری عبادت اپنے الابر کے حق
میں دہی ان کے تین تین سلوک القاب و اوصاف لکھ کر چھاپو۔ شاہنشاہ کو دیکھ جا رہا
دعوت ہے کہ تم اپنے الابر کے لیے سید کی عبادت پر عبادت صفائی الابر پر
ہے بڑھ کر تو میں چھپ گئے کہ خود تھاب سے عجب بلکہ تھاب حاصل عبادت دیا
کر سید والی عبادت کو تم اپنے الابر کے حق میں تو قریب جانتے ہو۔ تو بے ایسا تو
تھاوی کی عبادت کو آقا و مولا سید انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کو قریب
نہیں جانتے۔

میں ہے مصحف کی ابھی صفائی نہیں ہوئی ہو تو ادا لیجئے۔ کو دلیہ تھاوی
صاحب کر تھکے حامی سنت حکیم اللہ تھاب سوری اشرف علی صاحب اہم دامت
برکاتہم و عہدہم قرطابا اب اس سے ناماں تو رہوں گے کہ خود تھاوی صاحب
کے اوصاف و دھار کے تھکے اقل میں بھی لکھ رہا ہے۔ ادا آخر میں بھی لکھ رہا ہے
جس بلکہ ضرور ناماں ہوں گے کہ خود اہم گالی ہے ادا گالی کو جس کی قرینت کے
الفاظ نہیں میٹ سکتے بلکہ یہ قرینت کے الفاظ خود قرطابا میں گے تو مصحف اپنے
اس قاعدہ کو کہ تو قریب کو قرینت میٹ واکری ہے اگر خود بھی سمجھتا ہے تو اپنے
الابر کے کئی طرحیں القاب و اوصاف تھکے اور ان سے پہلے ایک لکھ گالی لکھی
لکھ کر چلا ہے۔ شاہنشاہ کرے۔ اور اگر نہیں چھاپتا اور نہیں شاہنشاہ کرتا ہے تو ثابت ہو
جائے گا کہ یہ قاعدہ صرف اللہ تعالیٰ کے عیب لکھنے والی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھ لکھ

دیگر غرض کہنے کے لیے بنایا اپنے اکابر و بندے کے لیے تیار نہیں کیا۔

وہ بیوا ایسے ناپاک خدو باطن تاروں سے متاثری کا کھڑا غنا چاہتے ہو۔ تہا یہی ان قسط ہاڑوں سے ثابت ہو گیا کہ تہا سے پاس مہارت خدا کا بیان کی گئی تھی تاہی نہیں جس سے اس کا کھڑا ٹھوکنے تو جلد توہ کر دے اور ان کے شہاد اکابر و بندگان کی پیروی چھوڑ دو۔ پھر معصیت سے ایک معصوم مظلوم کا زمرہ نہایت کاؤ کر گیا۔ میں کاؤ کر کے بحوث مہارت شفا کا بیان سے کوئی تعلق نہیں اور پھر معصیت نے اسی کے حرم میں اس کا

اگر آپ کو اس طرح نہوت کی تفصیل کی ضرورت ہے تو منصب مہارت معصیت جناب مولانا اسلمیل صاحب شہید کے علاوہ فراموش اور پھر معلوم کریں کہ کسی قدر مہارت انبیاء علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور حضرت مولانا شہید کا اس طرح اعلیٰ درجہ کے معتقد انبیاء علیہم السلام کے ہیں اور شریعت حیات قبلہ تھا۔ چنانچہ شہید و غیرہ رسائی جناب مولانا کا تو قویٰ ہے کہ دیکھیں جن سے وہ علوم معانی معلوم ہوئے کہ جو فقہ و صاحب کی سات پیشہ سے جناب میرا بھی حضور علیہ السلام کے فضائل کی ثابت دیکھ کر گواہ

چلے آئے۔ معصیت نے یہ ایک معصوم کا زمرہ نہوت کے شمار میں ہی صرف کیا اور مہارت زہر موت کے شعلہ کو چھو جس کو ہر سکا جسم نے جریہ مہارت شہاب ثاقب سے قتل کی یہ بھی بحث سے غیر متعلق ہے لیکن جو اس میں معصیت نے کئی مہارت چھوڑ دی ہے جس کا اظہار کا زمرہ نہوت و اشی کا کھڑا قیام ہر کار مظلومی سمجھیں اس بنا پر اس مہارت کو پیش کیا گیا ہے۔ معصیت کا پہلا ڈسوا کذب ہے کہ اس نے یہ کہا منصب مہارت میں کسی قدر مہارت انبیاء علیہم السلام اور ان کے علوم کی ہے اور اس کا معصیت و مہاری کسی طرح اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء کا ہے تو میں اس کی طرف ایک دو مہارت نقل کرتا ہوں۔ پہلی یہ مہارت کا مہارت

سہ ۱۔ شہاب ثاقب ص ۱۳۵۔

بقول اسماعیل بلوی جلد دوم مجرے اور کرامت کے زیادہ ہا کمال ہے

یہاں چہرہ است کہ عہد اس از بہت چہرے کہ معجزوں کی معجزہ عہد میں حق از قبول غرق مہارت پاکرامت کی باقی ہیں ایسی ہلکے شہرہاں شہرہ و عہد کا کمال چاہا قوت رکھتا ہیں اس سے بڑھ کر افعال بکر اقویٰ و اعلیٰ اذان ارباب مہاد و گراوہ علم والے کہ کتنے سحر و صاحب علم عن الوقت باشد

اس منصب مہارت میں امام الزماں میرے سات کہ دیا اور وہابی عقیدہ کا انکار کر دیا کہ کرامت اور مجرے کی باری ہر گاہ۔ نہ کر دے وہ خود علم والے دیکھتے ہیں تو وہابی عقیدے میں معجزہ نہوت کی دلیل ہے کہ اس سے کامل و قوی تر صاحب مہاد و رکھا کہتے ہیں تو وہاں سے نہ تو نہوت ہی کو کھانا معجزہ کو کہا۔ اور جب ان کے نزدیک مہاد و کہ حضرت انبیاء کرام سے بڑھ کر مہارت رکھا کہتے ہیں تو ان کے عقیدہ میں انبیاء کرام کے مقابل میں زیادہ مہارت مہاد و گراں کو حاصل ہوتی تو ان کا مہارت نے مہاد و گراں کے مقابل میں حضرت انبیاء علیہم السلام کی مہارت گھٹا دی۔ اب معصیت کا مزہ کذب۔ چنانچہ کو اسی منصب مہارت اور اس کے معصیت کے شعلہ خلاف واقعہ یہ لکھتا ہے کہ اس میں کسی قدر مہارت انبیاء علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور اس کا معصیت و مہاری اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء ہے۔ اس معصیت سے بڑھ کر تہا سے عقیدہ میں تو حضرت انبیاء کرام کی مہارت سے زائد مہاد و گراں کی مہارت ہے کہ مہاد و گراں سے بڑھ کر صاحب رکھا کہتے ہیں اور یہی تو تہا سے امام کا حضرت انبیاء کرام کے مقابل اعلیٰ درجہ کا عقیدہ ثابت ہوا۔ پھر معصیت منصب مہارت اور اس کے معصیت کی تصریح اور عقیدہ کے خلاف لکھ کر مہارت چھوڑ دیا ہے۔ اور ان پر مزہ انکار کیا ہے ان کی تہا

سہ ۱۔ منصب مہارت معصیت اسماعیل بلوی مشرقی شاہی شہید ص ۱۳۵۔

کی تشریح کے باطل خلاف گھستا ہے اور باہلی وہ ہندی قوم کو کہتا ہے جس کو سرک فریب
دیتا ہے۔ چہرہ کی منصب امامت کی دوسری شہادت بھی یہی ہے۔

بقول اسماعیل بن ابی انبیاء کو قدرت تصرف ماننا شرک اور گنہگار ہے

بیاض اکھڑی جل و علاۃ قدرت
کاٹہ خود عالم سخن تصرف غیب و
غریب جابر تصدیق مقبول لا متبرکان
خود میزبانہ را کہ قدرت مسدود خرق
عادت در ایام باریک اور باطلار
آن اموری نماید فی الزمانہ
حق جل و علاۃ ایشان را قدرت
آنکہ تصرف عالم ملامت و راز
میں یہ حکم ہے ایں اعتقاد شرک
عن است و نحو بحث و غنائہ

معجزہ و لایان ہے کہ حق تسلط اپنی
قدست کا طر سے سخن میں اپنے
معجزوں میں سے کسی مقبول کی تصدیق
کیلئے ایک عجیب و غریب تصرف
کو کہتے ہیں کہ معجزہ و علاۃ کی قدرت
ان تہی تہی کو دے اور اس کو اس کے
الہیہ کا حکم کرے۔ ذریعہ حق تعالیٰ نے
ان انبیاء کو تصرف عالم کی قدرت عطا
فرمادی اور یہ اعتقاد کہ دنیا کو
قدرت تصرف دی (شرک عن اور گنہ
خاص ہے۔

مسئلہ اول! اسی منصب امامت میں اہم الہامیہ نے دلی مقیدہ بیان کیا کہ نبی
معجزوں میں عاجز ہے۔ نبی کو خدا کی عطا کی ہوئی قدرت کا ماننا شرک محض اور گنہگار ہے
خود دلی نبی کو معجزہ پر قدرت نہیں مانتا۔ اور اس کے مقابلہ میں اور گنہگار کو صاحب دکان
پر قدرت مانتا ہے اول تو اوپر کی عبارت میں جائزہ کی قدرت پر ایمان لے آنے کی
تشریح گزری علاوہ بریں دلی جائزہ حرام جانتا ہے۔ اور ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ تمام
اعمال انبیاء میں ہر جہت قدرت انسان ہوتے ہیں۔ خود دلی نے بھی جائزہ کی

ملہ ہر منصب امامت مقبول و دلی و شیعہ یہ مسئلہ

کہہ کر جائزہ کی قدرت قدرت عطا ہے اور اس ماضی امتیازی پر ایمان لایا۔ خود ایسا
کے صاحب دکان نے کی قدرت عطا ہے پر ایمان لے اور حضرات انبیاء علیہم السلام
کے معجزہ دکان نے کی قدرت عطا ہے پر ایمان لے کی بجائے اس کو شرک محض اور
گنہگار خاص اعتقاد کو کہتے ہیں تو اب مصنف سے پوچھ کر کہتے ہیں بہت اچھل کر یہ کہا
تھا کہ منصب امامت میں کس قدر عظمت انبیاء ہے۔ اور اس کا مصنف دلی تفسیر
اور ہر کا مقتدا انبیاء ہے۔ اب انھیں قبول کر دیکھو کہ انہوں نے حضرات انبیاء کو کام
کی عظمت جائزہ کی حکمت سے بھی گنہگار کر انہوں نے حضرت انبیاء کو حق ملامت
کے دکان سے عاجز مانا اور جائزہ کی اس پر قادر مانا۔ قرعہ مصنف اس منصب
امامت اور اس کے مصنف کی تصریح اور عقیدہ کے باطل خلاف لکھ کر عرض مجاہد
بہاں رہا ہے اور ان پر مزید اعتراض کرنا ہے اور اپنا باہلی وہ ہندی قوم کو کہتا ہے جس کو
دسے رہا ہے۔

اہم الہامیہ نے آیات کی تکذیب کی

ہاں اس میں ایک بات اور باقی رہ گئی کہ اس اہم الہامیہ نے نبی میں معجزہ
کی خدا اور قدرت کے اعتقاد کو شرک محض اور گنہگار خاص کہہ کر قرآن کریم کی سرک فریب
کی۔ اور قرآن کریم کو صاف جھٹلایا قرآن کریم میں ہے کہ حضرت تینہ تا بیسی ملے تمام
نے فرمایا۔

أَنَّا آخِزْنُكَ مِنَ الْبَلْعَيْنِ تَعَالَيْتَ الْعَلِيِّ فَاتَّقِمْ شَيْئًا فَيَكُونُ حَلِيمًا
بِأَذْنِ اللَّهِ۔

قرعہ چھ۔ تہا سے لیے مٹی سے پرند کی سی صورت میں بنا ہوں۔ ہر اس میں
پرند کا ماتہ ہوں خود اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتی ہے۔
اور حضرت یس نے فرمایا۔

وَأَنْبِئْ الْأَكْمَنَ مَا لَا يَنْبِئُ عَنْهُ وَأَنْبِئْ مَا لَا يَنْبِئُ عَنْهُ وَأَنْبِئْ مَا لَا يَنْبِئُ عَنْهُ

ایسا کہ دیتا ہوں اور فرمایا اِنَّمَا اَنْتَ رَاسُ الْوَلَدِ عَلٰی مَا اَنْتَ لِعَنِیْنِ میں مَرو سے پہلے دیتا ہوں
کے حکم سے تو وہاں پہنچا۔ وپھر ان آیات میں یہ افعال حضرت میں ہی علیہ السلام ہی کے تو
ہیں اور یہ افعال خداوند تعزوت کی قدرت ہی سے تو ہیں اور کہتا ہے نزدیک نبی
کو شدت حضرت صلا نہیں ہوئی تو تم ان آیات کے منظر جوئے اور چہار سے نزدیک
وہ شکر ہوئے تو دوسرا سوچ کر یہ شکر کس کے ہوئے قرآن حکیم کے حضرت میں علیہ السلام
کے اعلیٰ فی بائد۔

نیز کہتا ہے امام دہلوی نے یہ بھی کہتا ہے کہ خدا ہی کو عزہ کے انبیا کا حکم نہیں
دیتا یہ کہہ کر بھی اس نے قرآن کریم کی تکذیب کی اور فرمانِ قرآنی کو جھٹلایا حضرت نبی
نور علیہ السلام سے اللہ تبارک نے فرمایا۔

فَاُخْرِجْكَ مِنْهَا وَلِتُنَبِّئَهُنَّ اِنَّ لَكَ اِلٰهًا غَيْرِيْنَا۔

ترجمہ۔ اے مومن قرآن (یعنی اسرائیل) کے لیے دریا میں نہر کا راستہ نکال
دو کہ بنی اسرائیل پر مہربان ہیں۔

اور اللہ تبارک نے ان سے فرمایا ہے۔

وَاَقْرَأْ اَلْبُحْرٰنَ حَتّٰی اَخْرُجَ مِنْهُنَّ مَغْرِبٰنَ۔

ترجمہ۔ اے مومن قرآن کو پڑھیں گلا پھوڑ دینا پڑا کر پانی اخراج دینا
کہ قرآن کی تفسیر دے دے۔ یعنی وہاں میں قرآن اس کے بعد پانی ٹا اور وہ وہیں
وہاں پہنچا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی کو انبیا و مژد کا حکم دے رہا ہے کہ انبیا
امام نے ان دو قرآنیات کی تکذیب کی کہ دریا میں خشک راستہ نکال دینا اور پھر پانی
کو پار کرنے کے بعد بھی نہر کا رکن اگر اللہ تبارک نے مومن علیہ السلام کو اس کی قدرت
نہیں دی تھی تو ان کے لیے حکم نہیں کیوں فرمایا۔ تو کہتا ہے نزدیک قرآن حکیم کے
یہ دو شکر ہوئے۔

وہاں پہنچا کہ اب اگر اپنے امام انبیا علیہ دہلوی کی بات پر ایمان نہ تھے تو قرآن
کریم پر مہربان ہے۔ رب العظیم سے شرف توڑتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے رشتہ قطع ہو جائے۔ لہذا اس دہلوی ہی سے تعلق توڑو۔ اور اس مصنف کے
فریب میں نہ آؤ یہ سخت چھوٹا ہے اس دہلوی کو اسکی درجہ کا مستحق انبیا علیہم السلام
کہتا ہے۔ اگرچہ اہل انصاف اور اصحابِ فہم کے لیے تو یہ منصب امامت کی وجہ تشریف
لائی جس میں کہیں دینی پیش قدم کے لیے ایسی اور بھی چند عبادات کا پیش کرنا ضروری ہے۔
تو ہم اسی امام کو ایسے اہل دہلوی کی اور دیگر تصنیفات سے کچھ روشنی ڈالیں۔ چھٹے۔
تقریرتہ الامان کے صفحہ پہلے۔

جس کا نام محمد یا علی ہے تو کسی چیز کا نام نہیں۔

صفحہ پہلے۔

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

صفحہ پہلے۔

سبیا ہر قوم کا پروردہ اور جانوں کا زئید اور اس معنی کو ہر تفسیر انبی اُمت کا
مرد ہے۔

صفحہ پہلے۔

سبیا نبی اور اولیاء اس کے دو درجہ ایک دہنا چہرے بھی کہتا ہے۔

صفحہ پہلے۔

ہر مومن پر چارہوا چہرہ اللہ کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

صفحہ پہلے۔

ان باتوں میں بھی سب بندے ہوئے ہوں یا چھوٹے سب کیساں بے خبر ہیں

اور نادان۔

صفحہ پہلے۔

اولیاء اور انبیا امام زادہ پر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب
انسان ہیں جس اور بندے عاجز اور ہمارے عیانی مگر ان کو اللہ نے بڑی دی ہے۔ وہ
بڑے عیانی ہوئے۔

مستحق ہے۔

ان کا دل میں سب بندے جسے اور چھوٹے برابر ہیں، عاجز اور بے اختیار
مستحق ہے۔

اس کے صاحبزادے ان کا قریب حال ہے کہ جب کوئی حکم فرماتا ہے، وہ سب رعب
میں اگر بے حال ہو جاتے ہیں۔

مراۃ مستقیم کے متن پر (فارسی میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے)۔

مذاہب میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جا، اگرچہ بنیادین
مکب بول گئے ہی درجوں اپنے بیل اور گھسے کے تصور میں دُوب جانے سے
بے قرعہ ہے۔

اس امام الیوم پر دہلی کی یہ درش مبارک بلور نمونہ کے چٹائی میں حضرت
انبیاء علیہم السلام کو اس نے دُور نا چڑھنے کے لیے چارستے زیادہ ذلیل، بے کمر، ناخن بڑے
بھائی، عاجز، بے اختیار، بے خاص ان کی طرف خیال لے جانا، بیل اور گھسے کے
تصور میں دُوب جانے سے بدرجہا بدتر، ان کی سرداری کو مثل چھوڑی اور زمیندار کے
کھاد پر تکیا۔

آپ مصنف سے پوچھ کر لیا اس دہلی گستاخ دے اُوب کو اعلیٰ درجہ کا معتقد
ایضاً کہتے ہیں اور اس شخص شانی رسالت کرنے والے کو انبیاء کی اور ان کے علوم کی بڑی
عظمت کرنے والا کہتا ہے۔ اور اسی طرح اُس نافوتوی کو جو حضور علیہ السلام کی شہرت
کا شکر ہے، اور حضرت انبیاء کرام کی شان میں یہ سخت گستاخی دے اُوب اپنی کتابتے کہتے ہیں
رسائل خدیجہ لائق میں لکھتے ہیں۔

انبیاء اپنی اُستے کے گرد ہرستے میں کو علم ہی میں سازہرستے میں باقی رہا اُعلیٰ
میں ایسا اوقات بنانا کہ اُن کی مساوی ہو جاتے بلکہ برابر جاتے ہیں۔

لے۔۔۔ خدیجہ لائق ص ۱۰۰

مُشکِلُوا یہ ہیں اس مصنف کے وہ دہلی و نافوتوی اکابر جو شان انبیاء علیہم السلام
میں ایسے سخت گستاخ دے اُوب ہیں، اور فضائل سید انبیاء علیہم السلام کی طرف سے اُن کے
گستاخانے والے ان کو مغربی و کذاب مصنف امتی درجہ کا معتقد انبیاء بلکہ کرم مرید کہتے ہیں
اور اس سے اور کلام کو رعب دیتا ہے، اور ہر اس کو دیر دہلی و دیگر کرامت قلب کی طرف
نسبت کر کے کہتا ہے کہ انہیں ان کی سات اُستے سے نہ دیکھا ہوگا۔

وہاں جو اُشانی انبیاء علیہم السلام میں ان گنت خوں گایوں کو اُعلیٰ حضرت کی سات
اُستے میں ہی کیا بلکہ سارے خلعت اور ان میں سب سالین، بھائی و بھین کی لے نہ دیکھا
ہوگا اُس وقت ایسے گستاخ دے اُوب تو واجب القتل ہرستے تھے، اور ایسی بپاکی
کن میں تو دریا بڑو گوی جاتی تھیں۔

پھر مصنف ان علوم لازمہ نبوت کے سلاسل کو ختم کر کے میرا صل مصحف کی طرف
ترجیح کرتا ہے اور یہ کہتا ہے۔

الماصل جبکہ علوم لازمہ نبوت بتماہم آپ کے واسطے حاصل ہیں اور اس
کی تصریح خود تھانوی ذکر فرماتا ہے، وہی قراب کوئی حقوق آپ کے درجہ
ملی کے قریب بھی پہنچ سکتی ہے، خود انبیاء علیہم السلام تو عین ہی نہیں کہتے
پر سبیکہ کوئی حقوق دیگر ہو کہ بتماہم علوم کا جانا غفوس آپ ہی کیا تہ
ہے۔

جواب۔ مصنف اس کا تھانوی جی ہی سے سوال کرتا کہ وہ خود علیہ السلام کے
ایسے سب میرا علم لازمہ نبوت کہ شہادت، امانت اور قبول مصنف یہ اُعلیٰ حضرت
کے ساتھ خاص تھی کہ خود انبیاء علیہم السلام ہی اس درجہ تک نہیں پہنچ سکے اور
کوئی حقوق ہی آپ کے درجہ ملی کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی تھی تو اسے تھانوی جی کا
جب حضرت کا ایک درجہ ملے غفوس و قاضی، خود تھانوی کا خیال تو قہر لے

لے۔۔۔ شبابِ ثاقب ص ۱۰۰

مستند کو اس درجہ خاص و ممتاز سے کیوں نیچے آگیا۔ اور مرتبہ ناقابلِ حرکت میں ملحق و مبصر کی شق سے کیوں زید و غریبی و جنون بھوان کو شریک کیا۔

لہذا اسے معصیت اس قضاوی کا مستند کو اس درجہ خاص و ممتاز سے نیچے آگیا
ی تو تنقیصِ شانِ رسالت ہے۔ اور مرتبہ ناقابلِ حرکت علم میں مطلق یعنی کی آڑ سے لگا
ایضا اور شریک کرنا ہی تو تعینِ علم نہی ہے اور ایضا رہی ایسے جراثیم نے مخلوق ہوں اور
ان میں ہی یعنی ایسے ہوں جو ناقابلِ ہوں تو یہ اور زبردست توہین و تنقیصِ رسالت
ہے اور توہینِ تنقیصِ شانِ رسالت قیاس سے نزدیک ہی گزرتی ہے۔ قواب و معصیت
احضرات کرنے کو قضاوی ہی نے فی الواقع توہین و تنقیصِ شانِ رسالت کی۔ اور مستند
کو ان کے درجہ مخصوص سے واقعی نیچے آگیا۔ اور ان کے مرتبہ ناقابلِ حرکت علم میں اور
مخلوق کو مستند شریک کیا۔ تو یہ قضاوی ان احمد کا شریک ہو کر یقیناً لازم و ملزوم ثابت ہو
گیا۔ تو مجرمہ عقلے اب تو قضاوی کا مکرر خدا معصیت کے کلام سے ثابت ہو گیا۔

حسین احمد نانڈوی کی مجنونا الحواسی

پھر معصیت نے یہ خود ہی احساس کیا کہ میں نے سات صفات اور نحوہ کی بے تحاشی
واقف میں سیاہ کر دیئے۔ اور عبارتِ زیر بحث کی ان سے کچھ معافی نہ ہو سکی۔ تو اس کی اب
یہ توجیہ پیش کرتا ہے۔

ان کی دھوکہ دہی پر نظر ڈالنے کے لئے گشتِ کس بات میں ہو رہی تھی اور بات کون
سی لائن تھی۔ گشتِ کس بات میں تھی کہ مستند علیہ السلام پر اطلاقِ لفظِ عالم الغیب
جائز ہے یا نہیں۔ مستند علیہ السلام کے علم اور مقدارِ علم میں تو بحث ہی نہیں
ہو رہی تھی آپ ابتدا سے لیکر آخر تک عبارت و کجیہ کو قضاوی اس میں
بحث کر رہے ہیں کہ اس لفظ کا ہونا آپ کی ذاتِ مقدسہ پر جائز نہیں ہے۔
اس میں تو یہاں گشتِ کس بات ہی نہیں کر رہے ہیں کہ آپ کو معصیت میں سے

ایسی چیز کا علم ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنے معنیات کا ہے غلطی! |
جواب۔ معصیت کی کوئی بات محبتِ عالم الغیب سے خالی نہیں ہوتی جب اس کو بہت
زیر بحث میں کوئی واقعی توجیہ نہ مل سکی تو اس نے یہ حرکتِ شرمناک کی کہ قضاوی ہی اس میں
میں مستند علیہ السلام کے علمِ غیب حاصل ہونے نہ ہونے میں بحث نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ
بحث اس بات میں ہے کہ مستند پر مطلقاً عالم الغیب کا اطلاق اور کیا جائز ہے یا نہیں ہے
معصیت کی حرکت ہے کہ قضاوی ہی اس عبارت میں مستند علیہ السلام کے علمِ غیب حاصل
ہونے ہی پر بحث کرتے ہیں۔ اطلاقِ عالم الغیب پر یہ بحث مرکز نہیں ہے اس کے
فیصلہ کے لیے ہم پہلے معصیت ہی کا ایک کوالہ پیش کر دیں وہ دیکھ جائے۔

جواب۔ جواب دہ ہو گا |
اور یہ جواب دہ ہو گا |
تو معصیت کے اس قول کی بنا پر پہلے تو ہم لفظِ ایمان سے سوال کو نقل کریں تاکہ
یہ ہم پر چلائے کہ اس میں کیا مستند علیہ السلام کے لیے حصولِ علمِ غیب کا سوال کر رہا ہے یا
الفاظِ لفظِ عالم الغیب کا۔ تو افسانہ سوال ہے۔

کیا فرماتے ہیں حامیانِ دین و نامہ ان شرحِ متین اس بارے میں کہ زیر بحث
ہے کہ علمِ غیب کی دو قسمیں ہیں۔ باطنیات اس سے کہ عالم الغیب خدا تعالیٰ کے
کے سوا کوئی نہیں دیکھتا۔ اور بواسطہ اس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عالم الغیب سے نزدیک ہے۔ مستند اہلِ حق و حقیقہ و دل کیسے ہے |
سوال ناظرین کے سامنے موجود ہے کہ اس زبیر کے اس عقیدہ کو درجہ انت کو ثابت
کہ تو یہ مسلم غیب کی دو قسمیں کر کے ذاتی مسلم غیب کو تو رسالے خدا
کے اور کسی کے لیے نہیں داتا۔ اور بواسطہ علمِ غیب کہ مستند علیہ السلام کے لیے حاصل

۱۔ شہاب ثاقب ص ۳۴۔ ۲۔ شہاب ثاقب ص ۳۴۔ ۳۔ شہاب ثاقب ص ۳۴۔

۴۔ مستند ایمان ص ۱۔

حالت جتنے تو سائل صاف صاف ذریعہ کے اس عقیدہ کو چھوڑنے اور یہ نہیں چڑھتا
کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کیا جائز ہے یا نہیں۔

مقامی صاحب الفار سے کہ چھوٹے کھٹے انسان میں کوئی لائیتل یا دلیرانہ قوتیں
نہیں، مگر وہ جواب دیتے لفظ عالم الغیب کے اطلاق کے جائز ہونے اور نہ ہونے کا
سائل اس کو دیا وقت یہ نہیں کرتا ہے۔ بلکہ سائل کو ذریعہ کے عقیدہ کو چھوڑنے تو مقامی
صاحب اسی عقیدہ ذریعہ کے متعلق تھکتے ہیں۔

آپ کی ذات مقدسہ پر لفظ غیب کا حکم کیا ہوا۔

دیکھو مقامی صاف حضور کے لیے حصول علم غیب میں بحث کرتا ہے یہ نہیں کہتا کہ
حضور کو علم غیب تو حاصل ہے مگر ان پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں۔

بلکہ کہتا ہے "اگر مجادل ذریعہ صریح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔"

دیکھو مقامی صاف بواسطہ علم غیب کے حضور کو حاصل ہونے کو چھوڑ کر ذریعہ
صریح نہیں داتا مگر صرف لفظ عالم الغیب کے مفاد دنیا بقا۔

اس کے بعد کہتا ہے کہ۔

اس غیب سے مراد میں غیب ہے یا کل غیب۔

ظاہر ہے کہ یہ تقسیم بحیثیت حصول علم غیب کے ہے نہ کہ بحیثیت اطلاق عالم الغیب
کے اس لیے کہ وہ کل غیب کے لیے آگے کہتا ہے۔

اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اسی طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج ذریعہ سے تو یہ
کا اطلاق مراد ملے لفظ سے ثابت ہے۔

تو مقامی نے اس میں حضور کے لیے کل غیب کے حصول ہی کو تو باطل کیا ہے
نہ کہ اطلاق عالم الغیب کو۔ اور بعض علم غیب کے لیے اسی طرح یوں کہتا ہے۔

مگر میں علوم غیب مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو
ذریعہ مگر نہ کہ ہر کسی ممکن بلکہ تین حیوانات دہا تک کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس میں مقامی صاحب نے بالکل صاف ہی کہہ دیا کہ حاصل ہے یعنی علم غیب

حاصل ہے تو بحث حصول علم غیب میں ہے نہ کہ اطلاق عالم الغیب میں۔ درحقیقت
جہاں کے حاصل ہے کے معنی "ہلکا جانا ہے" یا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ کس وقت میں ہے
حصولی تو دیکھو مقامی نے اس خطا الایمان کی ذریعہ بحث عبادت میں صاف
حصول علم غیب ہی کو طریقیہ بتایا اور اس کی ہر دو قسموں میں حصول علم غیب ہی کی نفی
تو مقامی اس عبادت میں حصول علم غیب ہی کی بحث کر رہا ہے۔ اب معفت کا اس
عبادت میں یہ تحریف نہ کہ مقامی صاحب اس میں اطلاق لفظ عالم الغیب کی بحث
کر رہے ہیں یہ مقامی کی حمایت اور دوستی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تائید کرنی
ہے۔ یعنی مقامی اس قدر جاہل کہ سائل کے سوال ہی کو نہ سمجھا کہ سائل کو ذریعہ کے عقیدہ
کو چھوڑتا ہے۔ اور مقامی صاحب لفظ عالم الغیب کے اطلاق کا جواب دیتے ہیں۔ تو
معتقد نے حمایت کے بعد کہ میں مقامی صاحب کی حسب تجویز کی اور لفظ الایمان
کی عبادت ذریعہ بحث کی یہ تو جیسے ہوئی یا تحریف ہوئی۔

اب یہ بھی دیکھا دیا جائے کہ معتقد نے اس ایک تحریف میں کیا کیا تقریقات کیے
اولاً۔۔۔ سوال عقیدہ کو سوال لفظ بتایا۔

ثانیاً۔۔۔ مخفی حکم کو تصریح حکم قرار دیا۔

ثالثاً۔۔۔ تفتیش مراد میں کو بحث لفظ مظهر دیا۔

رابعاً۔۔۔ اطلاق منشا کو تقسیم منشا بتایا۔

خامساً۔۔۔ دلیل اطلاق سے کو دلیل ممانعت لفظ بتایا۔

تو معتقد نے اس توہم کو بہت اچھل کر پیش کیا تو یہ تو جیسے توہمی نہیں بلکہ
مناہیت مفر تاں کہ تحریف ثابت ہوئی اور تحریف ہی ایسی کہ پانچ تحریفوں کا مجموعہ قرار دیا
معتقد نے یہ ٹوکہ کی منت کو نازہ کر دیا۔

پھر معتقد نے جب یہ دیکھا کہ عبادت منشا الایمان میں تحریف کونے پر بھی اس
کا نذرہ اٹھایا تو اس نے لفظ ایسا پر اس طرح گفتگو شروع کی۔

ٹائٹل جی ہٹائی بے بی میں یا داگو تیاں

حضرت مولانا عبادت میں لفظ ایسا درج ہے ہیں اگر لفظ ایسا جہاں تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوگا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا یعنی جہالت نہیں تو لفظ ایسا ہے اور اس سے بھی بڑی نظر کریں تو لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے۔

جواب :- مصنف نے اس میں دو باتیں کہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت حضرت عبادت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے تو عبارت حضرت عبادت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کا جیسا علم ہے اس کی مثل علم غیب قویہ و عجز کو کہہ رہے اور باقی کو کہہ قائم جانوں اور چہ پاؤں کے لیے ہیں حاصل ہے۔ تو اگر اس عبارت میں عبادت میں حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر بچوں، پاگلوں، جاغیروں، چہ پاؤں کے علوی سے تشبیہ دے رہا ہے تو مصنف کے نزدیک حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر بچوں سے تشبیہ دینے میں نہ قرین لازم آئے۔ نہ عبادت پر ہم کو نظر ہو سکے۔ تو زیر بحث عبارت حضرت عبادت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کے لیے یہ مندرجی ہے کہ لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنا جائے اور اس کے معنی مثل مانتہ کے ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت حضرت عبادت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنا درج ہے اور اگر ایسا کہنے اس قدر اور اتنا کہ مراد میں تو عبارت حضرت عبادت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کا جیسا علم ہے۔ اتنا یا اس قدر علم غیب قویہ و عجز کو کہہ رہے اور باقی کو کہہ قائم جانوں اور چہ پاؤں کے لیے حاصل ہے۔ تو اگر اس عبارت عبادت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کے علم شریف کو زید و عمر بچوں، پاگلوں، جاغیروں

۱۔ شبہات ثانیہ ص ۱۱۶۔

چہ پاؤں کے علوی کے برابر کر دیا۔ تو مصنف کے نزدیک اس حدیث میں قرین لازم آجائے گی اور عبادت میں صاحب پر ہم کو نظر ہو سکے۔ تو لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کا جیسا علم ہے اس کی مثل علم غیب قویہ و عجز کو کہہ رہے اور باقی کو کہہ قائم جانوں اور چہ پاؤں کے لیے ہیں حاصل ہے۔ تو اگر اس عبارت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کے لیے یہ مندرجی ہے کہ لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنا جائے اور اس کے معنی مثل مانتہ کے ہوں۔

۲۔ لفظ مصنف کے نزدیک زیر بحث عبارت حضرت عبادت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کے لیے یہ مندرجی ہے کہ لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنا جائے اور اس کے معنی مثل مانتہ کے ہوں۔ اور اگر لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کا جیسا علم ہے اس کی مثل علم غیب قویہ و عجز کو کہہ رہے اور باقی کو کہہ قائم جانوں اور چہ پاؤں کے لیے ہیں حاصل ہے۔ تو اگر اس عبارت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کے لیے یہ مندرجی ہے کہ لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنا جائے اور اس کے معنی مثل مانتہ کے ہوں۔

۳۔ لفظ مصنف کے نزدیک زیر بحث عبارت حضرت عبادت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کا جیسا علم ہے اس کی مثل علم غیب قویہ و عجز کو کہہ رہے اور باقی کو کہہ قائم جانوں اور چہ پاؤں کے لیے ہیں حاصل ہے۔ تو اگر اس عبارت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کے لیے یہ مندرجی ہے کہ لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنا جائے اور اس کے معنی مثل مانتہ کے ہوں۔

عبادت کے دو سر کمال صفائی کی تحقیق

۱۔ واضح ہو کہ ایسا لفظ لفظ مانتہ اور مثل ہی کے معنی میں مشکل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنا کہ مراد میں تو عبارت حضرت عبادت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کا جیسا علم ہے۔ اتنا یا اس قدر علم غیب قویہ و عجز کو کہہ رہے اور باقی کو کہہ قائم جانوں اور چہ پاؤں کے لیے حاصل ہے۔ تو اگر اس عبارت میں لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنے کے لیے یہ مندرجی ہے کہ لفظ ایسا کو کرشمہ پر کاہنا جائے اور اس کے معنی مثل مانتہ کے ہوں۔

[illegible]

مقتانوی کے دونوں کھل تاویلا فاسد کے بھتویریں

مسئلہ اول: ان دونوں درجہ کی اور مصنف شبابِ ثانی کا استقامت و کجیور
 اولاً: مصنف کہتا ہے۔ حیاتِ فقہِ اسلامیہ میں فقہاء کو تشبیہ بیضی شکل و دائرہ
 ہے (یعنی اتحاد کے مرکز میں) اور بیضی کہتا ہے اس میں فقہاء کے مرکز کو تقسیم نہیں بلکہ
 بیضی اس قدر اور اتنا کہ ہے
 ثانیاً: مصنف کہتا ہے کہ فقہاء کو اس میں بیضی اتحاد کے لیے جاتے کا قیام و حیات
 میں قریب کتاب رسالت ہوگی۔ وہ بیضی کہتا ہے اگر فقہاء کو بیضی اتحاد کے لیے جاتے کا
 قیام و حیات میں ہر مرکز قریب قریب کتاب رسالت ہوگی۔

ثالثاً :- مصنف کہتا ہے کہ حضور کے مکرر مذہبوں کے ملوں سے تشبیہ دینا کفر نہیں
 ورنہ یہ کہتا ہے کہ حضور کے مکرر مذہبوں کے ملوں سے تشبیہ دینا کفر ہے۔
 رابعاً :- مصنف کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کوہینے اتنا کہ کہتا ہے وہ علم ہندی کو بچوں
 گلوں جادوؤں کے ملوں کی برابر مان کر کافر ہو گیا، درہنگی کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کہتا
 ہے اتنا کہ کہتا ہے وہ علم ہندی کو بچوں پاگوں جادوؤں کی برابر مان کر کافر نہیں ہوا۔
 خامساً :- مصنف کہتا ہے کہ متنازی صاحب نے لیتا بیٹے قتل کے کاتشیر خدادے
 کو بھانپے تو کافر نہیں، درہنگی کہتا ہے کہ متنازی صاحب نے اگرایا کوہینے قتل کر
 تشبیہ خدادے کر کافر تو دینا کافر ہو گئے۔
 سادساً :- مصنف کہتا ہے متنازی صاحب نے ایسا کوہینے اتنا غار دیا ہے کافر
 ہو گئے، درہنگی کہتا ہے متنازی صاحب نے ایسا کوہینے اتنا کہ کافر تو کافر
 نہیں ہوئے۔
 سابعاً :- مصنف کہتا ہے کہ ہدایت مفلک ایان میں ایسا کہتا ہے اتنا اور اس قدر میں عقین
 عین جاہل ہے، درہنگی کہتا ہے کہ اس میں مفلک ایان کہتا ہے اتنا کہ کہتا ہے، تو ہرگز جاہل
 عین نہیں۔
 ثامناً :- درہنگی کہتا ہے کہ ہدایت مفلک ایان میں ایسا کہتا ہے اتنا اور اس قدر میں عقین
 عین جاہل ہے، درہنگی کہتا ہے کہ اس میں مفلک ایان کہتا ہے اتنا کہ کہتا ہے، تو ہرگز جاہل
 عین نہیں۔
 تاسعاً :- درہنگی کہتا ہے کہ ہدایت مفلک ایان میں ایسا کہتا ہے اتنا اور اس قدر میں عقین
 عین جاہل ہے، درہنگی کہتا ہے کہ اس میں مفلک ایان کہتا ہے اتنا کہ کہتا ہے، تو ہرگز جاہل
 عین نہیں۔
 عاشراً :- درہنگی کہتا ہے کہ ہدایت مفلک ایان میں ایسا کہتا ہے اتنا اور اس قدر میں عقین
 عین جاہل ہے، درہنگی کہتا ہے کہ اس میں مفلک ایان کہتا ہے اتنا کہ کہتا ہے، تو ہرگز جاہل
 عین نہیں۔
 حاشیہ :- درہنگی کہتا ہے کہ ہدایت مفلک ایان میں ایسا کہتا ہے اتنا اور اس قدر میں عقین
 عین جاہل ہے، درہنگی کہتا ہے کہ اس میں مفلک ایان کہتا ہے اتنا کہ کہتا ہے، تو ہرگز جاہل
 عین نہیں۔

○— کون کن پر ہے اور کون باطل پر ہے؟

○— کس کی بات صحیح ہے؟ اور کس کی غلط ہے؟

دیوبندی گورکھ دہندہ یعنی دماغی گشتی

یہ دیوبندی گورکھ دہندہ ہے۔ اور دماغی گشتی ہے۔

میں سب مصنف ہی سے دریافت کروں کہ اس دیوبندی گورکھ دہندہ اور دماغی گشتی کو آپ ہی بھلائیے کہ آپ اور دماغی صاحب کی مختصر باتوں مختلف مرادوں۔ متقابل ہوں۔ مخالفت تو میری میں کس کی بات صحیح ہے اور کس کی غلط ہے کس کی مراد درست ہے اور کس کی نادرست اور کس کو کام حق ہے اور کس کو باطل ہے اور کس کی بات صحیح ہے اور کس کی جبری ہے۔ اور تم میں ہر ایک نے دوسرے کی بنیادیں دھنچکی ہیں کہ تم میں کون جابل ہے اور کون غیر جابل اور کون لافریض ہے اور کون غیر لافریض ہے۔ گئی تم میں جابل دیوبندی قوم۔ یہ دیکھا آپ کے قدوں پر اگر غور ہے۔ یا دماغی کے چرلے تھے۔ آپ کا تابش کو سے یا دماغی کی پیروی کو سے۔ اور مجھ آپ کے قول کو جی جانے اور دماغی کی بات کو باطل ماننے یا دماغی کے قول کو صحیح جانے اور آپ کے قول کو غلط جانے۔ نیز آپ کے فکر کی بنا پر دماغی ہی کو آپ جابل مفسر اور لافریض مقرر ملے۔ یا دماغی ہی کے فکر کی بنا پر آپ کو غلط گورکھ لافریض قرار دیا جائے۔ اور قابل عمل آپ کا حکم ہے۔ یا دماغی کا حکم۔ اور اگر دیوبندی قوم اس ارجح اور گشتی کو تسلیم نہ کرے۔ تو دونوں کے اقوال کو مان لے۔ اور دونوں میں سے کسی کے حکم کو مسترد نہ کرے۔ یعنی دونوں کو جابل غلط گورکھ لافریض مقرر ملے اور دونوں کے اقوال کو غلط و باطل جانے۔ دہن ان میں سے جس ایک کے قول کو مانے گی دوسرے کے حکم سے لافریض ہو جائے گی تو ایک کے اتباع میں خود لافریض ہو جائے گی اور ان میں سے کسی کو مانے گی تو اس کو گزیرے خود تو جی جانے گی۔

اب باقی رہے متافوی جی قرآن میں نے غلط ایمان کی عبارت میں اگر غلط ایمان کو احتیاد اس قدر کے معنی میں استعمال کیا تو متافوی جی مصنف کے حکم سے مفسر جابل اور

لافریض تو میں کہنے شان رسالت شایع ہوئے اور اگر متافوی جی نے غلط ایمان سے کل تفسیر پڑا دیا ہے تو متافوی جی اپنے دلیل دماغی جی کے حکم سے لافریض تو میں کہنے شان رسالت قرار پائے۔ پھر اسے متافوی کے تفسیر ہی میں جب کفر ہے تو وہ کفر ہے کیے جازم سکتا ہے یہ دونوں پہلار محتاج ہیں کہ اس کو گزیرے۔ چنانچہ کے لیے میدان میں ترے تھے اگر شنگ ہمارا نہیں نے بھی متافوی جی کو لافریض تو میں کہنے شان رسالت قرار دے ہی ڈالا۔

مسئلہ نو! یہ مصنف متافوی جی کو گزیرے چنانچہ کی فکر میں غلط ایمان کی تفسیر اور معنی مراد کے واسطے ہوا تھا نتیجہ پر آمد ہوا متافوی کو گزیرے چکا سنا۔ نہ خود اپنے آپ کو گزیرے سے چکا سنا۔ پھر مصنف نے تفسیر کی مثالوں میں ایک صفحہ سے دائر لکھ دیا اور مثالوں میں ایک اپنی بے اولی و گشتار طبیعت کی بنا پر یہ مثال تفسیر پر بھی لکھ دی۔

ٹانڈوی کی شان رسالت میں گشتی

دیکھے ہادی قضا لا فرما کہے قل انما اتنا بشر وعلیٰ ہرکما یتکلمون
 اے۔ یعنی گفتار کو خطاب کر کے کہہ دو کہ جو اس بیت کو میں تم یہاں بشر ہوں
 مجھ پر وحی کی جاتی ہے اب دیکھو کہ گفتار جن کی محاسنت کا مزمع اعتبار
 قرآن میں آیا ہے۔ ان کی محاسنت ظاہر کی جاتی ہے مجھ پر کہ یہ محاسنت
 غلط بشریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی فرض و تعلق نہیں
 ہے اس لیے کہ ان اوصاف نہ ہر کا چندہ طول کے بعد ہے لیکن ہر مبر
 غیر من بشریت خلق کیا گیا۔

جو اب یہ مصنف شان رسالت میں گشتی میں دے اور یہاں کہتے کہتا بھی دل نہیں ہوا اسی بنا پر آجہ انما اتنا بشر وعلیٰ ہرکما یتکلمون کے یہ پاک استدلال کر ڈالا

کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاشرت کتنا سے فقو بشریت میں تاملہری جاری رہے اور ہر تحقیق نفسی بشریت کے مثل کہا گیا ہے کیا اس ہے ادب مصنف کریم خبر نہیں ہے کہ برکات برادر قاضی اپنی طرف نسبت کیے جاتے ہیں ان کو سب سے بزرگ جیسے کہ ان سے استدلال کرنا کسی جہ ادب و شرف و دانش کو کام ہو جائے بشقہ آپ کے یہی اکابر برادر قاضی تھے ہیں اسحق شہید احمد اسحق شریف شلیل احمد العبد المذنب خلیفہ قائم اب کیا کسی کریم حق حاصل ہے کہ ان کے کلمات کو سند بنا کر یہ استدلال کرے کہ شہید احمد سب سے زیادہ حقیر ہے اسحق شریف بھی بڑا حقیر آدمی ہے اور شلیل احمد تو سب لوگوں سے زیادہ حقیر ہے اور محمد قائم بھی بڑا حقیر بندہ ہے ہر یہ لوگ ہر تحقیق نفسی مسخرات کے کوئی چارہ دینے و حقیروں کے مثل ہیں اور جو کچھ اسحق شریف تھے ہیں تو یہی چارہ حقیر سے زیادہ حقیر ثابت ہوئے تو مصنف کیا اس کے استدلال سے انحراف تو نہیں ہوگا مجزوء تاغریض ہوگا جو کہ مستند مصنف اپنے اکابر کے لیے ایسے استدلال سے قوت غرض برتا رہے اور آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت علیہ وسلم کے کلمات قاضی سے یہ ناپاک غلو استدلال کر کے اپنے آپ کو اور کفار کو ان کا مثل ثابت کرتا ہے۔

جابل مصنف کی پیش کردہ آیت اکابرین اُمت کی نظر میں

اس نے پہلے اس آیت کریمہ کی تفسیر دی و پھر لی جہتی تفسیر خاندن و تفسیر عالم انزلی میں ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ قَالُوا ابْنِ
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

۱۔ تفسیر خاندن و عالم انزلی مصری ص ۲۴۰۔

ان کفار سے ثابت ہو گیا کہ اس آیت کریمہ میں حضور علیہ السلام کو قراضی کی تعلیم دیا گیا ہے۔ تو یہ حضور کے کلمات قراضی ہوئے۔ لہذا یہ کفار ع مست کلمات قراضی کے استدلال کر کے دلیل علیہ السلام سے اپنی عداوت کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر اس کی ان کفار تک رسائی نہیں تھی اور عربی زبان سمجھنے کی قابلیت نہیں تھی تو فارسی زبان کی کلام انبیاء پر بھی لکھ لیا ہوتا۔

از جانب جہت مجزوء سے انکسار سے
واقف رہے و مگر علمائے کرام و کرام
انما انما بشارت شکر و اندک ان پروردگار
بنیاد کردار و دلایم و شکر و بزم و
انما انما بنیاد بزم و بزم و بزم و
تو حق نامہ خوام و بزم و بزم و بزم و
خوام و بزم و بزم و بزم و بزم و
بزم و بزم و بزم و بزم و بزم و
راہ خوام و بزم و بزم و بزم و
در آید و بزم و بزم و بزم و بزم و
درو و بزم و بزم و بزم و بزم و
از منشا و بزم و بزم و بزم و بزم و
عقلیہ۔

۲۔ دارالانوار مصری ص ۲۴۰۔

کرتے دلوں کا غائب ہونا اور یہ بتا دیا کہ ادب قرآنی آیات و احادیث میں حکمت
پہنچتے ہیں اور مترادف پر دیتے ہیں کسی طرح کی دولت و دستہ دل نہیں کرتے اور ہمارے
مکتب حاجیل ان سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں انہیں مخالفت کرتے ہیں اور اس کے دل کے
شرکت تلاش کرتے ہیں اور یہی مقام، صحیحے لغزش اور ضرر کا ہے۔

قرآن مصنف کے لیے ادب و مال ہونے پر حضرت یحییٰ نے زبیری کو دی کہ یہ
اسی کو ضرر دینا کہ مال کاوش ثابت کر دیا ہے، اگر اس مصنف میں ادب کا کوئی جز بھی
ہوتا اور ایمان کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو ہرگز ہرگز صد سے مخالفت اور ہمارے کا دعوے نہ
کرنا مصنف اتنا غور کرتا کہ عزت سے بچے مگر تہ صمیمیت کا ہے قرآن عزت انبیاء علیہم
السلام سے مخالفت کا دعویٰ کر سکتے تھے تو ہمارے کام کرتے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم جمعین کا ایمان افروز بیان

صحابہ کرام تو خود یہ فرماتے ہیں۔

سنا مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس سے ثابت ہو گیا کہ حضرت صحابہ کرام اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
علیہ وسلم کا مثل نہیں جانتے تھے اور یہ حضرات یہ کیسے جانتے کہ انہوں نے خود حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نہایت سے یہ سنا تھا۔

ایحکم مثلی (دفع روایت)

نہ میں کون سا میری مثل ہے۔

نہ میری روایت میں ہے، یہ میں
مندی مثل نہیں ہوں۔

لے یہ شرح شریف علی النہای صریحاً ہے۔ لے یہ ہماری شریف جہانی ہے (امستلا)۔

اس کتاب مصنف کردہ تو عزت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فرمان غور کیا
نہ ہماری شریف کی احادیث غور کریں کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان حاصل کیا نہ
نہ کر دیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ میں قبہاری مثل میں ہوں اور تم میں کون سا میری
مثل ہے۔ یہ مصنف اگر حق پر ہوتا اور مبالغہ و اصرار پر ایمان لانا تو ہرگز ایسی عزت
کو اس مصنف کی غرض نہ تھا حدیث کی عظمت اور اقرار صحابہ کرام کی عزت ہوتی تو ہرگز
اسی مخالفت نہ ہوتی۔

لیکن مصنف نے قرآن بزرگوں کی سنت کو زندہ کیا ہے اور اپنے پیشواؤں کا
انتہا کیا ہے بلکہ قرآن کریم نے نقل فرمایا ہے۔

فَقَالُوا الْمَلَأَ اَنْفُكَ نَفَرًا

میں تو میری مانتا تھا، اے خدا

بِقُدْرَتِهِ وَظَنَّا اَنْفُكَ

قَالُوا اَمَّا اَشْتَمُ اَلَا نَشْكُرُ

بِقُدْرَتِهِ

ان آیات سے ظاہر ہو گیا کہ عزت انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل پر کرنا کفار کا قول
ہے کہ وہ انبیاء کو اپنی مثل پر کرنا کرتے تھے مصنف نے بھی انہیں اپنے بزرگ کفار کی سنت
کو زندہ کیا ہے اور خود صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کی مخالفت ثابت کر کے بظاہر امتحان
کو ظاہر کر دیا کہ اپنے بزرگ کفار کے قول پر اور شک ہے۔ تو جب یہ مصنف کفار کا
شیعہ ہے۔ ان کے قول پر ایمان لانا ہے تو ہر اس کو کوئی حدیث فائدہ پہنچا سکتی ہے۔
وہ اقرار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مانے ہو سکتے ہیں۔ پھر مصنف انہیں تشبیہ کی
شائوں میں ایک مثال پیش کر کے حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بیان
کرتا ہے۔

لے یہ سورہ مجید ۴۴-۴۵ لے یہ سورہ یونس ۱۰۱-۱۰۲

حضرت امام الزینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ایسا ہی کا ایمان جبریل میرا ایمان مثل جبریل کے ایمان کے ہے اور بعض تسلسل میں کا ایمان الانبیاء مثل انبیاء کے ایمان کے ہے۔ فرمایا گیا۔ جو کہ امام زینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فعلی ایمان میں تشبیہ دی اس لیے علیہ السلام سے اس کو کم کی تصدیق کی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حدیث امام حضرت امام علیہ السلام نے احادیث کو جبریل علیہ السلام اور انبیاء کے برابر رکھ کر فعلی ایمان سب مومنین میں موجود ہے۔ اگرچہ ایمان انبیاء اور رسول ملائکہ کا نہایت قوی ہوا اور ہمارا ایمان نہایت ضعیف فقہاء

جو جواب :- معصیت کا ایک قریب یہ ہے کہ جس عبادت کو نقل کرتا ہے تو یہ نہیں ظاہر کرتا کہ کس کتب میں ہے اور اس میں اس کا قریب یہ ہوتا ہے کہ اگر کتب کا نام نکھ دیا تو عبادت کی نہایت بڑی جاسے گی اور وہ چھری سب پر ظاہر ہوجائے گی تو اس بناء پر کہ سب کا نام ہی نہیں نکھتا۔ اسی قول امام کا مال لینے کو وہ خود اجماعی گفتگو ہے کہ حضرت امام الزینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے۔ اب یہ ذکر نہیں کہ کس کتب میں منقول ہے اور کون ناقل ہے۔ پھر کہنے وہ فرماتے ہیں ایسا ہی کا ایمان جبریل میرا ایمان مثل جبریل کے ایمان کے ہے۔ اس روایت کی تلاش کی گئی تو حضرت امام علیہ السلام صاحب کی فتہ الکبریٰ شرح جو حضرت علیہ السلام قاری علیہ الرحمۃ نے کی ہے میں یہ روایت بعیدہ مجہول ہے اور اس میں اسے الفاظ اور زائد ہیں۔ شرح فتہ الکبریٰ میں ہے۔

روى عن ابي حنيفة رحمه الله قال ايمانى كما يمان جبرائيل عليه السلام بل يقول بامن بعدا امن بجان جبريل عليه السلام ولا يقول مثل ايمان جبريل عليه السلام والصلاة والسلام

ملہ :- شبہات کتاب معتبر :- شرح فتہ الکبریٰ ص ۱۳۵ :-

اس عبارت سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ اس کو روئے کے صیغہ کے ساتھ ذکر کیا جو معصیت و روایت پر دلالت کرتا ہے۔ خود سری بات یہ کلی کہ معصیت کے متعلق الفاظ سے اسے الفاظ اور زائد ہیں و لا یقول مثل ايمان جبريل عليه السلام بل یؤمن بجان جبريل عليه السلام کے ہے معصیت نے ان الفاظ کو کیوں نقل نہیں کیا یہ کسی شرتاک خیانت ہے پھر معصیت نے جو ترجمہ کیا ہے اس کی مخالفت حضرت امام ان الفاظ میں غور فرما رہے ہیں۔ اسی وجہ سے معصیت نے ان الفاظ کو نقل نہیں کیا۔ یہ کسی صورت خیانت ہے۔ ملاوہ میں ملاوہ شامی غاصر سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔

قال ابو حنيفة اكد ان يقول
الرجل ايماني كما يمان جبريل
ولكن يقول بامن بعدا امن
بعدا جبريل (عليه السلام)
ان ايمان جبريل عليه السلام ايمان الله

تو حضرت امام زینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت اس کے خلاف ہے اور یہ زیادہ قوی ہے کہ اگر کوئی روئے کے صیغہ سے شروع کرتا ہے کیا ضرورت اس کی تا یہ کہ حضرت امام زینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے۔

قال محمد رحمه الله اكد
ان يقول ايماني كما يمان جبرائيل
عليه السلام بل يقول بامن
بعدا امن بجان جبريل عليه السلام
ان ايمان جبريل عليه السلام ايمان الله

قراب نہایت ہو گیا کہ غالباً امام صاحب کی صحیح روایت یہی ہے کہ جس کی تا یہ بھی موجود

ملہ :- رد المحتار ص ۲۵ ص ۳۵ :- شرح فتہ الکبریٰ ص ۱۳۵ :-

ہئے اور مصنف نے اس روایت کو نقل کیا یا تو وہ صحیح روایت ہی نہیں ہے اور ہے
قرضیت ہے مگر مصنف نے اس میں بھی یہ ضابطہ کیا کہ پروری روایت کو نقل ہی نہیں
کیا اور جو کلمات اس کے مقدمہ کے خلاف تھے ان کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مصنف نے
اس کا اصل نسخہ نسخوں میں لکھایا اور انبیاء فرمایا۔ (یعنی میرا ایمان) مثل انبیاء کے ایمان کے
نہتے۔ اس میں مصنف کا فریب ہے کہ در قرآن میں بعض نسخوں کا ذکر ہے ذیہ بیان ہے
کہ اس کو کس نے نقل کیا۔ اس کو ایسی حرکت کرتے ہوئے شرم نہیں آتی جب کہ لوگوں تک
رسائی نہیں جاتی کہ مصنف نے کیا کلام شوق تھا۔ جس سے اس کو بہت تھک چکیا مگر اس کا نام
صاحب لاقول ہر نام ہی ثابت نہیں۔ کیونکہ اس کے خلاف اقوال ملتے ہیں۔

مطالعہ قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں

نحن نعلم قطعاً ان ایمان
أعداداً لا تملک لیس کا ایمان الہی
صلی اللہ علیہ وسلم
ولا کا ایمان الہی بکیر الصدیق
وہی اللہ عنہ باعتبار ہذا
التعقید و ہذا عین ما وردت
ایمان الہی بکیر الصدیق وہی
اللہ یا ایمان جمیع المومنین
لجميع ایمانہ

ہم یقین کیا کرتے ہیں کہ ایمان کے لیے ایک
الذات است کا ایمان علی بن ابی طالب علیہ السلام
کے ایمان کے نہیں ہے اور ابو بکر صلی
وہی اللہ عنہ کے ایمان کے مثل اس
تحقیق کی بنا پر اور یہی وہ بات ہے
جو وارد ہوئی ہے کہ اگر تمام مومنین
کے ایمان کے متعلق ابو بکر صلی
وہی اللہ عنہ کے ایمان کو قیاس کرتے تو
ان کا ایمان راجع ہوگا۔

نیز یہی علامہ علی قاری اسی شرح فقہ اکبر میں صاف تحریر کرتے ہیں۔

لا یجوز ان یقول احد ایمان

ملہ۔ شرح فقہ اکبر ص ۱۰

کا ایمان الا نبیاء علیہم السلام
بل ولا یثبت فی قول ابو یحییٰ
کا ایمان الہی بکیر و محمد
وہی اللہ عنہما و امثالہما۔

انبیاء علیہم السلام کے ایمان کے لئے
بلکہ یہ کہنا بھی مناسب نہیں کہ میرا
ایمان مثل انہما اور عرض اللہ تعالیٰ
اور بزرگوں کے ایمان کے لئے۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ کسی شخص کو یہ کہنا جائز ہی نہیں ہے کہ میرا ایمان مثل
انبیاء کے ایمان کے لئے۔ لہذا اگر مصنف کا پیش کردہ قول واقعی امام صاحب لاقول ہوا
تو ان عقیدوں کی یہ حرکت نہیں تھی کہ اپنے امام کے قول کے خلاف کہہ دیں اور اپنے
امام کو ناجائز فعل کا مرتکب بنائیں تو اس کو قول امام یا مصنف کا حضرت امام اعظم پر
افترار ہے۔ پھر مصنف کا اس کے بعد یہ کہنا قبل غلامی اس کلام کی تصدیق کی ہے۔ بلکہ
نکلام سے مراد وہی روایت ہے ہوں گے کہ وہی حضرات انبیاء علیہم السلام سے مخالفت
کے داعی ہیں۔ اور ان سے امتیاز کو اعمال میں جیسا ہوا مانتے ہیں تو ایمان میں بھی امتیاز
کو انبیاء کی مثل ثابت کرتے ہوئے علماء اہلسنت کی تصریحات آپ دیکھ لیں کہ وہ امت اور
انبیاء کے ایمان کی مخالفت کو ناجائز قرار دیتے ہیں تو وہ اس کلام کی تصدیق کس طرح کر سکتے
ہیں۔ مصنف کا یہ قیاس دعویٰ پر مبنی ہے کہ اس کتاب مصنف کے افترار سے کوئی
نسخہ کے لئے تھی کہ اس نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی پر افترار کر دیا۔

پھر مصنف تشبیہ کی مثال کو شتم کرنے دوبارہ اصل عبارت منقطع ایمان کی طرف
وڑتا ہے۔ اور اس میں یہ قیاس پیش کرتا ہے کہ تشبیہ فقط معنی میں ہے اس کو بیان
کہتا ہے۔

الحاصل نفس بمعنی سب کے علم اس قدر پر تحقیق ہوگی۔ ان اگر تمام
غیوب مراد ہوں تو البتہ یمن غیب آپ کے علم میں تحقیق نہ ہوگا پس وہ تشبیہ
فقط یہی صفت ہے۔ دوسری معنی میں دیکھئے اعلیٰ عبارت منقطع ایمان کا یہی

ملہ۔ از شرح فقہ اکبر ص ۱۰

گفتگو پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ شرع کو کسی دینی امر یا بات کا علم ہوتا ہے ہرگز اس کے متعلق سے عقلی ہے اور اپنی نفس بعین منیہات کا علم اس میں ہوگا اس سے کوئی شق نہیں کہ خدا اس کی حقیر طریقت اس میں کیا ہے اور نہ رسول میں کیا۔ اور ایسا ہے اشارہ فنی بعین کی طرف ہے وہ بعین ہرگز نہ انہیں جو رسولی منزل علیہ السلام کو حاصل ہے۔ حریف سیاق و سباق دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعینیت میں تشبیہ ہے مقدار بعینیت میں بعینیت۔

جواب :- بقول معصفت کے ہی جس کو اسے درجہ حرارت دانی کا سلیقہ حاصل ہو گا وہ اس کی جہالت کو نہیں دیکھ کر کف افسوس طے نہ کر معصفت تشبیہ کو بھی نہیں جانتا اور وہ تشبیہ و تمثیل ہے اور وہ تشبیہ کو بھی نہیں پہچانتا۔ ہم ناظرین کے لیے غفلان یا کی اصل عبارت کو یہاں نقل کریں تاکہ ہر ایک کو سمجھنے میں آسانی ہو عبارت یہ ہے۔
 آپ کی ذات معصفت پر علم غیب کا علم کیا جانے اگر انہوں نے مزید جو تو دریافت طلب ہے اور ہے کہ اس غیب سے غلو بعین غیب ہے یا کہ غیب اگر بعین علم غیب ہے غلو بعین غیب کی کیا تعریف ہے ایسا علم غیب تو زبرد و بکر ہر مری و جنون بلکہ جہانم و دیہات کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس عبارت میں ظاہر ہے کہ غیب کی تعریف ہر تشبیہ کا سال ہی کیا نہیں ہوتا لہذا تشبیہ جو دی جا رہی ہے وہ بعین علم غیب میں ہے۔ زبرد و غلو کے لیے پاگل جانے کا علم تشبیہ اور غلو نہ رسولی منزلت علیہ السلام کو علم غلو بعین غیب ہے جس میں اور غلو بعین منیہات و ہر تشبیہ ہے ایسا تعریف تشبیہ ہے کہ اس میں صاف اور ہر ایک غلو کو دوسرے غلو سے تشبیہ دی جا رہی ہے یعنی رسولی منزلت علیہ السلام کو علم غلو کے علم ہی کو زبرد و غلو ہے پاگل جانے کے علم سے تشبیہ دی ہے اور وہ بعین غلو بعین غیب ہے کہ غلو دیا ہے اب

ملہ :- غلو تشبیہ تشبیہ ملہ :- ملہ :- غلو تشبیہ تشبیہ ملہ :-

معصفت کی جہالت یا غیب یہ ہے کہ یہ تشبیہ بعین غلو بعین غلو کو قرار دیتا ہے یعنی علم غلو بعین غلو تشبیہ دیتا ہے بعین غلو بعین غلو سے تو ان کے کسی علم غلو بعین غلو سے تشبیہ دی ہے جسے کہیں کہیں غلو صاحب تو باطل ایسے ہیں جیسے آدمی کو یہ تشبیہ کی تحریر نہیں ہوئی بلکہ خود اپنی لامعی اور جہالت کا اظہار ہو گیا۔

تمام دیوبندی توحیدوں اور تادموں کا بلوہ مستطام

اب ایک ایسی تشبیہ کی مثال پیش کروں کہ جان کی ساری توحیدوں اور تادموں پر مشتق ہوئی ہے۔

مولوی حسن احمد صاحب پر عالم ہونے کا اطلاق اور لولا جانا اگر قبول دینی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم غلو بعین غلو بعین غلو کے علم اگر بعین غلو ہے تو اس میں ان کی کیا تعریف ہے ایسا علم غلو بعین غلو ہے کہ ہر توحید ہر سید کو بھی حاصل ہے اگرچہ ان کو دریافت کا علم چنانچہ کی مولوی کہلاتے کہ لازم و ضروری ہے تمہارا حاصل ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو کسی دینی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ اس قدر کہ ہر چیز اس کے کھانے کی ہے۔ تو مولوی حسن احمد صاحب میں اور بھی چار اور نو گتے تھے۔ سیدی و فریق بیان کرنا ضروری ہے۔

اولاً :- اس عبارت میں یہ بھی قریح موجود ہے کہ ان کو علم دیوبندیات بقدر لازم و ضرورت بتایا جا حاصل ہے۔
 ثانیاً :- اس میں گفتگو مولوی حسین احمد پر اطلاق غلو عالم میں ہے۔ ان کے علم اور مقدار میں تو بیش ہی نہیں ہو رہی ہے۔

ثالثاً :- اس عبارت میں غلو ایسا ہے غلو ایسا تو نہیں ہے کہ غلو ایسا ہوتا تو یہ امکان ہوتا کہ ان کے علم کو بھی چار آکر کہنے لگتے۔ سید کے برابر ہو گیا۔
 رابعاً :- غلو ایسا کہ تشبیہ کا ہے۔

خامساً :- اس جگہ ہر مری جن نہیں کہ مقدار علم میں تشبیہ مقصود ہو۔

مسا وشار نفس بعینیت میں تشبیہ دی ہماری ہے مقدار بعینیت میں نہیں ہے۔
 سابقہ و آگے یہ عبارت نہ کرنا کہ انہیں سے ہر ایک کو کسی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ
 اس قدر کہ چیز کھلنے کی ہے صاف صاف پر دلالت کر رہی ہے۔
 ساسمما۔ یعنی علم صائب میں ہے اس سے کوئی تعلق نہیں کہ اس کی مقدار اور جی بن اہ
 میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا۔

شامنا۔ مثلاً ایسا کہ بعد بعینیت کے کہا ہے دیکھئے عبارت یہ ہے اگر بعین علم اور ہے
 تو اس میں ان کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ایسا ہے اشارہ بعین مذکور کی طرف ہے
 کہ اسی میں گفتگو ہے۔

عاشرا۔ ایسا ہے بعض ہرگز مراد نہیں جو بروی معین احمد کو حاصل ہے کہ
 اس کا تو کہیں ذکر بھی نہیں۔

و اما یہودی۔ یہی ہے مثلاً ایمان کی عبارت ہے اور اس کو تو تم نے اللہ تعالیٰ کے
 حبیب مستعان نبیاً و محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھ کر چھاپ دیا ہے اللہ
 تم اس پر اٹھے ہوئے ہو کہ یہ تو میں نہیں ہے اس میں کسی طرح کی کوئی گستاخی نہیں
 ہے۔ ان تو حیروں تاویلوں۔ بہانوں سے اس کو جانے کے چنگے پڑے ہوئے ہویم
 نے داخل اسی عبارت کا پڑھ کر بروی معین احمد صاحب کے لیے لکھ دیا ہے تم اس کو
 بھی چھاپ کر مثلاً ایمان کی طرح اس کربھی ہر آدمی کی تعداد میں شامل کر دو۔ اس پر اپنے
 اس وقت کے تمام اکابر کے دستخط کر لو۔ اور ہر عبارت مثلاً ایمان میں تم نے یہ دس

تاویلوں تو کہیں بہانے۔ غرض صفا کے کر دیے ہیں وہی دس کے دس اس مروی پر ایسا
 کے متعلق عبارت میں بھی جاری کر لینا کہ تمہارے نزدیک ان تو حیروں مذہبوں سے
 ان مروی صاحب کے حق میں یہ عبارت تو میں نہیں ہو سکتی۔ لہذا اگر تمہارے اس
 دعوے میں صداقت کا شاہد بھی ہے اور یہ دس مذہب واقعی صفا کے لیے کافی ہیں تو
 ان کو جلد از جلد چھاپو اور مسلمانوں کے اس اختلاف کو ختم کر دو۔ اگر تم نے اس عبارت کو
 مروی معین احمد کے لیے چھاپ دیا ہے ابھی اس پر مہربانی اور بخشنا کر دیکھ تویم

مسلمانوں کو کہہ دیا ہے کہ ہمارے شافعی صاحب کو کہہ ہمارے شیعی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم سے خاص عبارت نہیں تھی وہ ہندی قوم کی بولی ہی ایسی ہے۔ وہ اپنے بڑوں
 کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ دیگر جیسی مثلاً ایمان کی عبارت ہے داخل ایسی سری ہی ہمارے
 انہوں نے مروی معین احمد کے لیے بھی معاہدے اکابر کے دستخطوں مہربان کے چھاپ
 دی اور اس کی طلب اشاعت کر رہے ہیں۔

مفسلاً۔ اور آدھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کے لیے ہر گالی۔
 ہر گستاخی ہر بے ادبی ان دیوبندوں کو گوارا تھی۔ ہر قریب ہر تاویل ہر بہانہ ہر مذہب ان
 کی گالیوں گستاخیوں کی صفائی کے لیے کافی تھا۔ لیکن ان دیوبندوں کے سامنے اگر
 مروی معین احمد لکھو گی۔ دہلوی۔ شافعی صاحبان کی شافعی میں ایسی سخت عبارتیں
 لکھی جائیں تو کہیں گے سخت تو ہیں ہے گستاخی ہے۔ اور کیا مجال ہے کہ وہ ان کے
 لیے ایسی عبارت میں سبکیں اور اس پر اگر کوئی انہیں خود انہیں کی پیش کردہ تاویلوں تو حیروں
 کے تو کسی طرح سننے کے لیے تیار نہیں ہو گئے یہ دیوبندی صاحب اپنے ان اکابر کے لیے
 ایک کڑک نہیں بن سکتے تو یہ ایسی گندی حدیث مذکورہ طرح چھپا سکتے ہیں اور ان پر
 اپنے مہر و مٹکا کر سکتے ہیں اور ان کی اشاعت کیے کر سکتے ہیں۔

لہذا آداب کی طرح ثابت ہو گیا کہ ان تاویلوں تو حیروں میں انہوں مذہبوں کو وہ
 اپنے اکابر دیوبندیوں کے لیے کسی طرح ماننے کے لیے تیار نہیں۔ مثلاً ایمان کی عبارت
 یہی عبارت وہ اپنے بڑوں کے لیے چھاپ کر شائع کرنے کے لیے ابھی نہیں تو ثابت
 ہوا کہ اس عبارت میں مرفود تو ہیں اور گستاخی ہے۔ اور ان تاویلوں تو حیروں سے ان
 کی صفا میں نہیں ہوئی۔ ان بہانوں مذہبوں سے ان کی تو حیریں و گستاخی کی گنگی نہیں ہوئی
 مفسلاً۔ اور سوچو اور سوچو کہ ان دیوبندوں کی تفسیر جس قدر اپنے دیوبندی اکابر کی
 عزت و عظمت ہے اتنی عظیم کیرا ستیہ اللہ تعالیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت
 نہیں ان دہلیوں کے دل میں جتنی اپنے دُعا کی عزت و عظمت ہے اس قدر
 سیدالرحمن خاتم النبیین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت نہیں۔ ہر شخص

جہانتے کہ غنت کا درجہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ہے۔ یہاں تک کہ ہم اس جہانتے کو بھی بھی پہنچا دیتے ہیں کہ اگر اس کے نزدیک اس عبارت حفظ الایمان میں قرین کر اور رسالت نہیں ہے اس کی یہ قرینیں تادیس اس عبارت سے قرین و تفسیر علم ہدیٰ کو اضافی ہیں قرابت ان پیادوں کا ہر دوہری منگولی انہی تصانیف کے لیے ایسی عبارت لکھ کر اس پر اپنے ہر دو خط شہادت کے لیے چاہیے اور ہر اولیٰ کی تعداد میں شائع کر کے سبب قرین سے دوسرے میں صداقت ہے درود کو صحت جو کاذب ہے غر ہمارا یہ دعویٰ کہ معصیت اپنے کا برکے لیے مذہبی عبارت کو گوارہ کر کے کاذب دہائی ناپاک تماموں بہانوں کو منسکے گا۔ الا لعنة الله على الظالمین۔

فصل تاسع اور عبارت حفظ الایمان

معصیت جہالت حفظ الایمان پر جو کچھ تادیس کر سکتا تھا اور جس قدر قرین کر سکتا تھا اور اس میں ہر قدر مضابطہ سے کتا وہ سب اس سے پہلے فصل میں دے چکا تھا۔ یہ بھی اس نے جو کچھ کہا اور دیکھا وہ ان کے ذہن نامہ کی پیادار نہیں ہے چونکہ معصیت جیسے کلمہ ناقابل میں اتنی صلاحتیت کہاں ہے یہ سب اس نے تصانیف ہی کے ساتھ سے تین دفع کے جوہر رسالت سے اند کیا ہے جو کچھ تقریر نام بیضا اللہ تعالیٰ حفظ الایمان ہے جس کے تادیس جوہر کتاب وقعات السنن الی حلفت السعادت بیضا اللہ تعالیٰ ۳۴ صفحت کی بریلی شریف میں ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی جس میں تصانیف ہی سے ایک سو تیس رسالت کیے گئے ہیں اور آخر میں ان کو بیلیغ مازاد دیا گیا ہے پھر اس رسالہ بیضا اللہ تعالیٰ کی چند سطریں رد سے اس وقعات السنن میں باقی رہ گئی تھیں ان کے دو قرین مستقل کتاب ادخال السنن الی الخاتمی بیضا اللہ تعالیٰ ۱۳۳۱ھ میں بریلی شریف میں چھپی اس میں ایک سوساٹھ خطبات کیے گئے اور یہ ہر دو کتابیں وقعات السنن راو خالی السنن تصانیف صاحب کے پاس روضہ شری کر کے روانہ کر دی گئیں تصانیف صاحب ان کے پیچھے جانے کے بعد

برسوں بلکہ ہزاروں تک بنے لیکن ایک حرف ان کے جواب کے نام سے دیکھو گئے اور ان کے نام سے ہی کے لیے تیار ہوئے۔ ان کی قوم ایک مرتبہ جہالت کے ساتھ تصانیف صاحب کو لکھوا دہلے آئی تھی جب لکھوا دہا پہنچ کر تصانیف ہی کو یہ معلوم ہوا کہ یہاں خانوہ طے پہنچا ہے اور انہی تصانیف ہی میں بریلی قدس سرہا متاخر سے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ ان کے ان میں چھ خط ہیں جن کو تصنیف گئے اور باقی تیس المداد سے دارودہ الخیات کی لکھوا شروع کر دی گئی طرح افشرت قدس سرہا کے مقابلہ میں آگے اور لکھوا دہا سے منہ پھیر کر بیٹھے۔ اور اپنے بھرا بھائی شکست فاضل کے ششے طے لٹخ سرہا لکھوا دہا پر ثبت کر دیئے۔ معصیت نے اس فصل میں کسی نئی بات کو پیش نہیں کیا ہے بلکہ انہیں بھی ہوتی باتوں کا اعادہ کیا ہے۔ ان اس میں اپنی قابلیت و علمیت کے اعتبار کے لیے جری تھی و نیکیں داریں ہیں ناظرین نے معصیت کی قابلیت و علمیت کا کافی اندازہ اتنی ہی کتاب سے کر لیا ہوگا۔ لہذا اس فصل میں ہم مختصر گفتگو کریں گے معصیت کہتا ہے۔

کسی جہالت کا نفس امارہ میں متفق ہو نا تو ہر بات ہے اور اس پر کسی شخص کا اتفاق کیا جانا تو دوسری چیز ہے لہذا اوقات کوئی چیز متفق ہوتی ہے مگر اس کے اکمل کا ہر امور ہر بات ہے۔ دیکھئے حدیث اشیا کو یہ لکھنے والا خداوند کریم ہے لیکن اس کو خالق القدرۃ والمخلد یعنی پیدا کرنے والا سرور ہندروں کا کہن منور ہوتا ہے ہر شے امانت کے علی ذلہ فیاس خود باری تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَشْهَدُ شَیْءٌ لَّیْسَ مِنْهُ اَمٌّ یَخْفِیْ عَنْکَ اَوْ یَنْتَهِیْ عَنْکَ غَیْرُ فِطْرَہِ وَ لَوْ عَرَفَ کُنْ مَنُورٌ ہوا کہ مومن امانت ہے اس قسم کے بہت سے الفاظ ہیں کہ انہی سے کچھ ہوتے ہیں مگر ان الفاظ کا لکھنا ذات خداوندی خود علی ذات اور انتخاب علی التلام کے واسطے منور ہوتا ہے۔

جواب :- معصیت کی اتنی بات تو مسلم ہے کہ یہیت سے ایسے الفاظ ہوتے ہیں کہ وہ

حضرت ملا علی قاری اسی شرح شفا شریعت میں اسماء الہی کے مفروق پر اطلاق کرتے ہیں۔
مذہبیان شرکت کا زور دیتے ہیں۔

لا یتصور اشتراق الحقائق المتعقبات مع
 الخالق في نفس من النور
 بحسب الوصف الحقيقي وإنما
 يكون بملحظة الوجه المجازی
 الظاهری والله سبحانه بصیر علیم
 حی قدید مرید متکلم وفد
 اثبت هذه الصفات الجمالیة
 الخفاة فکان بینها ما یؤن
 یموت

بشبه وصف حقیقی کے صفات سے
 کسی صفت میں خالق و مخلوق میں حرکت
 متصور نہیں اور ہر حرکت جو حقیقی ہے
 وہ سنہ لازمی یا عرضی کے خلاف ہے۔
 قرآنہ تعالیٰ صبح بعیر علیم۔ حی۔ قدید
 مرید متکلم ہے۔ اور یہ صفات بہت
 خفاوات کے لیے بھی ثابت ہیں
 لیکن ان پر دو اطلاق کے درمیان
 فرق کمال ہوا ہے۔

قرآن کریم بھی مسلکِ اہلسنت کا مؤید ہے

خود قرآن کریم نے بعض اسماء الہی کو انسان کے لیے اطلاق کیلئے چنانچہ کوئی نہیں جانتا ہے کہ یہ اسماء الہیہ کس کے اسماء ہیں۔
خود قرآن فرماتا ہے۔

ان آیات میں صحت و تعمیر اللہ تعالیٰ کے لیے قرآن کریم نے بیان فرماتے۔ اب انہیں

ملہ :- شرح شفا معری ۱۷ ص ۴۶ - ۴۷ - سورہ حج -

۳۔ سطورہ امرا۔

لا اطلاق قرآن کریم نے مطلق انسان کے لیے ذکر کیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔
 وَاَنْعَمْنَا عَلٰى اٰدَمَ وَآلِهٖ مِنْ نَّحْنُ
 اَمْشٰجٍ بٰتِلٰیۃٍ فَعَلَعْنٰہُمْ سُلٰلٰۃً
 بَعْرِۃً اٰیۃ
 قرآن کریم نے اس آیت میں انسان پر سبع و عمیر کا اطلاق کیا۔ اور حضرت انبیاء علیہم السلام پر تربیت سے اسماء الہی کا لفظ کریم نے اطلاق کیا ہے۔ عقلمند کا معنی جیاد من
 نے ان کو جمع کیا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

ابن اللہ تعالیٰ خصلت کفریہ صفت
 الانبیاء بکلمۃ خلد علیہم
 من اسمائہ کلمۃ التسمیۃ استحق
 اسمعیل یلیم وعلیم وادارہم
 یلیم وارج یسکو ویشی ویشی
 ببر ویشی بکریم وقری وریوسف
 یحفظ علیہم کما یحفظ بہ الکتاب
 العزیز الف مواتع ذکرہم

اس عبارت میں حضرت قاضی میاں نے زمین انبیاء علیہم السلام پر اسرار الہی کا اطلاقی جزو قرار دیا ہے۔ بیان فرمایا اب باقی رہے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کون سے ان کا نقل الایمان والرحمن بنایا تو میں تمام اسرار و صفات الہی سے

۱۰۰ شرح شفا شریف علیہ السلام

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم منارة للهدى.

تشفیت کر کے اپنا علم اسامہ و صفات کیا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا غلبہ اس طرح شروع کرتے ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

ہُوَ اَوَّلُ مَا يَكُونُ وَالْعَالَمُ
وَالْأَوَّلُ مَا يَكُونُ بَعْدَ شَيْءٍ قَدِيمٍ
اس کلمات اجمازات ہم شکل برمود
شاہی ست اقلے و کثرت کی کوئی
میدان پر گریختے خود باطن ترافہ دوم
متضمن اکت و وسف حضرت ربات
پتا ہی ست علی اللہ تعالیٰ علیہ و اکو سلم
کردی بیما نادار دیاں تسبیح و
توسیف خود و پندیں اسلئے صفا
الہی بل شاست کردہ حق شوق و شکر
حبیب خود باطن تائید و طیر جمال و
مل کمال دے ساختہ گردی مل اہل
علیہ و اکو سلم جاثرا اسامہ و صفات الہی
محقق و تصفیت ست باوجود ان کے
پہلے ازل و انفس نامزد و نامزد
غشہ است حق در حق۔ عظیم
حکیم۔ مبین۔ مطلق۔ باقی
مؤلف۔ مصنف و محرران و این ہم
اول و آخر و کل و جز و باطن و غیر

از ان تفسیرت۔

اور یہ چارہم قول۔ اکت و باقی۔ کتابہ ہی
اسی قلیل ہے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تعریض فرمادی کہ حضرت اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اسامہ و صفات الہی سے تشفی ہیں اور ان میں سے ہر وہ اسامی کا اطلاق اس مقام
پر شمار کر دیا۔ اور اس کتاب میں ایک فعل جملہ تحریر فرمایا جس میں یہ عین اسامہ الہی و کلمات
ہیں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرف فرمایا جو ہے۔ وقت قری
حق۔ مبین۔ مطلق۔ حکیم۔ مہار۔ عزیز۔ شاک۔ شکوہ۔ عظیم۔ عظیم۔ عالم الغیب و الشہادہ
اول و آخر۔ قری۔ ذوالقدرۃ الثین۔ ولی۔ مومن۔ عفو۔ اذی۔ مومن۔ مبین۔ مفسر۔ عزیز۔
قدوس۔ حق۔ مبین۔

انہیں اسامہ الہی کو حضرت کا حق قیام نے شاہ شریف میں شمار کیا۔ لیکن کیا نے
عالم الغیب کے عالم الغیب و الشہادہ لکھا۔ حضرت امام محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی
نے اپنی کتاب الانسان کامل میں تمام اسامی کا بغیر اثبات کیا ہے۔

اب تصفیت کا وہ مثالوں کو پیش کر کے اور اذکار کو کسی پر قیاس کرنا قیاس منہ
الافتراق ہے کہ ان مثالوں کے منقوش ہونے پر دلیل شرعی موجود ہے۔ اور دیگر اذکار کے
الافتراق کو ان منقوش پر کہ ان ہی دلیل شرعی قائم کی ہے۔ اور بغیر دلیل شرعی کسی کو قیاس اپنی طے
واقف سے منقوش کہنا مرتع وین میں مداخلت ہے۔ تصفیت کی یہ قرأت ہے کہ میں اپنی
فعل سے نامائز ہونے کا حکم دیتا ہے۔ اور میری بنیاد پر یہ قریہ کی حق منکوت ہے۔

پس مولانا تھانوی اس بحث میں نقلا اس امر سے بحث فرماتے ہیں کہ حضور
علیہ السلام پر نقلا عالم الغیب کا اطلاق کر دیا اور یہ کہ اولاً اس بات سے کیا نہیں اس
میں کلام نہیں کر رہے ہیں کہ منیبات میں سے کسی چیز کا کلام آپ کا کیا حاصل
ہے یا نہیں۔ پس علامہ مولانا کی بحث کا یہ ہے کہ نقلا عالم الغیب کہنا الہی ذات
مقدسہ کے واسطے ہائز نہیں ہے۔

۱۔ شہاب شوقیہ صفحہ ۱۲۰ ص ۳۰

جواب پر مصنف نے اس میں کوئی نیا ثابت نہیں کی ہے یہی بات اس سے پہلے
مضامین میں لکھی گئی ہیں۔ تاہم اس پر دوبارہ اور یہ ثابت کر دیا کہ صفائی ہی عبارت
نہیں ہے بلکہ عالم الغیب کی بحث ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ حصول علم غیب کی بحث
ہو رہی ہے۔ علاوہ بریں وہ عبارت بحث اطلاق عالم الغیب کی بحث ہی نہیں ہو سکتی کہ
اس میں سے کچھ کر۔

ایسا علم غیب تو ذریعہ دیگر بلکہ ہر قسمی جنون بکامیاب ویرانات و بیہوشی کے لیے ہی حاصل
ہے۔

تو اگر صفائی صاحب اس میں عالم الغیب کے اطلاق کی بحث کر رہے تو اس عبارت
کو یوں سمجھتے۔

ایسا عالم الغیب ہونا تو ذریعہ دیگر بلکہ ہر قسمی جنون و بیہوشی و بیہوشی پر ہی اطلاق
کیا جاتا ہے۔ یا پورا کیا جاتا ہے۔

اور جب یہ نہیں لکھا تو ثابت ہو گیا کہ صفائی عالم الغیب میں بحث ہی نہیں
کر رہے بلکہ اس کے الفاظ خود اعلان کر رہے ہیں کہ بحث حصول علم غیب میں ہے
کہ وہ صاف بکھر رہے ہیں کہ ایسا علم غیب تو ان کے لیے بھی حاصل ہے یعنی حصول علم غیب
ان کے لیے بھی ہے۔ اسی صاف اردو جس کو ہر فرد خواہ مخواہ سمجھ سکتا ہو کر یہ عبارت
حصول علم غیب کی بحث میں ہے مصنف کا اس کے خلاف یہ سمجھنا کہ بحث اطلاق عالم
الغیب میں ہے۔ یا تو خود اس کے اردو دیکھنے کی دلیل ہے یا صفائی کے اردو دیکھنے
کی دلیل ہے کہ وہ حاصل ہے کہ بحث اطلاق کیا جاتا ہے یا وہ جانتے ہیں اپنی عبارت
سے کھو گیا تو بدنام و دونوں میں جاہل کون ہے۔

مصنف نے اچھی تو یہ کہ صفائی ہی کی تفسیر کر ڈالی اور خود اپنے آپ کو اردو سے
ناواقف اور نا آشنا ثابت کیا۔ اب باقی رہا یہ امر کہ حصول علم غیب کی ذات ہے عالم الغیب
کا اطلاق جائز نہیں تو مصنف کا یہ دھوئے ہی دھوئے ہے دلیل اس کی کچھ نہیں۔ اس میں
تو دلیل تمام کرنے کی کوئی اہمیت ہی نہیں خواہ صفائی ہی اس پر جب کوئی دلیل قائم کرے گا

تو یہ تاوان مصنف کی دلیل پیش کر سکتا ہے اور جب اس پر کوئی دلیل نہیں تو یہ دلیل
ثابت کہ مصنف کی جاہل و بے ہوشی خود ہی مان گئی ہے۔ دوسرے اہل علم و ذہن کے
کو قابل قبول نہیں سمجھتے ہیں پر کوئی دلیل پیش کر دے۔ اگر مصنف یہ ثابت کرے کہ اطلاق
ہر شخص پر متعلق ہے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں کرتے ہیں کہ صرف میں و اللہ
خاص ہے۔ یہ زیادہ مشکل ہے کہ اس میں کوئی حجت نہیں عدا خود ہم ہی اس کو عام طور
پر حصول علم غیب کے لیے استعمال کرتا ہے پس نہ تو مناسب قرار دیتے ہیں۔ یہ بات کہ اس
کے معنی میں نہ ہوں۔ بلکہ اس کے معنی میں ہیں حصول علم غیب کا اطلاق علم غیب حاصل
ہونے کی قدرت و ثابت و حاصل و اس کی مثبت میں مدد و اقبال معیار و قیاسین و سلف و تابعین
انکو ثابت کر رہے ہیں حتیٰ کہ خود مصنف اور صفائی ہی اس کو اس طرح ثابت کرتے ہیں۔

جتنے مثبتات لازمہ برائے حجت ہیں وہ سب آپ کو جتنا سمجھ کر کا دیتے
گئے۔ علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ ہیں آپ کو بتلائی گئیں۔ جن
کے ذکر سے ادا ویت ہو کر رہی رہے۔

اگر یہ مصنف و صفائی حصول علم غیب کا علم غیب ثابت کر رہے ہیں تو صفائی کے
حکم پر مشرک ہو رہے ہیں جس کو ان کی عبارت کے ہر لفظ پر تفسیل سے ثابت کر دیا ہے۔
لیکن مصنف نے خود اور قبل اس کے صفائی ہی کی تفسیر ہی کر دیا ہے کہ حصول علم غیب
کو مثبتات لازمہ تربت سب کے سب اور لازمہ تربت بہت سے بتا دیئے گئے تو
حصول علم غیب آپ کو حاصل ہوا تو اس قدر کہ سب کے سب کیوں نہ ہو صحیح ہونے
اور صحیح گفتنی کی ضروریات سے خارج ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام عالم الغیب و اشہاد
سے اپنے حبيب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرف فرمایا ہے تو یہ مصنف کا اس کو ثابت
تو اردو بنا کر صحت میں ہو سکتی ہے۔ اگر مصنف کے پاس اس کے نام نہ ہونے کی کوئی دلیل
ہو تو اس کو خود پیش کرنا۔ اور جب اس نے تمام اثبات دیکھ کر کوئی دلیل پیش نہیں کی
لے۔ شہاب نقاب منہ۔

قرائنات ہو گیا کہ دھوئے جاوایل ہے۔
دھوئے جاوایل قبول نہ نہیں

ٹانڈوی متادلو بند ی قوم کو ایک لٹ دھوکہ دیتے ہیں

پیر مفتی ابی دلو بند ی قوم کو یہ فریب دیتا ہے کہ قضاوی جی معرفت عالم الغیب
ہی کے اطلاق کی بحث کرنا ہے۔ وہ اس طرح نقل کرتا ہے۔

اس کے لیے دو دلیل نقل فرمائیں اول یہ کہ سب قول ماضی معزور علیہ السلام
کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ تعلیم اللہ تعالیٰ ہے اور چونکہ عالم الغیب اس
کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی اور اصلی غیر تعلیم کے ہو اور اسی وجہ سے خداوند تعالیٰ
اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے اس لیے معزور علیہ السلام کو یہ فتنہ کیا نہایت
بہرہ بٹا

جواب ۱۔ مصنف کی یہ خیانت ہے کہ متفلا الایمان میں جواب سوال سوم کو بحث الخلاف
غیب جی سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ اس میں یہ ہے۔

جواب سوال سوم متعلق غیب سے خداوند تعالیٰ کی اطلاع شریعہ میں دی غیب ہے
جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ارادہ کے لیے کوئی واسطہ اور وسیلہ نہ
ہو اسی بنا پر کہ لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وکنت
اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا اور جو علم واسطہ ہر اس پر غیب کا اطلاق مناج
قرینہ ہے تو بلا قرینہ تحقیق پر علم غیب کا اطلاق موجب شرک ہونے کی وجہ سے
معزور تا جانو ہر گاہ۔

اس عبارت متفلا الایمان سے ظاہر ہے کہ قضاوی جی اصل بحث علم غیب میں کرتا ہے
اور عالم الغیب کا ذکر صرفاً اہل کائنات سے معرفت کی منہج عبارت کہیں متفلا الایمان میں تو نہیں

ملہ :- شہاب شاہک مست :- ملہ :- از منظرہ ایمان ص :-

ہے اسی طرح دلیل دوم کی بحث حصول علم غیب ہی سے شروع کرنا ہے جبکہ پہلے
ہم نے اس کو ثابت کر دیا ہے۔ تو مصنف کا ان دو دلیلوں کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا
کہ قضاوی معرفت اطلاق عالم الغیب میں بحث کرنا ہے مروج فریب اور جو بحث ہے
اس کو بحث کہتے ہوئے اور اپنے الفاظ پر افسر کرتے ہوئے بھی تو غرض نہیں آتی۔
پیر مفتی نے سینہ اور عالم کے دو چہرے اس عبارت متفلا الایمان پر لٹے لگا کر
کی جتنے لیکن وہ ان کو صحیح طور پر پیش نہ کر سکا قرآن و روئے کے صحیح چہرے موافق عبارت
متفلا الایمان کے ہم سے سینے اور چہرے عبارت متفلا الایمان کے قرین ہونے کا اندازہ کیجئے
آؤ :- مثالہ پر سینہ و والدہ ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول نزہیہ صحیح ہو تو ریافت
طلب ہے نہ امر ہے کہ اس مال سے خدا بعض مال بنے یا کل مال اگر بعض مال خزاں ہے تو
اس میں سینہ خالد کی کیا غفیس ہے ایسا مال تو ہر سنگی چار کہ تمام فقیہوں و علما جوں کے
لیے بھی حاصل ہے۔

تثانیاً :- قضاوی صاحب پر عالم ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول فیض آبادی ناہی
صحیح ہو تو ریافت طلب ہے امر ہے کہ اس مال سے خدا بعض مال بنے یا کل مال اگر بعض علم
خزاں ہے تو اس میں قضاوی صاحب کی کیا غفیس ہے۔ ایسا علم تو ہر سنگی چار کہ ہر چہ
اور یا کل بلکہ تمام کسوں کسوں سو فزون کو بھی حاصل ہے۔

لہذا آپ برآمد و خزان خود ہی فیصلہ کرے گا کہ ان سینہ خالد اور قضاوی عالم کی قرین
ہوتی ہے یا نہیں۔ اور اگر معرفت اب بھی اس میں قرین نہیں کہتا ہے تو وہ اپنے چہرے قضاوی
صاحب کو ایسا لکھ کر چاہ کر نشان کرے۔ تو ہر ماضی یہ فیصلہ کہہ گا کہ مصنف اسی بھی
کا جہت نہیں رکھتا کہ خود کو کہے۔ اور پیر دلو بند یوں کو یہی بھادے کہ اس میں قضاوی
صاحب کی قرین نہیں ہوئی کہ اس میں اطلاق عالم کی بحث ہے اور میں نے بہت سے
لوگوں کو یہ عبارت دکھائی کہ کسی کے خیال میں یہ نہ ہو کہ اس عبارت میں قضاوی صاحب
کو سنگی چار۔ بھڑوں کسوں کے برابر کر دیا۔ اور جسے قتل ہے شہید۔
قضاوی صاحب کے دھوئے جاوایل کو تو قرین جو اس کو تو قرین ہو کہ وہ بات ادا کرے

ہیں جس کو کوئی سمجھدار کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ قرآن میں جس اس پر اعتراض کرے وہ مخالف
فریبی ہے اور سخت جہمی ہے مثل ہے۔

لیکن مصنف قاضی ہی کے لیے مرکز ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا قرآنی باب سے زیادہ
روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ تاویلیں، توہمیں، غلط ہیں اس کی قرآن کو نہیں دیت
سکتے۔

قرآن کو عثمانی مصنف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عبارت حضرت حفصہ الامانیہ کو کیوں
قرآن و تنقیص شان رسالت نہیں مانتے اور کیوں ایسی کرکیم تاویلوں کو جہل کو مثل
پیش کرتے ہو قرآنیت ہو گیا کہ قرآنیت عبارت حضرت حفصہ الامانیہ میں ضرور بالغ و زکین
شان رسالت ہے اور اس کا مصنف قاضی یحییٰ قرآن کلمہ شان رسالت ہے اور
وہ سنا جزما کا فرد ہے۔

پھر مصنف المفسر قدس سرہ نے قرآن کی عبارت خاتم المرسلین کو پیش کر کے اس پر اعتراض
کر کے اپنی جہالت ظاہر کرنا ہے اور المفسر کو ان کلمہ شان رسالت کے ساتھ ذکر کرنا
ہے۔

اب اس کے بعد جرمہ الدنیاء کی فہم نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا قاضی
کی کجی یہ بات قرآنی کلمہ زیر ذکر ہو کر وہو خلیفہ کے ساتھ نہیں ہوگا۔
مگر یہ یمن جہالت ہے کیوں صاحب جبکہ علم بالاسلام والعلوم آپ کے
خود کی غیب ہے تو تھے مشیبات کی معنی ہی آدم کو حضرت موسیٰ
کو حاصل ہوئی۔ وہ ظنی ہی ہیں یقین نہیں ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو یقیناً اپنے
اور متیقن کے ایمان کو تسلیاے کیونکہ ایمان بالغیب ہی اس وارد نیامیں
ہو رہا ہے مولانا مومن یہ مشیبات میں سے ہے پس آپ کو لو آپ
کے متیقن کو ان کا ظنی ہی فقہ ہے یقین نہیں اس لیے بقول خود آپ
مافر منہرے۔ اور جو کہ علم بالاسلام کے عالم عالم الغیب نہیں کہے اور
جو کہ میں کو بلورن تقلید انبیاء علیہم السلام سے پہنچا ہے یا اسے مثل

میں معلوم ہوا ہے وہ یقیناً افادہ علم کا دستیاب ہے۔ اس لیے ہمارے ایمان
کا آفتاب نہایت اونگھ کمال پر رہے گا۔

جواب :- المفسر قدس سرہ نے جو ذیل افادہ ہی ہے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کے
معلوم غیبیہ مشیبات ہیں۔ یہی اس لیے کہ وہ علم غیبیہ ان کی شریعت نبوت کی دلیل
اور ان کے صدق رسالت کی علامت ہیں۔ چنانچہ علامہ قاضی صاحب القیام میں فرماتے
ہیں۔

علامہ قاضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

| | |
|-----------------------------|--------------------------------------|
| فکل ما دود عند علیہ الصلوٰۃ | تو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نبوی |
| والسلام من الانبیاء المنجیۃ | کی خبروں سے کہ کچھ بھی وارد ہوا |
| عن الغیوب لیس هو الامن | تو وہ سب اللہ کی تعلیم ہی سے ہے |
| اعلما انہ لہ جہ اعلاما | جو ان کو حاصل ہوئی اور ان کی نبوت |
| علی شہید نبوتہ وہ لا مثل | کے ثبوت پر علامت ہے اور ان |
| علی صدق رسالتہ | کی رسالت کی صداقت پر دلیل ہے۔ |

علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں

| | |
|--------------------------------------|---------------------------------------|
| والذی یحب الايمان یهان | وہ بات کہ جس پر ایمان لانا واجب |
| رسول الله یتقل من | ہے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم |
| انہ فی احی اعلمہ الله یحب | وہ بات ہے کہ جس پر ایمان لانا |
| الغیبات اللہ تعالیٰ تعالیٰ فی الدنیا | اور ان سے ان کو وہ تمام غیبیہ کما |
| والاخر فہو اعلمہ کما | دینے کو دنیا و آخرت میں حاصل ہونے |

لہذا غرض از غیب ثابت مصلحت :- شرح الوہب القدری مصری ص ۱۹۰

عین یقین لما ودعت لی الدنیا
فانا انظر فیہ اکما انظر الی کفی هذا
تو حضور ان کو عین یقین کے ساتھ
جانتے ہیں کہ اگر کہہ دیتے ہیں وارو
ہو میرے لیے دنیا کو بیکار کیا تو میں نے
اس پر صلح فرمائی کہ میں اپنی اس
بتیل کیلٹ دیکھتا ہوں۔

علامہ ابن حجر فتاویٰ حدیث میں فرماتے ہیں

اما انتقام علم الغیب عند
(میل السلام) فقیر ضروری بل
شہید لہ من جلة العجرات
وشیہ (یعنی) شہد اعلام اللہ قلقل
للأشیاء ما لا دلایہ بمعزل الغیب
مکن لا یستلزم محالاً لوجوب
فانتقام و دفع عائد ومن
البداهة انما لا یؤدی
الی مشارکتہ لہ
قلقل فیما یقع وجہ من
العلم الذی یصح بہ
وانقصت بہ فی الاذلی یلہ

لیکن حضور علی السلام سے علم غیب کی
نئی قزو ضروری نہیں بلکہ نبوت
علم غیب، حضور کے عقیدہ نبوت سے
ہے چنانچہ تسلط کا انبیاء و اولیاء
کے لیے منسوب کا جانا ممکن ہے
کسی وجہ سے علی کو مستلزم نہیں
تو تسلیم علم غیب کے وقوع کا انکار
کرنا عائد ہے۔ اور کل بات یہ ہے
کہ ان کو مذکور اس علم میں مشاکوت
کی طرف نہیں پڑتا۔ میں میں وہ
مستزاد نہ ہے اور اس کے ساتھ
ازل میر اس نے اپنی طرح و زمین
کی۔

۱۔ تفسیر صادی جلد ۲ صفحہ ۳۳۰

۲۔ فتاویٰ حدیث صفحہ ۳۳۰

اور علامہ قسطلانی موابیب الدنیر میں فرماتے ہیں۔

الغیوة حب الاطلاع علی الغیب۔

یعنی نبوت کے سنے ہی غیب پر مطلع ہونا ہے۔

تو ان حدیث سے ثابت ہو گیا کہ حضرت انبیاء و انصاریہ و انبیاء و انصاریہ
میں علم غیب کے معنیات حاصل ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان کو علم غیب
بتسلیم الہی حاصل ہیں ان کے ثبوت نبوت کی دلیل اور صدق رسالت کی علامت
ہیں اور سجدہ حضرت کے ایک مجزہ ہیں۔ اور ان میں ان کا علم میں انبیاء کے مرتبہ کا ہے
اور جو ان کے لیے رسول علم غیب کا انکار کرتا ہے وہ سخت معاند ہے ایک مجزہ کا
منکر ہے بلکہ ان کی نبوت ہی کا منکر ہے۔

پھر انہیں تسلیم مستلزم نہیں ہے بلکہ ان میں ضیق نہیں کہ انہیں علم غیب پر تسلیم ہو جائے
یہاں کی طرح کے علم اور انہیں کراہ نہیں۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

وہذا لک لا یصح ان
یتصور لہ الشیطان فی
صدرة الملک یلیس علیہ
لا فی اولی الرسالہ ولا بعدہا
والاعتقاد فی ذلک دلیل
المعجزة قبل لا یثبت
النبی ان ما یتبعہ من
اللہ الملک و رسولہ حقیقۃ
اما یعلم ضروری یعتقد
اللہ لقائلہ لہ او بعدہ ان
یقظہ لہ لہ لہ لہ

اور نبی کے معصوم ہونے کی طرح اس
کیلئے شیطان کا تصور نہ ضروری ہے
ہرگز اور اس پر تسلیم خداوندی ہمیں کہ
دنیا میں نہیں، نہ انہیں کے رسالت
میں و بعد میں اور اس پر ایمان کرنا
میں ان کی دلیل ہے بلکہ نبی اس کی
اس بات میں شک نہیں کرنا کہ
فرشتہ جو خدا کی جانب سے ایمانی
ہو کر وہ حقیقت ہے کہ اس پر ایمان
کرنا ہے کہ اس علم ضروری سے جو
اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پیدا فرما

حکمتہ ملک صدقاہ و لا مبدل یتکلمتہ
وہیچہ ہا البی بران ستہ ہراس کے
تذکیر ہا کہ اسے تاکہ اس کا کرم
وہیچہ ہا کہ اسے تاکہ اس کے کلمات
کا کئی برے لے دیا نہیں۔

اس عبارت۔ صفا ہر ہا کہ نبی اپنی پادشاہ رسالت ہی سے وہی تعلیم الہی
میں بھیجیں شیطان سے معصوم ہے تو اس کے علوم معجزہ ہر ہا کہ بنا پر ایسے یعنی ہیں کہ ان
میں کسی طرح کے شک اور تردد کو راہ نہیں۔ لہذا حضرت انیالیم السلام کے مشیات
تو یقین کا انعام کہتے ہیں ان پر ایمان لانا تو واجب ہے اور ان کے مہر حضرت اولیا و
کلام کے مشیات ہیں لیکن وہ یقین کا انعام کہیں دیا ان پر ایمان واجب کہ کون ان میں
تیس شیطان کو راہ ہے کہ وہ معصوم نہیں چنانچہ حضرت قلب دہانی ستیعی عبدالباق
شرانی میزان الشریعہ میں فرماتے ہیں۔

سیدی عبدالباق شرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

| | |
|-----------------------|------------------------------------|
| لیس عدم العیاب العمل | علوم کشف پر عمل کا واجب نہ ہونا |
| یعدم الکشف من حیث | ان کے ضعف و نقص کی بنا پر نہیں |
| متممها و نقصها خص | ہے بکواس علم کے لینے والے کہ |
| حیث عدم عمیة الأخذ | معصوم نہ ہونے کی بنا پر ہے کہ کبھی |
| لذلک العلم فقد یكون | اس کے کشف میں تیس شیطان |
| دخل کشفہ التلبی من | داخل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ |
| ابلیس فان اللہ تعالیٰ | نے شیطان کو اس پر قدرت دی |
| تعاظمہ ابلیس عنایتہ | ہے۔ |

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضرت اولیا و کلام کے مشیات پر ایمان تو کیا بل
بھی واجب نہیں کہ ان میں بھی شیطان کا احتمال ہے اور اولیا و کرامت حاصل نہیں
قرآن کے مشیات ممنوع کا انعام کرتے ہیں تو جب علوم اولیا و کرام ہی ان کا منہ نہ
وہیچہ ہا کہ اس کے علوم بھی بلکہ ان میں ہر صاف لے حاصل ہونے کو ثابت ہو گیا کہ امور غیب پر
علم یقینی تو اصالت خاص حضرت انیالیم السلام کو حاصل اور غیر انیالیم کلام کو جو علوم
سے بعض غیب پر اطلاع حاصل ہو گئی ہے تو اس قدرت قدس سرہ کا قول بالکل صحیح
سنت صالحین کے موافق ہے۔ تو مشقت کا اس پر اعتراض کرنا حقیقتہً اقوال ملت
پر اعتراض کرنا ہے۔ جو مشقت کی ذمہ دہاں بلکہ گراہی کی دلیل ہے۔
پھر مشقت کی انتہائی حیالت اور یہی ضلکی ماضی ہو کر وہ کہتے۔
اکیوں صاحب جب کہ علم بواسطہ العلم آپ کے نزدیک علم غیب ہے۔
جاہل کو یہ خبر نہیں کہ حضرت انیالیم و اولیا و کرام علم غیب پر تعلیم الہی بواسطہ وحی
کے انیالیم و کرام بواسطہ الہام کے اولیا و کرام کے لیے ہر اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔

شرح عقائد نبوی میں و شرح فقہ اکبر میں ہے

| | |
|---|-----------------------------------|
| یا فہمۃ فاقولم یا غیب اشد | حاصل کلام ہے کہ علم غیب الہی |
| قد ذہب اللہ تعالیٰ لا یبذل الیہ | ہر ہا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ |
| یذہبوا الیہ یا فہمۃ اذ اللہ تعالیٰ یذہب | منہو ہے بدول کو اس کی طرف راہ |
| یذہب الیہ التمجید کا اذ اللہ تعالیٰ | نہیں مگر اسی کے علم دینے والا ہام |
| کرنے سے بلکہ معجزہ یا کرامت کے۔ | |

خود ہی تھانی صاحب بھی اپنی کتاب ہستی زیر میں عقائد اسلام میں یہ عقیدہ
لکھتے ہیں۔

اعتقیدہ کہ خبر ۲۳۔ غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا
البتہ ہمیں کوئی سے اور لوگوں کو کشف الہام سے اور عام لوگوں کو
انتفازیوں سے ایسی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں بلکہ

توحضرات انبیاء علیہم السلام کو علم غیب تسلیم الہی واسطہ دے کہ اور اولیاء کرام کو
علم غیب تسلیم الہی واسطہ کشف والہام کے سلالوں کے نزدیک حاصل ہے۔ اور یہ عقائد
اسلام میں سے ایک عقیدہ ہے جسکا اقرار اس کا پیشوا متناوی بھی کرتا ہے۔ مصنف کا
نہ اہل اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا نہ اسلام سے کوئی واسطہ اسی بنا پر وہ لکھتا ہے کہ آپ
کے نزدیک علم غیب ہے تو وہ مسلمانوں کا بھی مخالف اور عقائد اسلام کا بھی
اپنے قول سے بنا۔ اس لیے ایمانی پر اس کو کہتے ہوئے شرم نہیں مانتی کہ ہمارے
ایمان کا آفتاب نہایت اونچ کمال پر رہے۔ گو ہم اللہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
علیہ وسلم کی شانوں میں مستغیاں کرو خدا کو کاذب بالمثل کہہ دینا شرعیہ
کو بخیر یا گلوں جانوروں کے طوطوں سے تشبیہ دو اور تمہارا ایمان باقی رہ سکتا ہے
ایمان کا آفتاب نہایت اونچ کمال پر نہیں کا رہے گا۔ بولنا کہ قلعے کے لیے کہ گنبد
کو محال جانتیں اس کے رسول کے علم شریف کو سارے عالم سے لڑوہ وسیع اشعار و کلام
فلعنہ اللہ علیہ السلام

پھر مصنف کا باجاء الام و یخفی وہ کہتا ہے کہ جتنے منیبات کی معرفت نبی آدم
کو خصوصاً موسیٰ کو حاصل ہوئی وہ علم ہی ہی نہیں ہیں۔ اس لیے علم سے پوچھ کر
موسیٰ کو منیبات کی معرفت نبی کے بتانے سے حاصل ہوئی ہے۔ وہ کس کس طرف کا
سکھتا ہے بلکہ وہ ان کے لیے یقینی ہے کہ یہ وہ منیبات انبیاء ہیں تو وہ ان موسیٰ
کے منیبات کب ہوئے۔ ان میں پران کو خود واقعییت حاصل ہو وہ علمی ہی کہ یہ منیبات
ہیں۔ نہ تمہیں شیطان سے پاک ہی تو ان کے ایسے سرکرات یقیناً علم میں اس جاہل

سے یقینی اور سزاؤں علیہم السلام پر ایسی سادہ و سہل

کی حیالت ملاحظہ کیجئے کہ یہ جاننا نہایت گہما گہما ہے۔
معموماً وہ منیبات میں سے ہیں پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو
ان کا علم ہی قلعہ بنے یقیناً نہیں۔

تو اس جاہل کو یہ پتہ نہیں کہ جو منیبات ہر مومن میں وہ تو نبی کے منیبات یقینی
ہیں اور نبی کے بتانے سے وہ آنت کو ملے ہیں تو ان پر تو یقین ہی حاصل ہوتا ہے
ان میں علم کی مداعت کیسی اس شخصت سے کہہ کر اسی جاہل پر تعریف کرتے
اور کسی عالم پر اعتراض کرنے کا شوق ہے کیا اسی جاہل پر افتخار ہے کیا اہل علم ایسے
ہی جاہل نہ الزامات دیا کرتے ہیں۔

جب مصنف کے نزدیک بھی عموماً مومن پر منیبات ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا
ضروری۔ اور ایمان تصدیق بجا ہمارے آجی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور تصدیق علم ہے
تو علم منیبات ہر مومن کے لیے حاصل ہوا۔ تو یہ نبی قوم قراد الیاء کرام و انبیاء علیہم السلام
ہی سکھنے کے شرک کہتے تھے۔ اس طرح تو ہر مومن کو منیبات ملاحظہ حاصل ہو چکی۔
تو اب بولو وہاں جو ایک ایک ہیں اپنے آپ کو کہ مانو گے کہ ان کی کھراکات سے
ایمان بھی مشرک قرار پاگئے اور ہر مومن مشرک مقرر ہے۔ فلعنہ اللہ علیہ
الظالمین۔

پھر مصنف اس کے بعد اپنی مزید جہالت کا اس طرح اظہار کرتا ہے اور اعتراف
پر نہایت جاہلانہ اعتراض اس طرح کرتا ہے۔

جاہل مصنف کا اعتراف کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جاہلانہ اعتراض

آگے مل کر کہ آپ ایمان کہتے ہیں کہ علم یقینی تو اساتذہ انبیاء علیہم السلام
دلائل کو مانا ہے اور غیر انبیاء کو من چیزوں کا یقین حاصل ہوتا ہے
وہ فقط پر یہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے اور کسی ذریعہ سے
انہیں کچھ کہہ کر ان کے حق سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ ابھی تو آپ اساتذہ

انبیاء کے علم کو کون میں صحر کو آئے تھے اور ہر اچھی اس کے خلاف فرما رہے ہیں بلکہ

جواب :- یہ غلو کشیدہ عبارت مضمت سے تمام اعراب میں سے نقل کی۔

پہلی خیانت تو یہ کہ کہ خریش میں یہ لفظ چھوڑ دیا اور غیب پر

دوسری خیانت یہ کہ کہ لفظ خاص کو لفظ اسلاف کے بعد چھوڑ دیا

تیسری خیانت یہ کہ کہ بجائے بن امیر غیب پر کہ بن چیروں کا اپنی طرف سے

کھڑا کیا۔

چوتھی خیانت یہ کہ کہ بجائے انبیاء ہی کے بتانے سے بتاتے علیہ السلام والہ

کے اپنی جانب سے وہ لفظ بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے بنا کر کہہ

دیا۔

پانچویں خیانت یہ کہ کہ بجائے دائرہ کی اپنی طرف سے اور کسی ذریعہ سے

نہیں بدل کر لکھ دیا تمام اعراب کی عبارت بالبقیہ ہے۔ جس کو بغیر نقلی درست

کیا جا رہے۔

امیر غیب پر ملتی قرآن الہ خاص انبیاء علیہم السلام کو بتائے اور غیب

کو بن امیر غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء ہی کے بتانے سے ملتا

ہے علیہم السلام والسلام و اور کسی کے

مضمت کی طرح دوسری علامت ہو کہ دوسری عبارت کے نقل کرنے میں پانچویں

کو وائیں تو یہ مضمت اسی خیانت، کذب، افتراء غیب، کیہی کہنے والوں کا خریش

بنا ہوا ہے اور یہ غایتی نقصان دہ ہے کہ کہ انصاف قلم پر یہ اعتراض کرنا تھا آپ

انبیاء کے علم کو کون میں صحر کو آئے تھے ہر اس کے خلاف فرما رہے ہیں اور ہر اچھی

حب اصل عبارت ملنے سے ہر تواریہ نہیں ہوتا کہ انصاف صاف فرماتے ہیں

ملہ ۱۰ از شہاب ثاقب ص ۳۳۰ ملہ ۱۰ تمام اعراب میں ص ۱۱۰

غیر انبیاء کو بن امیر غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء ہی کے بتانے سے ملتا ہے

یہی انبیاء کے بتانے سے ہر امیر غیب غیر انبیاء کو ملے جس وہ یقین ہیں اور غیر انبیاء

کو ہر امیر غیب حاصل ہیں اور وہ انبیاء کے بتانے سے نہیں وہ یقین نہیں ہیں

کئی دوسری باتوں میں مخالفت کیا ہے، مضمت انا جاہل ہے کہ یہ کھلا ہوا فرق

ہی اس کی کجی میں جس انکا کہ غیر انبیاء کو امیر غیب ہر حاصل ہوتے ہیں، وہ دوسرا

کے میں ہر ان کو انبیاء کے بتانے سے ملے ہیں وہ یقین ہیں اور انبیاء کے بتانے

ہوئے نہ ہوں وہ کئی ہیں، کس قدر روشن فرق ہے اور اس کا فہم کی فہم میں نہ کیا

تو اس کی جی پر دوسرے کے فہم کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

پھر یہ مضمت اس کے بعد اپنی اور دوسرے جہالت اور فہمی کا اظہار کرتا

ہے اور انصاف کی عبارت پر یہ جہالت اور اعتراض کرتا ہے۔

اس عبارت کے تحریر کرنے سے آپ کو کون سا فائدہ ہوا انبیاء علیہم السلام

کا ملتی ہوئی علم ہے، لیکن ان کو بھی تو ذریعہ وحی و حکم حاصل ہوا ہے ذاتی

نہیں ہے کیونکہ وحی وحی اقامہ جو جب الہ کو بتانے والی ہو تو ان کا بھی

علم ہوا ہے اور غیر انبیاء کے علم میں بھی واسطہ موجود ہوا چاہے ایک واسطہ

ہو یا زیادہ تو یہی علم غیب انبیاء کے واسطے آپ باوجود واسطہ کے اطلاق

کو رہے ہی چاہیے ہی نہیں ہر گز نہیں کہتے، ہاں اگر کوئی مصادر واسطے کی

آپ کے نزدیک ہے تو اس کو بیان کیجئے پھر جب آپ کے نزدیک علم واسطہ

بھی غیب ہے تو ہر علم یقینہ بذریعہ عقل حاصل ہیں وہ بھی غیب ہونگے۔

پھر آپ کی اس عبارت کے کیا معنی ہوں گے، مجبوراً سب الہ کئی مازا

نقل نہیں دیتا ہے ہر جس میں آیت اور سونچ سمجھ کر باقی کیجئے بلکہ

جواب :- اس کا فہم مضمت کی کجی میں انصاف قلبی کی عبارت کا فائدہ ہی نہیں

ملہ ۱۰ از شہاب مسکلا

داخل ہوا۔ انہوں نے بفرمایا تھا کہ فریاد کیا کہ غیب کی کوئی بات معلوم ہو گی بھی تو غرض
بیلورن حاصل ہو گی۔ تو غرض تھا معتقت جیسا کہ ہم یہ کہہ دیتا کہ جب ان کو غیب میں
بلورن ہی حاصل ہوتا ہے تو جو امر غیب انہیں انبیاء کے بتلنے سے ملے وہ بھی بلور
ملی ہوئے تو اس کی بھی کے انکار کے لیے یہ عبادت ملکہ کہ یہ افادہ فرمایا کہ فریاد کیا کہ جو
امر غیب انبیاء کے بتلنے سے ملتے ہیں تو وہ بلورن پیش کے حاصل ہوتے لیکن یہ فائدہ
اس کی ہم کی ہم میں نہیں آتا۔ آپ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے۔
تو جب معتقت حضرت انبیاء علیہم السلام کا امر غیب پر علم یقینی تسلیم کرتا ہے۔ تو یہ اگرچہ
اس کے مذہب کے خلاف ہے اس کے الابر کی تصریحات کے خلاف ہے حتیٰ اگر
وہ اپنے اس قول پر اپنے الابر کے حکم سے مشرک ہو گیا۔ خیر یہ تو وہ جانے اور اپنے
مشرک ہونے پر خوش ہے۔ لیکن تو یہ کہتا ہے کہ جب معتقت نے امر غیب پر انبیاء
کا علم یقینی مان لیا۔ تو بقول اس کے ذاتی تو ہے نہیں تو بواسطہ وحی و ملائکہ کے
مائل ہوا ہے۔ یہ کہہ دوئی کچھ افسوس کہ ان کو بتانے والی ہوئی قرآن انبیاء کا یہ علم
بواسطہ ہوا تو اب معتقت کے نزدیک بھی علم بواسطہ غیب ثابت ہو گیا۔ دیکھا کہ یہ نہ کہ
علم بواسطہ کے غیب ہونے پر معتقت نے جس قدر جاننا احترامات ہم پر کیے تھے وہ
سب کے سب اسی کی طرف لوٹ گئے۔ آپ خود ہی اپنے منہ پر حرکت لے۔ اور باہر
ہو کر بولے اور سوچ کر کہتے کہ اب اپنے الابر سے مشورہ لے کر زبان کو بولے جلاؤ
میں یہ کہ ہم حضرت انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء کے واسطوں میں فرق نہیں جانتا کہ حضرت
انبیاء کو تعزیر بھی سے علم حاصل ہو سکتے ہیں یا جہاں وہ وحی ملی سے ہر یا سختی سے
ملے۔ اور غیر انبیاء کے لیے حضرت انبیاء واسطوں میں ان کو بلا واسطہ انبیاء کے نہیں ملتا۔
علاوہ صادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح۔

علاوہ صادی فرماتے ہیں۔

لا یصل لاحد علم الا بواسطہ کسی کو کوئی علم بغیر واسطہ انبیاء کے
الا بعبادہ انبیاء و واسطہ نہیں مشاقر انبیاء اپنی امتوں کے لیے

لامعصومین علی شقیہ

ہر میں واسطہ میں۔

تو اب معتقت اسی واسطوں کے فرق کو سمجھے اور اپنی ہر باتوں سے حضرت انبیاء
علیہم السلام کے علم یقینی کو فریاد کیا کہ علم یقینی ہے۔ یا یہ کہنے کی سی حدیث اور
یقینی وغیرہ کے مدعی فرق کو سمجھ کر بولے۔ اظہار قضا کی عبارت صاف ہے
کہ جس معتقت کی جی کرانی کہ علمی کی بنا پر اس کو کجہ نہ سنا۔
ملائہ وحی کی کج فہمی۔

پھر معتقت اپنی اور مزید جمالت کا شریعت پیش کرتا ہے اور عبادت تمام المرحین
پر اپنی کج فہمی کا اظہار کرتا ہے۔

اگر ہم اس عبارت کو سمجھا مان بھی لیں تو آپ نے جو اپنے عقائد میں لایا
اللہ کے واسطہ بھی علم غیب ثابت کیا ہے۔ اس کی کیا دلیل ہو گی جن انویار
کو مشور علیہ السلام سے نشانہ ظاہر ہی کی نسبت ہی نہ ذاتی ہوا اور ان کو
بذر لیر انبیاء علیہم السلام کے علم غیب ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے استلال
مطلب کے واسطہ آیت و کائنات اللہ و علیہ حکم و علیہ التنبیہ لایا
کو ذکر کیا ہے۔ خدا مہربانی فرما کہ تفسیر کی کتابوں کو علامہ کہہ لیں اور تفسیر
استدراک و تفسیر اللہ الاید کا وہ میدان کہ جس پر استلال کریں حاکم
مع ان معافی کے جو کہ آپ نے لیے ہیں ہم پر کوئی خلاف قادم نہیں آتا ہر
آپ ہی کا اگر دیکھا ہوا ہے۔

جواب یہ ہم اندر شرح عقائد و شریعت نہ کہہ رہے بلکہ عقائد ہی کی جیستی زہر کی
عبادت پیش کر کے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ امر غیب پر خبریر کشف و اہام کے حضرت
انویاء کا واسطہ ہونا تمام اہل اسلام کا حق ہے۔ شرح عقائد و شریعت نہ کہہ عقائد کی
مشہور کن ہیں جن کی تصریحات کے باوجود کسی اور کتاب کی عبادت نہیں ملتی۔ مگر

لے۔ تفسیر صادی مصری ص ۱۱۰۔ لے۔ شہاب بن تائب ص ۱۳۰۔

فی الحث کے انکار اور دلچسپی قوم کی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو عبارات ایسی پیش کی جاتی ہیں۔ جو خود چند عبارات پر مشتمل ہیں۔

علامہ قسطلانی اور علامہ نرنستانی کا موقف

علامہ قسطلانی مراد سیب الدین ہیں اور علامہ نرنستانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اعلم ان غیب اسی صغاب
عنا یختص بالله تعالى علام
الغیوب و ما وقع عند علی لسان
رسوله صلى الله عليه وسلم
و علی لسان غیره من انبیاء و
الصلحین ضمن الله تعلقه اما
بوصی الانبیاء و اولیاءهم بغیرهم و انشاء
لهذا ای الدلیل علیہ ذلک لفظ
عالم الغیب ما عاب عن الہدای
و ان فی شمس یطلع علی
غیبه احد امن الناس
الا من ارتفع من رسول
لیكون العلم به محض و لا
و کرامات الاولیاء الخ صلی
بالفہم من الغیبات اتماکون
بروی اللہ شکتہ کا مطلق اطلاق
علی احوال الاحیاء ای

سے ہوتی ہیں جیسے ہمارا اعمال

علمنا ہما بوسط الایمان و شکتہ
توسط ہما شکتہ

علامہ ابن حجر مکی فتاویٰ حدیث میں فرماتے ہیں

من استقصی فقال احدث
بقولی المومن یعلم الغیب
ان یؤمن الا دلیلاً و قد یعلم
الله ببعض الغیبات قبل منه
ذلک لان جانش عقلا و واقع
فتلا اذ هو من جملة الکرامات
للخارجة عن الحصر و مراد
بعضہم یعلم بعضہم یستجاب
و بعضہم یکتشف لہ عن اللوح
المحفوظ حتی یل الا و یکتف
بذلک ما اخرجہ من القرآن
عن الخضر بن علی انہ ولی
وصا و عن الہدیٰ الصدوق رضی
الله عنہ انہ اخبر عن علی امرئ
انہ ذکر و کان ذلک و عن محمد
رضی الله عنہ انہ کشف عن

جس نے تحقیق کیا کہ میں نے اپنے
اس قول سے کہ مومن غیب کا جاننے
ہے یہ اور یہ کہ بعض اولیاء کو ان کے
بعض چیزوں کا علم و اس کی بات
قرآن کی جاہلی کہ یہ یہ عقلا و واقع
تہ واقع ہے کہ یہ بخلاف کرامات
ہے جو ان کے گزشتہ پر شمار
سے باہر ہیں تو بعض اولیاء غیب کو
بذریعہ خطاب کے جانتے ہیں اور
بعض اولیاء غیب کو یہ خطاب
سے جانتے ہیں اور بعض دلیلاً کے
لیے عرب حضورؐ کی ہر کردی جاتی
ہے یہاں تک کہ وہ اس کو
دیکھ لیتے ہیں اس پر وہ دلیل کافی
ہے جس کی قرآن نے ضرر کی خبر
دی اس پر کہ وہ ولی ہیں اور
جو ان کے صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوتی

۱۱۱
شرح مراد سیب مصری ۱۱۱

کراؤں نے اپنی زوجہ کے دل کی خبر دی کہ وہ لڑکا پیدا کر دیا اور وہ لڑکا ہی ہوا اور پھر بی بی شہینہ سے مری کے کانپوں نے سارے ارادے کے خطرناک سائل گاہر کیا اور وہ عجم میں تھے تو انہیں نے قہر کے دن سر پر شہ پرستے ہوئے مریز میں فرمایا اے سارے پھاڑے پناہ لے۔ وہ ان کو اس شخص سے مجاہدہ تھے جو اپنی اسلام کے استیصال کے الزام سے گناہ میں مبتلا تھا۔ اور حضور علیہ السلام سے صحیح روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے میں میں فرمایا کہ وہ ان کو اس سے بچے اور رسول مقبری کو اور صرف سہروردی اور ان کے علاوہ قوم اور پھر قوم کی کتابوں میں شہینہ ایسے واقعات ہیں۔ جن میں ادیبانہ کی خبریں کی خبریں ہیں جیسے بی بی ادیبہ کا یہ قول کہ میں کل گھر کے وقت مروافق اور الیاء ہی واقعہ ہوا۔ اور ادیبہ کے شہینہ ایسے واقعات ہیں۔ اور ہمارے یہاں کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث سے ہے کہ

وَسَلَّ بِهِنَّ مَوَاسِعَ
لِلْخَرَّاسَةِ فَقَالَ اِرْوَاحُ
تَتَقَلَّبُ فِي الْعَمَلِكُوتِ
فَتَشْرِطُ ظِلَّ الْغُيُوبِ
فَتُتَلَقَّ عَنْ اَسْرَارِ الْخَلْقِ
نُطْقِي مَشَاهِدَ دَعْيَانِ
لَا تُنْقِطُ قُلُوبٌ وَحَسْبَانِ
خُفَاةٍ لِه

جنگ میری بابت میں الہام والے
برنگے آوازیں ہیں سے عربی۔
اور مضر کا یہ قرآن ہے مومن کی
فرست سے بچ کر وہ ان کے قدر
سے دیکھتا ہے۔ یعنی سے فرست
کو پہنچائی تو کہ کر دوس عالم میری
میں اور مضمون پر غلط برہاں ہیں پس
فقیر کی کہ پر شہرہ و مہارت و دیگر کثرت
کر کے بیان کرتی ہیں نہ کہ ان اور کان سے
کہتی ہیں۔

ان مبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کشف والہام سے مبرا رہیں گے۔
 پہلے ہم اس کے واقعات و فتوحات اولیاء کرام سے کچھ اشارتیں دیکھیں اور
 ان کی ایک کڑی سے بحث ثابت ہیں، مصنف کو جو کہ در مقام اشارہ سے کوئی غرض نہ
 ہو سکتا، صرف مابین سے کوئی واسطہ نہ ادا دیتے تھے کہ یہی وہی سے کوئی غرض نہ
 آیت قرآنی کی اطاعت سے کوئی مطلب تو اولیاء کرام کے منقطع علی الغریب ہونے کے
 حقیقہ سے اس کو کیا مطلب و غرض ہے جو مشائخ کا عقیدہ ہے، مصنف کا عقیدہ
 کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ آیت و ادا دیتے اس کی دلیل ہیں، اس کا عقیدہ تو وہ
 ہر جا پر شہوت و سرگرمی و حدیث پر عقائد و مابین کے داخل بر ملا ہے۔ ہر لہذا
 مصنف کو یہ بتانے کے کہ صرف اظہار قدس سرہ کا ہی عقیدہ نہیں ہے بلکہ تمام
 مابین مابین و مابین کا عقیدہ ہے، ان کی حدیث سے یہ عقیدہ ثابت ہے
 اس بات کو کہ جس کو حدیثی ہر کی ذمت نہیں آتی اس کو واسطہ ہی کے ساتھ

۱۰۔ فقہائے حدیث معری ص ۲۳۲ و ص ۲۳۳

حضرت اولیاء کی امداد کا حصول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تھا ہر ماہا ہے کہ وہ
اسی میں کسب علوم کر دیا کرتے ہیں۔

قطب شجرانی اور علامہ سیوطی کا موقف

پہنچ حضرت قطب ربانی سیدی عبدالوہاب شجرانی میرزا ان الشریعہ میں حضرت
مدرسہ رجال الدین سیوطی کا قول نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اس شخص سے جو حال کی بادشاہ
سے سفارش چاہتا تھا فرمایا۔

اعلم یا اخي اني قد اجتمعت
بوسول الله صلى الله
عليه وسلم اى وقتى هذا
خمس وسبعين سنة فطفة
ومشاهدة ولو لا خوف
من احتيا ليه حطة الله عليه
وسلم عني بسبب حقى
للاولاة لطلعت القلعة
وشفعت فيك عند السلطان
وافى رجل من خدام
حدوده صلى الله عليه وسلم
واحتاج اليه من تصحيح الاحاديث
التي تنفعها المحدثون من
طريقه ولا شك ان نفع
ذلك ارجح من نفعك

ملہ : میرزا ان الشریعہ ص ۱۸۱

نیز اسی میں ہے۔

قل اشتهد عن كثرة من
الادباء انهم كانوا يجتمعون
بوسول الله صلى الله عليه
وسلم كشيخه ويعصمهم
اهل عصره عن ذلك
ثم ذكروا ما تقدم وجماعة
ذكروا هم في كتابه لبقاء اولياءه
فرغ

نیز اسی میں ہے۔

وقد بلغنا عن الشيخ ابن
الحسن الشاذلي وتلميذه
الشيخ ابي العباس المرسي و
غيرهما انهم كانوا يفتون
لوا حتميت هذا فبعض رسول
الله صلى الله عليه وسلم
طرفة عين ما اعدوا فافتا
من جملة المسلمين فاذا
كان هذا القول اجماعا لادباء فادب
الليته دون اولئك بعد القام

ان عبارات سے ثابت ہو گی کہ حضرات اولیاء کرام کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے اجتماع اور تقاریر میں بالمشافہ کام ہوتا ہے اور کسب علوم کر

ملہ : میرزا ان الشریعہ ص ۱۸۱

لےتے ہیں عرض معروض کر دیا کرتے ہیں معنیٰ اپنی جے ملی کی بنا پر ادا قف جے
پڑھتے جے کر دیا کو حضور علیہ السلام سے علم غیب کیسے حاصل ہوگا۔ لہذا اس پس کو
مستوفی ہو گیا کہ ایسے حاصل ہوگا۔ اگر کوئی پڑھ لیتا علم سکیرین قراس کو سوال کی حاجت ہی
پیش نہ آتی۔

مثنوی نے ختم الامان کی عبارت زیر بحث کے بعد یہ کہا تھا۔

نبی غیر نبی میں فرق میان کرنا ضرور ہے۔

قرآن شریف قدس سرہ نے ان دو آیات کو پیش کر کے فرق بیان فرمایا ہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَكَ عَلَى
الْغَيْبِ ذِكْرًا إِنَّ اللَّهَ يُخْتَارُ
مَنْ يَشَاءُ فَمَا تَلِمْ الْغَيْبَ فَتَكُونُ مِنَ
الَّذِينَ يَكْفُرُونَ

اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو کراچے
غیب پر مطلع کر دے میں اللہ تعالیٰ
اس کے لیے اپنی مشیت کے موافق
اپنے رسول کو مقرر فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے تو
اپنے غیب پر کسی کو مقرر نہیں کر سوتا
اپنے پیغمبر و رسول کے۔

معنیٰ ان میں سے پہلی آیت کے متعلق یہ کہتا ہے کہ ان کی تفسیر دیکھ کر ہم پر
استدلال کریں۔ لہذا چند تفسیریں پیش کیا جاتی ہیں تاکہ اس کا کذب ظاہر ہو جائے۔

تفسیر حلالین میں ہے۔

فَيُظْهِرُكَ عَلَى غَيْبِ
مَا أَطْلَعَ النَّبِيَّ

اللہ نے حضور علیہ السلام کو اپنے
غیب پر مطلع کیا جیسا کہ حضور کو

تفسیر حلالین میں ہے۔

فَيُظْهِرُكَ عَلَى غَيْبِ
مَا أَطْلَعَ النَّبِيَّ

اللہ نے حضور علیہ السلام کو اپنے
غیب پر مطلع کیا جیسا کہ حضور کو

تفسیر حلالین میں ہے۔

فَيُظْهِرُكَ عَلَى غَيْبِ
مَا أَطْلَعَ النَّبِيَّ

اللہ نے حضور علیہ السلام کو اپنے
غیب پر مطلع کیا جیسا کہ حضور کو

علیٰ حال المستحقین ہے۔

تفسیر صاوی میں ہے۔

وَقَوْلُهُ وَكَانَ اللَّهُ أَعْلَمَ
بِغَيْبِ قُلُوبِهِمْ

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

اللہ تعالیٰ اپنے قلوب کے
غیب پر مطلع ہے

تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

(وَلَكِنَّ اللَّهَ يُجِيبُكَ مِنْ دَعَاكَ)
مَنْ يَشَاءُ يُطْلِعْهُ عَلَى بَعْضِ
عِلْمِ الْغَيْبِ نَقْطِيعُ قَوْلِهِ تَعَالَى
عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْلَمُ
عَلَيْهِ شَيْءٌ أَحَدًا
مَنْ ارْتَفَعَتْ مِنْ رَسُولٍ شَيْءٌ

تفسیر خازن میں ہے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُعْطِيكَ وَيَخْتَارُ
مَنْ يَشَاءُ مِنْ شَيْءٍ
يُطْلِعُكَ عَلَى مَا يُشَاءُ مِنْ
غَيْبٍ شَيْءٌ

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُرْسِلُ الرُّسُلَ أَفْرَادًا
الْبَیِّنَاتِ وَيَخْتَارُ بَابُ فِي الْغَيْبِ
كَذَلِكَ إِنَّ فَلَانًا قَلْبُهُ اتَّعَا
وَفَلَانًا فِي قَلْبِهِ الْأَحْكَامُ مَوْعِلُ
ذَلِكَ مِنْ جَمْعَةِ أَخْبَارِ اللَّهِ لَا
مِنْ جَمْعَةِ نَفْسِهِ شَيْءٌ

طہ : بمعالم صری ۱۱ ص ۳۳۰

شہ : - غارن صری ۱۱ ص ۳۳۰

شہ : - مدارک صری ۱۱ ص ۳۳۰

تفسیر اہل البیان فی حقائق القرآن میں ہے

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُجِيبُكَ مِنْ دَعَاكَ
مَنْ يَشَاءُ مُثَلِّمٌ مُحَمَّدٌ وَجَلِيلٌ
مُسْتَعِدٌّ وَأَمْرٌ هَمٌّ وَذَلِكَ مُتَجَرِّبٌ
فِي قَوْلِهِ تَعَالَى عَلِمُ الْغَيْبِ
ذَلِكَ يُطْلِقُ عَلَى الْغَيْبِ أَحَدًا
إِنَّمَا مَتْنٌ ارْتَفَعَتْ مِنْ رَسُولٍ
هُوَ الْغَاثُ مِنْ أَرْضِ الْمَتْنِ
بِأَوْصَافِ الْعَقْلِ وَبِإِيجَابِ
بَعْضِ الْغَيْبِ ظَهَرُ الْمَتْنِ عَلَى
اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سَلَامٌ يَقُولُهُ وَلَكِنَّ
اللَّهِ يُجِيبُكَ مِنْ دَعَاكَ مَنْ
يَشَاءُ يَهْدِيكَ مُحَمَّدًا بَعْدَ اللَّهِ عَلَيْهِ
وَسَلَامٌ وَذَلِكَ حَكْمُهُ بِمَا لَغِيْبٍ
وَحَكْمُهُ عَلَى الْغَيْبِ يَقُولُهُ
عَشْرَةٌ مِنْ قُرْآنِ الْبَيِّنَاتِ
وَمُثَلِّمٌ مَا أَخْبَرُ عَنْ
اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَمِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ شَيْءٌ

لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جو کہتا ہے
مَنْ يَشَاءُ جیسے کہ جیسے کہ جیسے کہ
ابراہیم آدم صلوات اللہ علیہم اجمعین
اور اس کی شرح اللہ کے اس قول
میں ہے۔ اللہ غیب کا جاننے والا
اپنے غیب پر کسی کو مستعد نہیں کرنا
اس رسول کو جو پسندیدہ ہو اور اس
کے اوصاف میں کافی ہوا اور اس
حق سے نہ صرف ہو اور بیان کیا
کہ بعض غیب نبی علیہ السلام کو سلم
پر لانا ہر بے پروا کیل قول خدا کے
لیکن اللہ اپنے رسولوں سے
اپنی مشیت سے جو علیہ السلام کو سلم
کرنا یا اللہ ہی ہے ان کا غیب
کے ساتھ اور ان کا غیب پر اپنے
اس قول کے کہ وہ نفس قریش
جنت میں ہیں اور اس کی شکل میں
ہو اللہ ہی ہے اور اوصاف دنیا و آخرت
کی خبریں دی ہیں۔

طہ : مدارک صری ۱۱ ص ۳۳۰

اس آیت کریمہ کی یہ سات تفسیریں پیش کیں اور ان میں تفصیل استدراک بھی ہے۔ لہذا محکمین علم غیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان آیات سے استدلال کر سکتے ہیں بلکہ ان آیات نے اور ان کی تفسیر نے علم نبی وغیر نبی میں کیا تین تفرق بتا دیا اور تصافوی حیران میں پرلہری ثابت کرنا چاہتا تھا اس کا رد فیض فرما دیا حضرت کو مضمون اپنی علمی کی بنا پر ان کا اپنے خلاف ہونا نظر نہیں آتا۔

مجاہد الطبرست قدس سرہ نے عبارت مستند الامان پر اہل علم و استدلال میں یہ اعتراض کیا تھا وہ عربی میں تھا اس کا ترجمہ تمام المرحومین میں اس طرح لکھا گیا۔

پھر خیال کرو اس نے (تصافوی نے) کہ کون مطلق علم اور کون مطلق میں متحرک دیا اور ایک دوسرے جانتے اور ان لوگوں میں جن کے لیے حد و شمار کچھ فرق نہ مانتا تھا اس کے نزدیک فضیلت اسی میں متحرک ہو گئی کہ کون علم حاصل ہوا اور فضیلت کا سلب واجب ہوا ہر اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے ترقیب اور شہادت کی کچھ تفصیل ضروری مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے واجب ہوا اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اس کی ترقیب و تہذیب کا حاسی ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی جو جانور کے لیے بعض اشیاء یا مطلق علم حاصل ہوتا انہیں علم غیب حاصل ہونے سے ناظر و کوشش ہے بلکہ

یہ ناوار مستند عربی عبارت کو تو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن انھوں تو یہ ہے کہ اس کی سمجھ میں اس کا اندوہ کا وجہ بھی نہیں آیا۔ مگر اپنی دیوبندی جاہلی قوم کو توحش کرنے کے لیے اپنی مطلق دانائی کی ذہنیگیں مانتا ہے اور معقول دانائی کی حالت زاریہ ہے کہ شاید اس نے مغربی کبریا کی بھی خدمت نہیں دی تھی ہوا حضرت قدس سرہ کی شان میں شریعت کی تکرار مطلق جان لینے کو مستلزم نہیں ہے۔ اور اگر گواہیاں کہنے کا نام

ملہ بہ مقام المرحومین علیہ السلام

یہی مطلق دانائی مشہور کیا ہے تو معصیت سے زیادہ مطلق بشیاد یا کو کفر و کثابت ہوگا۔ اب معصیت کی مطلق دانائی کا کمال علامہ ہر کہہ جائے جواب کے خود مال کرتا ہے۔

یہ لے چکے کہ اگر کون مطلق کے خواص از عدد و حد ہر کہنے انہیں کیا کتابی حاصل غیر کتابی یا کر سکتا ہے یا نہیں احسن حد شیعہ اہل حدہ ہذا کے کیا معنی میں ذرا اتفاق کرنا چاہتا ہوں

جواب معلوم ہوتا ہے کہ معصیت نے مطلق کو پرہیزگاری نہیں ہے اور کتابی و غیر کتابی کے الفاظ کسی سے سن لیے ہیں یہ ناوار قرآن کے منہوں سے وقت معلوم ہوتا ہے اور غیر کتابی کے اقسام کی اس کو کچھ خبر ہے اور جب کہ ان امور کی نہیں مانتا تھا اس کو کیا معلوم ہوگا۔

کون سا غیر کتابی علم خالق کے ساتھ خاص ہے۔

اور کون سا غیر کتابی علم مخلوق کے ساتھ خاص ہے۔

اور کون سا غیر کتابی ہے جو علم مخلوق حاصل نہیں کر سکتا۔

معصیت نے کسی سے سن کر سوالات تو کر لیے لیکن اگر وہ اپنے سوالات کو خود بھی بہت ہے تو یہ بتائے کہ۔

اس نے علم خلق میں علم سے کون سا علم مراد لیا ہے مطلق علم یا علم المطلق اور پھر اجالی مراد ہے یا تفصیلی۔ پھر تمام مراد ہے یا ناقص۔

اور حد سے علی سبیل الاموال مراد ہے یا علی سبیل التفصیل۔

اور حد سے اگر لغوی سے مراد ہیں تو بعد یقینی مراد ہے یا لایقینی۔

اور یہ بھی جاننے کو علم مراد کا خواص از عدد و حد ہے یا نہیں اور علم کر یہ علم حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں اور اساطیر سے مراد مراد ہے یا ناقص پھر تفصیلی مراد ہے یا اجالی۔ نیز زوہ اعلاہ دفعہ واحدہ ہو یا علی سبیل التفصیل و اندہ تبار۔

ملہ بہ شباب شاقب مستمسک۔

مشتت کے یہ سوائت محض اس کے لئے ہوئے ہیں اور اگر کسی کے ہیں تو اپنے
سوا ان کی تعلیم کر کے بھیجے ساری معتقد وانی کی حقیقت آشنا راہو جانے کی
اور دنیا دیکھنے لے کر آسمان کی طرف جو عزت کا ستارہ اپنے ہی شہ پر اکر کرنا اور ان
وانی کی فنی دیال جان بن گئی۔ جب آپ کے رسالت کی تفصیل معمولی ہو چکی تو
پھر اچھی کل شئی اور عدد عدا کے معنی شوی ظاہر ہو جائیں گے۔ اگر ان کے
لئے کی جلد ضرورت ہے تو اہل سنت کے مدرس کے علم علیہ السلام سے مختلف دریافت
کر لے۔ لیکن جب علم علی کا یہ حال ہے کہ ان کا ترجمہ بھی نہیں معلوم ہے تو ہر وہ لوگ
میں کیوں اپنا نام درج کرا کہے۔ اور کتاب کلمہ ماننے کی کیا ضرورت پیش آتی تھی
اور پھر اس حیثیت پر اہل علم سے متاثرہ لاشعری۔
پھر یہ مختلف ایک مسئلہ دیتا ہے اور عقائد الانبیاء کی عبارت کی تائید میں یہ گہر
افتخار کرتا ہے۔

ہم آپ کی خدمت کفر برکت میں عرض کرتے ہیں کہ علم خارج عن السداد والہ
اعمال نامہ اور استراق سمعی سے نہایت دور ہیں یا نہیں۔ اگر غلط نہیں ہیں بلکہ میں
اعمال نامہ اور استراق سمعی ہے تب تو بعد ان کے عقلی عقلیہ و نقلیہ قائم ہیں
اور خود آپ بھی تسلیم کرتے ہیں درمیانہ ان شواہد علم غائی و خلقی ہوتا ہے
اور اگر داخل نہیں تو استراق اشیاء اور اساطیر ناقصہ ہوگا۔ اس کے کب مراد
تعارف منکر ہیں۔ آپ میری فکر کا یہی مضمر عقائد الانبیاء کی اشد بوجہ سر کر
حاضر کر لیئے۔ یہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی کا ایسے الفاظ سے شرع واضح ہو گیا مشکوہ
میں وانی کی روایت سے حضور علیہ السلام کا ارشاد و ذکر ہوتا نہایت ساف
السلوات والامامین پس حضور علیہ السلام کے اس درجہ پر مہنیت کے علم میں ان
کو مرکز کلام نہیں ہے۔

جواب :- حضور نبی کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم اگرچہ اس قدر ہیں جن کی نہ عدد
ہے نہ شمار ہے لیکن باوجود اس کے وہ حدود اور تاجی ہیں کہ وہ دکان و ناچین کلام
علوم ہیں۔ بقول یوم سے آخر یوم تک کی حدود میں محدود ہیں اور ان کو علوم الہی کہنا خود
نسبت بھی نہیں جو ایک قلم کے کلمہ کے ساتھ کر عتوق کے معنی علوم کو غائی کے
غیر ثنائی علوم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے تو اگر ہر علوم جن کو خدا اساطیر نامہ کہتا ہے نہ
اس میں استراق سمعی کا درجہ ہو سکتا ہے۔

اب باقی راہ مصنف کا یہ مسئلہ کہ تفسیری حضور علیہ السلام کے استراق اشیاء اور
اعمال ناقصہ کا منکر نہیں ہے اور اس مسئلہ میں عقائد الانبیاء کی عبارت کو پیش کر کے یہ نتیجہ
نہایت کہ تفسیری حضور علیہ السلام کے لیے اس درجہ پر مہنیت کا علم ناقص ہے مصنف کا
کلام ہر اکثرب اور مرتبہ فریب ہے کہ جب امام الامام ابو جری اور عبدودا یہ لنگوی کے
یہ اقوال ہیں۔

امام الوابیہ دہلوی اور مجتہد و نابیہ لنگوی کے اقوال

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب خاص مرتبہ شرک ہے نہ عقیدہ
علم غیب خاص حق تعالیٰ کا ہے اس مسئلہ کو کسی تادیل سے دوسرے پر ملحق
کرنا اہم شرک سے خالی نہیں ہے
پھر خواہ میں کہے کہ یہ ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے
اسے حق اس عقیدہ سے بطور شرک ثابت ہوتا ہے۔

جواب :- جب بشر الان و ابیہ حضور علیہ السلام کے لیے مہنیت کا علم نہیں مانتے
اور پرستیم اپنی صفائی ماننے کو بھی شرک قرار دیتے ہیں تو تفسیری حضور علیہ السلام کے

لہ۔ درمیانہ رشیدیہ معتد دوم مل۔ لہ۔ از فتاویٰ رشیدیہ معتد سوم سنہ۔

کو گائیاں جسے کہ اس توہین انبیاء کا نام تو اس نے عقیدہ رکھا ہے
اس نثر بحث جہالت غلط افہام میں ہم شرح و بطسے اور یہ ثابت کر چکے
ہیں کہ بحث اخلاق عالم انصیب پر نہیں ہے بلکہ بحث اصولی علم حیب کی ہے تو اس کا
نے اس میں فضیلت نبوی اور کمال تاملی کی انکار کیا ہے کہ حضور کے علم شریف کو
بچوں یا غلوں جانوروں کے علموں کی بار کیا ہے مصنف کی یہ بات کہ اس میں غلط
غلط عالم انصیب کے اخلاق کی بحث ہے بالکل غلط اور باطل ہے اور اس کتاب کی تحریف
ہے۔ اور مصنف نے غلط افہام کی جس عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے اس پر یہ منقول
گفتگو ہم نے کر دی ہے کہ متبراس کا بھی یہی ہے لیکن علم قرار پا گیا ہے۔ اور پھر وہ بچوں
یا غلوں یا غلوں کے علموں کے برابر شہرتا ہے اور کمال علمی کو ختم کرنا ہے۔ اور مذمت
جب حضور علیہ السلام کے علوم کو فی نسب بہت زیادہ اور جملہ علموں سے اکثر کہہ رہا ہے
اور اس کا عقیدہ یہ بھی ہوتا تو اس علم شریف کی بچوں یا غلوں جانوروں کے علموں سے
تشبیہ دینے کو نظر قرار دیتا اور تصافوی کو لازم نہ کہتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ اسی کا
عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ علم عوام کو حریب دینے کے لیے یہ نسخہ یا بحث اس کا کام
خدا اس کی عذیب کر رہا ہے۔ ہم مصنف نے اپنے اصل عقیدہ پر پردہ ڈالا اور اس
کے چہانے کی بہت کوشش کی مگر آخر میں اس کو یہ کہنا ہی پڑا کہ اگر ہم علوم شریفہ
بہت زیادہ اور جملہ علموں سے اکثر سہی مگر تلبہ بریائیات کو نہ محیط ہیں نہ بافتات حاصل
کرتے۔ تو ان میں کچھ فضیلت نبوی اور کمال علمی نہیں اور وہ بعض ہی تو ہو گا اور جب
بعض ہوں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا تو بچوں یا غلوں جانوروں سب
کو حاصل ہے۔ تو مصنف کی یہ ساری تقریر خبط ہو گئی اور بات نہ میں سکی اور تصافوی کا
نکڑا پنے مال پر باقی رہا ہے۔ البتہ اس میں حلیت کی کھلی کھلی گئی اور اس کی حیالت اور
نفاذ وہ چک گئی۔

تا نزدیکی و بقال کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی:

میرے مصنف کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی کا مظہر ہوا عالم انصیب کی تشریح کرنے میں

اس کی جہالت و ناقاہیت و دیگر

ہم آپ سے اس کی تشریح کرتے ہیں کہ غلط عالم انصیب اور عالم غیب میں
الاف لام اور اضافت چار احتمال سے خالی نہیں یا برائے عبد خارجی ہوگی
یا برائے معنیت یا استغراق یا بعد فہمی۔ اگر عبد خارجی ہے تو اس کا بطلان
بدیہی ہے کہ کوئی خارجی کو حقین ان معنیات کی واقع نہیں ہوتی آپ کا
یہ فرمان کہ خارجی من اللہ والدہ یا من اللہ منہ ہے نفی منہ ہے نہ تینوں پر
دال ہے بل آپ کوئی حد ذکر کریں تو اس وقت میں یہ اولہ بھی ہو سکے گا۔
اور اگر استغراق حقیقی مراد ہے تو مراد ہر علم الحلق کا ہے جس کا بطلان صریح ظاہر
ہے اور اگر استغراق حقیقی مراد ہے تو اگرچہ آپ کے علم میں کلام ہے لیکن بموجب
وہام اس غلط کا افہام ناچار ہوا اور اگر معنیت یا بعد فہمی ہے تو درجہ اولہ
بعض اخلاق کو مستلزم ہیں جس کو ظاہر فردا سے شہر کرتے ہیں اور یہی شیخ اقل اور
مرتبہ مطلق اعلم ہے غرض کہ مولا کی تقریر غلط و مجروحہ کو مادی ہے۔ استغراق
عبد خارجی کو بموجب یہی بطلان ہونے کے مجبور ہو رہا ہے۔ مگر بقیہ صاحب کو

انتہا کم کہاں جو اس کو نہیں ملے

جو اس پر نہ مصنف نے انصیب کی الف لام کی بحث کی اور اس کی یہ قسمیں جنسی
استغراقی عبد خدائی عبد خارجی کو شمار کر کے ہر ایک کا انکار کرتا ہے۔ الف لام عبد خارجی
کے متعلق کہتا ہے اس کا بطلان بدیہی ہے کہ کوئی خارجی کو حقین ان معنیات کی واقع
نہیں ہوتی اس ناپائیدار کو ان معنیات کی تینیں اسودیت میں نظر نہ آتی۔

حدیث نمبر ۱۱:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عبدہ وسلم لیلۃ العیال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
شبہ بعلات میرے حق میں ایک

شہب ثاقب ص ۱۳۲

تطورت ف حقی قطره
فعلت ماکان و ماسیون

حدیث نمبر ۲ :-

سے بتا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الغیر و معد النیر
فخطبتا حے حصوت الظہر
فتزل فصل ثم معد المنیر
فخطبتا حے حصوت العصور
ثم نزل قطرة ثم معد المنیر
فخطبتا حے غروب الشمس
فاخرج مہما کما و مہما
هو کاشن یتہ

حدیث نمبر ۳ :-

قام قینا الذی علی اللہ علیہ
وسلم مقامنا خبرنا عن
مہذ الخلق حق دخل اهل
الجنة منان لهم و اهل النار
منان لهم

ان احادیث شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام
ماکان و مایکون کے علوم ازل پر سے تا ابد تک حاصل تھے قرآن منیبات کی یہ تفسیر خود

۱۔ از تفسیر روح البیان ۔ ۲۔ صحیح مسلم شریف مولوی ج ۲ ص ۳۱۰ ۔
۳۔ بخاری شریف از مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۰ ۔

احادیث میں موجود ہے بلکہ تمام ماکان و مایکون کے منیبات کی تفسیر قرآن کریم کی
آیات میں بھی ہے۔

مفسرین کرام آیت کریمہ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ کے تحت فرماتے ہیں

پنا چرام ہی اس تفسیر میں اہل منزل میں زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں ۔
قال ابن کثیر خلق الانسان
یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تخلقه البیان ماکان و مایکون
لا تہ کان و بین عن
الاولین و الاخرین و عن
ایم الدین

علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں ۔

هو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لانه الانسان الكامل و العباد
بالبیان علم ماکان و ما
یکون و ما هو کاشن

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔
وَعَلَّمْنَاهُ صِنَاةَ الَّذِي تَابَ بَيْنَنَا

۱۔ بحال مصری ج ۱ ص ۱۰۰ ۔ ۲۔ از تفسیر صاوی ج ۳ ص ۱۰۰ ۔

بُکْلِ شَيْءٍ

لاروشن بیان ہے۔

علامہ صادی کتاب کی تفسیر کرتے ہیں

الكتاب هو التلويح المصنوع في القرآن
من عمل لنا لكتاب في البصير المصنوع
من علم ما كان وما يكون وما
هو كاشف في الدنيا والآخرة فمن
اعطى شيئا من اسرار
القرآن فلا يحتاج للاطلاع
عليه الفصح المحفوظ
بل يأخذ منه ما اراد لا
كتاب ذو روح مفضل في القرآن
ہمارے لیے تفسیر کرنے والا۔ پس
کی جراح محفوظ میں ہوگی اور جو
ہو رہا ہے جو رہنے والے ہے دنیاو
آخرت میں سب کا علم سمجھتے تو جس
کو کچھ اور ان لوگوں سے دیاجی تو اس کو
روح محفوظ پر اطلاع کی حاجت نہیں
بلکہ وہ برآمد کرے گا اس سے اخذ
کرے گا۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

كانت معارفه عليه الصلوة
والسلام الى سائر ما علمه
الله تعالى واطلع عليه من
علم ما يكون وما كان و
حجاب قدرته وعظيم ملكوته
قال الله تعالى دَعَّمَهُ
مَّا تَمَّ يَتَكُنْ فَنَلَّوْا كَانَتْ
معارف تمام کے معارف زیادہ سے
مع ان تمام علوم و فنون کے جو اللہ تعالیٰ
نے آپ کو تسلیم فرمائے اخبار گذشتہ
اور اس قدر عجائب قدرت اور عظیم
حکومت و بے اندازه کے جن پر کہ اس
نہایت تبارے نے آپ کو مطلع فرمایا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور آپ کو وہ

ملہ ۲ سورہ غل

ملہ ۲ صادی ج ۲ ص ۳۴۱

فَنَلَّوْا كَانَتْ

مکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور
آپ پر اللہ کا نیا فضل ہے جو ہم لوگوں

قرآن کریم کی ان قرین آیات کی تفسیر سے بھی یہ ثابت ہوگی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو تمام ممالک و ممالکین کے منیبات معلوم فرما دیے گئے اس منیبت کو کہ ہمارے
شریعت اور اس کے کرمیہ نظریہ آئین اور ان منیبات کی تفسیر کا واقعہ ہوا نہ دیکھا تو حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منیبات کی یہ سدا آیات و احادیث بھی نے مقرر فرمادی۔ تو
وہ اپنے انکار کی مبرہینہ میں مان کر اپنے منہ پر خود ہی خشک لے اور اس کو یہ بھی پہنچان
کہنا پھر دوسرے اور العیب میں العت لام عبد فارقی ہی کا مان لے۔
اب وہ اس مفضل و انسانی قضا پر ہے کہ جب تمام ممالک و ممالکین کے منیبات کو حضور
علیہ وسلم کا علم عظیم ہے تو حضرت اس کا انکار کس منہ سے کر سکتے ہیں اب باقی رہا اس کا
ایہام کی وجہ سے ناجائز کہنا تو یہ معنی اس کی رائے ہے کہ یہاں ایہام کا تو شاید بھی نہیں
کہ ممالک و ممالکین کے علوم شنائی اور اللہ تعالیٰ کے علوم غیر شنائی نیز حضور علیہ السلام
کے علوم عظامی ممکن لذات حادث۔ مخلوق مقدر۔ جائز انفا ممکن التبدل اور اللہ تعالیٰ
کے علوم ذاتی۔

الذی ابدی قدیم غیر مخلوق غیر مقدر۔ واجب البقا۔ مشیت التفسیر تو اس قدر و جہ
فرق کے باوجود بھی اس کا ایہام جو تبارے آواز سے چاہئے کہ اپنا اطلاع کرانے اور دعائی
قرائن سے کھائے۔ اگر حضرت میں ہی وہیم پستی باقی رہی تو یہ وہ اپنی ساری ویویندی
قدوم کو سرحد۔ سینا و میر میر کہ جسے ہم نے ایہام کرے گا اور ان کو معدوم۔ پہلو اندھا
پاگل کہنے کا بیان تو دوسرے گا۔

اب باقی راجع لام منشی یا مصیبتی وہ بعض افراد کو مستزم ہے تو شافعی نے
اس کو دیر و عمر و پختی پاگوں جائزوں کے برابر کر کے حضور کی ضرورت کی کمیٹ دی

ملہ ۲ از شرح شفا صریح ج ۱ ص ۳۴۲

مقتضیٰ ہے نہ جو بخاری کو مانا مستغرق انسانی کو مانا نہ جیسی کو مانا نہ عبد و جیسی کو مانا
تو اس نے تمام درجہ عقل کے اعتبار کے حصول پر التماس کے لیے علم غیب کا باطل ہی
انکار کر دیا۔

پھر صفت نے اپنی کم ملی حکم فی کس ثوب منابر کو مانا اور اپنی ناقصیت کا اسطرح
انکار کیا۔

اس تقریر کے رد میں ہماری کرامتیں پھر بنے کیونکہ وہاں اطلاق کسی لفظ کا
اس میں استغراق وغیرہ موعوم ہوں نہیں ہے بلکہ

جو باب : معرفت اس قدر کم فہم ہے کہ اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ تقریر مطلق
علم میں کیے جاری ہوگی۔ اگرچہ یہ صاحب کو تو بخاری کر دیا۔ اس قدر معرفت کی بے تعلی
ہے اور جتنی کتنی داتا ہے غیر ہم اس مطلق علم کو بخاری کر کے دکھاتے ہیں سو معرفت
کی ذات پر مطلق علم کا کیا مانا ہوگا بلکہ عقل و دیندہ ہی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ
اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم بعض علوم مراد ہیں تو اس میں معرفت کی کیا نہیں
ہے ایسا علم تو ذیہ و ذکر پر مبنی ہے اور یا کل علم تمام علوم مراد ہیں تو اس میں معرفت کی کیا نہیں
حاصل ہے اور اگر تمام علوم مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد ہی خارج نہ رہے تو
اس کا بطلان دلیل عقلی و عقل سے ثابت ہے اس تقریر میں اطلاق لفظ عالم کی بحث
ہی نہیں ہے بلکہ مشکل مطلق علم کی بحث ہے اور یہ تقریر مطلق علم میں ظاہر اس لیے کہ
آدمی و جاندار کے لیے بعینہ اشیا کا مطلق علم حاصل ہونا ان کو علم غیب حاصل ہونے سے
تمام روشن ہے۔ معرفت نے اس کو ظہر کہہ کر قرار اپنے پھر اوردے لے لیا ہونے کا ثبوت پیش
کر دیا۔

اچھا اس کے لیے معرفت اپنی مزید جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔
اور آپ کا اس تقریر کو قدرت باری عزوجل میں جاری کرنا نہایت کاغذی

اور کم مثل پر دلالت کرتا ہے۔ اولا میں کہہ چکا ہوں کہ اطلاق غلط نہ تھا
ہے انصاف سمجھنے سے کوئی حلقہ ہی نہیں اور اگر اس سے قطع نظر کی جائے
تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص ذیہ و دہرہ و دہرہ میں قدرت کسی علم کی ثابت
کرے کیا قدرت غلط کسی فرد بشر کی قدرت میں جتنی ہے کیا مذہب علماء
مستند بھی ہے۔ ہرگز نہیں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے تو قدرت تمام کے یہ
ہے کہ وہاں بات ذاتیہ و ملکات و صفات ذاتیہ سب کے ساتھ شقی
ہو سکے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ ملکات ذاتیہ سے ہیں کا قافیہ کا شیعہ ہو سکتا ہے

جواب :۔ اعطفت قدس سرہ نے اللہ و اللہ اللہ میں اس ذریعہ عبارت غلط و اسیان
کے متعلق تفسیری کو یہ الزام دیا ہے کہ قافیہ نے معنوی علی التام کے علوم غیبیہ و غیر
کی ضرورت کو ذیہ و دہرہ و دہرہ پر پڑا اور بالکل اور ہر جاندار جو اپنے کے علوم صفیہ و ذلیہ
پر ابر کر دیا اور مشد کی ضرورت کے بننے کے لیے فقط بعین کے سادق ہو جانے کو
برامی اور حقیقت کے لیے کافی قرار دے دیا۔ تو قافیہ کے نزدیک جب فقط فقط
بعین کا سادق ہونا ہی کافی اور تمام کے لیے اور ضرورت کی نفی کے لیے کافی ہے
تو وہ قدرت میں یہ ہی تقریر جاری کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ذیہ و دہرہ پر
پڑے اور جو اپنے کی قدرتی کے برابر ہونے کا شکر کرے۔ کیونکہ تمام حیرات بعض افعال
اور کسی کی حرکت پر قدرت رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کی قدرت باجماع اہل حق و حیات
خلق و ایمان میں کچھ متور نہیں ہیں بعین قدرت کا سادق ہونا یا ان کی اور اللہ تعالیٰ ہی
ذات اور صفات قدیمہ پر قادر نہیں درود خدا کی ذات و صفات ہی متعدد و عاقبتی
نہیں و حادث قرار پائیں گی اور کہہ الہ و الہ و الہ و الہ ہی بعین ہی سادق ہونا کہ ذات و
صفات تحت قدرت داخل نہ ہونے۔ لہذا قافیہ کی تقریر کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی قدرت
اور ذیہ و دہرہ و دہرہ کی قدرتی میں تساو اور برابری لازم آگئی۔

مٹاؤ کی کیا پاک قزیریہ ہے کہ وہ جس میں پہلے کل یا بسیم ہو تا دیکھتے ہیں اور
 بسیم ہونے کی قدرت میں وہ برابر ہوتا ثابت کر دیتا ہے پھر انیس گزیر کر لیا فری
 کر کے ہے مائل اور تیج کا امتیاز کرتا ہے۔ دھلت اور شامت کا لٹا کر تاج ہے زاور کرنی
 ضرورت کو نظر رکھتا ہے قاس کے نزدیک فضیلت صرف کل کے حاصل ہونے میں
 ہے اور بسیم کے حاصل ہونے میں کچھ فضیلت نہیں۔ بلکہ وہ بسیم جو مردوں کا کون کر دیا
 ایک کون نہ ہوں اس میں کی برابری ہے جو ایک دوسرے سے ہے اس مٹاؤ کا نام بیان
 اور فرقی مراتب کا مٹاؤ۔

الطغرت قدس سرہ لای مسنون اور الزام عربی زبان میں ہے مسنت اپنی جہالت اور
 عوقی سے نادانستی اور چراس پر کلمہ فنی و کلمہ فنی کی بنا پر اس کو کورہ سکا اور مطلق قدس کو
 قدس مطلق کہہ لیا یا اس نے جان پر جو کہہ عرف اور افزا کیا کہ مطلق قدس کو قدس مطلق
 بنا ڈالا اور یہ معرفت و خرافات اس لیے کہے کہ مطلق قدس میں مٹاؤ کی تعزیر
 جاری ہو رہی تھی اور اس پر نتیجہ مرتب ہو رہا تھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور
 مخلوق کی قدرت کا برابر ہونا لازم کرنا تھا۔ جس کوئی جواب مسنت کے پاس نہیں تھا تو
 اس نے علوم کی انھوں میں وصول جسے کئے ہے یہ معرفت کی کہ اس مطلق قدرت کو قدس
 مطلق بنا دیا اور یہ دوسرا کوئی نام نہ نہ ملان بھی کسی غیر خدا میں قدرت مطلق کا مفہوم
 نہیں رکھتا تو کوئی عالم ایسی بات کس طرح کہہ سکتا ہے۔ تو قدرت مطلق کا اعلیٰ مرتبہ
 قبل سے ذکر نہیں کیا یہ مسنت کا کھلا ہوا جھوٹ اور مرتبہ انفراس ہے۔
 الطغرت قدس سرہ یہ صاف فرما رہے ہیں۔

فان العبادات جميعها قدس
 على بعض الافعال والامارات
 وان لم تكن قدس مقاموشة
 وفي المطلق والابواب والامارات
 اهل السنة والعلماء

رقبہ ایمن و لیس للعبد من
 الخلق صفی جملة واحدة وما
 یحیی فی نفسه من شدته
 واداد و اعتقاداً تاملتھا انھ
 تاملت فیما لا۔

ترجمت کتاب الطغرت قبلہ پرافتر اور بیان ہانڈہ ظاہر ہو گیا تو مسنت نے
 قدرت مطلق پر جو کچھ کہا اور ضعف مٹاؤ پر جسے نصیر کی طرح سیاہ کر دیا اس کا اعلیٰ مرتبہ
 قلیہ پر کوئی اثر نہیں رہا ان کے جوابات کی کوئی حاجت رہی کہ اس کا کوئی قائل ہی نہیں
 ہے۔ وہی مطلق قدس کو وہ مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاصل ہے جو قدرت
 مٹاؤ کا سر ہے ذکر خالص ہے۔

خاتمة الكتاب

الحمد للہ اس زور جواب نے شباب شاک کی تمام فریب کاریوں، انفرانڈیوں
 بیہتان طرازیوں، طع سلاویوں کیا دیوں۔ حکایتوں کو فشت ادا کر دیا اور مسنت کی
 عرقریزوں جبرنی مٹاؤوں اور نامتقل توہینوں کو خاک میں ڈال دیا۔ تاہی کی طرف قیاری باطل
 کی حمایت کا پردہ چاک کر دیا، کفر کی تائید، توہین شان اہلیت و رسالت کی طع لاری کا
 پردہ فاش کر دیا، الہامی اور بندگی کی پاک عمارت پر جو مسنت نے دھن کا زلزلہ ڈالا
 ان کی ناقابل ترمیمی تادمیں ان سب کی حقیقتوں کو آشکارا کر دیا اور یہ ثابت کر
 دیا کہ یہ عبادت اپنے گزری سننے میں متین و متین رہی، کوئی تاویل کوئی توجیہ ایسی
 نہیں جو ان سے کھر کاٹا دے کوئی نہ ضعیف سے ضعیف احتمال ایسا نہیں جو ان میں کوئی
 دھماکا نہ کر دے۔ دلچسپیوں نے انتہائی عرقریزیاں کر لیں، دلیلیں نے ان میں باطنی
 ملے۔ انوار و نور الکریم سے۔

کوشش میں لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا کلمہ راجح و مستحکم ہو گیا اور ان کی وجہ ایمان کی پیروی نہ ہوئی اسی بنا پر علامہ رحمن شریفین نے ان عبارات کو شک کی رسالت میں قرین ثابت قرار دیا ان کے مصنفین رشید احمد گوجہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد امینی، اشرفی قاضی اور لغوی کے حصے مار دیا ہے انہی کا ایسا ترجمہ دیا کہ مفسر یا من مشک فہ کفر و دعابہ فقد کفرو جو ان کے کلمہ مناسب میں شک کرے کہ وہ کافر ہو جائیں اور ایسا کافروں کے حق میں جو کتب فقرہ در فقرہ راقیہ، فتح البزور، مرقۃ المفاتیح وغیرہ سے خیر ہے بزرگوار۔ میں انکلام میں تیار نہ۔

بحر الرانی میں ہے۔

من حسن کلامہا اهل الاواء
ادقال معنوی او کلام مدعی
صحیح النکان ذلک کفرا
من القائل کفر
المعن من تلفظ
بلفظ الکفر یکفرو
دکل من سکتہ اور معنی یہ کہ کفر
ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہو گیا جو اس کفری بات کو صحیح کہے یا اچھا بتائے۔ یا اس پر متفق ہو کرے۔ یا یہ کہے کہ اس کے کلمہ اور معنی ہوں گے وہ بھی کافر ہے۔

ان معضرت قدس سرہ نے ان ابراہیم بنی کی یہ ناپاک عبارات اور اس پر شرحے کر کے کرملہ رحمن شریفین کے مکتبے پر پیش کیا انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی ان کے کلمہ کلام تمام ائمہ اربعین نے جب اس کتاب کو ترجمہ کے شوق کیا گیا تو اس مستغنی نے اس کے جواب میں یہ کتاب (درجہ المؤمنین علی دامن الشاہدین) بھی میں کا مشہور نام

الشہادۃ الشاہد علی المستحق الکاذب رکھا جس میں اس نے مدعا افزا کیے صراحت

جہت ہوئے مدعا فریب دینے مدعا کر فریب کیجے، مدعا سفر باقی میں کہی یا مکتول ناویش گزمیں کئے، قاضی قبول مدعا کرتے کتنے جیلے حوالے تھے لیکن کوئی بات قابل قبول نہ بن سکی کوئی تاویل صحیح ثابت نہ ہو سکی کوئی کلام میران شریعت پر نہ اثر کیا کوئی قول مبارک ملت کی موافقت نہ کر سکا۔

تو کیا کسی ہے مذہب کی ایسی ناپاک کتاب پر کھتی ہے؟

کیا کسی حق مسلک کی ایسی نوز کتب یا تائید کرتی ہے؟

اور جو معتقد کی ایسی دہریہ دہی کیا اہل حق کی حقانیت پر ہونہ و مال کرتی ہے؟

اس کی ایسی گالی گھڑی کیا اعلیٰ حضرت قبل کی صداقت کو مٹ سکتی ہے؟

اس کی ایسی گندی گستاخی یا قبیح کیا اس کی اور اس کے ابراہیم کی محبت بیکار کرتی ہے؟

اس کی ایسی سوزناک سبب و تہم کیا اس کی شرافت کی دلیل بن سکتی ہے؟

ماتلون نے خود ہی فیصلہ کر لیا ہر گاہ کہ۔

○ گواہیاں وہی دیا کرتے جو واقعی جواب دینے سے عاجز ہو۔

○ اشتراوی کیا کرتا ہے جو کفری بات کہنے سے مجبور ہو۔

○ فریب وہی دیا کرتا ہے جس کے پاس حق نہ ہو۔

○ جہت وہی دیا کرتا ہے جس کے پاس حق نہ ہو۔

○ باطل کی حمایت وہی کیا کرتا ہے جس کا قلب گراہی سے برباد ہو۔

○ تافہ کی تائید وہی کرتا ہے جس کا دل مشائست سے پر ہو۔

○ بلکہ جو حق کا علم دار ہو نہ جائے۔

○ زنجیر جہت بول دینے نہ اضر کرتا ہے۔

○ صداقت کا علم فریب دیتا ہے نہ ایمان کے جواب کے گواہ بن سکتا ہے۔

○ مسئلہ اور آخر نے یہ شہاب ثاقب کا رد دیکھا اس میں اس گندی کتاب شہاب ثاقب

کا کلام گھڑی سبب و تہم ذکر ہو رہا ہے کہ جواب دیا گیا، اکثر و بیشتر جوابات مذہب

اجنبی کی عمدہ دستبرد کتبوں کے جوابات سے دینے کئے اور حق کا استحقاق اور باطل کا

ابن ابی آقصاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا گیا اور شہاب ثاقب کی گامیاں
(۹۳) اس کے جنون اور افترا (۱۶۱) اس کے غریب اور کید (۱۰۵) پیش کر دیئے
گئے۔ اگر اس کے مصنف میں بیکر اس کی ساری دیو بندی قوم میں جیاد حضرت، عزت
و محبت اور علم و قابلیت ہے۔ چنانچہ اس کی صداقت اور اعانے کا ثبوت ہے کہ ایک سال
کے بعد اندر میری اس کتاب کا جواب دی اور جس طرح میں نے ہر بات کا جواب
حوالہ کے دیئے اسی طرح اہل جواب ہر ہر بات کا کھوکھلا کر دیا۔ تو ہر شخص کی ہاں
کا امتیاز کرتے ہوئے کہ اگر وہ یہ بھی فیصلہ کر لیا کہ وہ چاہتے ہیں اور کوئی جواب دے۔ اور کوئی
اہل حق ہے اور کوئی اہل باطل، اور کس میں علم و قابلیت ہے اور کس میں لاشی اور جاہلیت
ہے اور اگر سال میں اس کا جواب ملے گا تو دنیا بھری صداقت و راست سبازی
اور اعانے کا ثبوت و قابلیت کے متعلق خود ہی رائے قائم کرے گی اور تہااری شیروں
اور فیروں سے واقف ہو جائے گی۔

مسئلہ نو! اٹھنے ان کا پروہند کی خدا در رسول کی شافروں میں گستاخیاں یہ اوہا
گامیاں دیکھیں۔ ان کی وہ گندی گھونٹی وہ پٹاک قرین و متعین کی جہالت پر عین اور
یہ بھی دیکھ لیا کہ ساری دیو بندی قوم کے پاس ان فکری جہالت کی نہ کوئی ہیج تو میر
کا وہی نہ کوئی واقعی غدر ہے نہ جواب۔ تو ان کے دشمنان خدا در رسول بل خدا و مل اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ہونے میں کیا شک باقی رہا اللہ صفات کوئی۔

- تہاارے ہاں باپ بائست و پیر کو گامیاں دے۔
- تہاارے ہاں باپ کی خدمت کو بذر گسے ہر کی مودوں کے تشبیہ دے۔
- تہاارے استاد و پیر کے علم سے رائے ملتی چار کے لیے علم نہایت کرے۔
- تہاارے ان بزرگوں کو تہرا اور کاتب با فعل کہے اور انہیں لکھ لکھ کر چاہے
شائع کرے۔

کیا تم اس کا ساتھ دو گے؟ اس سے بہت کر دے؟ اس کی عزت کر دے؟ اس
کی ان گامیوں کی تادیبیں کر دے؟ اس کی اس کو اس سے بے بہرہ ہو کر اس سے

بات بہت کر دے؟ دہرے اس کے پاس نشست برخواست کر دے؟ ہرگز نہیں
ہرگز نہیں۔ اگر تم میں انسانی عزت و وقیت ہے ہاں باپ کی عزت، دانستہ عام نشان
بھی دکھائی گئے تھے تو اس جگہ کی خدمت سے عزت کر دے اس کے سامنے دور مبارک
کے اس کا نام شکر چڑھ کر پڑھے گا۔ جو ان گامیوں کی تادیب کرے گا اس کے بھی
خوش ہو جائے گا۔ پھر خدا کے لیے ہاں باپ کی عزت و محبت، استاد و پیر کی خدمت و دانستہ
کو ترازو کے ایک پل میں رکھو اور اللہ تعالیٰ کی خدمت و محبت اور اس کے محبوب علی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و محبت کو دوسرے پل میں رکھو۔ اگر پچھلے گامیوں ہرگز ہاں باپ کی
استاد و پیر کی عزت و محبت کو خدا در رسول کی عزت و محبت، دانستہ عام نشان
نا چھوڑ اور حقیر جانے گئے۔ تو واجب بلکہ صد ہزار گنا واجب تر گستاخانہ خدا
در رسول سے جگہ عزت و شرفی خدا در جوابی ہو۔ ہاں باپ استاد و پیر کے گستاخوں کے ساتھ
اس کا ہزاروں حصہ نہ ہو، جب تو پیر کو گامیاں لال ہے اللہ در رسول علی تہاار و علی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے عزت و محبت و دانستہ عام نشان سب پر غالب علم ہے اور سب کی عزت
اور تہیں ان کے مقابلہ میں ہیں اور اگر ہاں باپ کی عزت و محبت حاصل نہ ہو تو خود ہی فیصلہ کر دے کہ تہاارا
مشکلان ہر سے کا دعوے صحت زانی ہے۔ دل میں اور دل کی عزت و محبت مانع ہے
اس میں کسی مٹی کے فوسے کی حاجت نہیں، بلکہ تہاارے باپ اس کا خود مٹی ہے پڑے
قصب ہی سے اس تعالیٰ میں فوسے نہ۔

وَرَدَّ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِحُجَّةٍ جَبِيَّةٍ هَلَلَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيْمَانًا صَحِيحًا.
وَحُجَّةً كَامِلَةً. وَالْفَلَةُ سَادِقَةٌ. وَاجْتِنِ عَلَى مَذْهَبِ أَهْلِ السُّنَّةِ
وَالْجَمَاعَةِ وَابْتَغِنا عِلْمَ حَبِيبِمْ وَحُجَّةَ جَبِيَّةٍ وَابْتَغِنا تَاعَتِ الْوَالِدِيَّةِ
وَدَرْ قَنَاشَةِ سَمُولَةِ سَيِّدَتَا عُمَدِ هَلَلَهُ عَلَيْهِ وَالْهَمَّ وَ
أَصْحَابِهِمْ أَجْمَعِينَ مَعْتَمِدِينَ عَلَى الْعُلَمَاءِ

مولوی حسین احمد شیل آبادی مصنف شہناشاہ قبکے جدید کفریات

مصنف شہناشاہ اپنے الابرار کا وہ بوند کے تمام کفریات کی طرز پر دلائل و براہین کے احصاء پر اپنی رشتہ خویش کر کے ان تمام کفریات کو کہن کا فرد و زمرہ ثابت ہو گیا مگر چونکہ اس کو شیعہ علماء و بوند جناح اس بنا پر اس نے اپنے الابرار کے خاص تر کفر توہین و مستحقین شایہ رسالت میں جدید کفر کے امتیازی کارنامہ کیا اور اپنی دشمنی سرکار رسالت کے جذبات کے ماتحت یہ جدید کفریات کیے۔

۱۔ واقعہ یہ کہ اگر مشیل میں ۱۰ ماہ پرچہ الاقل شریف ۱۳۴۰ء میں یہ مصنف حسین احمد شیل آبادی و ناہیہ کے جلسہ میں زمرہ میرت پاک کے نام سے مشہور تھا (مشرک ہوا اور اس نے بڑا داکے منع عام میں سیرت پاک صاحب نوادر کتب سنی و ائمہ اثنی عشری علیہ وسلم پر تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاشی کا طریقہ یہ تھا کہ آپ اہل مکہ کی اجرت پر کھانا پیرا کرتے تھے اور مسند کے کچھ بچوں کی سیرت کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ نے دوسرے تابع کی مجلس میں شرکت کی لیکن آپ کو اس مجلس میں شیعہ لکھی۔ ان دونوں واقعات سے شہر میں شور مچ گیا۔ کچھ لوگ مسند حاشی سننے، مامی متقی سلطان الاسلامین سنہ الفیتین، فقیہ مظلوم مولانا سوری الحاج احمد اہل شاہ صاحب مفتی محمد منیل کے پاس آئے۔ اور انی ہر دو واقعات کو دریافت کیا۔ پھر مولوی حسین احمد کا حکم فرمایا۔ تو حضرت مفتی صاحب نے یہ کمال امتیاز کی کہ ان الفاظ کا سوال کیا کہ ان ہر دو باتوں سے تمھارا کدو کدو کر میرے پاس لادو تو میں اس سوالی پر فتویٰ سے نکلو دوں گا۔ تو اگر اخیر میں مکررم کارکن سے سوال کھسکا کر لے اور ساقی نرود بھی آیا۔ اور حضرت مفتی صاحب کے دو روز اس نے سوال پر دستخط کیے تو حضرت مفتی صاحب نے یہ فتویٰ فرمایا کہ حکم اٹھا کر گھم واپس فتویٰ دلو بند دسہار چند بھڑک کباب بھیجا گیا اور کئی کارند وادائی کے لئے روزانہ کے لیکن اب تقریباً تین سال ہو گئے کوئی جواب مولوی نہیں بھالے چند مقامات سے یہ خبر مولوی پر چڑھی ہے کہ مولوی حسین احمد ان واقعات

کو بار بار بیان کر رہے ہیں تو فیض الہامی علوم اس سوال اور جواب کو جملہ نقل کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔

سوال :- کیا فرق ہے بین علماء دین زیر نے دلائل میں بیان کیا۔
نہرا۔ مگر ہر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخرت پر کھیل چڑا دیں اور یہ بھی فرمایا کہ ہر شی کے بھائی پر لائی ہیں۔

نہرا۔ آج ہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دوسرے ہیں میں ایسا اتفاق پر پیش کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت نہ لے گئے لیکن وہاں پر کچھ کرنا دنا تھا لے لے آپ کی اس طریقہ پر مخالفت کی کہ اگرچہ خیرہ لکھی اور ہر حالت مجلس کے بعد تک آپ مرتے ہی رہے۔

نہرا۔ اور مگر نے دلائل میں یہ بیان کیا کہ یہ ہر دو واقعہ مذکور بالا غلط ہیں ان دونوں سے قرہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تھی ہے۔ ایسا کہنے والا اور سمجھنے والا دونوں کا فریبی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان چاہنے اور دوسرے کے لئے کیا حکم ہے۔

مکتبہ اختر حسین بکرم خود غلام پارسہ ۱۹ دسمبر ۱۹۱۹ء۔

سوال نہرا۔ الجواب :- اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ ہر ایمان پر فطرت کے لئے باعث نفرت ہے جیسے کتب، جہلی، غیبت، وغیرہ اور ایمان پر جواہریت و عزت کے کھانوں ہر جیسے فتنہ بیستی کی ہیں۔ لہذا اہل ایمان وغیرہ اور ہر ایمان پر جواہریت و عزت کے کھانوں جیسے عقائد، بریں وغیرہ اور ہر ایمان پر لکھ نام اور پڑھ جواہریت و عزت کے کھانوں اور سب عجیب و غریب جیسے فتنہ اور اجرت پر ذلیل جیش و تمام انبیاء و کرم علیہم السلام ان سب سے متفرق و پاک ہیں۔ مثلاً ان کی نہایت مشہور ترین سب مساییدہ اور اس کی شرح ماصورہ میں ہے۔

و مشروط النبوۃ والسلامۃ من اور اجرت کی شرط پکی نسب اور اہتمام
وفادۃ الانبا و من غصن الانباہات اہل بیت اور سخت ولی سے سلامتی

ومن العسوة والصلاة من
العبود المنفردة كالعبود الخلق
ومن قلة المدوة كالأكمل على
الخلق ومن دماء الصلوة
كالجماعة لان النبوة اشرف
مناصب الخلق متعنة الشافية
لاجل الانفس بالمخلوق
فيعتبر بها انتقام ما يتناف
ذلك غفلا ربك

حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

قد اختلفت في معتقدها في الامور
من المعاصي قبل النبوة فنفها
توحد جزها اخذت والاصح
شأنه من كل
عيب وعصمة من
كل يوجب العيب. غننا ربك
اور یہ ظاہر ہے کہ اُجرت پر کریں کا چرنا ایسا ذلیل پیش ہے کہ جو باعث شک و
عار اور سبب عیب و نقص ہے۔ اسی بنا پر شارح شریف حضرت علامہ علی قاری
شرح شفا شریف میں اس اسی مسئلہ میں تصریح فرماتے ہیں۔
قال المحققون انه عليه الصلاة
اور بحث نفرت میںوں جیسے
بڑے مؤام سے اور نفرت مروت
جیسے راست میں کھانا کھانے سے اور
پیشہ کی وقت پہنچے جیسے محاسن سے
پاک ہونا ہے اس لیے کہ نفرت سبب
عن میں بیز شرف ہے اور اس کے
لیے انتہائی عزت کی طالب ہے تو
نجست کے لیے اس کے خانی امور کا
دروازا مہیا کرنا چاہیے۔

والسلام عليه مع لاحد بالاجرة
وانصاحه فم
نفسه وهذا لا يمكن
عيا في قوله

اس عبارت نے آداب کی طرح نبوت کو ایک محققینِ نبوت کے نزدیک محض
انہی پر مبنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کی بکریاں اُجرت پر نہیں چرائیں۔ اب باقی رہتی ہے وہ
حدیث جس کو بخاری و مسلم شریف اور ابن ماجہ و دیگر کتب حدیث نے روایت کی کہ اس
کے بخاری شریف میں یہ الفاظ ہیں جن سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کنت ارحا علی
خدا و بیٹ لاہل مکة قرآن کلمات میں نہ تو کہیں اُجرت کی تصریح ہے نہ اُجرت پر
و اوت کرنے والا کوئی لکھنے حدیث شریف میں خود و بیٹ لاہل مکة ہے جس سے
بسن کاشتہا ہو گیا ہے اور چاندی سونے کے سونے کے کسی بڑا کو کر لیا ہے مادہ
قرا و بیٹ سے اس حدیث میں یہ سننے کو ادنیٰ نفع اور خفا ہیں۔ چنانچہ علامہ علی قاری
اسی حدیث کی شرح میں شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

قال محمد بن ناصر لخطا سوي
ف تفسير القياط بالذهب
والفتحة اذ لم يرد النجس على
الله تعالى عليه وسلم لاحد
يا حجة قطه اذ كان يرد
الغنى على الصبح وافر
مبا ابراهيم بن اسحق المغربي
الامام في الحديث والفتحة

محمد بن ناصر نے فرمایا کہ حضرت سوي
نے قرآن کی تفسیر سونے چاندی کیساتھ
بیان کرنے میں غلطی اس لیے کہ نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی کی بکریاں
اُجرت پر نہیں چرائیں۔ آپ قرآنی ہی
بکریاں چراتے تھے اور قرآن کی صحیح
تفسیر وہ ہے جو حدیث و سنت و فروع
کے امام حضرت ابراہیم بن اسحاق نے